U07844

الا قتل الحسین بکربلا

اصلاح

یا لیتنی کنت معہم فافوز فوزا عظیما

مرتبہ علی حیدر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

مظفری یتیم خانہ فنڈ جناب مولوی سجاد حسین صاحب مدرس ۱۵۰۲ میزان سابق للعہ میزان کل

اصلاح پرنٹنگ کمپنی - بقیہ جناب سید محمد تقی صاحب خلف ... جملہ

آل انڈیا شیعہ گزٹ - اس نام کا ایک اخبار محلہ یحییٰ گنج لکھنؤ سے نکلنے والا ہے جسکا سب سے پہلے خیر مقدم اصلاح کرتا ہے - ابھی پندرہ روزہ ہوگا سالانہ چندہ ہے - خدا کرے ہمارا ایک بھائی اور ہو جس سے ہمارا بوجھ ہلکا ہو اور مصیبتوں میں کمی ہو - مراسلات بنام سید یاد علی صاحب منیجر ہونی چاہیئے -

خلافت بلا فصل - قابل رسالہ ہے جو جناب منشی سید عنایت حسین صاحب شیدا ریاست محمود آباد ضلع سیتاپور سے مفت صرف محصول ڈاک سے ملتا ہے ضرور طلب فرمائے کہ قابل دید ہے -

سوانح عمری امیر مختار - یہی وہ کتاب ہے جس سے مومنین کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں - اور دل خوش ہوتا ہے کہ امیر مختار رضی اللہ عنہ نے کس کس طرح قاتلان جناب امام حسین سے انتقام خون لیا ہے - نہایت تفصیل اور بسط سے یہ کتاب لکھی گئی ہے - بقیمت ۸ر تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی آغا میر سے منگا کر ضرور دیکھیے

دینیات کی تیسری کتاب مصنفہ جناب حکیم حافظ مولوی سید فرمان علی صاحب دام عزہ مدرس اعلیٰ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ بھی بفضلہ چھپ کر تیار ہے - تعریف کی ضرورت نہیں - کیونکہ اسکی پہلی و دوسری کتاب سے قوم اچھی طرح روشناس ہو چکی ہے - صرف منگا کر دیکھنا اور بچوں کو تعلیم دینا باقی ہے صفحہ ۱۹۲ ہر تمام ہے قیمت نہایت ارزان ۶ر انجمن رضویہ پٹنہ سے طلب فرمائے -

فلسفہ اسلام - اس نام کی ایک کتاب جناب راجہ امام علیخانصاحب رئیس ہٹوا مئو ضلع بارہ بنکی نے تصنیف کی ہے جسکی فہرست نہایت عمدہ خوشخط - اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھپی ہوئی دفتر میں موصول ہوئی ہے جسکے فہرست مضامین معلوم ہوتا ہے کہ واقعی یہ کتاب فلسفہ اسلام ہوگی - اصل کتاب تو ہنوز چھپی نہیں - دو جلدوں کی قیمت عہ مقرر کیگئی ہے ۲۰x۲۶ کی تقطیع پر ہزار صفحہ کی کتاب تیار ہو - اگر خریداروں کی تعداد پانچسو سے زیادہ ہوگی تو غالباً قیمت میں تخفیف بھی ہو - شائقین کتاب ہذا صرف درخواست خریداری سے مصنف کو مطمئن کریں کہ ممدوح اس کتاب کو چھپوا ڈالیں - اور ایک بڑی ضرورت رفع ہو -

لائق طبیب ڈاکٹر کی اگر کسی رئیس کو ضرورت ہو تو دفتر اصلاح سے مراسلات کریں -

ہوشیار طبیب کی اگر ضرورت ہو تو جناب میر مہدی حسن صاحب سرسی ضلع مراد آباد سے مراسلات کرنا چاہیئے

جناب باقر حسین خانصاحب مدرس دوم انگریزی جو اسوقت مدرسہ سلیمانیہ میں انگریزی کی تعلیم دیتے ہیں نے انگریزی انٹرنس تک اور فارسی و ہندی و ناگری درجہ مائنر تک حاصل کی ہے اور پندرہ برس سے زیادہ طریقہ تعلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ھ	نمبر ۱

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین علیہ السّلام وجعلنا من الطالبین بثارہ مع ولیہ الامام المہدی من آل محمد علیہم السّلام

اصلاح جلد سیزدہم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

الحمد للہ کہ اصلاح جلد ۱۲ عزای امام مظلوم مین تمام ہوئی اور اب جلد ۱۳ شروع ہو رہی ہے جس سے امید ہے کہ یہ عزای شہدای کربلا روز بروز ترقی کرے کیونکہ ہماری تمامی ترقیان اسی عزاداری سے وابستہ ہین جبکہ رسول اللہ نے خود نہ اپنی حیات مین نوحہ و بکا کیا بلکہ قبر مین بھی آرام سے نہ رہ سکے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ کو خواب مین اپنی غبار آلود صورت دکھائی اور حضرت ابن عباس وغیرہ دیگر صحابہ کو بھی۔

پھر ہم اگر مومن ہین ایمان دار ہین تو ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ اس عزاے امام مظلوم کو ہمیشہ قایم رکھین کیونکہ یہ سلسلہ شہادت ختم ہوا ہے نہ سلسلۂ ظلم اعدای دین۔ آپ اس نمبر مین اخبار اہلحدیث۔ الحکم قادیان وکیل امرتسر روزانہ پیسہ اخبار کی وہ تحریرین دیکھینگے جنمین متفقہ کوشش سے اس سلسلۂ عزاداری کے مٹانیکی کوششین کی جاتی ہین حالانکہ اس سے پہلے صرف مرزا حیرت تعلیم اڈیٹر النجم اسکے منکر ہوئے تھے جو اوس زمانہ مین مرزا سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ اور اب یہ خلفاے اربعہ آمادہ محو دین ہین تو خدا ہی حافظ ہے۔

تنہائی اصلاح انسکے مقابلہ مین صرف ایک اصلاح ہے جو ہزارون مصیبت سے مہینہ مین ایکبار شایع ہوتا ہے اور مخالفین کے اخبار روزانہ ہین کوئی ہفتہ مین دوبار ہفتہ وار تو اکثر ہین۔ پھر تاہم یہ مقابلہ اوسی قسم کا ہے یا نہین جو ۷۲ تن شہدای کربلا کو ۳۰ ہزار فوج یزیدی سے پیش آیا تھا۔

مگر خداوند عالم کا وعدہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ ایسا سچا ہے کہ آپ دیکھ رہے ہین

اطلاع عام۔ اصلاح ۱ بعد اربعین سب کے نام بذریعہ ویلوپی روانہ ہوگا جسکو کچھ عذر ہو مطلع فرمائین۔

تہا اصلاح انکے مقابلہ مین کیا کرتا ہے۔

کمی مضامین مناظرہ ہمارا پیشتر سے مصمم ارادہ تہا کہ مضامین مناظرہ کو کم کرین ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲ جلد ۱۲ جسپر مومنین نے اسقدر خطوط آئے کہ ہمکو حیرت ہوئی پہلے وہ رای دی گئی تھی اور اب یہ اصرار ہے کہ ہرگز ہرگز مضامین مناظرہ نہ کم کئے جائین۔ اسکی کیا وجہ ؟ مگر ماہ محرم کا چاند ہوتا تہا کہ مروانی فوجون مین خون یزیدی جوش مارنے لگا جس سے معلوم ہوا کہ مومنین کا خیال بہت صحیح تھا کیونکہ حدیث مین ہے المومن ینظر بنور الایمان۔ دوسری حدیث مین ہے اتقوا فراسۃ المومن جسنے واضح کردیا کہ مومنین باتقین کا یہ اصرار از قبیل فراست ایمانی تہا۔

لہذا ہم پہلے اون حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے یہ رای دی۔ اور پہر اپنے مخالفین کا بہی شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے بہت جلد بتا دیا کہ ابہی ہمکو مہلت نہین مل سکتی۔

جس طرح جناب امام حسینؑ کو نماز کی مہلت نہ ملی

نقصان اصلاح مگر اس سے نہایت درجہ کا نقصان دفتر کو ہوگا کیونکہ سال گذشتہ کے اصلاح کا حجم ۹۰۰ صفحہ ہے جو مشمول ارسال الیدین کے صفحہ ۱۰۰ پر تمام ہوا ہے ۹۰۰ صفحہ ہوا تو کیا کوئی کتاب یا رسالہ اس حجم کا ۲ پر کوئی دیسکتا ہے کیونکہ منجملہ ۲ کے ۳ تو محصولڈاک جاتا ہے۔

یہی باعث ہے کہ دفتر کی مالی حالت روز بروز ابتر ہوئی جاتی ہے۔ حالانکہ عام قاعدہ ہے جسکا رخانہ کو زیادہ زمانہ گذرتا ہے اوسیقدر اوسکا استحکام بڑہتا ہے مگر اصلاح کی حالت بدتر ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ انسب کے علاوہ ۱۰۰ پرچہ مفت بلا قیمت دیجاتا ہے۔ اور ۳۰۰ نصف چندہ پر جاتا ہے جسکی ابتدا ۱۳۱۰ رجب سے ہوئی۔ اب آپ ہی غور فرمائیے کہ کہانتک دفتر کی زیرباری ہو رہی ہے۔

اسلئے اب عام قاعدہ اس سال سے یہ مقرر کیا جاتا ہے کہ آیندہ کیسکے نام کوئی پرچہ مفت نہ جائیگا۔ ہان اگر ہمدردان قوم چاہین تو کوئی رقم ایسی عنایت فرمائین جس سے وہ نادار غربا بہی اس رسالہ سے فیض پاسکین جو کسی طرح قیمت دینے کی طاقت نہین رکھتے۔

دوسرا نقصان یہ ہوا کہ جن مضامین عالیہ کا سلسلہ پہلے شروع کیا گیا تھا وہ سب رہا جاتا ہے تفسیر اہل التنطیہ حرمۃ الخمر۔ الامامۃ اسدفعہ بہی نہ شایع ہوسکا۔ کیونکہ صفحات کا حجم بہت بڑہ گیا ہے اور تاخیر اشاعت سے ضرورت تعجیل ہے۔

شکریہ یہان بے اختیار شکریہ ادا کرنا پڑتا ہی جناب خان بہادر میر دیدار حسین صاحب رئیس ریاست مالیر کوٹلہ کا جنہون نے بلا کسی تحریک کے دو چندہ اس غرض سے عنایت فرمایا کہ دو نادار کے نام جاری کیا جاوے چنانچہ ۱۲۲ و ۴۱۰ کے نام جاری کر دیا گیا ۱۴۲ و ۲۱۶ پہلے سے خریدار تھے مگر بوجہ ناداری ارسال علحدہ ہوتے تھے ۔

جناب میر سید محمد صاحب نبیرہ جناب مرزا عابد علی صاحب مرحوم کا بھی شکر گذار ہون کہ ۳۹۰ کا چندہ اپنی جیب خاص سے عنایت کیا جس سے یہ لوگ بلا قیمت پرچہ پا رہے ہین اور اپنے محسنونکو دعائین دیرہے ہین چونکہ ہماری معزز قوم نہایت غیور ہی لہذا ان حضرات کا نام نہین ظاہر کیا گیا جنکے نام ان حضرات کے چندہ سے پرچہ جاری ہوا ۔

ہان ان دو بزرگونکا شکریہ بھی ضروری ہی جنہون نے سہ سالہ چندہ اصلاح دیکر شکر گذار کیا ۲۰۲ جناب مرزا مظفر علی صاحب قانونگو ۱۰ ۱۲۱ جناب قاضی صاحب لیکن اس نام کا ظاہر کرنا مناسب نہین کیونکہ حلقہ شرا میں قیام ہی ۔

مین ان حضرات کا بھی کسیطرح شکریہ نہین ادا کر سکتا جو ابتدا سے سالانہ چندہ عنایت فرماتے ہین ۔

ان حضرات کا شکریہ بھی نہایت ضروری ہی جنہون نے ازراہ کمال قومی ہمدردی سے سالانہ اصلاح کا مقرر کیا جزاہم اللہ خیرا ۔ کیونکہ جو رقم آتی ہی اسی کار خیر مین صرف ہوتی ہی ۔

شکریہ معاونین مین کسی طرح ان معاونین کا شکریہ نہین ادا کر سکتا جن حضرات نے اس سنہ مین خریدار فراہم کرنے پر کمر ہمت حسبتاً باندہی ہی ۔ انشاء اللہ ہر مہینہ مین شکریہ ان حضرات کا ادا کیا جائیگا مگر ہمکو پوری امید ہی کہ برادران ایمانی اپنے اس قومی رسالہ کی اشاعت مین خاص طور سے کوشش فرمائینگے کیونکہ اسکی خدمتین ۔ اسکی زحمتین آپکے پیش نظر ہی ۔ واللہ لا یضیع اجر المحسنین

ہان آپکو غیرون پر نظر کرنا چاہیئے کہ وہ کسطرح اپنے دنیوی اخبارونکی ہمت بڑہا رہے ہین کہ ایک ایک شخص بیس بیس خریدار فراہم کرتا ہے اور شب و روز اسی کوشش مین رہتا ہے ۔

عرض حال اصلاح حسن انتظام سے ماہ شعبان تک شایع ہوتا رہا اور پوری امید بندہی تھی کہ عنقریب اسکی اشاعت بخوبی جاری رہیگی مگر ماہ رمضان مین ہمشیرہ مرحومہ اور ماہ شوال مین عم مرحوم کی یادگار کے غم نے کچھہ ایسا بیکار کیا کہ وہ دو نمبر بھی تاخیر سے شایع ہوی ۔ ذیقعدہ کا پرچہ منشی کی علالت سے ۔ اور ذیحجہ کا پرچہ جناب والد علام دام ظلہ و برادرم سلمہ کی علالت سے اسقدر تاخیر سے شایع ہوا کہ بعد محرم روانہ ہوا محرم کا یہ نمبر صرف کاغذ نہونے سے اسقدر دیر سے شایع ہوا کہ اب مجھے کوئی حیرت نہین ہوتی ۔ مگر اسقدر

عرض کرنا ضروری ہے کہ ۱۲ باب صفر قبل از اربعین شایع ہوگا انشاء اللہ لہذا جن حضرات نے ابھی تک چندہ نہین
عنایت کیا وہ جلد توجہ فرما کر بذریعہ منی آڈر روانہ فرمائین ۔

ورنہ ۱۲ ان لوگون کے نام جنکا چندہ نہین وصول ہوا یا کوئی خط نہین آیا عام طور سے وی پی کا ویلیو جائیگا منظوری
و نامنظوری سے بذریعہ ڈاک واپسی مطلع فرمائین ۔ کیونکہ مین چاہتا ہون ۱۳ سے مثل سابق پہلے ہفتہ مین اصلاح
پہونچ جائے ۔

قومی حاجات

انجمن سجادیہ رای بریلی سکریٹری جناب ڈاکٹر محمود الحسن صاحب سابق خریدار اصلاح
انجمن حیدریہ سادات ضلع غازیپور سکریٹری جناب سید محمد کاظم صاحب بہ سرپرستی جناب سید نور الحسن صاحب
رئیس سادات ۔ انجمن عزاداری کلاسور ضلع گورداسپور سکریٹری جناب سید فیاض حسین صاحب کی
رپورٹین دفتر اصلاح مین موصول ہوئی ہین جنپر اسوقت مفصل ریویو تو نہین ممکن ہے ۔ مگر ہم کسیطرح ان
حضرات کا شکریہ نہین ادا کرسکتے جو اسطرح کی انجمنین قائم کرتے ہین کیونکہ جبتک ہم قوت متفقہ سے کام نہ لینگے
ہمارا کوئی کام درست نہین ہوسکتا نہ ہمارا مقدس مذہب محفوظ رہ سکتا ہے ۔ اسوقت نہایت سخت ضرورت ہے
کہ ہر ہر قریہ ہر ہر دہ ۔ ہر ہر گاؤن ہر ہر شہر مین استحفاظ دین کیلئے انجمنین قائم کیجائین جنمین اور مقاصد دینیہ
کے ساتھہ عزاداری امام مظلوم پر بھی خاص طور کی توجہ ضروری ہے کیونکہ مخالفین دین خاص طور سے
اسپر حملہ آور ہو رہے ہین ۔

ضرورت

قصبہ گھرہ ضلع مظفرنگر مین کوئی عزاخانہ نہ تھا مجلسون مین سخت دقت ہوتی لہذا قرب وجوار کے
مومنین کی ہمت سے ایک شہ نشین اور ایک دالان طیار ہوگیا ہے ایک درجہ اور باقی ہے جسکے لئے قوم کو
چاہئے کہ اس عزاخانہ کو مکمل کرادین ۔ مراسلات و منی آڈر تمام سید غلام حسنین صاحب مہتمم عزاخانہ موضع
[illegible] ڈاکخانہ [illegible] ضلع مظفرنگر ہونا چاہیئے ۔

شکریہ و افسوس

شکریہ تو اسکا ہے کہ امام باڑہ گول کوٹھی کے منتظم [illegible] خوش اسلوبی سے
امام باڑہ کا انتظام کررہے ہین کہ ہر طرف سے شکریہ کی آواز آرہی ہے ۔ یہ امام باڑہ حضور نواب بہادر مرشدآباد
دام اقبالہ کا ہے جسکے منتظم ایک نہایت ہی خداترس مومن ہین ۔
افسوس اسکا ہے کہ مغلیہ مسجد نہایت ابتر حالت مین ہے ٹرسٹیونکو کچھہ فکر ہی نہین نہ خبر ہے کہ وہان کیا ہورہا ہے
یہ مسجد عالیشان حاجی مرزا علی بصراوی مرحوم کی یادگار ہے جسکی آمدنی بہت کافی ہے ۔ مگر منتظمین کی

بد انتظامی سے نہایت ابتر حالت میں ہے۔ ہم اسپر اسوقت کچھ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے صرف ٹرسٹیوں کو متنبہ کر دیتے ہیں کہ وہ جلد اسطرف متوجہ ہوں ورنہ پوری حالت ظاہر کی جائیگی۔

عشرہ محرم امین آباد ضلع گوجرانوالہ یہاں پانچ سال سے ایک انجمن نصرت اسلام کے نام سے جاری ہے جسکی غرض انسداد عزاداری ہے تعزیہ کی راہ میں ایک مسجد ہے جسمیں تین سال سے عین اسیوقت میں جب تعزیہ لیجاتے ہیں انجمن کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ دو برس قبل بحسن انتظام جناب راجہ اسد اللہ خانصاحب تحصیلدار و خانصاحب محمد خانصاحب سب انسپکٹر پولیس وہ مجمع منتشر کیا گیا۔ حالانکہ دونو صاحب سنی المذہب تھے مگر امام مظلوم کے غم کی اونہوں نے یہ عزت کی کہ سنیوں سے اس قسم کا مچلکا لیا کہ کسیطرح مراسم عزاداری میں وہ لوگ مزاحم نہوں جس سے دو سال تک عشرہ بحیر و خوبی انجام پاتا رہا۔

امسال پھر اونکو جوش آیا اور ایک اشتہار اس مضمون کا شایع ہوا کہ ۲۳ جنوری روز یکشنبہ (یعنی روز عاشور) پانچواں سالانہ جلسہ مسجد میاں رحیم بخش میں قرار پایا ہے یہی مسجد راہ میں عزاداروں کے (پڑتی ہے) جسپر ہزارہا سنیوں کا مجمع ہوا۔ مگر خدا جزائے خیر دے جناب تحصیلدار صاحب کو اور سب انسپکٹر صاحب کو جنہوں نے عین موقع پر اسکا تدارک کیا جس سے امسال تو خیریت ہوئی مگر خطرہ کا خوف ہر وقت ہے۔

تعجب تو یہ ہے کہ یہ اشتہار ایک ایسے مطبع سے شایع ہوا جسکی منظوری گورنمنٹ سے نہیں لی گئی تھی اور نہ کوئی جلسہ بغیر منظوری دئے سپرنڈنٹ ہو سکتا ہے اسپر بھی صرف تحصیلدار صاحب کی طرفداری سے نہ مزم چالان کئے گئے نہ کوئی اور کی تدارک ہوئی۔

ہمکو حکام ضلع سے امید ہے کہ اسکی کافی تحقیقات کرکے پورا انسداد کرینگے جس سے آیندہ فساد نہ ہو ورنہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ عین عاشورے کے روز سالانہ جلسہ کس غرض سے ہو سکتا ہے کیا تمام سال میں یہی ایک روز ایسا متبرک ہے جسپر سالانہ جلسہ ضروری ہے۔ ان حالات پر سنی اڈیٹر ونکا زور شور بھی رہتا ہے کہ فساد ہمیشہ شیعوں کی طرف سے ہوتا ہے۔

تعزیہ داری قصبہ سرسی ضلع مراد آباد میر مہدی حسن صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ایک شخص سنی المذہب مظفر علی کی دراندازی سے ابھی تک نہ وہاں مہندی اوٹھائی گئی نہ تعزیہ۔ یا یہ ہزار شیعہ کے اسم قرار جو صدہا سال سے جاری تھے ایک شخص کیوجہ سے معطل ہو رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ کو ابھی تک سبا ضابطہ اطلاع نہیں دی گئی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

بمبئی کی نسبت بھی خبر ہے کہ کچھ ایسے ہی امور پیش آئے کہ تعزیہ نہیں اوٹھائے گئے مگر تعجب ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا

تفریح لکھنؤ ناقل ہے۔ ایکی مرتبہ لکھنؤ مین سنیون نے تعزیہ داری موقوف رکہی۔ نزول بلاء خاص کا انتظام
انتظام محرم کیلئے لکھنؤ مین متعدد اضلاع سے چھ سو سے زیادہ کانسٹبل اور افسران پولیس بلائے گئے ہین
لکھنؤ۔ ڈہاکہ۔ رنگون۔ کلکتہ۔ اور بارہ بنکی مین نہایت امن کے ساتہہ محرم ہوگیا۔

مقام پرانا پوکہر (غالباً یہہ مقام سورت مین ہے) مین شیعہ سنیون مین سخت فساد ہوگیا جسمین سو آدمی فریقین کے قتل ہوئے۔

لکھنؤ بارہ بنکی کی نسبت النجم لکھتا ہے "گورنمنٹ کا انتظام بہت معقول تہا نہایت امن کیساتہہ زمانہ گذر گیا لوگ کہتے ہین کہ جیسے لکھنؤ آباد ہوا ایسا سونا محرم کبھی نہین ہوا بارہ بنکی مین البتہ پوری رونق کے ساتہہ عشرہ ہوا" جس سے معلوم ہوا کہ تعزیہ داری کو باعث رونق اسلام جانتے ہین حالانکہ مورخہ ۱۲ ذیحجہ مین تعزیہ کو حرام و بدعت کہتے ہوئے لکھتے ہین "بعض لوگ اپنی نادانی سے تعزیہ کو دین اسلام کی شوکت جانتے ہین سو یہ اونکی سخت غلطی ہے۔ اسلام کی شوکت خدای تعالی کی فرمانبرداری سے ہوتی ہے بے فرمانی سے نہین ہوتی کیا زمانہ سلف صحابہ تابعین۔ تبع تابعین اور اہل بیت کیوقت مین کسینے تعزیہ بنایا تہا" اب دونون فقرونکو ملائیے تو معلوم ہو کہ جب تعزیہ موجب شوکت اسلام نہین ہے تو پہہ اس جملہ کے کیا معنی ہوے۔ "بارہ بنکی مین البتہ پوری رونق کے ساتہہ عشرہ ہوا" یہی منافقانہ تقیہ ہے کہ اپنے اصلی مطلب کو ظاہر کیا۔

علیپور کلکتہ کے نسبت معلوم ہوا کہ مٹیابرج مین چار یاری جھنڈی کا سامان کیا گیا تہا مگر بیدار مغز حکام نے اس بدعت جدید کا پہلے ہی اسکا ایسا انسداد کیا کہ یہ فتنہ سر نہ اوٹہا سکا۔ سال گذشتہ عظیم آباد پٹنہ کے بیدار مغز مجسٹریٹ ضلع نے بہی یہی انتظام کیا تہا جس سے یہ بدعت تمام سے موقوف ہوئی۔

شیر امپور متصل کلکتہ مین درمیان مہترون اور مسلمانونکے کچہہ فساد ہوا۔

وطن راوی ہے کہ پرانے بنجارا کے سنی شیعو مین سخت طور پر فساد ہوا جسمین ایک سو جانین ضایع ہوئین جسکو اہلحدیث سات سو مقتول اور سات سو زخمی بتاتا ہے۔ کاش اب بہی حضرات اہلسنت تقلید معویہ و یزید سے باز آئین خوب کہا ہے۔ یک حسینے نیست کہ گردد شہید۔ ورنہ بسیار اند در عالم یزید۔

لاہور کا محرم قابل دید تہا۔ انربیل نواب حاجی فتح علی خان بہادر قزلباش بالقابہ کی فیاضی اور عالی ہمتی نہایت ہی قابل قدر ہے۔ در اصل اسی خاندان والاشان کے حسن عقیدت سے لاہور مین عشرہ محرم اس شان و شوکت

سے انجام پاتا ہے کہ دشمن سے دشمن کو بہی اقرار کرنا پڑتا ہے چنانچہ پیسہ اخبار وطن سب ہی اسکے مداح ہیں۔

ان حالات سے ہم اس نتیجہ پر ضرور پہونچتے ہیں کہ ہمارے مخالف محض دنیادار ہیں۔ ہمکو ہر وقت اسپر عمل کرنا چاہیئے۔ دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ۔

اہلحدیث لاہور کا جلسہ ۲ جنوری ۱۴ محرم کو محمڈن ہال لاہور میں شیعوں کے لیے نہایت بخندہ تھا کیونکہ واعظوں کی تقریر نہایت دل دکہانیوالی تہی۔ اسپر دعوی اتحاد سے خدا شیعوں کو اسکی توفیق دے کہ اپنے دشمنوں سے علحدہ رہیں

وزیرآباد کا محرم۔ جناب منشی عنایت علی صاحب عنایت لکہتے ہیں۔ شہر وزیرآباد میں عشرہ محرم کے روز ماتم بہت کم ہوا کرتا تہا۔ مگر الحمد للہ والمنہ کہ امسال اس زور کا ماتم ہوا ہے کہ مخالف انگشت بدندان ہیں۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ سیالکوٹ وغیرہ میں عام طور سے دیکہا گیا ہے کہ وہابی لوگ بہ لباس واعظان اسقدر دوہائی دیتے پہرے کہ الامان کوئی تعزیہ نہ دیکہے۔ ایمان سے خارج ہو جاویگا۔ کوئی مہندی میں شامل نہ ہو کافر ہو جاویگا۔ کوئی مجلس عزا میں مظلوم کربلا کا ذکر نہ سنے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ سیکڑوں اشتہار ثناء اللہ امرتسری وہابی کے تقسیم ہوتے پہرے مگر خدا کے **فضل** اور جناب حسین علیہم السلام کے **اعجاز** نے انکو ایسی ندامت دلائی کہ لوگوں نے ان مخالفین کی ہائے واے کو مثل گوز شتر تصور کیا۔ یہانتک کہ بجید قہقہے اڑایا کئے۔

اسیطرح یہ کہ سینکڑوں **سنی۔ وہابی**۔ وغیرہم ہمارے ساتہہ مجالس عزا میں شریک ہوتے رہے مگر کسی ایک نے بہی دوبارہ نکاح نہیں پڑہوایا۔ بلکہ سبکے سب اسی اسقاط مناکحت پر نازان ہیں۔

شاید صرف ڈرانیکے لیے ہوگا۔ ہان ثناء اللہ کے اشتہاروں میں لوگ تمباکو پان مٹہائی وغیرہ ڈالی پہرے باوجود دیہات کے عظیم تعزیہ داری کے شہر میں تخمیناً چہ سو ماتم دار تہے۔

اس سال وزیرآباد کی ماتم داری نے ہمہ مخالفین کو عموماً اور اشتہار دہندگان ستمگر کمینی کو خصوصاً وہ ندامت دلائی کہ اگر انسان ہونگے تو بخدا امید کافی ہے کہ آیندہ سر نہ اوٹہائینگے۔

دلدل پر کبوتر خموش بیٹہا تہا جو خون سے آلودہ تہا۔ اور بغیر کسی چیز کے باندہنے کے دن بہر ایسا بیٹہا رہا۔ کہ ایک اعجاز بن گیا لوگوں نے شرطیں لگائیں اور غور تام کیا کہ جانور بغیر باندہے کیسے بیٹہا ہے۔ کئی لوگ صرف اسی کبوتر کو مع **دلدل** کی گریہ وزاری کے دیکہکر حلقہ ماتم میں شریک ہوے۔ وزیرآباد میں زیادہ یہ لطف دیکہا گیا ہے کہ کوئی میلہ نہیں۔ کوئی دوکان خرید و فروخت کی دو شہروں کے مانند نہیں کہلتی۔ الحاصل بعینہ روز ماتم نظر آتا ہے خدا اس شہر کے باشندوں کو با امن رکہے۔ اور گمراہوں کو صراط مستقیم دکہاوے

احوال ایران جہانتک خبریں آرہی ہیں خوش آیند ہیں امید افزا امن و امان میں ترقی ہورہی ہے انتظام درست ہو رہا ہو مگر روس کی چالبازیاں کم نہیں ہوتیں۔ محبان وطن بھی نہایت مستعدی سے ملک و ملت کی خدمت پر آمادہ ہیں۔ تفصیلی حالات انشاء اللہ آئندہ نمبر میں شایع ہونگے۔

خطابات سال نو خان بہادر کے خطاب سے (۱) جناب سردار محمد علی خانصاحب قزلباش (۲) جناب میر شبیر حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (۳) جناب سید شوکت حسین صاحب انسپکٹر پولیس۔ (۴) جناب منشی محمد احمد علی خانصاحب اسسٹنٹ سب جج میرٹھ ممتاز ہوے مبارکباد۔

خانصاحب کے خطاب سے جناب مولوی حسین علی خانصاحب تحصیلدار (۲) جناب منشی محمد کاظم صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات لاہور مشرف ہوے خداوند عالم ان حضرات مومنین کو یوماً فیوماً ترقی مناصب عطا کرے کہ حفاظت دین و اعانت مومنین میں زیادہ کوشش کا موقع ملے۔

شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد مرحوم نے ۸۰ سال کی عمر میں انتقال کیا اور امام باڑہ کاظمی شاہ میں اسوقت اونکا جنازہ آیا جب مجلس عزا قائم تھی جسکے خاتمہ پر اہل مجلس اور مشایعت کنندگان جنازہ نے جنکی تعداد تخمیناً ہزار ہوگی نماز جنازہ پڑھی اور پیوند خاک کیا۔ رحمہ اللہ۔

اہلحدیث کی ہوشیاری اگرچہ قاعدہ واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً۔ ہمکو اسکی ضرورت نہ تھی کہ اہلحدیث مورخہ ۱۳ جنوری پر توجہ کریں جسمیں اڈیٹر صاحب بعنوان "اصلاح کیون خاموش ہے" لکھتے ہیں کہ ہمنے علماے شیعہ سے عموماً اور اڈیٹر اصلاح سے خصوصاً چندبار درخواست کی کہ فریقین کی نزاع کو قرآن سے تصفیہ کرلیں۔ پھر اسی مضمون کو ۲۰ جنوری میں بھی دہرایا ہے۔

اس تحریر میں جسقدر دروغگوئی سے کام لیا گیا ہے اب ہمکو خود شرم آتی ہے کہ دفعہ اسکی تصریح کیجاے اور کہانتک اسپر لکھا جاے کیونکہ آپ میری تحریر کبھی شایع کرینگے نہ جواب دینگے جب کوئی خریدار اخبار آپکو کچھ طعن آمیز تحریر لکھیگا کہ اصلاح کا جواب کیوں نہیں لکھتے تو آپ اسی قسم کی ایک تحریر شایع کردینگے کہ اصلاح کیون خاموش ہے جسکی غرض وہی عوام فریبی ہے کہ جسمیں جسطرح خلیفہ اول نے اپنی حقیت خلافت کے دلائل پیش کرکے قبضہ کیا اوسیطرح مولوی ثناء اللہ صاحب بھی اپنے مذہب کی حقیت پر ثابت قدم ہیں۔ حالانکہ اصلاح بابت ماہ شوال ۱۳۲۸ھ سے ہر دفعہ آپکی پوری تحریر شایع کیجاتی ہے اور ہر دفعہ جواب تفصیلی بکمال اجمال دیا جاتا ہے۔ مگر آپکو تو یہ لٹکا ل گیا ہے کہ اصلاح کیون خاموش ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جو برتاو آپکا اصلاح کیساتھہ ہے وہی غالباً احمد رضا خانصاحب کیساتھہ بھی ہے جوا ونکے جوابونکو ہضم کرکے وہ بریلوی حب شاہ ہ گرفتار اً مشہور کرتے ہیں کہ وہ جواب سے عاجز آئے جسکا سب سے بڑا قرینہ یہ ہے کہ النجم نے بھی اس مضمون کو شایع کیا حالانکہ وہ تو حنفی ہیں جس سے کبھی گمان بھی نہیں جاتا کہ النجم اونکا مخالف ہو مگر چونکہ النجم کا اشتہار آپنے شایع کیا تہا لہذا النجم نے بھی غالباً آپکے ایماء سے اس مضمون کو شایع کیا۔

آپلوگونکا یہ طرز عمل سب خلیفہ دوم سے ماخوذ ہے جسکو شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں۔

فلولا مقالۃ قالہا عمر عند وفاتہ لم یشک المسلمون ان رسول اللہ قد استخلف ابابکر ولکنہ قال عند وفاتہ ان استخلف فقد استخلف من ہو خیر منی وان اترکہم فقد ترکہم من ہو خیر منی فعرف الناس ان رسول اللہ لم یستخلف احدا فکان عمر غیر متہم علی ابی بکر ص ۲۶۸

یعنی اگر عمر صاحب بوقت وفات اپنا ایک کلمہ نہ کہے ہوتے تو مسلمانوں کو کسی طرح اسمیں شک نہ ہوتا کہ رسول اللہ نے ابوبکر کو خلیفہ کیا ہے۔ مگر چونکہ عمر صاحب نے مرتے وقت یہ کہا کہ اگر خلیفہ کرین تو اونسے بھی خلیفہ کیا ہے جو مجھسے بہتر تھا۔ اور اگر چھوڑدین تو اوس شخص نے بھی ترک کیا جو مجھسے بہتر تھا لہذا لوگونکو معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے کسیکو خلیفہ نہیں کیا اور عمر صاحب ابوبکر کے بارہ میں کسی طرح متہم نہ تھے۔

جس سے بصراحت ظاہر ہے کہ خلیفہ اول و دوم نے اپنی ابتدای خلافتونمیں اسطرح کا جال پھیلا رکہا تھا کہ سب ہی جانتے تھے کہ یہ لوگ بحکم رسول اللہ خلیفہ ہوے۔ مگر عمر صاحب کے اس جملے کہ نہیں خلیفہ کیا اونسے جو مجھسے بہتر تہا۔ سبکو چونکا دیا اور بتادیا کہ یہ خلافتیں بحکم رسول اللہ نہیں تھیں جس سے عثمان صاحب کو وہ خمیازہ اوٹھانا پڑا۔

یہی اصول آپنے بمقابلہ اصلاح اختیار کیا ہے کہ بار بار یہی فرماتے ہیں اصلاح کیون خاموش ہے حالانکہ اصلاح نے ایک دفعہ نہیں چند بار آپ پر حجت تمام کی مگر آپ مصداق وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ مجبور ہیں کہ کسی طرح اصلاح کی وہ تحریرین آپکے سمع و بصر تک نہیں پہنچتیں یا بفحوائے لایجاوز حناجرہم کہ قرآن انکی حلق سے نیچے نہیں اترتا کسی طرح اون تحریرونکو نہیں دیکھتے جن میں صرف قرآن مجید سے استدلال کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو اصلاح جلد ۱۲ نمبر ۱ عنوان اہلحدیث کا تمسک قرآن سے از صفحہ ۸ لغایت ۱۲ کیونکہ آپنے خود دس مہینے کے بعد میری تحریر مورخہ شوال ۱۳۲۸ھ کا جواب ۲۷ رجب ۱۳۲۹ھ میں شایع کیا۔

پھر نمبر ۱ جلد ۱۱ کا سلسلہ فیصلہ قرآنی از صفحہ ۳ لغایت ۱۶	پھر نمبر ۳ جلد ۱۲ اہلحدیث کی خلافت راشدہ از صفحہ ۳ لغایت ۹
پھر نمبر ۲ جلد ۱۱ فیصلہ قرآنی از صفحہ ۹ لغایت ۱۰	پھر نمبر ۱ جلد ۱۲ " از صفحہ ۳ لغایت ۶
پھر نمبر ۱ جلد ۱۲ الآل والاصحاب از صفحہ ۲ لغایت ۲۴	پھر نمبر ۶ جلد ۱۲ " از صفحہ ۱۶ لغایت ۲۴
پھر نمبر ۲ جلد ۱۲ اہلحدیث اور قرآن از صفحہ ۳ لغایت ۴۹	پھر نمبر ۷ جلد ۱۲ خاتمہ خلافت راشدہ اہلحدیث از صفحہ ۳۳ لغایت ۵۰

یہ آخری نمبر تھا جلد ۱۲ کا جو عام طور سے بعد عشرہ محرم شایع ہوا مگر اڈیٹر اہلحدیث کے پاس قبل از محرم روانہ ہوا اسکے جواب مین آپنے یہ عنوان شایع کیا " اصلاح کیون خاموش ہے "

کیا اس فہرست کے دیکھنے سے کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اصلاح آپکے مقابلہ مین خاموش رہا۔ اگر نہین کہہ سکتا تو آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھا جائیگا یا نہین۔

ہان چونکہ میرا مطلب صرف احقاق حق ہے لہذا اگر اس پوری تحریر کو آپ اپنے اخبار مین نہین جگہ دیسکتی تو براہ کرم یہ دو سطر کا اشتہار آپ اپنے اخبار مین ایکدفعہ شایع کر دیجیے ۵ آپکی خدمت مین حاضر ہوگا۔

مضمون اشتہار جن لوگونکو فرقہ اہلحدیث سے جواب اہلحدیث متعلق خلافت دیکھنا ہو وہ اڈیٹر اصلاح سے اون پرچونکو مفت منگالین جنمین انکی تحریرونکا جواب شایع ہوا ہے ٹکٹ لگا کر مفت بلا قیمت روانہ ہوگا"

اگر اس اشتہار کو آپنے شایع کر دیا تو آپکی راستبازی فی الجملہ ثابت ہوگی ورنہ آیہ معلومہ کی تلاوت تو ضروری ہے

کیون اڈیٹر صاحب جناب مولوی فرمان علی صاحب نے کیا قصور کیا جو اونکی دوسری تحریر کو اسطرح ذبح کرکے شایع کیا کہ کوئی قصائی بھی اسطرح کسی جانور کو حلال کرتا ہوگا پھر اونکی آخری تحریر کیون نہ شایع کی جو اصلاح نمبر ۱۳ جلد ۱۲ مین شایع ہوچکی۔ کیا خود آپنے مولوی صاحب ممدوح سے ملاقات کرکے وعدہ حتمی نہین کیا تہا یا تحریری وعدہ اونسے نہین کیا۔ اور آخری حصہ جو دوسری تحریر کا شایع کیا اوسمین یہ نہین لکھا تہا " آیندہ جو مولویصاحب مضمون بھیجینگے تو مسلسل درج ہوگا " مورخہ ۱۰ دسمبر

کیا اس وعدہ کا ایفا اجتک آپنے کیا کیونکہ اصلاح نمبر ۱۳ مین اونکی تحریر شایع ہوچکی جسمین ممدوح نے لکھا تہا کہ اہلحدیث کو بھی بھیجا گیا ہے مگر اسکے بعد آجتک ۸ نمبر آپکے شایع ہوے اور کسی نمبر مین وہ تحریر نہین۔

تو کیا آپ لقب منافق کے حقیقۃً مستحق نہین ہین کیونکہ جب جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے (جنکو آپکے یہان لات مولوی کا خطاب ہے) آپکی نسبت لکھا تہا " اس قسم کے منافق اہلحدیث کو انجمن کا انتظامی ممبر بنایا " تو آپنے اوسپر یہ نوٹ لکھا تہا۔

یہ بھی میری طرف اشارہ ہے یہ حدیث شریف تو سب اہل حدیثونکو یاد ہوگی کہ چار خصلتین جسمین ہون وہ منافق (قسم دوم)[1] ہے جہوٹ بولنا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ امانت مین خیانت کرنا۔ مخاصمت مین گالی دینا، مورخہ ۲۰ جنوری

تو اب براے خدا و رسول بلکہ بروح بخاری سچ سچ فرمایئے آپ اس حدیث کے مصداق ہوے یا نہین کیونکہ اصلاح سے جو آپکے وعدے تھے اونکو تو وعدہ ہاے خلفاے ثلثہ کے حساب مین جانے دیجئے مگر جناب مولوی فرمان علی صاحب سے جو مشافہۃً وعدہ کیا تہا اور اپنے اخبار مین اوسکو درج بھی کیا اوسکی وعدہ خلافی سے آپ منافق ہوے یا نہین۔ آپکے جہوٹھ بولنے کے گواہ تو اسقدر نمبر اصلاح کے ہین کہ جنکا واقعا شمار ہی مشکل ہے۔ امانت مین خیانت کرنا اس سے بڑھکر کیا ہوسکتی ہے کہ آپ اصل دین مین خیانت کررہے ہین کیونکہ طرفین کی تحریر محض بغرض احقاق حق ہے تاکہ عوام کو حق معلوم ہو اور آپ اوسمین یہ خیانت کررہے ہین کہ اپنے فریق مخالف کی تحریرونکو کسی طرح شایع نہین کرتے جس سے ناظرین کو کچھ فیصلہ کا موقع ملے چوتھی صفت مخاصمت مین گالی دینا۔ اس سے بڑھکر کیا ہوسکتا ہے کہ آپنے تمام سادات و شیعہ کو حرامزادہ کہا۔ اور اپنی جلد ششم کے آخر نمبر مین تو وہ مغلظات گالیان دین کہ اصلاح ۱۲ جلد ۲ مین اوسکی تشریح مذکور ہے۔ اسپر بھی آپکو لقب منافق قبول کرنے سے انکار ہے۔ حالانکہ یہ وہ لقب ہے کہ آپکے امیر المومنین عثمان نے عبد الرحمن بن عوف کو عنایت کیا تہا جسپر دونو مین ترک و سلام و کلام ہوا۔ تو کیا جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لات مولوی کو آپکے نسبت وہ درجہ نہین حاصل ہے جو حضرت عثمان کو بمقابلہ عبد الرحمن بن عوف تہا۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

قبول حق۔ الحمد للہ کہ دفتر اصلاح کی بار بار یاددہانی پر اب بعض حضرات نے اپنی کارروائیون سے اطلاع دینی شروع کی جو ترویج حق مین کوشش کررہے ہین اور اوسکا نتیجہ نیک ظاہر ہورہا ہے ریاست نانپارہ سے خبر آئی ہے کہ جناب مولوی سید سجاد حسن صاحب پیشنماز جونپوری دام فضلہ کی تعلیم و تلقین سے سال گذشتہ ایک شخص محمد علی نے جو پہلے سنی تھے مذہب حق قبول کیا۔ امسال ایک ہندو برہمن نے بعد نماز جمعہ مذہب اسلام حق قبول کیا شیعہ مسلمان ہوا۔

جناب ڈاکٹر حکیم **قمر الدین** صاحب کبیر والہ ضلع ملتان کی خدمات پہلے ہی شایع ہوچکی ہین ممدوح

---

[1] یہ آپکی تحریف ہے حدیث مین صرف لفظ منافق ہے نہ قسم اول یا دوم ۱۲ اڈیٹر

کبھی ان امور کا اظہار نہیں پسند کرتے تھے مگر اصلاح کے اصرار پر حسب ذیل حضرات کا نام لکھا ہے جو ممدوح کی تعلیم و تلقین سے لوگوں نے مذہب حق قبول کیا۔

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	سردار علیشاہ ولد شہابل شاہ ساران کی ضلع سیالکوٹ	۲۱	غلام حسین سٹوڈنٹ ہائی سکول مظفر گڈھ
۲	اللہ دتہ ولد الہ جوایا کبیر والہ حال چھنی ضلع ڈیرہ غازیخاں	۲۲	نبی بخش کار یگر موضع لدہی والہ ضلع گوجرانوالہ
۳	غلام محمد ولد بلو ساکن چک نورنگ شاہ ضلع ملتان	۲۳	عبداللہ ولد گگو کشمیری " "
۴	بہاول علی ولد ہدایت ساکن موضع "	۲۴	نبی بخش ولد نتھو کشمیری " "
۵	امام علیشاہ ولد سید گلاب شاہ صاحب ضالدہی والہ ضلع گجرانوالہ	۲۵	الہ بخش ولد لمون کبیر والہ ضلع ملتان
۶	محمد خان ولد کرم دین جھیہ ساکن "	۲۶	الہ دتہ ولد نتھو " "
۷	صوبہ ولد حیات و ریخ ساکن "	۲۷	ہدایت علی ولد پیڑا " "
۸	نور شاہ ولد قلندر شاہ گکھڑ کے الی ضلع گجرانوالہ	۲۸	بہاول خان ولد " "
۹	عباس علیشاہ ولد سردار شاہ ساکن "	۲۹	الہ دتہ ولد میاں مراد ساکن سردار پور ضلع ملتان
۱۰	حیات محمد ولد امام دین دوکاندار سرگواہ	۳۰	کریم بخش ولد مراد ساکن " "
۱۱	سید رحمت علیشاہ ولد سید غلام مرتضی صاحب موضع لودہری ضلع سیالکوٹ	۳۱	حسین بخش حال خانیوال
		۳۲	مدہن شاہ ولد کرم شاہ۔ موضع چوغطہ بخودا نہ
۱۲	قادر بخش ولد الہ دتہ دوکاندار کبیر والہ ضلع ملتان	۳۳	احمد شاہ ولد کرم شاہ ضلع ملتان
۱۳	سید احسن بخش بخاری ساکن موضع بخاری ضلع مظفر گڈھ	۳۴	رجب علیشاہ ولد مدہن شاہ تحصیل کبیر والہ
۱۴	سید سلطان شاہ بخاری ساکن موضع "	۳۵	مہدی شاہ ولد مدہن شاہ
۱۵	سید امام بخش شاہ بخاری ساکن موضع "	۳۶	مستورات اہل پردہ تین کس
۱۶	حسن بخش شاہ بخاری ساکن موضع "	۳۷	"
۱۷	سید عظیمن شاہ بخاری ساکن موضع "	۳۸	"
۱۸	شیخ عطاء اللہ ولد دین محمد کوٹ ادو ضلع مظفر گڈھ	۳۹	کاظم شاہ ولد شاہ محمد باقر پور ضلع ملتان
۱۹	میاں غلام محمد چوہان ساکن موضع "	۴۰	امام بخش خان ولد الہ بخش خان محلہ شاہ شکور شہر ملتان
۲۰	نیاز علی ولد الہ ڈوایا ساکن اترہ دین پناہ ضلع مظفر گڈھ		

الآل والاصحاب

اس مضمون کی ابتدا جلد ۱۱ اصلاح ۱۳۲۶ھ سے کی گئی تھی پھر جلد ۱۲ ۱۳۲۷ھ مین بھی تین نمبرون تک یہ سلسلہ قایم رہا مگر پھر یہ سلسلہ ترک کر دیا گیا۔ اصلی غرض اس تحریر کی صرف اسقدر تھی کہ صحابہ و اہلبیت طاہرین کے تعلقات پر ایک محققانہ نظر ڈالی جائے جس سے معلوم ہو کہ صحابہ کا سلوک اہلبیت طاہرین کے ساتھ کیسا تھا۔

اس مضمون مین جناب امام حسینؑ کو دربارہ مخالفت یزید تین رای دی گئی تھی ایک یہ کہ آپ مکہ مین قیام فرما کر یزید سے جنگ کرین جسکی پوری حقیقت اصلاح جلد ۱۱ مین دکھائی گئی دوسری رائے یہ دی گئی تھی کہ آپ مدینہ مین قیام فرمائین۔ یہ مضمون اصلاح جلد ۱۲ کے تین نمبرون مین شایع ہوا تھا کہ ناتمام رہا تیسری رائے یہ تھی کہ آپ جانب ملک یمن تشریف لیجائین اسپر ابھی تک کچھ لکھا نہین گیا تھا کہ مضمون ناقص چھوڑ دیا گیا۔

ہمارا ارادہ تھا کہ اسدفعہ بھی دو تین نمبرون تک بمناسبت محرم یہ سلسلہ قایم رہے پھر سال آیندہ کے لئے باقی چھوڑ اجائے۔ مگر ایک طرف مومنین کے اصرار نے دوسری طرف منافقین کے شور و غل نے مجبور کیا کہ اس سال یہ سلسلہ پورے طور پر قائم کیا جائے جب تک تمام ہوجائے کیونکہ اس دو سال کے عرصہ مین کہ ۵۰ صفحہ اس مضمون کا شایع ہوا ایک شخص کی آواز بھی بمخالفت اس مضمون کے ہمارے کانون تک نہین آئی۔ اہلحدیث۔ وکیل۔ کرزن گزٹ جو تمام دنیا کے متعصبین اخبارون مین مشہور ہین۔ ان مین بھی کسی نے ایک حرف اسپر نہ لکھا۔ مگر ماہ ذیحجہ ۱۳۲۸ھ کے اواخر سے النجم نے اسکی مخالفت شروع کی جسکے تعصب و شرارت سے تمام عالم واقف ہے کہ عداوت اہلبیت طاہرینؑ اسکی گھٹی مین داخل ہے۔

ہمکو اسکی تحریرون کا مطلق خیال نہوتا کیونکہ خود اہلسنت نے اسکی خارجیت و ناصبیت کا اچھی طرح اقرار کر لیا ہے۔ جس سے اب اکثر حضرات اہلسنت متنفر ہو رہے ہین اور اگر خدا نے چاہا تو تمامی اہلسنت اس سے دست بردار ہو جائینگے۔

مگر پھلواری کی ایک تحریر نے جو بنام معشوق علی شایع ہوئی ہے۔ اور ہمین جانتا ہون

ع کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین "مجھے زیادہ مجبور کیا کہ اس تحریر کو حد اتمام تک پہونچاؤن - کیونکہ اس مضمون نگار نے بڑی قابلیت اسمین صرف کی ہے کہ پانچ سات آدمی خاندان بنی ہاشم سے ایسے نکالے ہین جو بعد معرکہ کربلا زندہ رہے یعنی وہ شہید نہین ہوئے جس سے وہ اپنے صحابہ کے سر سے یہ الزام کم کرنا چاہتے ہین کہ اونہون نے امام حسینؑ کی امداد نہ کی - حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ صحابہ کی شرکت صرف اس غرض سے نہین مطلوب تھی کہ وہ حضرت کی امداد مین اپنی جان دیتے - بلکہ یہ غرض بھی کہ اونکا وہ اثر جو تمام ملک مین پہیلا ہوا تھا کہ یہ صحابہ رسول ہین حضرت امام حسینؑ کو بہت کچھ ان مصائب سے بچا سکتا تھا کیونکہ جب وہ عوام صحابہ پرست یہ دیکھتے کہ صحابہ رسول حضرت کے ساتھ ہین - تو ہرگز حضرت کو اس مصیبت سے نہ شہید کرتے چنانچہ زید بن ارقم - و انس بن مالک - ابو برزہ اسلمی وغیرہ صحابہ کبار اسیوجہ سے چھوڑ دیے گئے کہ وہ صحابہ ہین حالانکہ اس واقعہ کے متعلق وہ ابن زیاد و یزید سے بدرشتی پیش آئے تھے ورنہ اگر یہ پانچ سات آدمی بنی ہاشم سے جو باقی رہ گئے اگر حضرت کے ساتھ بھی ہوتے تو نتیجہ یہی ہوتا کہ جسطرح وہ لوگ شہید ہوے یہ بھی شہید ہو جاتے - کیونکہ ان مین کوئی شخص ایسا نہ تھا جسکی عظمت و جلالت جناب امام حسینؑ سے بڑہی ہو - تو جن لوگون نے امام حسینؑ کو شہید کیا اونکو محمد بن حنفیہ و عبداللہ بن جعفر کے شہید کرنے مین کیا دریغ ہوتا -

اس مضمون کی حقیقت تو آیندہ ظاہر کی جائیگی کہ محمدؒ بن حنفیہ کو خود امام حسینؑ نے اپنا نائب مقرر کر کے حکم قیام مدینہ دیا اور عبداللہ بن جعفر کے ہاتھ جنگ صفین سے زخمی تھے - عبداللہ بن عباس آنکھون سے معذور تھے - یا ایسے ہی اسباب تھے - مگر یہان اسقدر بیان کر دینا کافی ہے کہ خود مدینہ منورہ مین کسقدر صحابہ تھے جنہون نے امام مظلوم کو اس بیکسی مین جانے دیا اور اون اصحاب سے کوئی متنفس بھی شریک امام نہوا - اور خدا نے اوسکا یہ معاوضہ دیا کہ نہایت ذلت کی موت سے وہ صحابہ مارے گئے -

کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے فبلغ عدۃ قتلی الحرۃ یومئذ من قریش والانصار والمہاجرین ووجوہ الناس الف وسبعمائۃ وسائرھم من الناس عشرۃ الاف سوی النساء والصبیان ص۲۳۰

یعنی واقعہ حرا میں جو دو سال بعد واقعہ کربلا ۶۳ھ میں ہوا تعداد مقتولین کی قریش و انصار و مہاجرین و وجوہ الناس سے سترہ سو ہے۔ اور انکے علاوہ سائر ناس سے دس ہزار آدمی مارے گئے علاوہ عبیدان و نساء کے۔

اب آپ ہی انصاف فرمائے کہ یہ سترہ سو صحابہ اگر امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ کربلا میں ہوتے تو کیا آپ گمان کرسکتے ہیں کہ وہ حضرت اس بیکسی سے شہید ہوتے۔

ہم سائر ناس سے نہیں بحث کرتے جن کی تعداد دس ہزار تھی اور سب کے سب تابعین سے تھے کہ وہ لوگ اگر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہوتے تو شام کو کیسا غلبہ ہوتا۔ بلکہ عرض ان سترہ سو صحابہ سے بحث ہے کہ اگر یہی لوگ امام حسینؑ کے ساتھ ہوتے تو کیا کوئی گمان کرسکتا ہے کہ فرزند رسولؐ اس بیکسی سے شہید ہوتا حاشا و کلا ہرگز نہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ان سترہ سو صحابہ میں بدری کتنے تھے اور سی کتاب الامامۃ و السیاسۃ میں ہے ذکروا انہ قتل یوم الحرۃ من اصحاب النبی ثمانون رجلا ولم یبق بدری بعد ذلک صفحہ ۲۴۲

یعنی اصحاب نبی (بدری) اسی آدمی مارے گئے کہ پھر کوئی بدری اسکے بعد باقی نہ رہا۔

آپ خیال کرسکتے ہیں کہ اگر صرف یہی اصحاب رسول جو بدری تھے جنکی تعداد اسی تھی لشکر امام حسینؑ میں جو کل (۷۲) آدمی تھے شریک ہوتے تو حضرت کا لشکر ۱۵۲ ہو جاتا جس سے آپ خیال کرسکتے ہیں کہ اس آسانی اور اس مصیبت سے وہ امام مظلوم نہ شہید ہوتا۔

اب اسکو بھی سنیئے کہ یہ واقعہ حرا یا ایسے ہی اور واقعات کیوں ہوئے۔ یہ محض من جانب خدا انتقام تھا خون امام حسینؑ کا جسکے معاوضہ میں خدا نے ان صحابہ سے یہ انتقام لیا جیسا کہ روضہ ندیہ میں ہے۔ اخرج الملا فی سیرتہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم ان جبرئیل اخبرنی ان اللہ عز وجل قتل بدم یحیی بن ذکریا علیہما السلام سبعین الفا وھو قاتل بدم ولدک الحسین سبعین الفا قلت ھذا فی الذخائر وفی تذکرۃ الحافظ للذھبی فی ترجمۃ سعید بن جبیر ما لفظہ فی الغیلانیات حدثنا محمد بن سراد حدثنا ابو نعیم حدثنا

عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال اوحی اللہ الی محمد صلعم انی قتلت بیحیی بن ذکوبا سبعین الفا وانی قاتل با بن ابنتک سبعین الفا وسبعین الفا وعبداللہ خرج لہ مسلم مشالہ یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہو کہ خون یحیی کے عوض مین خدا نے ستر ہزار آدمیونکو قتل کیا اور تیرے فرزند حسینؑ کے خون کے عوض مین ستر ستر ہزار قتل کریگا اور دوسری حدیث مین ستر لاکھ ہے جسکے راوی عبداللہ ہین جن سے صحیح مسلم مین روایت کی گئی ہے۔

معشوق پردہ زنگاری اس تحریر کو اپنی تحریر کا جواب اجمالی تصور کرے اور تفصیلی جواب انشاء اللہ اصل مضمون الآل والاصحاب مین ملاحظہ کرینگے جس سے وہ اسرار سربستہ کھلینگے کہ پھر دنیا مین ایک انصاف پسند بھی صحابہ پرست نہ رہیگا۔

ہم پہلے چند نمبرون مین بہت سی آیتین لکھ چکے ہین جو ایسی صریح اور واضح ہین کہ اگر انسان ذرہ برابر بھی تامل کرے تو اوسکو معلوم ہو خدا نے ان صحابہ کی کس طرح مذمت کی ہے اور کسطرح اونکے نفاق کو ظاہر کیا ہے پھر کیونکر ممکن تہا جناب امام حسینؑ اونپر اعتماد کرتے اور مدینہ مین قیام فرماتے کیونکہ حضرت نے صرف ان آیات کا نزول ہی بشان صحابہ نہین دیکھا تہا۔ بلکہ وہ حالات بھی آپکے پیش نظر تھے جو رسول اللہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ چاہا تھا خود حضرت کو ہلاک کر ڈالین۔

اسی سبب سے رسول اللہ نے ان صحابہ کے بارہ مین ایسی حدیثین فرمائین کہ اگر اونپر کچھ بھی غور کیا جاوے۔ نہین غور کی بھی ضرورت نہین صرف خیال کرنا کافی ہو۔ تو مسلمانونکو معلوم ہو دنیا مین ونسے بدتر کوئی نہین۔ کیونکہ اسکو تو معمولی آدمی بھی سمجھ سکتا ہو کہ جس شخص سے ہدایت امت متعلق ہو یا عوام اوسکو اپنا ہادی سمجھے۔ اگر وہ مصدر ضلالت وگمراہی ہو تو کیسا فساد پیدا ہوگا۔

رسول اللہ خود ہادی امت تھے حضرت کو بعلم الیقین معلوم تہا اسلام آخر الادیان ہو جو تمامی ملل کا ناسخ ہے اوسکے بقا کا روز قیامت تک خداوند عالم نے وعدہ کیا ہو لہذا ضرور ہوا کہ حضرت اونلوگونکو جو موجب گمراہی ہونگے بتا دین۔ اور ایسے لوگون سے بھی خبردار کر دین جنکی متابعت واطاعت پر ہدایت امت کا انحصار ہے

قرابۃ الرسول

(نمبر ۷ ـ سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۶ جلد ۱۲)

اگرچہ بعد ان وقایع کے جو خود عہد رسول اللہ بن عمر صاحب نے قرابت رسول سے انکار کیا اور حضرت کو بار بار ممبر پر جا کر اونکی غلط فہمی اور غلط بیانی کی رد کرنی پڑی اس واقعہ کے بیان کی ضرورت نہ تھی جو حضرت اسماء بنت عمیس کے ساتھ انہوں نے سلوک کیا۔ کیونکہ یہاں قرابت بذریعہ سبب ہے۔ مگر چونکہ مورخین و محدثین اہلسنت نے اس واقعہ کو نہایت اہمیت دی ہے اسلئے ہم بھی اوسکو یہاں لکھتے ہیں ۔ شیخ عبدالحق صاحب مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں صفحہ ۳۰۵ جلد دوم اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر بن ابیطالب بر حفصہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقصد زیارت وے درآمد و بود اسماء زنے در غایت کیاست و فراست و حسن و جمال و ہجرت کردہ بود بحبشہ ہمراہ زوج خود و قدوم آوردہ بخیبر ہمراہ وے پس ناگاہ درآمد عمر رضی اللہ عنہ بر حفصہ و حال آنکہ اسماء نزد اوست پس گفت عمر چون دید اسماء را گفت کیست این زن کہ نشستہ است نزد تو گفت اسماء بنت عمیس است ـ گفت عمر رضی اللہ عنہ زن حبشہ اینست زن بحریہ این است یعنی آن زن کہ از حبشہ از راہ دریا آمدہ اسماء در برابر عمر در جواب گفتہ نعم ـ ظاہر آن بود کہ حفصہ جواب می گفت کہ از وے پرسیدہ بود ـ امّا اسماء بسبب قوتے و استبداد وے کہ داشت بجواب درآمد و گویا کہ نخست ہم شنیدہ بودہ است کہ عمر و یعنی صحابہ در باب ایشان چیزے میگویند پس گفت عمر سبقت کردیم شما را بہجرت پس ما سزاوار تریم و قریب تریم برسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از شما پس در خشم آمد اسماء و گفت کلا نہ چنین است بخدا سوگند بودید شما با رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اطعام میکرد آنحضرت گرسنہ شما را و پند میداد جاہل شما را یعنی در امن و امان و تازہ نعمت دنیا [illegible] بودیم ما در زمین دوران و دشمنان دین بحبشہ ہمراہ [illegible] بودیم [illegible] از نجاشی و بودیم در شدت و محنت و این ہمہ [illegible]

سوگند می خورم من طعامے را و می نوشم آبرا تا آنکہ گویم و نقل کنم آنچہ گفتی تو نزد رسولخدا و گفت بودیم کہ ایذا کردہ می شویم و ترسانیدہ می شدیم پس بگوئیم بحضرت و بپرسیم او را از حقیقت حال و بخدا سوگند دروغ نگویم و میل نکنم بباطل و زیادہ نکنم بر آنچہ شنیدیم از تو پس ہنگامے کہ آمد آنحضرت در مجلس گفت اسماء پرسید از آنحضرت یا نبی اللہ عمر میگوید چنین و چنین فرمودہ آنحضرت پس چہ گفتی تو مر عمر را گفت گفتم چنین و چنین و گفت آنچہ گذشتہ بود میان عمر و وے کلام پس فرمود آنحضرت نیست عمر و یاران وے سزاوار تر نزد من از شما مر او را و اصحاب او را یک ہجرت است کہ از مکہ بمدینہ است و مر شما را اے اہل سفینہ دو ہجرت است یعنی یکے از مکہ بحبشہ و دیگر از حبشہ بمدینہ مطہرہ گفت اسما بنت عمیس پس تحقیق دیدم ابوموسیٰ و اصحاب سفینہ را کہ می آیند نزد من فوج فوج و فرقہ فرقہ می پرسند مرا از این حدیث و نبود از دنیا چیزے کہ ایشان بآن شادمان تر و بزرگتر شوند در نفسہائے خود از آنچہ گفت مر ایشان را پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و مدح کردہ و اعلائے شان ایشان کردہ و بتحقیق دیدم ابوموسی را کہ طلب اعادۂ تکرار میکرد این حدیث را از من از جہت ذوق و خوشحالی کہ دست داد او را از ان و گفتہ است ابوموسیٰ قدوم آوردیم ما بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ان کہ فتح کرد خیبر را پس قسمت کرد ما را و قسمت نکرد مر ہیچ یکے را کہ حاضر نشدہ بود فتح را ۱۱ صفحہ ۳۰۶

کیا مسلمانون کی جماعت مین جنکی تعداد اسوقت کروڑون سے کہین زیادہ ہے باستثناء شیعہ دو چار مسلمان بھی ایسے نکل سکتے ہین جو اس حدیث رسول کی تصدیق کرین اور حضرت کو اس بیان مین صادق مانین جنمین حضرت بتاکید بیان فرماتے ہین کہ ہرگز عمر اور اوسکے ساتھی تم لوگون سے بہتر اور احق تر ہمارے ساتھ نہین ہین؟ حاشا و کلا ہم جہانتک جانتے ہین ایک متنفس بھی ان مدعیان اسلام مین ایسا نہ ہوگا جو رسول اللہ کی اس حدیث پر ایمان لائے اور حضرت کو اس قول مین صادق جانے کیونکہ مسلمانون نے اپنا عقیدہ یہ قائم کیا ہے افضل

البشر بعد نبینا ابوبکر و عمر۔ شرح عقائد نسفی حصہ ک

پھر بتایئے یہ کس قسم کے مسلمان ہین کہ رسول اللہ تو اپنے اہل قرابت کو بتصریح تمام ابوبکر و عمر سے بہتر و افضل فرمائین اور حضرات اہل سنت برخلاف اوسکے یہ عقیدہ قایم کرین کہ شیخین افضل ہین

آپ اس روایت کو بغور ملاحظہ فرمائین کہ اسماء بنت عمیس جو رسول اللہ کی بعثت کے دو تین برس بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے ملک حبش مین گئی ہین جو نہ اپنا ملک ہے نہ اپنا وطن ہے نہ اپنی زبان ہے نہ اپنا دین ہے نہ اپنی قوم نہ قبیلہ اور سنہ ہجری مین واپس آئی ہین۔ ملاقات حضرت حفصہ کو گئی ہین وہان عمر صاحب کا تشریف لانا اور اس خطاب سے سوال کرنا کہ وہی عورت ہے حبشہ والی وہی عورت ہے دریا والی نہ سلام ہے نہ مزاج پرسی۔ نہ دلدہی نہ انسانی سلوک بلکہ وحشیانہ یہ تقریر ہے کہ ہم تم سے افضل ہین کیونکہ تم پر سبقت کرکے آئے۔

کیا آپ کسی مہذب شخص کی تقریر ایک ایسے غریب مسافر سے جو اتنے عرصہ کے بعد آیا ہو بطور نظیر پیش کرسکتے ہین؟ ہرگز نہین۔ کیا آپنے کسی شخص کو سنا ہے کہ اس طرح وہ اپنی فرضی فضیلت بیان کرے؟ اس مہذب زمانہ مین تو آپ کسی کمینہ سے کمینہ ترکی بھی تقریر نہ سنینگے جو اپنے منہ میان مٹھو آپ بنتا ہو با وہ بھی ایک غریب بیکس مجبور عورت کے مقابلہ مین۔ پھر یہ کون سی بڑی شیخی اور بہادری تھی جس پر آپ اسقدر اتراتے تھے۔؟ مگر ہمکو اوس سے زیادہ بحث نہین کیونکہ رسول اللہ صلعم نے نہایت صفائی سے عمر کی تکذیب اور حضرت اسماء رض کی تصدیق تمام عالم پر ظاہر کردی جس سے اوسی زمانہ مین یہ خبر اس درجہ مشہور اور متواتر ہوگئی کہ ہزارون صحابہ فوج در فوج گروہ در گروہ آتے اس حدیث کو سنتے اور خوش ہوتے کہ رسول اللہ صلعم نے کس فصاحت سے عمر صاحب کے تکبر کو توڑا ہے اور راون کے غرور کا سر نیچا کیا ہے۔

ہان آپ جانتے ہین یہ اسماء بنت عمیس کون ہین؟ حضرت جعفر طیار کی زوجہ

ہین اور یہی وجہ ہے کہ عناد ہے کہ عمر صاحب اپنی تفضیلات کو اون کے مقابلہ مین
ثابت کیا چاہتے تھے کیونکہ آپ پہلے نمبر مین ملاحظہ کر چکے ہین عمر صاحب کو جو عناد
تہا وہ قرابت مندان رسول سے نہ دیگر صحابہ سے اسی وجہ سے یہان چاہا کہ اپنی
فضیلت کا اقرار کرا لین مگر یہ کب ممکن تہا کہ رسول اللہ کسی ناجائز امر کا اقرار
فرمائین اسی وجہ سے حضرت نے اس تصریح سے عمر کی تکذیب کی کیونکہ اسماء بنت
عمیس مین دو فضیلتین جمع تہین ایک قرابتمندی رسول بسبب زوجیت
حضرت جعفر طیار۔ دوسری فضیلت ہجرت حبشہ کی کیونکہ ہمنے آج تک کسی حدیث یا تاریخ
مین یہ نہین دیکھا ہے کہ عمر صاحب نے اپنی فضیلت کا کبھی دعوی کیا ہو بجز اسکے کہ قرابتمندی
رسول کو ہمیشہ وہ نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور بظاہر یہی وجہ معلوم ہوتی ہے اس قسم
کی غیر مہذب اور کمینہ تقریر کی۔ ان حالات سے آپ اس نتیجہ پر ضرور پہونچ سکتے
ہین کہ عمر صاحب کس قسم کی عداوت قرابتمندی رسول سے تمام مسلمانون مین
پہیلا رہے تھے کیونکہ حضرت عباس سے یہ سخت کلامی کر چکے حضرت صفیہ بنت عبد
المطلب سے وحشیانہ تقریر انکی آپ سن چکے۔ حضرت ام ہانی خواہر جناب امیر
سے انکی بدزبانی آپ معلوم کر چکے۔ زوجہ حضرت جعفر طیار سے غیر مہذب تقریر ابہی دیکھ
چکے۔ اب وہ زمانہ آیا کہ رسول اللہ نے دنیا سے انتقال فرمایا۔ ایک طرف عمر صاحب
ہین اور اونکے ہمراہی صحابہ۔ دوسری طرف خاندان رسالت کے بقیۃ السیف
جناب امیر جناب سیدہ حضرت عباس حضرت عقیل اور چند بچے یعنی حسنین ع
عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن جعفر وغیرہم جنمین کسی کا سن دس برس سے زیادہ
نہین۔ پہر بتائیے عمر صاحب کا تشدد کس درجہ تیز ہوگا۔ پہلا واقعہ آپکو خانہ سوزی جناب
سیدہ کا ملیگا جسمین عمر صاحب قسم کہا رہے ہین کہ ہم اس گہر کو ضرور جلا دینگے
اور بعض صحابہ کہتے ہین کہ اسمین جناب فاطمہ بنت رسول ہین لیکن عمر صاحب
نہایت بے پروائی سے جواب دیتے ہین ہوا کرین !! جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۹ مین ہے
دوسرا واقعہ اسکے متصل ہی وہ ہے جو جناب امیر کے ساتھ پیش آیا کہ حضرت نے فرمایا
اگر ہم بیعت نکرین تو تم کیا کروگے۔ عمر نے جواب دیا کہ قتل کر دینگے جس پر جناب امیر

نے فرمایا کہ تب ایک بندہ خدا اور برادر رسول ص کے تم قاتل ہو گئے۔ جس پر عمر نے کہا کہ بندہ خدا تو ٹھیک ہے لیکن برادر رسول ص نہیں دیکھو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص

دیکھئے ان دونوں واقعوں میں کس طرح عمر صاحب نے قرابت رسول ص کی تحقیر کی کہ جناب سیدہ کی نسبت تو کہا وہ ہوا کریں" اور جناب امیر کی نسبت صاف صاف بیان کر دیا کہ آپ برادر رسول نہیں ہیں! اس سے بڑھکر کیا انکار ہو سکتا ہے اور کیا تحقیر قرابت۔!

ان مسلسل واقعات سے آپ بخوبی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ قرابت رسول ص کس طرح مسلمانوں کی نظروں میں ذلیل وحقیر کی جا رہی ہے کہ کہیں تو اصل قرابت ہی سے انکار ہے کہیں اوسکے قابل عزت واحترام ہونے سے انکار ہے۔ اب عملی کارروائی سنئے جو اس قرابت رسول ص کے مٹانے کیلئے ترکیب کی گئی سنن ابو داؤد کتاب الخراج والفیٔ والامارۃ میں ہے۔

حدثنا عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ حدثنا عبد الرحمن بن مھدی عن عبد اللہ بن المبارک عن یونس بن یزید عن الزھری قال اخبرنی سعید بن المسیب قال اخبرنی جبیر بن مطعم انہ جاء ھو وعثمان بن عفان یکلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما قسم من الخمس بین بنی ھاشم وبنی المطلب فقلت یا رسول اللہ قسمت لاخواننا بنی المطلب ولم تعطنا شیئا وقرابتنا وقرابتھم منک واحدۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما بنو ھاشم وبنو المطلب شیٔ واحد قال جبیر ولم یقسم لبنی عبد شمس ولا لبنی نوفل من ذلک الخمس کما قسم لبنی ھاشم وبنی المطلب قال وکان ابو بکر یقسم الخمس نحو قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر انہ لم یکن یعطی قربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطیھم قال فکان عمر

بن الخطاب یعطیھم منہ وعثمان بعدہ۔ مطبوعہ کانپور ص۱۶۲

یعنی جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ اور عثمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے کہ کلام کریں دربارہ خمس کے جو حضرت نے تقسیم کیا تھا بنی ہاشم اور بنی المطلب کو جبیر ابن مطعم لکھتے ہین کہ مین نے حضرت سے عرض کیا آپنے خمس سے ہمارے بھائیون بنی المطلب کو دیا اور ہمکو کچھ نہ دیا حالانکہ قرابت ہملوگون کی ایک ہے (کیونکہ حضرت ہاشم چار بھائی تھے۔ ہاشم۔ مطلب۔ عبدشمس نوفل۔ حضرت ہاشم کی اولاد رسول اللہ جناب امیرؑ وتمامی بنی ہاشم۔ اور عبدالشمس سے عثمان وغیرہ اور نوفل کے جبیر بن مطعم۔ ۱۲ راقم) پس فرمایا حضرت نے بنی ہاشم اور بنی المطلب ہمیشہ ایک رہے۔ جبیر نے کہا کہ حضرت نے خمس سے حصہ نہ دیا بنی عبدالشمس (جسمین حضرت عثمان تھے) نہ بنی نوفل کو (جسمین جبیر تھے) اور تقسیم کیا بنی ہاشم وبنی المطلب کو۔

پھر جبیر کہتے ہین کہ ابوبکر تقسیم کرتے تھے مطابق تقسیم رسولؐ صلعم کے مگر قرابتمندان رسول کو کچھ بھی نہ دیتے تھے جیسا کہ رسولؐ دیا کرتے تھے۔ جبیر کہتے ہین اور عمر دیا کرتے تھے اون قرابتمندون کو اوسی خمس سے اور بعد عمر کے عثمان بھی۔ انتہی

یہان آپ قصۂ فدک کو نہ خیال کیجیگا جسکے بارےمین یہ حدیث بنائی گئی کہ نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث بلکہ عام قرابت رسولؐ ہے جسکے بارےمین خداوند عالم فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین۔ یعنی خداوند عالم نے خمس کو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہے حصہ خدا۔ حصہ رسولؐ۔ حصہ ذوی القربی۔ حصہ یتامی ومساکین اوسکے متعلق ابوبکر صاحب کی یہ کارروائی تھی کہ قرابتمندان رسولؐ ایک دم محروم کردیا تھا جسکا مطلب یہ ہوا کہ حکم صریح خداوند عالم وسنت رسولؐ کو انہون نے ایک دم منسوخ کردیا۔

قصہ فدک مین تو یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ ابوبکر صاحب خود رسول اللہؐ سے وہ حدیث

سُن چلے تھے اس سبب سے مجبور رہتے۔ مگر یہان کیا ارشاد ہوگا کہ قرآن مین آج
تک یہ حکم موجود ہے اور رسول اللہ صلعم کا اسی کے مطابق عمل بھی تھا لیکن
ابوبکر صاحب نے ایک دم محروم کر دیا اور برخلاف اوسکے عمر صاحب نے پھر وہ سلسلہ
جاری کیا جس سے اسکا بھی گمان نہین ہوسکتا کہ ابوبکر صاحب کو کوئی خاص
حکم اسکے متعلق بھی ملا ہو اسلئے کہ کم سے کم عمر صاحب تو ضرور اوسکی تقلید کرتے۔
خداوند عالم نے صرف اسی آیہ مین حصہ ذوی القربیٰ نہین قرار دیا۔ بلکہ دوسری
آیہ مین فرماتا ہے وات ذی القربیٰ حقہ کہ ذوی القربیٰ کو اونکا حق دیدو۔
جسکے مضمون تفسیری سے ہم یہان نہین بحث کرتے بلکہ ظاہری الفاظ قرآن پر توجہ
دلاتے ہین کہ کسطرح خدا نے حق ذوی القربیٰ کے دینے کی تاکید کی۔ مگر خلیفہ اول نے
خلافت پاتے ہی اوس حق کو ایسا باطل کیا کہ کسی طرح قرابتمندان رسول کو
اون کا حق نہ دیا۔

تیسری آیہ مین تو خدا نے یہ بھی فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ
فی القربیٰ جس سے معلوم ہوا کہ مودت اہل قربیٰ کو خدا نے اجر رسالت قرار دیا ہے
مگر اوس حکم کی اسطرح تعمیل کی گئی کہ رسول اللہ کے حضور مین آپکی قرابتمندی
غیر نافع اور بیکار شئی قرار دی گئی جسپر حضرت کو بار بار خطبہ کرنا پڑا۔

یہی سبب ہے کہ صحیح مسلم مین ہے وکان لعلی من الناس جہۃ حیاۃ
فاطمہ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ
ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشھر جلد ۲ صـ ۹۱ مطبوعہ دہلی
یعنی زندگی جناب سیدہ سے ہر طرح کی آبرو تھی حضرت علیؑ کو جب حضرت
فاطمہ نے انتقال کیا تو سبکے مونہ حضرت علیؑ سے پھر گئے جس سے وہ مجبور ہوئے کہ
ابوبکر سے صلح کرین۔

یہ روایت اچھی طرح بتا رہی ہے کہ عمر ابوبکر کی متفقہ کوششون نے قرابتمندی
رسولؐ کو ایسا کمزور و بے اثر کر دیا تھا کہ جناب امیر ایسے شخص کو جنے بنائے اسلام مین

وہ خود متعین کی تھیں کہ آجتک تواریخ اون کی شاہد ہیں۔ اگر کچھ قابل ترحم بنا یا تو صرف وجود جناب سیدہ نے کیونکہ جناب سیدہ کی قرابت رسول اللہ سے ایسی نہ تھی جسکا کسی طرح انکار کیا جا سکے۔

اگرچہ حضرت عمر نے اسکے مٹانے میں بھی پوری کوشش کی تھی۔ مگر یہ فطری امر تھا جسکو وہ کسی طرح نہ مٹا سکے چنانچہ اوسی کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں ہے۔

"ثم قام عمر فمشی معہ جماعۃ حتی اتوا باب فاطمۃ فدقوا الباب فلما سمعت اصواتھم نادت یا ابت یا رسول اللہ ماذا لقینا بعدک من ابن الخطاب وابن ابی قحافۃ۔ فلما سمع القوم صوتھا وبکاءھا انصرفوا باکین وکادت قلوبھم تتصدع و اکبادھم تنفطر وبقی عمر ومعہ قوم فاخرجوا علیاً فمضوا بہ الی ابی بکر فقالوا لہ بایع فقال ان انا لم افعل فمہ قالوا اذاً واللہ الذی لا الہ الا ھو نضرب عنقک قال اذاً تقتلون عبد اللہ واخا رسولہ قال اما عبد اللہ فنعم واما اخو رسولہ فلا وابوبکر ساکت لا یتکلم فقال عمر الا تأمر فیہ بامرک فقال لا اکرھہ علی شئ ما کانت فاطمۃ الی جنبہ۔ فلحق علیؑ بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصیح ویبکی و ینادی یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی"

ص ۲۲

یعنی پھر کھڑے ہوئے اور گئے ایک جماعت کے ساتھ یہانتک کہ داخل ہوئے خانہ سیدہؑ تک اور دق الباب کیا۔ جب حضرت نے اون کی آواز سنی تو چیخیں اور کہا واے ہو اے ابن ابی قحافہ۔ پس جب صحابہ نے آپکی رونے اور آہ و بکا کی آواز سنی تو روتے ہوئے پلٹ آئے در آنحالیکہ قریب تہا دل اونکے ٹکڑے ہو جائیں اور جگر پاش پاش۔ مگر کھڑے رہے عمر اور اونکے ساتھ ایک جماعت تھی۔ پھر نکالا حضرت علی کو اور لیگئے ابوبکر کے پاس اور کہا کہ بیعت کرو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اگر بیعت نہ کریں تو تم کیا کروگے۔ جب اون لوگوں نے جواب دیا قسم اوس خدا کی جسکے سوا

عاشورا نمبر

اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۲ مین ایک تحریر شایع ہو چکی ہے کہ یہ روز عاشورا دہ روز غم اور یوم غفران ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو بنص توریت حق سبحانہ تعالی نے غم کرنیکا حکم دیا تھا۔ اس غم کو انبیائے سلف کرتے آئے ہین جو کا بل دلیل حقیت اسلام ہے اس فضلیت ہمارے نبی کی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اونکے فرزند کے غم کرنیکا حکم پیغمبران اولوالعزم کو ہوا اگرچہ عیسائیون نے جملہ بشارات مندرجہ توریت و انجیل وغیرہ کو حضرت علیسیٰ سے زبردستی متعلق کر دیاہے۔ مگر اس غم عاشورا کو کسی طرح حضرت عیسیٰؑ سے متعلق نہین کر سکتے۔ نصاری کا دعوی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے گنہگارون کی بخشایش کیلئے صلیب اختیار کی لیکن اوّلاً ہر چہار اناجیل مین واقعات صلیب اور تیسرے روز زندہ ہو کر اپنے مریدون سے ملاقات کرنیکے بارہ مین اسقدر اختلاف ہے کہ صلیب پانا کسی طرح ثابت نہین ہوتا اور آجتک بجز فرقہ نصاری کے کسی دوسری قوم نے حضرت عیسیٰ کے صلیب پانے اور قبر سے جی اوٹھنے کو تسلیم نہین کیا ہے۔

دوسرے جو صورت اس واقعہ کی اناجیل مین مندرج ہے اوس سے ہرگز گنہگارونکی بخشایش کیلئے یا دین کے قائم رکھنے کے لئے حضرت علیسیٰ کا مصلوب ہونا پایا نہین جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کے وعظ و نصایح کا کوئی مانع نہ تھا اور خود حضرت عیسیٰ بھی شریعت موسوی پر عمل کرنیکا حکم دیتے تھے اور آپنے بخوشی جام شہادت پینا گوارا نہین کیا بلکہ اناجیل سے آپکا اضطراب اور جان بچنے کے لئے دعا کرنا ثابت ہوتا ہے چنانچہ انجیل لوقا باب ۲۲ مین ہے کہ آپنے جناب باری سے دعا کی کہ (۴۲) اگر تو چاہے تو یہ جام مجھسے دور کر دے لیکن میری مرضی نہین بلکہ تیری مرضی کے موافق ہو۔ (اس کہنے سے کہ میری مرضی نہین صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی اپنی مرضی نہ تھی) (۴۳) اور آسمان سے ایک فرشتہ دکھائی دیا جو اوسکو بزور سنبھالے تھا (۴۴) اور آپ بڑے کرب مین زیادہ تر گڑگڑا کر دعا مانگتے تھے۔ اور آپکا پسینہ لہو کے بوند کے

مانند ہوکر زمین پر گرتا تھا۔ مرقس باب ۱۴ مین ہے " (۳۳) پطرا اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیا اور گھبرا کر مغموم ہونے لگا (۳۴) اور اون سے کہا میری جان انتہای غم سے مردہ ہوئی جاتی ہے۔ تملوگ یہان ٹھہرو اور حفاظت کرو (۳۵) اور آپ تھوڑا آگے جاکر زمین پر گر پڑے اور دعا کی کہ اگر ممکن ہو تو یہ گھڑی مجھسے ٹل جائے (۳۶) اور کہا یا ربّاہ یا ربّاہ کل چیزین تیرے امکان مین ہین اس جام کو مجھسے اوٹھالے توبھی میری مرضی کے مطابق نہین بلکہ اپنی مرضی کے مطابق اگر گنہگارون کی بخشایش حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے پر منحصر ہوتی یا آپ راہ خدا مین درجۂ شہادت پر فائز ہونیوالے ہوتے تو شب صلیب کو قبل از گرفتاری ایسے نبی برگزیدہ اور عاشق خدا کی یہ حالت کبھی نہ ہوتی۔ ممکن نہین ہے کہ وہ حضرت اس کرب و بیقراری سے گڑگڑا کر دعا کرین اور اللہ رحم نہ کرے۔ ایسی حالت لکھنا اور اوسپر دعوی صلیب کرنا صریح منقصت ارحم الراحمین اور حضرت عیسیٰ دونون کی ہے۔ کیا وہ جناب معاذ اللہ مستجاب الدعوات بھی نہ تھے؟ بیشک اون کی دعا قبول ہوئی اور جیسا کہ مسلمانون کا عقیدہ ہے قبل صلیب آسمان پر اوٹھالئے گئے۔ اور جس روز حضرت عیسیٰ کا صلیب پانا بیان کیا جاتا ہے اوس روز کو جناب باری نے نہ یوم غفران کہا ہے اور نہ غم کرنیکا حکم دیا ہے اگر واقعی حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے پر گنہگارون کی بخشایش منحصر ہوتی اور واقعی حضرت عیسیٰ مصلوب ہوتے تو ضرور جناب باری اوس دنکو بھی توریت مین یوم غفران اور یوم غم قرار دیتا۔

یوم غم و یوم غفران صریح اوسی فدیہ سے متعلق ہے کہ جو بروز عاشورا زمین ماریہ پر شہید ہوا ہے۔ جہان حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل کو جسکی نسل سے پیغمبر اسلام ہین راہ خدا مین قربانی کے واسطے لائے تھے اور یہ فدیہ ایک امیر او نہین بارہ امیرون سے ہے جسکا وعدہ جناب باری نے اپنے خلیل ابراہیم سے فرمایا تھا اور جسکی نسل جیساکہ جناب باری نے بشارت دی تھی آج دنیا مین مثل ستارون کے پھیلی ہوئی ہے۔ یہی وہ فدیہ ہے کہ جسنے جنات و ملائک کی مدد بھی بروز عاشورا قبول نہ کی۔ اسی عاشورہ

کی نسبت رسول نے اپنی حیات میں بارہا حکم دیا کہ تم لوگ بھی عاشورہ کرنمیں ہماری بہائی موسٰی کی پیروی کرو۔ اوس نبی کے برحق ہونمیں کیا کلام ہے جسنے پچاس برس قبل فرمایا تہا حسین منی وانا من الحسین اور قرآن مین بہی جو اوس نبی پر نازل ہوا تھا اسی ذبح عظیم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ اوس فدیہ کے مقتل کی مٹی تک جبرئیل نے پچاس برس پیشتر لاکر رسولؐ کو دی آپ اوسکو دیکھکر روئے اور اوس مٹی کو ایک شیشہ مین رکھکر اپنی زوجہ حضرت ام سلمہؓ کے سپرد فرمائی کہ وہی مٹی بروز عاشورا بعد قتل امام حسینؑ خون تازہ ہوکر جوش مارنے لگی۔ یہ حسینؑ ہی ہین کہ جنہون نے خود غرق خون ہوکر دین کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالیا اور حق وباطل کا ابدالآباد کے لئے فیصلہ کردیا اور اوس نخل دین کو جسے اونکے جد امجد نصب فرما گئے تھے اپنے خون سے ایسا سینچا کہ اب تا قیام قیامت مرجھا ہوا نہین ہے۔ وائے ہو اونلوگون پر جو دعوی اسلام کرتے ہین اور اس یوم غم وذریعہ غفران کو مٹانا چاہتے ہین اور تعزیہ داری حسینؑ سے مانع ہوتے ہین۔ تعزیہ داری حسینؑ کرنا کیا ہے۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد محمد رسول اللہ کو جو مسلمان زبان سے کہتے ہین بقول حواریون حضرت عیسٰیؑ "اپنے ایمان واعتقاد کو اپنے اعمال سے" دکہانا ہے۔

صحیح ترمذی میں ہے عن یعلی بن مرہ قال قال رسول اللہ صلعم حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسیناً جو آج سے تیرہ سو برس قبل حضرت نے اپنی حیات مین فرمایا تھا جسکا بین ثبوت آج بھی دنیا مین موجود ہے کیونکہ جہانتک دیکھنے مین آتا ہے جب ہر جانب سے انسان مجبور ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ لوگون کی تعزیہ داری کی نذر کرنے سے حاجتین برآتی ہین تو وہ بہی پکارتا ہے کہ یا اللہ اگر ہماری حاجت برآئے ہمارا مریض اچھا ہوجائے یا ہم صاحب اولاد ہون تو ہم تیرے رسولؐ کے نواسہ کی تعزیہ داری کرینگے جب اوسکی حاجت برآتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ بیشک کوئی خدا ایسا ہے جسکو اپنے رسولؐ کے نواسہ کی تعزیہ داری محبوب ہے۔ شاید لاکہہ مین ہزار ایسے بندے ہون جو بغیر ایسی نذر کے تعزیہ داری کرتے

ہوں جس سے سمجھنا چاہیئے کہ کتنے لوگون کی اس تعزیہ داری کیوجہ سے حاجتین بر آئی ہین اور کتنے لوگون کو اللہ نے آفتون سے نجات بخشی ہے اور کتنون نے اس تعزیہ کی وجہ سے اللہ کو پہچانا ہے۔ کیا انصاری کوئی ایسی نظیر حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی دکھا سکتے ہین۔ اسی تعزیہ کے ذریعہ سے کرامات کا ظہور آج بھی اوسیطرح ہوتا ہے جیساکہ عہد رسول اللہ مین مالک بن حنیف اور ابولبابہ بن ابوالمنذر یہودی کے معجزہ طلب کرنے پر حضرت کے حکم سے فرس اور گھوڑے نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور محمد اوسکا رسول ہے۔ آج یہ تعزیہ غیبت رسول اللہ مین اوسی طرح اللہ کے وجود اور رسول کے برحق ہونیکی خود شہادت دے رہا ہے اور لوگون سے دلوا رہا ہے اور حق و باطل کا فیصلہ کر رہا ہے ؎ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین۔

اس تعزیہ داری کو بند کرنا عوام الناس پر معرفت خدا کی راہ کا بند کرنا ہے۔ انصاف کیجیئے تعزیہ داری کی نذر کرکے اللہ سے حاجت طلب کرنا خدا پرستی ہے یا بت پرستی۔ کون نہین جانتا ہے کہ تعزیہ کاغذ اور لکڑی کا اپنے ہاتھون بناتے ہین پھر اسکو کون معبود اپنا سمجھہ سکتا ہے یا اسکو سجدہ کر سکتا ہے۔

ہان یہ شبیہ ہے اوس روضۂ مقدس کی جس مین رسول اللہ صلعم کا وہ فرزند دلبند مدفون ہے جس نے محض دین خدا کے زندہ کرنیکو اپنی جان کو نثار کیا ہے۔ اپنے جد امجد کی امت کو گمراہی سے بچایا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے خدا کی توحید قایم کرنے مین جان دی اور مرتے دم تک اوس توحید کو قائم کیا پھر کیونکر ممکن ہے اس تعزیہ داری سے بت پرستی ہو۔

یہ تعزیہ ہمکو بتاتا ہے کہ جسطرح ہمکو تمہارے ہاتھون نے لکڑیون اور کاغذ سے بنایا اوسی طرح مسجدین بھی مٹی۔ اینٹ۔ لکڑی وغیرہ سے بنائی گئین۔ اسی طرح خانہ کعبہ بھی خشت اور چونہ وغیرہ سے انسان ہی نے بنایا ہے اوسمین خدا مثل انسان کے بود و باش نہین کرتا ہے۔ حجر اسود کیا ہے بقول عمر ابن خطاب ایک پتھر ہے چونکہ رسول اوسکو بوسہ دیتے تھے اسلئے ہم بھی بوسہ دیتے ہین جسپر آریہ لوگ مسلمانونکو بت پرست کہتے ہین

کہ وہ حجر اسود کا بوسہ لیتے ہین تو کیا مسلمان لوگ حجر اسود کا بوسہ چھوڑ دینگے۔ واقعی کوئی مسجد کو پوجتا ہے نہ خانہ کعبہ کو نہ حجر اسود کو مگر چونکہ یہ چیزین خدا سے منسوب ہین انکی تعظیم کی جاتی ہے۔ ومن یعظم حرمات اللہ۔ علی ہذا روضۂ جناب رسولخدا بھی خشت وچونہ وغیرہ سے بنا ہوا ہے۔ قبر شریف کے گرد تو سیسے کی دیوار تہ زمین سے چھت تک ہے۔ قبر تک تو کوئی پہونچتا ہی نہین اوسی ضریح کی زیارت اور تعظیم کرتے ہین اور بوسہ دیتے ہین۔ اور حدیث مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور دوسری حدیث مین ہے من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی۔ پس قول رسول حسینؑ منی وانا من الحسین کو پیش نظر رکھکر حسینؑ کے ضریح کی زیارت وتعظیم کو وہی برا سمجھیگا جو رسولؐ کی ضریح مبارک اور روضۂ مقدسہ کی زیارت وتعظیم کو برا جانتا ہے۔ (وہابی اوسکو بھی حرام جانتے ہین اڈیٹر)

کفایۃ الشعبی وکنزل العمال وغیرہ سے ثابت ہے کہ عوام الناس کو اپنے والدین کی قبر کا نشان بنا کر بوسہ دینا بحکم رسولؐ جائز ہے تب حضرت امام حسینؑ کی ضریح مبارک کی شبیہ بنا کر اوسکو بوسہ دینا اور تعظیم کرنا اہل اسلام کے لئے ضرور بدرجہا اولے ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ کی محمل ہر سال مصر سے بنا کر مکہ معظمہ مین لائی جاتی ہے نہ وہ خود موجود ہین نہ اونکی اصلی محمل ہے محض نقل ہے مگر اونسے منسوب ہونیکی وجہ سے کسقدر اوسکی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے۔ بلکہ حطب نے تو ابو حنیفہ کا قول یہانتک لکھا ہے کہ قال لو ان رجلا عبد ھذہ النعل یتقرب بہ الی اللہ تعالی لم ار بذالک باسا یعنی ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص پرستش کرے اس جوتہ کی واسطے تقرب خدائے تعالی کے تو ہم اسمین کوئی برائی نہین دیکھتے ہین) شرم چاہئے اونلوگونکو جو باوجود دعوی اسلام جوتہ پرستی کرین اور بوجہ عناد فرزند رسولؐ کی عزا سے مانع ہون حالانکہ آنکھونسے دیکھتے ہین کہ یہ وہ غم ہے جسکو خود خدا محبوب رکھتا ہے اور ترقی

دیر ہا ہے۔ یہ وہ غم ہے جسے بحکم خدا انبیائے سلف کرتے آئے ہیں۔ یہ وہ غم ہے کہ
کہ بروز عاشور بعد قتل امام حسینؑ حضرت ام سلمہ نے رسول خداؐ کو خواب میں اس
غم میں گرد آلودہ خاک بسر کربلا سے آتے دیکھا تھا۔ یہ وہ غم ہے کہ اکثر ملائکہ رسولؐ
کے پاس اس غم میں عزا پرسی کیلئے آئے تھے۔ عن عائشۃ ان النبی صلعم
قال اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل بارض طف وجاءنی
بھذہ التربۃ واخبرنی ان فیہا مضجعہ رواہ ابن سعد و
طبرانی (ابن سعد اور طبرانی ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ
فرمایا نبیؐ نے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسینؑ زمین کرم پر قتل کیا جائے
اور یہ مٹی مجھے لاکر دکھائی ہے جسمیں اوسکی قبر ہوگی) عن ام سلمۃ قالت
قال رسول اللہ صلعم دخل علیّ الیوم ملک ولم یدخل علیّ قبلہا
فقال لی ان ابنک ھذا حسینا مقتول وان شئت اریتک
من تربۃ ارض التی یقتل فیہا فاخرج تربۃ حمراء رواہ احمد۔
(احمد بن حنبل ام المومنین ام سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبیؐ نے کہ آج میرے
پاس ایک فرشتہ آیا جو اس کے قبل کبھی نہیں آیا تھا اور اوسنے کہا کہ آپکا یہ فرزند
حسینؑ قتل کیا جائیگا اگر آپ چاہیں تو جس زمین پر وہ قتل ہونگے اوسکی مٹی
آپکو دکھادوں پس سرخ مٹی نکالکر مجھے دی) اور بھی بہت سے طریقوں سے
ملائکہ کا رسولؐ کے پاس اس غم میں عزا پرسی کے لئے آنا اور رسولؐ کا خاک
تربت حسینؑ دیکھکر رونا بیہقی اور شعبی سے منقول ہے۔ اور ابو نعیم وغیرہ
اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں قال اتینا مع علیؑ موضع قبر
الحسین فقال ھہنا مناخ رکابھم وھھنا موضع رحالھم وھھنا
مھراق دمائھم فتیۃ من آل محمد صلعم بھذہ العرصۃ تبکی علیھم
السماء والارض۔ (یعنی کہا اصبغ بن نباتہ نے کہ ہم لوگ حضرت علیؑ کے ساتھ
موضع قبر امام حسینؑ پر پہونچے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ یہ اونلوگوں کے گھوڑوں

اور اونٹون کے اوترنے کی جگہ ہے یہ اونکے اسباب کی جگہ ہے یہ اونکے خون بہنے
کی جگہ ہے ایک گروہ آل محمدؐ کا اس میدان مین شہید ہوگا اوپر آسمان و زمین
روئینگے) عن علی قال قال رسول اللّٰہ صلعم یحشر ابنتی فاطمہ
معہا ثیاب مصبوغۃ بالدم فتعلق بقائمۃ من قوائم العرش
رواہ الدیلمی۔ (دیلمی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخداؐ
نے کہ قیامت کے دن میری دختر فاطمہؑ کپڑہ خون آلودہ حسینؑ کا لیکر قائمۂ عرش کو پکڑکر
فریاد کریگی۔ اللّٰہ اکبر یہ کیسا غم ہے کہ تمام انبیاے سلف روئے۔ کیا حال ہوا ہوگا
رسولؐ کا جب جب فرشتے آئے ہونگے اور خاک تربت حسینؑ دکہایا ہوگا۔ آہ آہ کیا
گذرا قلب شیر خدا پر جب کہ اوس زمین پر پہونچے تو اوس زمین کے ہر ہر ٹکڑہ کو
اپنے اصحاب کے نشان دیکر نام بنام علیحدہ علیحدہ دکہا کر فرمایا دیکھو یہ میرے فرزند مظلوم
کے مرکبون کی جگہ ہے یہ اوسکے اسباب کی جگہ ہے یہ اوسکے خون بہنے کی جگہ ہے۔
حضرت کا ایک ایک جگہ کی اصحاب کو بتانا کسقدر حضرت کے کرب دل کی خبر دیرہا ہے
اوسوقت حاضرین کا کیا حال ہوا ہوگا حضرت نے وہان گہوڑونکے بندہنے کی جگہ
دکہا کر اوس واقعہ کی تصویر کہینچی تھی یہان مومنین ذو الجناح بنا کر اوس
واقعہ کو یاد دلاتے ہین۔ وہان حضرت اسباب کی جگہ بتا کر خود محزون ہوئے
اور ہمنا رکو محزون کیا یہان مومنین وہی اسباب علم و مشک کو دیکھکر اور
دکہا کر روتے پیٹتے ہین وہان حضرت نے خون بہنے کی جگہ جسپر لاش مظلوم برہنہ
پڑی رہی دکہایا تھا یہان مومنین اوسی مظلوم کا تابوت بنا کر اوٹہاتے ہین
اسباب ہی زیادہ باعث ہیجان ہوتے ہین جناب باری عالم الغیب سے جناب
سیدہ کا قائمہ عرش کو پکڑ کر مستغیث ہونا کافی تہا مگر نہین وہ معصومہ بھی اپنے
فرزند کا خون آلودہ پیراہن ہمراہ لئے جائینگی اور پروردگار کو دکہائینگی
پس مٹی کا لانا۔ تعزیہ و علم رکہنا۔ ذوالجناح نکالنا۔ تابوت اوٹہانا یا جسقدر
سامان عزا مومنین کرتے ہین یہ سب تاسی فعل جبرئیلؑ۔ فعل رسولؐ فعل

علی مرتضیٰ و فعل فاطمۂ زہرا کی ہے اس عزاداری کی ہر ایک شئی قابل قدر ہے
فرق یہ ہے کہ جو اسباب اون حضرات کے وقت مین مہیج ہوئے تھے یا بروز قیامت ہونگے
وہ ہم لوگ کے پاس موجود نہین ہے لیکن ہمارے ان اسباب کا بھی مقصود وہی یاد دہی
ہے جو اونکا مقصود تہا اور بروز قیامت ہوگا۔ پہلے مذکور ہوا کہ حضرت علیؑ نے قبل
از وقوع خبر دیا تہا کہ اس مصیبت پر آسمان و زمین روئینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا احمد
بن حنبل وغیرہ لکھتے ہین کہ قتل امام حسینؑ پر آسمان و زمین گریان ہوئے آفتاب مین
گہن لگا رہا تین دن تک دنیا ایسی تیرہ و تاریک رہی کہ دنکو تارے نظر آنے لگے شام مین
جس پتہر کو اوٹھاتے تھے اوسکے نیچے خون تازہ جوش مارتا تہا۔ کیا یہ باتین تا وقتیکہ خدا کو
حسین کی عزاداری محبوب نہ ہو ہو سکتی تہین ؟ قوم فرعون کے غرق ہونے پر جناب
باری فرماتا ہے فما بکت علیہم السماء والارض جس سے صاف ظاہر ہے کہ آسمان
و زمین ایسے لوگون پر نہین روتے ہین لیکن برگزیدگان خدا کے غم مین روتے ہین ورنہ
جناب باری ایسا نہ فرماتا بس اگر کوئی مظلوم ایسا ہے کہ جسپر آسمان و زمین روئے ہین
تو حسینؑ سے زیادہ مظلوم دنیا مین کوئی نہین گذرا۔ پھر حیف ہے کہ آسمان و زمین تو
اوس مظلوم پر روئین اور ہم انسان ہو کر نہ روئین حضرت ابراہیمؑ ابو الانبیا کا حضرت
سارا پر مرثیہ پڑہنا اور نوحہ کرنا حضرت موسیٰؑ کا حضرت ہارونؑ پر رونا بنی اسرائیل کا حضرت
یوشع کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کی عزاداری کرنا حضرت داؤدؑ کا ساول پر مرثیہ پڑہنا اور اوسکے
سرکا تاج اور بازوبند دیکھکر رونا حضرت یعقوب کا قمیص یوسفؑ خون آلودہ دیکھکر رونا
حضرت یوشع کا حضرت زلیخا کی چادر دیکھکر رونا سید المرسلین خاتم النبیین کا تربت خاک حسینؑ
دیکھکر رونا اور اپنے فرزند ابراہیمؑ پر گریہ و بکا کرنا نعش حضرت حمزہؑ پر نوحہ و صیحہ کرنا اور بیقرار
ہونا اور جناب سیدہ کا اذان مین بعد رسول اپنے پدر بزرگوار کا نام سنکر فرط گریہ و بکا سے غش
کر جانا اور تمام مسجد مین کہرام پڑ جانا جناب سیدہ کی مفارقت رسولؐ مین جو حالت تھی اوسکے
لکھنے کی کسے تاب ہے بعد دفن رسولؐ جب وہ معصومہ قبر اطہر پر گئین تو قبر کی مٹی اوٹھا کر اپنی آنکھون
پر رکھتی تہین اور روتی تہین اور یہ مرثیہ پڑہتی تہین ع ما ذا علی من شم تربۃ احمد

ان لا یشہ یزی الزمان غوالیا۔ صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا۔ اور ہر شخص نے اہلبیت و صحابہ عظام سے آنحضرت کے غم میں مراثی نظم کئے بعض روتے روتے نابینا ہو گئے بعضوں نے ترک وطن کیا جز ذوی الانسان تھے آنحضرت کی سواری کے فرس اور ناقہ نے بھی اس غم میں جان دیدی۔ ابوبکر کا کہنا کہ جسکو رونا آئے وہ روئے ورنہ بتکلف صورت رونے والے کی بنائے اوپر مذکور ہو چکا۔ اور بعد وفات جناب رسول خدا جب عمر اپنے زمانہ خلافت میں شام گئے ہیں اور بلال نے اذان دی تو زمانہ رسول یاد آگیا خود عمر اور اون کے ساتھی اسقدر روئے کہ اوس روز سے بڑھکر کبھی نہ روئے تھے تمام روز ایک کہرام پڑا رہا اور چھ مہینہ کے بعد جب بلال مدینہ میں آئے ہیں اور اذان دی ہے تو شور گریہ سے تمام مدینہ میں زلزلہ پڑگیا اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی رسول نے وفات کی۔ اور عمر بن خطاب نے تو عروہ ثقفی کی شہادت پر خود مرثیہ پڑہا تھا اور متمم بن نویرہ نے جو اپنے بھائی مالک کے حال میں مرثیہ کہا تھا اوسکو پڑھوا کر سنا کرتے تھے کہ اگر اونکو مرثیہ کہنا آتا تو وہ بھی اپنے بھائی زید ابن خطاب کا مرثیہ کہتے اور عمر برابر کہا کرتے تھے کہ جیسی متمم نے میری تعزیت کی ویسی کسی نے نہیں کی۔ اوسی زمانہ میں ایک اور بڑی مرثیہ گو خنسا تھی عمر نے اوسکو کعبہ میں روتے اور پیٹتے دیکھا پاس جاکر تعزیت کی اور اوسکے چار بیٹے جو مارے گئے اون کی تنخواہیں اوسکے نام تمام جاری کیں (دیکھو الفاروق مولوی شبلی) اور ابن الحدید جزو دوازدہم شرح نہج البلاغہ میں تاریخ طبری سے نقل کرتے ہیں کہ لما مات عمر بکتہ النساء فقالت احدی نوادبہ واحزناہ علی عمر حزنا انتشر حتی ملاء البشر وقالت ابنۃ ابی حثمۃ واعمراہ اقام الاود و ابراء العمد اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمر کے مرنے پر اونکی عورتیں روئیں کوئی واحزناہ کہتی تھی کوئی واعمراہ کہتی تھی اور اسقدر آواز اون کی مستورات کی بلند تھی کہ ہر شخص لفظ بلفظ ایک ایک کی آواز نوحہ و بکا کو سنتا تھا۔ صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہیں کہ چون عائشہ نقل کرد فریاد از خانہ وے برآمد ام سلمہ کنیزک خود را فرستاد تا از وے خبرے گیرد کنیزک باز آمد و خبر

وفات رسانید و ام سلمہ رضی اللہ عنہا گریان شدہ

الغرض حضرت ابراہیم ابو الانبیا سے تا خاتم الانبیا و اہلبیت طاہرین و اصحاب و امہات المومنین فرداً فرداً دکھایا گیا کہ سب نے مرثیہ پڑھا ہے نوحہ کیا ہے روئے ہین تب اے مسلمانو تم کو بھی لازم ہے کہ اوس مظلوم پر جسکی شان مین رسولؐ نے حسینؑ منی و انا من الحسینؑ و لحمک لحمی و دمک دمی فرمایا ہے جو شط فرات پر تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوا جسکا شش ماہہ بچہ بالقو تیر ظلم سے مارا گیا جسکے [illegible] روؤ اور اوسکی عزاداری کو ترقی دو کہ یہہ بہت بڑی دلیل تھا مطلع اسلام کے برحق ہونیکی ہے دیکھو حسینؑ کے ایک ایک بچے نے اس دین کی حقیقت پوری طرح ثابت کر دیا ہے چنانچہ جب ابن زیاد نے حضرت مسلم کے دونو بچونکو کوفہ مین گرفتار کرا لیا اور حارث اون یتیمون کو قتل کرنیکے لئے دریائے مسیب پر لیگیا تو اون بچون نے بھی آخر وقت مین اپنے قاتل سے صرف دو رکعت نماز کی مہلت مانگی ان بچون نے اس فعل سے وجود معبود حقیقی اور حقیت اسلام کو کیسا واضح کر دکھایا ہے پہر اس مصیبت پر رونیوالا اور اونکا دوست رکھنے والا کیونکر نہ بخشا جائیگا۔

نصاری کا دعوی ہے کہ چونکہ حضرت عیسی گنہگارون کے لئے مصلوب ہوئے اسلئے اون کو اپنی نجات کا وثوق ہے اور دیگر مذاہب مین کوئی ایسا ذریعہ وثوق کا نہین ہے لیکن جلسیا واضح طور پر امام حسینؑ اور اونکے بہرے کنبہ کی شہادت راہ خدا مین ہوئی ہے اسطرح حضرت عیسی کا مصلوب ہونا ہرگز ثابت نہین کر سکتے ہین چنانچہ حضرت عیسی کے مصلوب ہونیکی تردید خود اناجیل سے اوپر کی جا چکی ہے تب حسینؑ سے بڑھکر کون دوسرا ذریعہ قابل وثوق نجات کا ہو سکتا ہے۔

تعزیہ کی مثال بالکل تابوت سکینہ کی ہے جسے حضرت داؤدؑ کس جوش اور ولولہ اور کس شان و شوکت سے بنی اسرائیل کے ساتھ لیکر نکلے تھے۔ اوسمین کیا تھا وہ بھی سونا۔ چاندی پیتل فیلدندان چوب صندل و آبنوس وغیرہ کا بنا ہوا تھا۔ مسلمانون کو فخر و ناز کرنا چاہئے کہ آج اوسی وجد اور اوسی ولولہ اور شان و شوکت سے اونکے رسول

کے نواسونکا تعزیہ جسمین دو تابوت ایک حسنؑ کا سبز رنگ اور دوسرا حسینؑ کا سرخ رنگ بناتے ہین اور حسنؑ و حسینؑ حسن و حسین کہکر ماتم کرتے ہوئے لوگ سرونپر لیجاتے ہین جیسا کہ وہ تابوت سکینہ معرفت خدا کیلئے تہا ویسا ہی یہہ تعزیہ معرفت خدا کیلئے ہے۔ اسکی قدر کرو اور ترقی دو ورنہ پچتاؤگے وما علینا الا البلاغ۔

احقر العباد سید غلام قاسم عفی عنہ

ایک اسلامی مدرسہ اور سنی شیعہ کے تعلقات

انگلو عربک ہائی اسکول دہلی مین مسلمانون کی پہلی درسگاہ ہے جو عہد سلاطین مغلیہ کے ایک اولوالعزم نیک نیت مخیر رئیس دہلی اعنی نواب اعتماد الدولہ میر فضل علیخان بہادر سہراب جنگ مرحوم کی یادگار اور فیاضی طبع کا نتیجہ ہے۔ اسلام کی شان اس امر کی مقتضی ہے کہ عشرہ محرم میں مدرسہ بند رہے چنانچہ جسوقت سے اس مدرسے کی بنیاد پڑی ہے آجتک برابر اس مین عشرہ محرم کی تعطیل ہوتی رہی۔ مگر امسال مثل مدارس [illegible] فاتحہ [illegible] صرف تین چار روز کی چھٹی ہوئی جس سے قدرتاً اور واجبی طور پر حضرات اہل تشیع کو جو واقف کے ہم مذہب ہیں [illegible] صدمہ پہونچا۔ واقف شیعی المذہب کی روح [illegible] انجہانی دیکہتی ہے کہ اس وقف سے کسی شیعہ برابر فائدہ اٹھا رہے ہین۔ اور سنی المذہب منتظمین مدرسہ کی تنگ خیالی کو دیکہئے کہ اس مرحوم کی روح کا اتنا بھی پاس و لحاظ نہین کرتے کہ محرم مین دس دن مدرسہ بند رکہین۔ باوجود شیعہ ممبران کی مخالفت کے بغیر اسکے کہ جنرل مینیجنگ کمیٹی مدرسہ کا انعقاد ہو۔ سکرٹری اور ہیڈ ماسٹر جو دونو سنی المذہب ہین۔ خلاف دستور سابق مدرسہ جاری رکہتے ہین۔ اس بدعت وجدت کی وجہ کیا معقول ہے کہ چونکہ اسی مہینے مین آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ دہلی مین ہوگا اور مدرسے کا مکان مہمانان لیگ کی فرودگاہ قرار پائیگا اور ان ایام مین مدرسہ بند رکہنا پڑیگا۔ لہذا محرم مین پورے عشرہ کی چھٹی نہین دی جاسکتی ہے اور مسلم لیگ کے دنون مین مدرسہ بند رکہنے کی کسر کا تعطیلات محرم مین کمی کرکے جبر کیا جائیگا۔ شیعہ طلبا کے واویلا کرنے پر ہیڈ ماسٹر صاحب

فرماتے ہین کہ اچھا تمہین چھٹی!!! چونکہ امتحان انٹرنس قریب ہے طلبا عرض کرتے ہین کہ ہمارا ہرج ہوگا۔ آپ ان دنون مین آگے نہ پڑھائیں (کورس ابتک پوری نہین ہوئی) جواب ملتا ہے کہ اگر پڑھائی کا خیال ہے تو حاضر ہو۔ ہم مجبور ہین۔ زیادہ تقریر بڑہنے پر ہیڈ ماسٹر صاحب فرماتے ہین کہ مدرسہ اب گورنمنٹی ہوگیا ہے۔ گورنمنٹ بھی امداد دیتی ہے۔ ہم معزز ہیڈ ماسٹر صاحب سے سوال کرتے ہین کہ مدرسہ اسی سال گورنمنٹی ہوا ہے یا کئی سال سے۔ اگر کئی سال سے تو کیون ابتک عشرہ محرم کی تعطیل ہوتی رہی۔ اور جب بقول آپکے مدرسہ گورنمنٹی ہے تو کیون اسمین برخلاف مدارس سرکاری گڈفرائی ڈے۔ ہولی۔ دیوالی دسہرے وغیرہ کی تعطیلات نہین دیجاتین۔ کیا ہیڈ ماسٹر صاحب بعض حوائش وغیرہ کی تعطیلات ہی جو گزینڈ ہولیڈیز نہین ہین یا کوئی خاص آرڈر گورنمنٹ کا تعطیلات محرم ہی کے بارہ مین آگیا ہے کہ انہین خلاف معمول سالہائے گذشتہ کمی کردیجای۔ اور پہر ایک زبردست سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسکول گورنمنٹی ہے تو کیا مسلم لیگ کو جو ایک پولیٹکل باڈی ہے اسکا مکان دیا جاسکتا ہے؟ (یا صرف تعطیلات محرم مین کمی کرکے فرقہ شیعہ کے آزردہ کرنیکے لئے گورنمنٹی ہوا ہے) حالانکہ مدارس سرکاری و امدادی کے شاف وسٹوڈنٹ کمیونٹی کو پولیٹکل جلسونکی کسقدر بندش کیگئی ہے۔ لاہور کی کانگریس مین ظاہر کیا گیا کہ طلبا جو سالہائے گذشتہ مین والینٹر بنے تھے۔ قواعد جدید کیوجہ سے امسال پارٹ نہین لے سکے۔ افسوس ابتک سنی شیعہ کے جھگڑے کسی طرح ختم ہونے مین نہین آتے۔ اور ہر سال محرم مین تو مظلوم شیعہ ضرور تہوڑا بہت ستائے جاتے ہین۔ فرقہ شیعہ کو یہ صدمہ سکرٹری اور ہیڈ ماسٹر کے سنی المذہب ہونیکی وجہ سے پہونچا ہے۔ کیا مسلم لیگ کا جلسہ دہلی مین شیعونکو زک پہونچانیکے لئے کیا جاتا ہے کیا اتفاق و اتحاد کی صدائین جو کرہ ہوائی مین گونج رہی ہین اونکا یہی مطلب ہے کہ ایک فریق کے جذبات مذہبی کو شکست دیجائے۔ کہان گئے سر سید اور مسٹر محمود جنہون نے مسلسل محرم کی چھٹیان دلوائین!!! کیا اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کے قیام کے ساتھ جسکا افتتاحی جلسہ ایام کرسمس مین ہوا ہے۔ سنی شیعہ کو ہر انے قضیے چھوڑ کر اس مدرسے مین نئے جھگڑون کے چھیڑنے کا ستگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ زیادہ تر افسوس اسمین یہ امر کا ہے کہ عین

اُس زمانے جبکہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس عام طور سے محرم کی دس چھٹیاں اور چہلم کی
بھی چھٹی مانگ رہی ہے وہلی میں جہاں اس سال مرکزی مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ ہونیوالا ہے
ایک اسلامی مدرسے میں جسکا واقف شیعہ ہے انہیں تعطیلات میں کمی کی جاتی ہے۔ ہم نہایت ادب سے
گورنمنٹ پنجاب کی توجہ اسطرف مبذول کرتے ہیں کہ جہاں منیجنگ کمیٹی میں نصف سنی اور نصف
شیعہ ممبر مقرر کرکے ہر جنرل میٹنگ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع دہلی کا پریسیڈنٹ ہونا بار حصول
فیصلہ منصفانہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ وہاں اس مدرسے کا ہیڈماسٹر بھی لازمی طور پر عیسائی
مقرر کیا جائے۔ اور سیکنڈ و تھرڈ ماسٹر ایک سنی ہو ایک شیعہ تاکہ آیندہ کسی فریق کو شکایت کا موقع
نہ ملے۔ اور سکرٹری ہر سال تبدیل ہوا کرے۔ ایکسال سنی ممبران میں سے اور ایک سال شیعہ
ممبران میں سے سکرٹری منتخب ہو۔ اس انتظام سے یقیناً کمزور پارٹی کو نقصان نہ پہونچیگا۔
یا کم از کم وجہ شکایت نہ پیدا ہوگی۔ اسی مدرسے کی وسیع اور عالیشان شاہی مکان میں جہاں
سرسید کی عمر کے آخری زمانے میں ایکمرتبہ ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ جلسہ ہوا تھا۔
ایک مسجد بھی ہے جس میں شیعہ طلبا کو اذان دینے کی ممانعت کیجاتی ہے اسکی وجہ تعصب
نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا شیعوں کی اذان اذان نہیں ہے؟ اور جب وہ اس مسجد میں نماز
پڑھ سکتے ہیں تو اذان دینے کا حق اونسے کیوں چھینا جاتا ہے۔ اگر دونو فرقے اس میں اوقات
مختلف میں اپنی اپنی نماز جماعت سے یا فرادی پڑھیں اور اذان دیں تو اسلام کا کونسا ستون
گر جائیگا یا مسلم لیگ کی پالٹیکس میں کونسا رخنہ عظیم واقع ہوگا۔ کیا اتفاق و اتحاد کے یہ
معنی ہیں کہ کمزور فریق کا گلا گھونٹا جائے۔ اور اُسکے حقوق جائز کا خون ناحق کیا جائے۔
دیکھو سرسید کی پالیسی علیگڈھ کالج میں اور پیروی کرو۔
آخر میں ہم دلی تاسف کیساتھ اسکو ظاہر کرنے سے باز نہیں رہسکتے کہ تعطیلات محرم کم کرنیوالوں
نے اسکا بھی لحاظ نہ کیا کہ دہلی انکا شہادت کا نمبر اور اینگلو عربک سکول کی لائبریری و
ریڈنگ روم میں کرزن گزٹ طلبا کے مطالعہ کیلئے ضروری و مفید سمجھکر ضرور منگوایا جاتا ہے
اسکے آگے ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ہمیں امید ہے کہ صلح کل معزز اراکین کمیٹی انتظامی مدرسہ مذکور
آیندہ ضرور ان امور کا لحاظ رکھینگے۔ اور شک و شبہ کا کوئی پہلو نکلنے نہ دینگے۔ ہم معزز اراکین

مسلم لیگ کی خدمت میں بھی یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جس طرح آپ نیشنل کانگریس
سے علیحدہ ہوئے ہیں شیعوں کو موقع دیجئے کہ اسی طرح آپ سے الگ ہوں۔

سب سے آخر میں یہ جتا دینا نہایت ضروری ہے کہ راقم نے یہ مضمون نہایت نیک نیتی و راستبازی
اور بے تعصبی سے لکھا ہے وہ جماعۂ اسلامی کا تہ دل سے پہلے درجے کا بہی خواہ و طرفدار رہا ہے۔ اگرچہ
خود اسکو افسوس ہے کہ عیسائی پیڈریا نشر کیلئے راہ دینی پڑی۔ مگر اس سے آئندہ ناچاقیوں
کا سد باب مقصود ہے۔ اور اہل اسلام کی موجودہ حالت مجبور کر رہی ہے کہ ایسا ہو۔ براہ خدا
اسلامی کوئی صاحب اس سے اثر لے طبیعت ہمیں اور تعصب کی تاریک عینک اتار کر
نظر انصاف سے اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیں ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

راقم دلی کا ایک درد دل والا مسلمان۔

اصلاح ۔ ہماری خرابی اس وجہ سے ہوئی اور ہو رہی ہے کہ ہم میں قومی احساس کا مادہ
بالکل نہیں رہا۔ ہمکو کسی طرح اپنی غلطی نہیں [illegible] اپنی قوم کا خیال ہے [illegible] کہ ہم
اپنا ویسا ہی دوست سمجھتے ہیں ہمسایہ [illegible] اپنے دوست کو [illegible]
[illegible] نامور [illegible] خواہ [illegible] خالی [illegible]
کی امداد کو۔ اور [illegible] شیعہ [illegible] امام باڑہ کو [illegible]
اور اسکے سنی متولی کو۔ حالانکہ کوئی ایک شخص بھی ہندوستان میں کوئی ایسا
وقف عام یا خاص سنیوں کا نہیں دکھا سکتا جسکا سکرٹری یا منیجر شیعہ ہو۔ مگر شیعوں کے
جتنے وقفیات ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے اگر اس خاندان میں تولیت نہیں ہے تو متولی یا
سکرٹری اوسکا ضرور کوئی سنی ہے۔

ضلع آرہ میں ایک چھوٹا سا وقف مولی باغ کا ہے امام باڑے کیلئے مگر اوسکے متولی بھی
سہسرام کے خانقاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ پس جو کچھ ہے از ماست کہ بر ماست کا مضمون ہے
خدا اب بھی شیعوں کو توفیق دے جو وہ اپنی قومی ضرورتوں میں دلچسپی لیں اور بیدار ہوں
ہوں کہ بہت سو چکے اور بہت کھو چکے جبتک سکرٹری اور پریسیڈنٹ مستقل طور پر شیعہ

مذہب انہوں کا ہمیشہ ہی خرابی رہیگی۔ لہذا شیعیان دہلی پر لازم ہے متفقہ کوشش سے کام
لیں اور اپنی موروثی جائداد پر قبضہ کریں۔ ورنہ چند روز میں اسکا حق بھی جاتا رہیگا۔
کیونکہ اس زمانہ کے سنی سنی نہیں ہیں بلکہ خارجی ہیں جنکا اصول وہی ہے جو قدیم سے
چلا آتا ہے کہ جہانتک ہوسکے شیعوں کا حق غصب کرنا چاہئے۔

تعطیلات محرم کی نسبت عام طور سے آل انڈیا شیعہ کانفرنس کوشاں ہے اور ان اضلاع
میں بھی شیعہ سنی عام طور سے کوشاں ہیں جنکا بھی [illegible] ہیں اکثر حکام نے غور کرنیکا وعدہ بھی کیا
ہے۔ امسال [illegible] مدرسہ کے سکرٹری کی یہ کارروائی [illegible] افسوسناک ہے حالانکہ یہ مدرسہ
خاص شیعہ [illegible] جناب [illegible] آفتاب حسین صاحب [illegible] اور [illegible] فاضل مولوی
محمد [illegible] صاحب [illegible] ہیں۔ اگر ایام [illegible] میں اصلی وصیت
نامہ واقف [illegible] ہوجاتا جسکا اعتراف گورنمنٹ کو بھی ہے تو اسقدر حق بھی سنیونکو
نہ ہوتا حالانکہ گورنمنٹ خود تسلیم کرتی ہے کہ واقف شیعہ تھا اور واقف کے خاندان سے
ایک شخص پہلے سکرٹری بھی تھا جس سے کسیطرح سنیونکو شکایت نہیں ہوئی پھر کیا وجہ ہے
کہ اب اسکا سکرٹری ایک سنی مقرر ہو جو اسطرح شیعوں کی حق تلفی کرے۔ اڈیٹر

شیعہ قوم راجپوت

اصلاح [illegible] میں ایک تحریر اسکے متعلق شایع ہو چکی ہے جسپر موضع پلاسو تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر
سے حسب التحریر جناب صاحب ہادی حسن ان معزز حضرات کا قوم راجپوت سے اور شیعہ ہونا ظاہر ہوا
جناب چودھری [illegible] خان چودھری فضل حسین خان چودھری مراد علیخان چودھری [illegible]
علیخان۔ چودھری منے خان چودھری سلامی خان چودھری ذوالفقار خان چودھری
محمدالدین خان عنیز الدین خان نمبردار۔ کالوخان۔ عیدے خان۔ فرید خان۔ بڈھے
خان۔ بابو ہیرا خان۔ رکن الدین خان۔ قائم خان۔ مولابخش خان۔ جہنڈے خان
حسین خان جیون خان وغیرہ چند حضرات چنانچہ چودھری سردار علیخان صاحب
رئیس خریدار اصلاح بھی ہیں۔

موضع بھردوال میں بھی جناب چودھری محمد علیخان صاحب اور چودھری نوازش علیخان صاحب

صاحب ودیگر معززین ہین جنکے اسمائے گرامی پھر درج ہونگے۔

خریدار اصلاح ۱۳۳۰ھ بھی اپنی پوری مستعدی اس امر خیر مین دکہاتے ہین اور ہمکو امید ہے کہ جہان جہان یہ معزز قوم راجپوت شیعہ مذہب قیام فرما ہونگے اصلاح کو مطلع فرمائینگے کہ یہ نہایت عمدہ ذریعہ ترقی قوم اور مذہب کا ہے جس سے پہر کسیطرح کا تردد نہ رہیگا کیونکہ حضرات اہلسنت ہر طرح ہماری قوم کو نیست ونابود کرنا چاہتے ہین۔

اور ہم تمامی برادران ایمانی سے امید کرتے ہیں کہ اصل مسئلہ شیوع الایمان هو الكفاءة پر عمل کرینگے کہ اصل ایمان ہی کفو ہے۔

معجزہ یا کرامت

جناب اڈیٹر صاحب۔ تسلیم۔ آج خدمت مین حضور سرکار نواب حاجی میر نور محمد خان بہادر کے مکرمی معظمی میان حاجی محمد صاحب بلالی تشریف فرما ہوئے ممدوح نے بندہ سے بیان فرمایا کہ کوٹ ڈیجی ریاست خیرپور میرس ملک سندہ مین محرم کی گیارہوین شب کو ایک نیا معجزہ ہوا ہے کہ ایک شخص کو شب ۱۱ ماہ محرم ۱۳۳۲ھ ایک فرزند نرینہ پیدا ہوا جب اُسنے یہ خبر سنی تو اُسیوقت اُسنے بموجب رسم سندہ کے ڈھول وغیرہ بجوایا اور خوشی کی یعنی سب نے ایک بجے سے لیکر دن کے ۹ بجے تک جشن مین مصروف رہے جب جشن سے فارغ ہوئے تو مولود دیکھنے کو عزیز واقارب جمع ہوئے۔ اب جو اُس مولود کو دیکھتے ہین تو وہ قدرت خدا اور معجزہ جناب مظلوم کربلا علیہ التحیۃ والثنا سے لڑکی یعنی چہوکری بن گئی جو اب تک زندہ موجود ہے۔

مرزا قمر علی بیگ شکار میر ہز ہائنس حاجی میر نور محمد خان بہادر ۱۷ محرم

ایک عالی رتبہ اہلحدیث شامل بہ رفض

اصلاح ۱۳۳۰ نے پوری طرح ثابت کر دیا کہ جتنے اصلی اہل حدیث کیطرف سے ہوتی ہے مگر سخت تعجب کا اہلحدیث مورخہ ۱۶ محرم کے صفحہ ۴ مین ہے کہ اصلاح کیون خاموش ہے۔ افسوس کہ مولوی ثناء اللہ مصلح قوم ہو کر ایسا کام کرتے ہین۔ کیا وہ نہین سمجھتے کہ اصلاح و اہلحدیث کے دیکھنے والے بعض میری ایسے بے تعصب بہی ہونگے جو نہ انکی جماعت کے ہین نہ اونکی بلکہ فریق ثالث۔ اہلحدیث مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۱۴ اصلاح ۱۳۳۰ کا موازنہ کرنیسے ثابت ہے مولوی ثناء اللہ نے اپنا یہ پرچہ بخیال تجارت قایم کیا اصلاح واسطے اصلاح قوم کے قایم کیا گیا ہے دلیل یہ ہے کہ اصلاح اکثر لوگونکو مفت تقسیم ہوتا ہے اور ایسا مضمون نہین لکھتا ہے کہ لوگونمین شورش پیدا ہو مگر یہ بات ہے کہ ایک گالی کے جواب دس گالیان دیتا ہے جسکو دیکھکر لوگ البتہ ظاہرا کہ سکتے ہین کہ یہ پرچہ بہی قوم

شہید کربلا

(منقول از الحکم قادیان مورخہ محرم ۱۳۵۰ھ)

عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا میں ایک لانظیر یادگار ہیں اور یہ مبارک یادگار ان زندہ جاوید شہدائے عظام کی ہے جنہوں نے میدان کربلا میں اپنی اولوالعزمی شجاعت اور حق پژوہی اور راستقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا جنہوں نے حقانیت اور راستبازی کی حمایت مین اپنی گران بہا جانوں کا قربان کردینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رضائے الہی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت حق کو زیر نہیں کرسکتی بظاہر تلوار نے انہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا مگر ان کی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کرنی چاہیئے ؎

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت　　مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار تا ابد ان ایام مین قائم رہیگی اور سالون اور صدیون کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہیں سکتا یہ موت کیسی شیرین اور مبارک ہے۔ جو حقیقی زندگی کا وارث بنا دے مگر

این سعادت بزور بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ان دردناک واقعات کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہین اور نہ یہ کسی قلم مین طاقت ہے کہ اس جانگداز واقعہ کو قلمبند کر سکے۔ بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنا ہے۔

مظلوم کربلا اور اسکے جان نثارون پر جو کچھ ظلم وستم ہوئے۔ اور جن بے نظیر مصائب سے اُنکا مقابلہ ہوا۔ اور جس عدیم المثل استقلال کیساتھ اس نرغہ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجودیکہ تیرہ صدیان گذر گئی ہین۔ مگر اس واقعہ کا اثر باشندگان روئے زمین کے دلون پر ابھی ایسا ہی تازہ ہے کہ گویا کل کی بات ہے اور مسلمانون مین اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے

اس قابل ہے کہ انکی یادگار قایم رہے۔ مگر یادگار کے قایم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے وہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے مفید نہیں ہین تعزیہ داری اور مجالس عزا پر تفصیلی ریمارک اس مضمون مین نہین کرتا کیونکہ میری دانست مین یہ ایک ایسا فعل ہے جسکو کبھی پسند نہین کیا جا سکتا۔ مین اس کو تسلیم کرتا ہون کہ دنیا کی تمام شریف اقوام مین شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہین۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگارین قایم کرتی ہین۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تعزیہ داری اور عزاداری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی کام مین صرف ہو تو حسینیہ یونیورسٹی قایم ہو سکتی ہے مگر اس قسم کا مشورہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا مفید سبق جو ہم لے سکتے ہین وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق مین ستائے جاتے ہین اور راست گوئی اور حمایت حق مین ان لوگون کو ایذائین اور تکلیفین پہونچائی جاتی ہین جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤن کا مقابلہ کرلین اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائین تو علاوہ ان اعلیٰ مدارج کے جو عالم روحانی مین انکو حاصل ہوتے ہین۔ اسی عالم ظاہری مین انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلون مین ان کی ابدی یادگار قائم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق مین نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ مین زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے۔

گر تو یکجان میدہی از بہر من		میدہم صد جان دجانانت کنم

حضرت امام حسینؑ اور آپکے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمایش کیوقت دکھایا اسکی کیفیت الفاظ مین ادا نہین ہو سکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حقیقت ہے

یعنی وہ اللہ تعالی کے حسن وجمال پر ایسا شیفتہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت اسے اس مقام سے ہٹا نہین سکتی ۔
پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق کو دیکھ لیتا ہے تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رسوخ اسکو اس سے دور نہین لے جا سکتا ۔
شہید کربلا کی زندگی یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی کیلئے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے نیچے نہ آئے ۔ اور کسی دنیوی تکلیف اور آسایش کیلئے حق کو قربان کرنیکے واسطے آمادہ ہو ہم حسین مظلوم کی طرح اپنے تمام معاش راحتون حتی کہ جان تک دیدینے کے لئے طیار ہو جاوین مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لئے طیار نہون ۔
دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتین مختلف لباسون مین ہمارے سامنے آتی ہین یا رکھی جا سکتی ہین مگر ہمین یاد رہنا چاہیئے کہ یہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدارج اور دنیوی آسائشین اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیان بالکل موہوم اور خیالی ہین۔ پس ہین وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھکر میدان حق گوئی مین اپنے جوہر دکہاتے ہین اور حق پسندون اور حقداروں کی حق شناسی کرتے ہین ۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہین وہ دنیوی عہدون اور منصبوں پر فدا ہین وہ اپنے موقعہ اور وقت پر زبردست حق پسندون کو ستانے سے نہین چوکتے ۔ وہ یاد رکھین کہ یوم الحساب آنیوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتین اور آسائشین جیسی چند روزہ ہین۔ اسی طرح اسکے آلام و مصائب کی تہوڑی عمر ہے ۔
میرے دوستو! مینے شہید کربلا کے واقعہ کو آپکے سامنے رکہا ہے؟ کیون اسلئے کہ آپ اس سے سبق لین۔ اسپر غور کرین کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے ۔

فاسق کے ہاتہہ پر ہاتہہ نہین رکھتا

مین ان لوگون سے ہرگز متفق نہین جو واقعہ کربلا کو پولٹیکل جنگ کہتے ہین یہ پولٹیکل

جنگ نہین تھی۔ اگر معاذ اللہ حضرت امام حسینؓ کا یہ فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شئی وہ قربان کرنیکے لئے طیار نہ ہوتے۔ بلکہ یہی تھی۔ کہ انہون نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہین بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے جسکو خدا تعالی نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار بھی ناپاک فطرت ہوکر بیعت لینا چاہیے تو ایک **مومن** اور با خدا **مسلمان** اسکے ہاتھ پر وہ بیعت نہین کرسکتا جو خلافت حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتھ پر کی جاتی ہے۔

پس ہمین استقلال اور ہمت اور اخلاقی جرات کو کبھی اور کسی حال مین ہاتھ سے نہین دینا چاہیئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتھ ہمین دکھ دے۔ دے اسکی پرواہ نہین ہوسکتی۔ نقصان پہونچائے۔ پہونچائے یہ وہم مین نہین آنا چاہیئے

حقانیت سے سر نہین پھیرنا چاہیئے۔ کیونکہ

یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفون نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لیکر ہمارے شیعہ بھائیونکو ہمارے خلاف بھڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایا کہ ہم امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ حضرت شہید کربلا کی عزت نہین کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے ہمکو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہین اور نہ ان کی رضا یا نارضامندی ہمارا مطلوب۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسینؓ مین غلطی پر پاتے ہین۔ اور مذہبی اور دنیوی دونون پہلوؤن کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکھتے ہین۔ ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتون کو سخت قابل ملامت پاتے ہین۔ اور اسکے اظہار سے ہم کبھی نہین رک سکتے۔ تو ایسی حالت مین یہ کبھی نہین ہوسکتا۔ کہ ہم شہید کربلا کی عزت و عظمت محض انکی خاطر روا رکھین ہم فی الحقیقت امام حسینؓ کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لئے قابل قدر نمونہ پاتے ہین اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا تھا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکھا تھا۔

بالآخر میں پھر یہ ظاہر کرتا ہوں کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلئے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پھر عمل میں وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا کو دی گئی تھی۔ آمین۔

اصلاح پہلے تو ہم اس لائق اڈیٹر کا شکریہ ادا کرتے ہیں جسنے اس مضمون کو لکھکر اپنا ایک دلی اثر ظاہر کیا حالانکہ اسوقت جتنے اسلامی یعنی سنی اخبار ہندوستان میں جاری ہیں اکثروں نے تو اس واقعہ کا تذکرہ تک نہ کیا جسمین اخبار وطن معاف فرمائے شکایت ہے۔ اور اہلحدیث تو اوسی فرقہ سے ہے جو بنوت یزید کا قائل تھا پھر وہ کیوں کچھ لکھتا اور پیسہ اخبار نے تو لکھا ہے بدتر اور وکیل نے تو بدعات محرم کا ایک سلسل عنوان ہی قایم کیا جس سے آپ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی حسی یادگار اس واقعہ کا نہ قائم ہوا ہوتا یا کوئی غیرحسی یادگار ہوتا تو یہ واقعہ بھی مثل عید غدیر کے محو ہوا رہتا حالانکہ عید غدیر پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ موجود تھے۔

دوسرا شکریہ اسپر ہے کہ الحمدللہ اب یہ فرقہ بھی کچھ اصلاح پذیر ہو رہا ہے کیونکہ اس فرقہ کے موجد یا امام یا بانی مرزا غلام احمد قادیانی **دافع البلا** میں لکھتے ہیں وہ اے قوم شیعہ اسپر مت اصرار کرو کہ حسینؑ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسینؑ سے بڑھکر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں ص ۱۳ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص اپنے کو جناب امام حسینؑ سے بھی بڑھکر جانتا ہے حالانکہ یہ دعوی تو قاتل امام حسینؑ نے بھی نہ کیا تھا بلکہ وہ کہتا تھا ؎ اوقر رکابی فضۃ وذھبا۔ انی قتلت السید المحجبا۔ قتلت خیر الناس اما و ابا۔ و خیرھم اذ ینسبون نسبا تاریخ کامل ص ۲۳ جلد ۴

جس سے ظاہر ہے کہ باوصفیکہ وہ قاتل ہے لیکن حضرت کو ہر طرح افضل مان رہا ہے مرزا صاحب نے صرف یہی ادعا نہیں کیا کہ وہ حضرت سے بڑھکر ہے۔ بلکہ شیعوں پر اسکا بھی

اتہام کیا کہ وہ لوگ معاذ اللہ حضرت امام حسینؑ کو نبی جانتے ہین حالانکہ حاشا وکلا کہ کوئی شیعہ بجز خدا کسیکو نبی جانتا ہو نہ رسولؐ کو نہ امام کو وہ تو رسول کو فرستادہ خدا جانتے ہین اور امام کو نائب رسول نہ نبی جو خاص صفت خدا ہے۔

مرزا صاحب اسی دافع البلا مین یہ بھی لکھتے ہین اور جو فرق حضرت حسین یا علی رضی اللہ عنہما کو قاضی الحاجات سمجھتے ہین اور محرم مین تعزیون پر ہزارون درخواستین مرادون کیلئے گذرا کرتے ہین اور یا جیسا کہ سید عبد القادر جیلانی کی بوجا کرتے یا جو شاہ مدار یا سخی سرور کو پوجتے ہین ص۳

جس سے معلوم ہوا کہ انہون نے یہ بھی افترا کیا کہ شیعہ جناب امیرؑ یا امام حسینؑ کو قاضی الحاجات سمجھتے ہین جسپر بجز تلاوت آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا چارہ ہے اور بشکر خدا کہ اوسنے انکے جھوٹے ہونے کی تصدیق بھی کردی کہ اسی جھوٹے دعوے کی بدولت مرے۔

مگر ہان مرزا صاحب نے اتنی راستی کو تو ضرور صرف کیا کہ اگر شیعون پر اتہام لگایا تھا تو سنیونکو صاف صاف لفظون مین شیخ عبد القادر جیلانی کا پوجنے والا بتایا نظر برین حالات یہ تحریر ادیۂ المحکم قابل شکر گذاری ہے جسمین جناب امام حسینؑ کو اولوالعزمی۔ حق پژوہی استقامت کا شہید جاوید مانا ہے اور اسکا اقرار کیا مدعوض شہید کربلا حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی یادگار تا ابد ان ایام مین قلم رہیگی اور رسالون۔ اور صدیون کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہین سکتا۔

رہا یہ امر کہ لکھتے ہین وہ مگر یادگار کے قائم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے بیرا اسلام اور مسلمانون کیلئے مفید نہین ہے تو اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہین۔ کیونکہ جسکا یہ زمانہ ہے جسکا یہ ابد (خدا) جو صدیون اور سالون کے زبردست ہاتھون سے مٹانے نہین دیتا۔ اوسیکے قبضۂ اختیار پر اسکو چھوڑ دینا چاہیئے کہ وہ جس طرح چاہے اس یادگار کو قائم رکھے

اب اپنے اختیار اور تجویز سے کوئی نئی یادگار قائم کیجیئے حسینیہ یونیورسٹی بنا دیجیئے

حسینیہ میتیجا نہ کچھ تو کیجیے کہ معلوم ہو آپ بھی امت محمدیہ سے ہیں فرزند رسول سے آپکو بھی ہمدردی ہے ۔ شہید اسلام کا حق آپ پر بھی ہے کیونکہ آپ ہی اس واقعہ کی اہمیت کے لحاظ سے اسکی یادگار رقائم رکھنے کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں پھر کوئی عملی نمونہ پیش کیجئے شاید اورکچھ مسلمانون کو بھی اسکی توفیق ہو۔

مسلمانون نے جو عام طور سے بیعت کرنا چھوڑ دیا ہے تو اوسکی یہی وجہ ہے کہ جب سلسلہ بیعت کو دیکھتے ہین اوسکی انتہا یزید تک پہونچتی ہے خواہ پیری مریدی کے سلسلہ مین بیعت ہو یا خلافت و سلطنت مین لہذا شیعہ نہ کسیکی بیعت کرتا ہے نہ کسی سے بیعت لیتا ہے کیونکہ یہ فعل غیبت امام مین بالکل ناجائز ہے بجز رسول اللہ یا اون کے اہلبیت اطہار کے کسی کو بیعت لینے کا حق ہی نہین۔

افسوس ہے کہ شیعہ کسیکو اپنا بھائی نہین کہہ سکتا کیونکہ قرآن بتاتا ہے کہ انما المؤمنون اخوۃ پس جب ایمان نہین ہے تو وہ بھائی کیونکر ہوسکتے ہین لہذا ہم نہ کسی غیر مومن کے بھائی بن سکتے ہین نہ اوسکو اپنا بھائی کہہ سکتے ہین ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا مین جتنے مذاہب رائج ہین وہ اس سے بالکل مایوس ہین کہ کسی شیعہ کو اپنے دام تزویر مین لاسکین ۔ آریہ ہون یا قادیانی چکڑالوی ہون یا وہابی ۔ اون کا جب داؤن چلے گا تو اہلسنت پر کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہین جب یزید کو خلیفہ مانتے ہین تو دیانندی آریہ بننے مین کیا عذر ہے ۔

ہم اون ناپاک اور نجس ہاتھون کو نہایت حقارت سے دیکھتے ہین جو تعلیم قرآن **انما المشرکون نجس** کے خلاف صرف پوڑیان کچوریان چکھنے کو قرآن مین تاویل کرکے تمامی کفار و مشرکین کو طاہر بناتے ہین اور ایک گاو کی قربانی کیلئے اپنے ہندو بھائیون کی قربانی کرنیکو خوشی سے طیار ہو جاتے ہین۔

ہم بھی آخر مین دعا کرتے ہین کہ خدا تمام مسلمانونکو شہداء کربلا کے واقعات سے عبرت اور ہدایت لینے کی توفیق کرامت فرمائے کہ پھر وہ نہ کسی صحابی کی پرستش کرین نہ کسی خلیفہ کی نہ کسی پیر کی کیونکہ اگر صراط مستقیم ہے تو یہی جسپر شیعہ چلتے

ہین وان من شیعتہ لابراھیم۔ (اڈیٹر)

وکیل کی بدعات محرم

کیا خوب کہا ہے "تو درون درجہ کردی کہ برون خانہ آئی" آپنے اپنے گھر کی بدعتونکو کیا سنوارا جو محرم کی بدعتونپر آپکو جوش آیا کیا عمر صاحب کی بدعت تراویح ہندوستان سے موقوف ہوگئی جسکے نسبت وہ خود کہتے نعمت البدعۃ کیا آپکو نہین معلوم ختم تراویح مین کیا ہوتا ہے مجمع عام مین کتنے فواحش ہوتے ہین جنکو امام ابو شامہ نے کتاب الباعث مین بتصریح تمام لکھا ہے۔

اس تحریر کی غرض اگر یہ ہے کہ آپ مسلمانون کی اصلاح کرین تو افسوس اپنے اس منصب کو خود اپنی ذات سے علیحدہ کردیا کیونکہ اصلاح جلد ۱۱ و ۱۲ مین مکرر آپکی تحریر پر ریمارک کیا گیا ہے جنمین آپنے لکھنؤ کے چار یاری جھنڈے کی تائید کی حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے یہ نئی بدعت سینا اہل لکھنؤ نے قائم کی تھی جسکو گورنمنٹ نے نہایت عاقلانہ و عاملانہ عادلانہ کارروائیون سے بند کیا جسپر آپکے کل ہم مذہب اخبارون نے اس فیصلہ کی تعریف کی۔ مگر آپکی روش وہی رہی جو النجم کی تھی کہ اس فیصلہ سے ناراض رہے جس سے تمام عالم کو معلوم ہوگیا آپ کا اخبار تعصب و جہالت کا آلہ ہی پھر جب تمام سنی شیعہ کو آپکا تعصب معلوم ہوچکا تو آپکی اس تحریر سے کیا اثر پڑسکتا ہی کیونکہ ناصح کو خیر خواہ غیر طرفدار رہنا چاہیئے رہا یہ امر کہ آپ اس سے دل آزاری شیعون کی چاہتے ہین تو اسکا آپکو ہر وقت مین اختیار ہے جب جو فرزند رسول کو آپکے سرغناؤن نے جن کی خلافت کا آج بھی کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ دن دوپہر شہید کرڈالا اور اون کے اہلبیت کو اس ذلت و خواری سے اسیر کیا تو پھر کسی شیعہ کو اسکی کیا شکایت ہوسکتی ہی مگر حیف ہے اون شیعونپر جو اسپر بھی آپکے اخبار کو ایک غیر طرفدار آزاد اخبار سمجھکر خریدتے ہین حالانکہ حقیقت مین آپکا درجہ کسی طرح کرزن گزٹ۔ النجم۔ اہلحدیث سے کم نہین بلکہ زیادہ ہے کیونکہ اونہون نے اپنے تعصب کو ظاہر کردیا او۔ آپ چھپے رستم ہین۔

مین نہین سمجھتا وہ کونسا کار خیر ہے جسمین بدعتین نہین شامل کی گئین تو کیا اس سے وہ امور خیر بند کر دئے جائینگے اور عام طور سے اون کی حرمت کا فتوی ہوگا۔

کیا خود عہد رسول اللہ مین صحابہ نے اپنی ماؤن سے زنا کاری نہین کی جسپر حضرت نے اونکے قتل کا فرمان جاری کیا حالانکہ زنا کی حد تازیانہ ہے یا سنگسار کرنا۔ مگر آپنے حکم قتل واحراق دیا کہ اوسکو جلادو۔ اور آپکے امام ابوحنیفہ نے اوسپر یہ اضافہ کیا کہ اگر اپنی مان بہنون سے نکاح کرکے زنا کرے تو اوسپر حد نہین آتی۔

اب رسول اللہ سے بڑھکر کون ہوسکتا ہے اونکے زمانہ سے بہتر کون زمانہ ہوسکتا ہے مگر دیکھئے تو آپکے صحابہ نے اوس زمانہ خیر وبرکت مین کتنی بدعتین کین۔

کیا رسول اللہ پر افترا و تہمت نہین کی گئی جسپر حضرت نے فرمایا من کذب علی متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار۔ پھر ان بدعتون کے موجد کیا کوئی صاحب تھے یا آپ کے صحابہ کرام ہی تھے جنہون نے حضرت پر اسطرح افترا کا دروازہ کھولا۔

کیا نماز بدعت سے خالی ہے یا روزہ تو سب بند کر دیا جاے۔ دیکھئے نماز کی بدعتین نبیذ سے **وضو** جائز سور کتے کی کھال مین نماز درست بجاے سلام کے گوز مارنا جائز ہے۔

ہم یہان نہ **قرآن** کی بدعتین لکھتے ہین جسمین ہزارون بدعتین کی جاتی ہین نہ مسجدون کی جنمین ہزارہا بدعتین شامل ہین بلکہ حج کو لیتے ہین جس سے بڑھکر کونسا عمل عمدہ ہوسکتا ہے اور خانہ کعبہ سے بڑھکر کونسا مقام [illegible] ہوسکتا ہے۔ مگر کیا آپکو نہین معلوم [illegible] کتنی بدعتین ہوتی ہین [illegible] مصلے قائم کیا گیا جو سراسر بدعت ہے دیکھو کتاب الارشاد [illegible] سلطان [illegible] بن برقوق نے جو کہ اشرف ملوک چراکسہ سے گنے جاتے ہین اوائل نوین صدی مین مسجد کعبہ شریف کے اندر چارون مذہب کے چار مصلے قایم کردئے دیکھو ارشاد السائل الی دلیل المسائل للعلامۃ الشوکانی عبارت یہ ہے عمارۃ المقامات بمکۃ المکرمۃ بدعۃ باجماع المسلمین احدثہا اشر ملوک الجراکسہ فرج بن برقوق فی اوائل المأۃ التاسعۃ من الہجرۃ وانکر ذلک اہل العلم فی ذلک العصر ووضعوا فیہ مولفات

زمانہ مابعد کے علما نے بھی ان مصلون کے قائم کرنیکو امر زبون اور بدعت کہا ہے چنانچہ مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز مین تحت آیہ وما اختلف الذین اوتوہ
کے اسکو بدعت لکھتے ہین ۔ اور مخالف فریق کو بھی اسکے اقرار سے چارہ نہین چنانچہ مولوی
رشید احمد صاحب سرگروہ احناف دیوبند سبیل الرشاد مین تحریر فرماتے ہین ۔ البتہ چار
مصلے جو مکہ معظمہ مین مقرر کئے ہین لاریب یہ امر زبون ہے کہ تکرار جماعات وافتراق اس سے
لازم آگیا کہ ایک جماعت کے ہوتیمین دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے اور شریک
جماعت نہین ہوتی ۔ اور مرتکب حرمت ہوتے ہین ۔ مگر یہ تفرقہ آئمہ دین حضرات مجتہدین
مشائخ علماے متقدمین سے بلکہ کسی وقت مین سلطنت مین کسی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے
کہ اسکو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہین کرتا ۔ ص

پس جب خاص خانہ خدا مین یہ بدعت قائم کی گئی کہ رسول اللہ کی رحلت کئے تو سو سال
بعد چار مصلے اوسمین بنائے گئے جسکو آپکے علما بہ اتفاق بدعت کہتے ہین ۔ اور آیہ قرآنی ام
جعلوا للہ شرکاء کی اوس سے تصدیق ہوتی ہے کیونکہ خاص مسجد الحرام مین یہ چار مصلے بنائے گئے
ہین حالانکہ رسول اللہ نے بمشارکت جناب امیر کن مشکلون سے اس خانہ خدا کو بتون سے
پاک کیا تہا ۔ مگر پہر یہ اصنام داخل کردئے گئے ۔ تو اگر محرم مین بدعتین ہون یا رسوم عزاداری
مین بدعتین ہون تو آپکو کیون تعجب معلوم ہوتا ہے حالانکہ آپ بخوبی جانتے ہین کہ محرم کی
تعزیہ داری مین ہندو مسلمان شیعہ سنی سب شریک ہین ۔ بلکہ سینون سے زیادہ
تعزیہ دار ہنود ہین جو اسکو اپنے طور پر ایک مذہبی فرض سمجھکر انجام دیتے ہین ۔

اسی طرح اہلسنت اپنے طریق پر انجام دیتے ہین جس سے بدعت کا ہونا لازمی امر ہے
کیونکہ وہ اس کام کو اوس حیثیت سے نہین انجام دیتے جس حیثیت سے شیعہ کرتے ہین یہی
سبب ہے کہ ہر ملک ہر صوبہ کا نیا انداز ہے جو اوس ملک مین رائج ہے ۔

مین یہ نہین کہتا کہ بدعتین نہین ہین جب خود خانہ کعبہ مین ایک ایسے مسلم بدعت مستقل
طور سے قائم ہے اور ہر سال ہزارون حرامکاریان اس سفر حج مین ہوتین ۔ چنانچہ آپکو خود
حالات حضرت عمر سے اسکا پتہ ملچکا ہے کہ جاتے ہین حج کرنے اور صحابہ کے ساتھ شراب کی

مثکی ہے جس سے ان کی بھی تواضع کی جاتی ہے ملاحظہ ہو ازالۃ الخفاصفحہ ۳۱ ادای عنذ
نبیذا وھو بطریق مکہ فقال لہ اسلوان ھذا الشراب یحبہ عمر بن
الخطاب فحمل عبد اللہ بن عیاش المخزومی قدحا عظیما فجاء بہ الی عمر بن
الخطاب دیکھو اصلاح ص جلد ۱۲
کہ عمر کے غلام نے عبد اللہ بن عیاش مخزومی کے پاس جبکہ وہ مکہ کی راہ مین تھے بینذ دیکھی
تو اوس غلام نے کہا عمر اس شراب کو بہت دوست رکھتے ہین۔ عبد اللہ ایک قدح عظیم
بھر کر عمر کے پاس لایا تو اس وجہ سے آپ حج کرنیکو بھی رو کدینگے
اسی خانہ کعبہ اور روضۂ رسول مین ہر سال بی بی عائشہ کا ڈولہ آتا ہے جس کی
تعظیم کے لیئے مکہ مدینہ کے تمام حکام و الی شہر شریف قاضی سب جمع ہوتے ہین اور اوس
اونٹے کے پیرون کی خاک سب آنکھون مین لگاتے ہین اگر ان بدعتونکو آپ روک
چکے ہون تو خیر اور اگر ایسا نہین ہے تو پھر محرم پر اور تعزیہ داری پر آپکا منہ
آنا اگر بغرض دل آزاری شیعہ نہین ہے تو کیا ہے ؟
پہلے آپکو صدق دلسے اسلام پر ایمان لانا چاہیئے خدا اور رسول و اہلبیت کی
عظمت وجلالت کا اقرار کیجئے پھر دوستانہ نصیحت کیجئے تو ضرور شنوائی ہوگی اور
اوس سے کوئی کام نکلیگا۔
نہ یہ کہ آپ "جناب مولوی فدا حسین صاحب اسسٹنٹ پروفیسر دینیات
شیعہ مدرسۃ العلوم علیگڈہ کا عربی رسالہ ٹریکٹ جسکے لٹریچر کے لحاظ سے دلچسپ ہونے کا
اقرار کرتے ہین۔ اسکو تو مان لیجیے کہ "حسین بن علی جنکو ہم سردار جوانان بہشت
مانتے ہین جن کے فضائل مین حدیثین روایت کرتے ہین جنکے ساتھ عقیدت رکھنا فرض
جانتے ہین"
اور پھر لکھتے ہین "انکی یادگار ایسی شکل مین قائم کی جائے جسپر مہذب دنیا اسلام کی ہنسی
اُڑاے"
مگر اسکو نہ لکھا کہ آخر اس یادگار کو کسنے قائم کیا اور کیونکر قائم ہوئی۔ نہ اسکو لکھا کہ

اس یادگار کی ضرورت ہی کیا تھی جبکہ اسلام نے کسی واقعہ کی یادگار قائم کرنیکی کوئی ترکیب ہی نہیں بتائی تو پھر اس واقعہ کی یادگار کی کیا ضرورت تھی اور وہ اس ترکیب سے جسے آپ کہتے ہیں کہ "ہندی دنیا اسلام کی ہنسی اڑاتے"

اگر کبھی اس فلسفہ پر آپ غور کرتے تو ہزار بار انکار ہوتے کیونکہ آجتک کسی تاریخ سے اسکا پتہ نہیں چلتا کہ یادگار کیونکر قایم ہوئی جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ کارروائی دست غیب کی ہے کہ خدا نے اس یادگار کو قائم کیا کیونکہ خاندان رسالت تو اس واقعہ کے بعد ایسی مصیبت میں تہا کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کا ان ناموں سے کوئی نام رکھتا تو وہ قتل کر دیا جاتا پہر یہ خاندان کیونکر عروج پکڑتا۔

عرب میں انتقام خون نہایت ضروری فرض سمجھا گیا ہے قبل اسلام بھی بعد اسلام بھی مگر خون امام حسینؑ ایسا بیکار تہا کہ آپکی خاندان میں تو کوئی اسقابل تہا ہی نہ جو اسکا بدلہ لیتا عرب کو بھی اسکی توفیق نہ ہوئی مگر خدا بھلا کرے مختار کا جسنے اپنی اسلامی حرارت دکہادی اور چند ہی روز مین قاتلان حسین کا وہ بدلا لیا کہ دنیا میں یادگار ہے۔ مگر حضرات اہلسنت نے اسکا یہ صلہ دیا کہ خود مختار کو کافر کہدیا۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ جب وہ زمانہ اون حضرات پر اس سختی کا تہا تو کون یادگار قائم کرتا اور کسکو اسکی فکر ہوتی۔ اسلئے خداوند عالم نے اپنے دست غیب سے اس یادگار کو اس طرح قائم کیا کہ آج کسی کے مٹانے سے نہیں مٹ سکتا لہذا اسمین زیادہ نکتہ چینی فضول ہے کیونکہ ہزاروں والی عالموں نے چوک کہدوایا تعزیہ جلوایا۔ مگر بجائے تنزلی اور ترقی ہوتی گئی۔

لہذا ہماری دوستانہ رائے تو یہ ہے کہ جو یادگار جبتک قایم ہے وہ کسی حالت میں ہو اوسکو اسی حال پر چھوڑکر کسی نئی یادگار کو آپ قایم کرین۔ ایک نمونہ اسکا دکھائین کہ مسلمانونکو بھی معلوم ہو کہ یہ لوگونکے دلمین بھی کچھ اسلامی ہمدردی ہے تو پہر خود جھک پڑینگے۔

جب تک کوئی عملی صورت آپ اس یادگار کی قایم نکرینگے آپکی اس قسم کی تقریرونکو اور تحریرونکو معاندانہ مخالفانہ خارجیانہ ناصبانہ تحریر کا خطاب ملا کریگا اور ہر شخص اس کہنے پر مجبور ہوگا

یک حسینے نیست تا گردد شہید ورنہ بسیار اند در عالم یزید

کیونکہ آپ نے تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۳۰ مین دیکھا ہوگا کہ اسلاف اہلسنت نے بیادگار مصعب بن زبیر جو خلیفہ اول کے نواسے تھے ایک مصنوعی ہاتھی بنایا تھا جسے بڑے طمطراق سے اپنے مصنوعی مزار پر لیگئے تھے جب واپس آئے تو باب ... پر وہ ہاتھی ٹوٹ گیا اور ہتیار بندسی اوسپہ سے گرے جسپر ایک شیخ سید ... اللہ نے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کی تلاوت کی۔ ملاحظہ ہو اصلاح ۱۱ جلد ۱۱۔

نوٹ - اخبار وکیل نے خود بذاتہ اصلاح کا تبادلہ منظور کیا جس سے وکیل ہمارے دفتر پر ہفتہ وار پہونچتا تہا مگر شاید سید حبیب صاحب دہلوی اڈیٹر مقرر ہوئے جنہون نے بوجہ اسکے کہ سنہ ۱۳۴۰ مین چند مضمون پر وکیل کے نوٹ دیا گیا تہا وکیل کا تبادلہ اصلاح سے بند کر دیا۔ تاریخ الاذان ارسال الیدین بغرض ریویو طلب کیا مگر ریویو بہی نہ لکہا۔ اوسکے بعد چند مرتبہ دفتر وکیل کو لکہا گیا کہ اخبار بذریعہ وی پی روانہ کرین۔ مگر نہ بہیجا اسوجہ سے اصلاح اونکی اشتعال آمیز تحریروںسے بیخبر رہا۔ اسوقت اتفاقاً مکرمی سید اولاد حسین صاحب قانونگو وائس پریسیڈنٹ انجمن عزاداری گرداسپور نے دو نمبر روانہ کئے جس سے معلوم ہوا کہ وکیل نے ایک مضمون بعنوان بدعات محرم سلسلہ وار لکہنا شروع کیا ہے جسکے دو نمبر ہمکو ملے باقی سے ہمکو اطلاع نہین۔ مگر خدا نے چاہا تو جواب بہی مسلسل شایع ہوگا جو قابل دید ہوگا۔

روزانہ پیسہ اخبار

یہ بہی اس سال خون لگا کر شہیدون مین داخل ہو۔ دعوی تو صلح کل پالیسی کا کہ ہم شیعہ وسنی مین اتحاد چاہتے ہین۔ مگر عملی کارروائی یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے افواج یزیدی کا پہر ہجوم ہے۔ کیا خوب کہا ہے "لشکر کی حدین چار ہین چارون سے لڑائی"

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ جنوری نے بعنوان سانحہ کربلا ایک مضمون شایع کیا جسمین اوس نے اوس کسر کو پورا کر دیا جو فوج یزیدی سے رہ گیا تہا کیونکہ اون اشقیا نے تو بعد شہادت امام مظلوم صرف الحرم کو اسیر کیا تہا۔ اور اس پرچہ نے تو وہ کام کیا کہ روح رسالتمآب قبر مین تڑپتی ہوگی کیونکہ لکہتا ہے "حضرت فاطمہ زہرا کی پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی حرم محترم تہین جب بحالت قید دمشق مین آئین اور یزید کے دربار مین پیش کی گئین تو

اوسوقت وہان قیصر روم کا سفیر بھی موجود تہا۔ وہ آپکو دیکھتے ہی سروقد تعظیم بجالایا۔ یزید نے پوچھا کہ تم انکو جانتے ہو۔ سفیر بولا ہان جسوقت یہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کی حرم اور ملکہ عرب تہین تو مین قیصر روم کی طرفسے ان کی خدمت مین ایک بیش قیمت ہار بطور ہدیہ لایا تہا۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ جنا تون جسکو مین اب بیکسی کی حالت مین مقید دیکھ رہا ہون کبھی اسکی عظمت وجبروت کے آگے قیصر روم کی کچھ حقیقت نہ تھی۔

توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء (الخ)

راقم مضمون جو غالباً خود اڈیٹر ہو۔ اگر مسلمان ہوتا تو کم سے کم اسپر تو ضرور غور کرتا کہ بالفرض اگر حضرت ام کلثوم زوجیت عمر بن الخطاب مین آئی بھی ہون تو اس سفیر نے اونکو دیکھا کیونکر ہوگا کیا خلیفہ دوم کی ازواج بے پردہ پہرا کرتی تہین جنکی صورت وشکل کو کوئی دیکھکر پہچانتا ؟ کیا آپ اسلامی بادشاہ کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی بیرونی شخص نے اوسکے حرم کی صورت دیکھی ہو ؟

کیا قرآن مین حکم پردہ نہین ؟ کیا آپ گمان کر سکتے ہین کہ خود خلیفہ نے اسکی تعمیل نہ کی ہوگی حالانکہ کتب اہلسنت اس سے بہری ہوئی ہین کہ خلیفہ دوم ہی کی راے ومشورہ پر خدا نے حکم حجاب نازل کیا پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس سفیر نے اوس زمانہ مین صورت حضرت کی دیکھی ہو جو آج اسنے پہچان لیا۔ کیا اوسوقت مین بھی اسیری کی مصیبت اوس مظلومہ پر نازل ہوئی تہی ؟

اصل یہ ہے کہ اس واقعہ کربلا نے اسطرح حقیت اسلام کو واضح کر دیا ہے کہ دشمنان اسلام پر جو اثر پڑے کم ہے پہلے تو ان لوگون نے چاہا کہ اصل واقعہ ہی سے انکار کر دین جسکے لئے مرزا حیرت کو کہڑا کیا جب اسمین ہر طرح ناکامی ہوئی تو اب یہ روش اختیار کی کہ جسطرح ہو سکے رسوم محرم کو مٹانا چاہیے جسپر اس سال متفقہ کوشش شروع ہوئی چنانچہ الحکم۔ وکیل کی عبارتین آپ دیکھ چکے۔ پیسہ اخبار کا بھی اصلی مطلب یہی ہے کہ جسطرح ہو سکے ان رسوم کو مٹائین حالانکہ یہ باتین منجانب اللہ ہین جسکی غرض اصلی یہ معلوم ہوتی ہے کہ خداوند عالم نہین چاہتا۔ یہ خون رائگان جائے جسکو وہ ہر سال اسطرح جلوہ دیتا ہے کہ ہر شخص کو اقرار کرنا پڑے دنیا کی تاریخ مین یہ ایک ایسا عجیب وغریب واقعہ ہے کہ کسیطرح مٹائے مٹ نہین سکتا۔

اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے جہان اسکی کوشش شروع کی کہ کسی طرح اس واقعہ کو محو کرنا چاہیے وہان محض شیعون کی دل آزاری کیلئے یہ جملہ بہی لکھدیا کہ معاذ اللہ حضرت ام کلثوم زوجہ عمر تہین۔ کاش وہ اسی پر غور کرتا کہ اگر یزید کو معلوم ہوتا کہ یہ زوجہ عمر ہین تو کب ممکن تہا کہ وہ انکو اسیر رہنے دیتا۔ اگر فوج اشقیا نے نادانستگی مین ایسا کیا بہی تہا تو یہ ملعون تو ضرور حضرت ام کلثوم کو ان اسیرون

سے علیحدہ کرلیتا اور اگر دختر رسول سمجھ کر نہ عزت کرتا تو معاذاللہ زوجہ عمر ہی سمجھکر احترام کرتا۔ مگر اوڈیٹر صاحب کی غرض تو صرف شیعون کی دل آزاری ہے۔ ورنہ اونکو بخوبی معلوم ہو کہ یہ واقعہ محض افترا ہے اور سنی مورخون کی افترا پردازی چنانچہ دفتر اصلاح سے دو کتابین خاص اس مادہ مین شایع ہو چکی ہین کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم۔ دفع الوثوق عن نکاح المفاروق جسنے تمام عالم پر اسکی حقیقت منکشف کر دی ہے اسپر بھی اس قسم کی تحریر محض دل آزاری ہے۔

اگر اس لائق اڈیٹر نے کوئی کتاب نہ دیکھی ہوتی صرف کتاب المعارف ابن قتیبہ پر نظر پڑی ہوتی جو سنہ ۱۳۰۰ مین بمقام مصر چھپی ہو تو اس غلطی فاش مین مبتلا نہوتا جسمین صریحی دشنام ہے آل رسول اللہ پر کیونکہ وہ صاف صاف لکھتا ہے دکان سائرنبات علی عند ولد عقیل و ولد العباس خلا ام الحسن فانہا کانت عند جعدہ بن ھبیرۃ المخزومی ومنہا فاطمہ فانہا کانت عند سعید بن الاسود من بنی الحرث ابن اسد ص۷۱

یعنی حضرت علی کی کل بیٹیان اولاد عقیل و اولاد عباس سے بیاہی گئین سوا ام الحسن جنکا عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا (جو جناب امیرؑ کے بہانجے تھے) اور سوائے فاطمہ جنکا عقد سعید بن اسود سے ہوا جو بنی الحرث بن اسد سے تھے۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ کل بنات جناب امیر حضرت عقیل و عباس کی اولاد سے منسوب تھین یہ استثناء دو صاحبزادیون کے جنکی تصریح کر دی ہو پھر ازدواج عمر بن الخطاب اگر افترا نہین ہے تو کیا ہے۔

اس سے میرا مطلب یہ نہین ہو کہ یہ افترا محض اڈیٹر کا ہے بلکہ اکثر مورخین اسمین مبتلا ہین جنمین ابن قتیبہ بھی ہے مگر اصلیت اوسکی یہ ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا تہا جس سے عائشہ نے انکار کیا اسوجہ سے یہ واقعہ بوجہ اشتراک نام حضرت ام کلثومؑ کی طرف منسوب ہوا۔

جیسا کہ اوسی معارف مین ہے فاما کلثوم بنت ابی بکر فخطبہا عمر بن الخطاب الی عائشۃ فانعمت له وکرہت ام کلثوم فاحتالت له حتی امسک عنہ وتزوجہا طلحۃ بن عبید اللہ ص۵۵

یعنی ام کلثوم بنت ابوبکر سے عمر نے عقد کرنا چاہا جسکو عائشہ نے قبول کیا۔ مگر خود ام کلثوم نے اس عقد کو ناپسند کیا جسکے لئے عائشہ نے حیلہ کیا اور ام کلثوم کو عمر سے نہ بیاہا۔ اور طلحہ سے اوسکا عقد ہوا۔ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ اصلی قصہ یہی ہے کہ عائشہ کے مکر و حیلہ نے اصلی واقعہ کو چھپا کر

دوسرے طور سے مشہور کیا جس سے رواۃ اہلسنت کو یہ دہوکا ہوا۔ ورنہ معاذ اللہ کیونکر ممکن ہے کہ دختر رسول کا عقد عمر بن الخطاب سے ہو۔ زیادہ تفصیل کا شوق ہو تو کنز مکتوم ملاحظہ ہو۔

دوسرا واقعہ جو سفیر روم کا بیان کیا ہے اسقدر بے اصل ہے جسکی کوئی انتہا نہیں کیونکہ نہ آجتک کسی تاریخ سے سفیر روم کا آنا خلیفہ دوم کے یہاں معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ اونسے حضرت ام کلثوم کو بھی بے پردہ دیکھا ہو جس سے وہ اج پہچان لے۔ ہم بہت یہاں شکر گذار ہونگے اگر اڈیٹر صاحب اوس کتاب کا حوالہ لکھیں جس سے اس واقعہ کو نقل کیا ہو۔ کیونکہ کتب موجودہ تواریخ و سیر میں تو یہ واقعہ نہیں ملتا۔ شاید کوئی خاندانی کتاب انکی ہوگی جس سے اس واقعہ کو لکھا۔

اڈیٹر صاحب نے ۱۷ جنوری کے پرچہ میں دو تحریریں اور شایع کی ہیں جنمیں ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ حضرت ام کلثوم اوسوقت تین برس کی تھیں اس واقعہ کی اصلیت یہ ہے کہ جب عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے پیغام عقد دیا ہے اور عائشہ نے اوسمیں حیلہ و مکر سے کام لیا ہے تو زیادہ تر اسپر زور دیا ہے کہ ابھی تو ام کلثوم تین چار برس کی ہے کیونکہ اسکی ولادت بعد ابوبکر ہوئی تھی لہذا راویوں نے اس مضمون کو بھی حضرت ام کلثوم کی طرف منسوب کر دیا۔ اوس ابتدائی حصہ پر اس نامہ نگار نے یہ لکھا کہ اوسوقت حضرت ام کلثوم کا سن تین برس کئی دن تہا۔

پھر ایک دوسری تحریر شایع کی جسکے نامہ نگار عرشی ہیں جنہوں نے اول فرج غصبت منا سے استدلال کیا ہے حالانکہ یہ روایت بھی ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہے جو بسبب مزاحمت خلیفہ دوم ملتوی رہا۔ ورنہ اس لڑکی کا عقد خاندان بنی ہاشم میں ہوتا۔ اسکے نسبت یہ کہا گیا ہے کہ ہمسے غصب ہو گئی۔

رہا جنّ کا آنا در خلیفہ دوم کے پاس آنا جانا تو اسکو آپ قصہ ام کلثوم بنت ابوبکر میں دیکھ چکے ہیں کہ خلافت یعنی عائشہ نے یہاں حیلہ سے کام لیا لہذا ممکن ہے کہ حضرت عائشہ نے کسی جنّ کو بھیجدیا ہو۔ کیا دختر ابوبکر ہونے پر اتنا شعبدہ بھی اونکو نہ آتا ہوگا ہ عبد الجلیل انصاری

عقل و تہذیب اہل حدیث

اس رسالہ مبارکہ کا اشتہار ایک دفعہ اصلاح میں دیا جا چکا ہے جس وقت خیال تھا کہ چار جز کا رسالہ ہوگا مگر جناب مصنف علام دام ظلہ کی نظر ثانی سے حجم [illegible] کا بڑھ گیا اور صفحہ ۱۲ پر تمام ہوا۔

[illegible] کتاب آئینہ ہے خیالات مذہب اہلحدیث کا جس سے وہ راز ہائے نہانی انکے آشکار ہوتے ہیں کہ عقل کو حیرت ہوتی ہے کیونکر کوئی مسلمان ایسا اعتقاد رکھہ سکتا ہے کہ خدا [illegible] جسم ہے عرش پر بیٹھا ہے تو عرش چرچراتا ہے نیچے اور رہتا ہے تو عرش سونا پڑا رہتا ہے [illegible] انکار [illegible] کرتا ہے اور [illegible] رسول کی زیارت کو حرام جانتے ہیں۔ امید شفاعت رکھنا شرک ہے۔

[illegible] رسالہ کی ضرورت صرف شیعوں کو ہے جو وہابیوں کے دام تزویر کا مبطل السحر ہے۔ بلکہ حنفیوں کو بھی اس سے خاص [illegible] کیونکہ سب روز انکو انسے معرکہ رہتا ہے۔ اہلحدیث کو وہ عقائد نہیں معلوم ہونگے جو آج تک عوام کو معلوم [illegible] [illegible] [illegible] کی قیمت پہلے دس وصول ہوتی تھی اور کل خدمت میں بیرنگ [illegible] [illegible]۔ اگر کسی صاحب [illegible]

[illegible]

الشمس جلد چہارم ۱۳۲۶ھ

[illegible] باقی [illegible] اب جلد پنجم شروع ہوئی ہے جو انشاء اللہ ماہ ربیع الاول [illegible] شائع ہوگا اور [illegible] تحریف قرآن کی بحث ہوئی۔ دوسرے حصہ میں صرف [illegible] [illegible] صفحہ مخصوص ہوگا [illegible] بیانات حسد [illegible] کے لیے۔ بیرنگ تجارے خریداران الشمس سے التماس ہے [illegible] اگر [illegible] خریداری منظور ہو تو [illegible] دستخط فرمائیں کیونکہ ایسی تک اسکی اشاعت بیقاعدہ رہی ہے۔

خاتمہ رعایت چونکہ [illegible] سال [illegible] دیکھا گیا ہے لہذا ۳۰ صفر کے بعد سے وہ سب رعایتیں منسوخ [illegible] [illegible] اس [illegible] جو صاحب خریداران مناظرہ احمدیہ حصہ ثانیہ ہوں وہ [illegible] اصلاح کا بذریعہ منی آرڈر [illegible] فرمائیں [illegible] ویلو دین [illegible] ویلو روانہ کیا جائے۔

دوسری رعایت اصلاح [illegible] نے اس وقت تک چار کتابیں شائع کیں تاریخ الاذان۔ تصحیح تاریخ ۱۲، عقل و تہذیب اہلحدیث۔ مناظرہ احمدیہ حصہ ثانیہ صفحہ ۳۲۲۔ اگر یہ چہار جلد یکجائی طلب کیجائے تو بجائے ۸ عے علاوہ محصول ڈاک ۱۲ کو ۳۰ صفر تک مل سکتی ہیں۔

اطلاع عام اصلاح [illegible] بابت صفر عام طور پر بعید از [illegible] بذریعہ ویلو [illegible] روانہ ہوگا جن حضرات کو کوئی عذر ہو یا اور کچھ فرمائش تو براہ کرم جوابی ڈاک عنایت فرمائیں کیونکہ اب [illegible] اصلاح بہ کمال پابندی وقت شایع ہوگا خطوط میں یا منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں ورنہ تعمیل مشکل۔

مراسلات صرف بنام مینجر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن ہونا چاہیئے۔

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر

رجسٹرڈ سی ۳۷۸

عام مسلمانوں کی مذہبی اصلاح

رسالہ

اصلاح

فرقۂ شیعہ کی مذہبی حالت درست کرنی

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگاران	صفحہ
۱	ماہ ربیع الاول	اڈیٹر	۱
۲	وفات رسول اللہ	"	۲
۳	حلیہ عمر	"	۵
۴	تولیت امام باڑہ ہوگلی	جناب سید محمد اسحاق صاحب پٹنہ	۷
۵	قادیانیوں سے فیصلہ خلافت	اڈیٹر	۹
۶	مذہبی مناظرہ فنڈ	جناب سید محمد اسمعیل صاحب	۱۳
۷	کیا صحابہ بھی بدعتی تھے	اڈیٹر	۲۱
۸	حسین اب بھی بیکس ہے	منقول از نظام المشائخ	۲۴
۹	ایک تازہ مناظر	منقول از اہلحدیث مع نوٹ	۳۸
۱۰	اسلامی اخبار ونیز مذہبی چھیڑ چھاڑ	منقول از وکیل مع نوٹ	۴۱
۱۱	قول جمیل	اڈیٹر	۱۷
۱۲	الامامۃ	جناب شاہزادہ صاحب	۶۵

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری یتیم خانہ جناب منشی سید اولاد حسین صاحب ۱۲۷۶ بابت قیمت کمال جناب منشی اسرار حسین صاحب گرداور قانونگو کالپی ضلع جالون میزان للعہ میزان الکل للعہ ۶۲۹

شکریہ مخصوص جناب سید منیر حسن صاحب رئیس بھنتی پور تحصیل ضلع اکبرپور نے دو چندہ نادار شائقین اصلاح کمیٹی عجیب خاص سے عنایت کیا جو بنام ضلع دربھنگہ ۱۲۴۳ پھلواری درج کیا گیا جزاہ اللہ احسن الجزا

ہم امید کرتے ہین کہ دوسرے حضرات ہمدردان قوم بھی اس خیر جاری کی طرف توجہ کرینگے۔

شکریہ معاونین۔ الحمد للہ کہ برادران ایمانی جس ہمدردی سے توسیع اشاعت اصلاح مین کوشان ہین اونکا کسی طرح شکریہ نہین ادا کر سکتا۔ خدا کرے کہ ہماری دیگر برادران ایمانی بھی توجہ فرمائین۔ کیونکہ امسال مخالفین اسلام جس سرگرمی سے عزائے امام مظلوم کو مٹا رہے ہین۔ اوسیطرح اصلاح بھی اونکی سرکوبی مین مشغول ہے

اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد
جناب منشی سید داور حسین صاحب سیاہ نویس	۱	جناب منشی سید رزاق حسین صاحب ضلع اٹہ ۵۵۲	۱
جناب مرزا مظفر علی بیگ صاحب گرداور قانونگو	۱	جناب سید عجائب علیشاہ صاحب صوبہ دار کراچی ۲۲۴	۱
جناب سید دلدار حسین صاحب رئیس سیتاپور ۱۹۵	۱	جناب مولوی میر عاشق علیخان صاحب از مومن آباد ۲۶۵۹	۱
جناب سید اصغر حسین صاحب بی اے دہلی ۱۲۱۷	۱	جناب منشی محمد حیدر رضا صاحب گورکھپور	۱
جناب مولوی سید محمد کاظمین صاحب مولوی فاضل ۲۷۴۳	۲	جناب ملا عنایت علی صاحب بمبئی	۲
جناب منشی سید نظیر حسن صاحب امین گورکھپور	۱	جناب سید مرتضی حسین صاحب سب رجسٹرار ۳۲۵۰	۱
جناب مولوی سید مصطفے حسین صاحب تحصیلدار ۴۴۹۲	۲	جناب منشی رضی الدین صاحب فارق امین ضلع گورکھپور	۱
جناب سید علی اوسط صاحب رجسٹرار قانونگو	۱	جناب منشی سید قاسم حسین صاحب ٹردانی ۹ علاوہ سالانہ	۱
جناب مجیب حید رضا خانصاحب تعلقدار بہوا	۱	جناب مرزا [illegible] بیگ صاحب بجنور ۱۳۴۷	۱
جناب منشی محمد عابد صاحب حسین گنجی کانپور	۱	جناب سید منیر حسن صاحب رئیس بھنتی پور	۲
جناب منشی بدر الدین خانصاحب پٹواری حلقہ پونگا	۵	جناب آغا عبد علی منظور علی بیگ صاحب ۳۸۱۲	۱
جناب مولوی سید ہادی حسن صاحب مدرس محلہ گنج	۱	جناب امیر شاہ صاحب قانونگو و حکیم شہاب الدین صاحب	۱
جناب منشی سید محمد حسن صاحب پٹواری ۲۲۲۴	۳	جناب سید نیاز حسین صاحب کوارٹر ماسٹر حوالدار ۲۵۸۰	۱
جناب منشی سید آغا حسن صاحب محرر چنگی فاضلکا	۱	جناب حق نواز خانصاحب کربلائی ۵۵۵	۲
جناب نواب سید نصیر حسین خانصاحب خیال	۱	جناب سید سلطان حسین صاحب راہون	۱
جناب مرزا احسن علی صاحب قزلباش ۶۸۳	۱	جناب شیخ محمد علی صاحب بٹالہ	۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۳	بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ	جلد ۱۳

ماہ ربیع الاول

یہ عجب متبرک مہینہ ہے کہ ہر طرح کی خصوصیتین اسکو حاصل ہین شب اول کو رسول اللہ صلعم نے اپنے بستر پر جناب امیر کو سلاکر ہجرت فرمایا تین روز غار ثور مین قیام فرمارہے اور ۱۲ ربیع الاول کو وارد مدینہ منورہ ہوئے

۹ ربیع الاول روز عید الشجاع ہے جو اعیاد مخصوصہ شیعہ سے ہے کثرہم اللہ ونصرہم اور امسال تو عید نوروز بھی اسی روز ہے۔

۱۰ ربیع الاول تاریخ ازدواج حضرت خدیجہ کبریٰ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے آپ سے عقد کیا جنسے نسل رسول اللہ آجتک دنیا مین قائم ہے۔

۱۱ ربیع الاول روز ولادت جناب امام رضا علیہ السلام ہے۔

۱۲ کو حضرت وارد مدینہ منورہ ہوئے لہذا وہ روز بھی متبرک ہے۔

۱۴ کو یزید پلید داخل جہنم ہوا لہذا آج ان کیلئے روز ماتم ہے۔ دیکھئے کہین بزم یزیدی بھی ہوتی ہے کہ نہین [illegible] آلہم [illegible] کو مبارکباد۔

۱۷ ربیع الاول عید میلاد با سعادت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے مومنین کو عید کرنا چاہئے۔ مگر اہلسنت بقول [illegible] مین [illegible] کو عید الغار منایا تھا کہ اسی روز رسول اللہ مع ابوبکر داخل غار ہوئے تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ [illegible] جسکی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ حضرت کا ورود مدینہ منورہ میں بارہ ربیع الاول کو مسلمات اہلسنت سے ہے فنزل علی بنی عمرو بن عوف لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ [illegible]

غرض ان وجوہ سے یہ مہینہ ایک متبرک مہینہ ہے جسمین مومنین کو مسرت کرنا چاہئے اور ہم ان سب

التماس دعا۔ طاعون کیوجہ سے یہ نمبر بھی دیر سے شایع ہوا اور آئندہ بھی دیر مین نکلیگا۔ دعا فرمائین

مبارکباد۔ دہلی کے خط سے معلوم ہوا کہ بتاریخ ۱ ربیع الاول مرزا حیرت منکر شہادت حسینؑ کو بعلت جعلی دستخط تین سال قید سخت اور ہزار روپیہ جرمانہ ہوا جیلخانہ جا چکے ہین۔ مبارکباد

اعیاد مبارکہ پر مومنین کو مبارکباد دیتے ہیں۔

ہاں ۸ ربیع الاول کو جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے انتقال فرمایا لہذا اس روز اقامت عزا مناسب ہے

وفات رسول اللہ اہلسنت کے یہاں اگرچہ ابھی تک تاریخ وفات رسول اللہ بھی معین

ہوئی مگر ابن حجر عسقلانی کی تحقیقات سے دوسری ربیع الاول معلوم ہوتی ہے پھر اہلسنت کا اس

مہینہ میں عید مولود کرنا مناسب ہے کہ خلافت [illegible] (ملاحظہ ہو اصلاح ۵ جلد ۱۰)

ہاں تاریخ الخلفا میں ہے کہ حضرت نے ایک مرتبہ خواب دیکھا [illegible] ڈہائی زینہ آگے نکل گئے [illegible]

جسکو حضرت ابوبکر سے بیان کیا تو انہوں نے تعبیر دیا یا رسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرتہ و

رحمتہ و اعیش سنتین ونصفا ص

یعنی اے حضرت آپ ہم سے پہلے انتقال فرمائینگے اور ہم آپکے بعد ڈہائی برس عیش کرینگے جس سے معلوم

ہوتا ہے کہ یہی تعبیر حضرت کے انتقال کی باعث ہوئی کیونکہ زاد المعاد ابن القیم میں ہے قال الرویا علی

رجل طائر ما لم تعبر فاذا عبرت وقعت و لا یقص الا علی واد او ذی رای ص [illegible]

یعنی حضرت نے فرمایا خواب [illegible] انسان کے سر پر رہتا ہے جبتک اسکی تعبیر دی جائے تعبیر کے

بعد [illegible] واقع ہوتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ اثر تہا ابوبکر صاحب کی تعبیر کا۔

اور فتح الباری ابن حجر میں ہے اذا حدث بالرویا الحسنۃ من لا یحب قد یفسرھا بما لا یحب

اما بغضا او حسدا فقد یقع علی تلک الصفۃ ص [illegible] جلد ۱۲

یعنی جو اسکی ممانعت کی گئی ہے کہ کم عقل آدمی سے خواب نہ بیان کرے اسی وجہ سے کہ جیسی وہ تعبیر دیگا ویسا ہی

واقع ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعجیل وفات رسول اللہ میں تعبیر ابوبکر کو پوری مداخلت تہی

اور یہ تو بالیقین معلوم ہوا کہ انکو کسقدر بھی محبت حضرت سے تھی کہ اس تعبیر دیتے ہوئے زبان میں بھی

اس شخص کے لغزش نہ ہوئی اور صاف صاف کہدیا کہ آپ ڈہائی برس ہم سے قبل انتقال کرینگے۔

کیا کوئی کسی دوست کی نسبت ایسی تعبیر دیا جا سکتا ہے۔ کیا ان سے یہ بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ عرض کرتے

یا حضرت اسکی کیا تعبیر ہے۔ مگر وہ دوسرا ولولہ دلمیں بھرا ہوا تہا جس سے ضبط نہ کرسکے۔

وقت وفات رسول اللہ ابوبکر کہاں تھے۔ تاریخ صغیر بخاری میں ہے عن عائشہ زوج

النبی ان رسول اللہ مات و ابوبکر بالسنح قال اسمعیل یعنی بالعالیہ واجمعت

الانصار الی سعد بن عبادہ فی سقیفہ بنی ساعدہ فقال ابوبکر نحن الامراء و انتم الوزراء فقال عمر نبایعک انت فانت سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ فبایعہ و بایعہ الناس ص۲۲

عائشہ بیان کرتی ہین کہ رسول اللہ ص نے جسوقت وفات کی ابوبکر مقام سخ تھے اسمعیل کہتے ہین یعنی عالیہ مین اور مجتمع ہوئے انصار سقیفہ مین سعد بن عبادہ کے پاس تو ابوبکر نے کہا ہم لوگ امیر ہون اور تم لوگ وزیر۔ عمر نے کہا کہ ہم بیعت کرتے ہین تمہاری کہ ہمارے سید ہو اور بہتر اور زیادہ محبوب رسول اللہ کے نزدیک پس بیعت کی عمر نے اور سب لوگون نے۔

یہ ہین یار غار جو بوقت وفات رسول اللہ مدینہ سے غیر حاضر ہین اور گھر پر آرام سے بیٹھے ہین۔ وفی روایۃ ان سالم بن عبید ذھب وراء الصدیق الی السنح فاعلمہ بموت رسول اللہ ۲ ص۳۸۲ سیرۃ حلبیہ یعنی سالم بن عبید سنح جا کر ابوبکر کو موت رسول کی خبر دی۔

وارسلت حفصۃ خلف عمر وارسلت فاطمۃ خلف علی کرم اللہ وجھہ فلم یجی احد منھم حتی توفی رسول اللہ ۲ ص۳۸۲ سیرۃ حلبیہ جلد ۳

یعنی حفصہ نے اپنے باپ عمر کو بلوا بھیجا اور حضرت فاطمہ نے جناب امیر کو۔ مگر کوئی نہین آیا یہانتک کہ رسول اللہ ص نے انتقال کیا گود مین عائشہ کے چونکہ آخری حصہ روایت کا کہ جناب سیدہ نے حضرت علی کو بلوا بھیجا اور نہین آئے موضوعات اہلسنت سے ہے اسیوجہ سے عائشہ کی گود مین انتقال کرنا بھی موضوعات مصنفہ سنی ہے لہذا یہ تو مسلم ہوا کہ عمر صاحب بلائے بھی گئے مگر نہ آئے کیونکہ شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۵۱۱ مین لکھتے ہین کہ سر مبارک آنحضرت در آخر وقت در کنار علی بود۔ پس گویا عائشہ بجہت قرب زمان وفات آخر نام کرد دیکھو اصلاح ۵ جلد ۱

جس سے معلوم ہوا کہ جناب امیر کی گود مین حضرت نے انتقال کیا اور دعوی عائشہ غلط ہے۔ تو عمر ابوبکر کی بہر طور غیر حاضری وقت وفات رسول اللہ صلعم مسلم ہوئی۔

اسپر عمر صاحب کا انکار وفات رسول مین یہ شدومد ولا نزال بتوعد المنافقین حتی ازبد شدقاہ ص۳۸۳ سیرۃ حلبیہ۔ کہ عمر اسقدر ڈراتے تھے منافقین کو کہ منہ مین اونکے کف بھر آیا تھا۔ کسقدر حیرت خیز ہے۔

روایت ابو ذویب استیعاب جلد ثانی صفحہ ۶۶۲ مطبوعہ حیدرآباد دکن

وقدمت المدینۃ ولہا ضجیج بالبکاء کضجیج الحجیج اذا احلوا بالاحرام فقلت لم قالوا قبض رسول اللہ فجئت الی المسجد فوجدتہ خالیاً۔ فاتیت بیت رسول اللہ صلعم فاصبت بابہ مرتجاً وقیل ھو مسجی وقد خلی بہ اھلہ فقلت این الناس فقیل فی سقیفہ بنی ساعدۃ صاروا الی الانصار فجئت الی سقیفۃ فاصبت ابابکر و عمر و ابا عبیدۃ بن الجراح وسالماً وجماعۃ من قریش تابہ آخر۔

یعنی ابو ذویب کہتے ہیں کہ ہم جو مدینہ میں آئے تو تمام مدینہ میں شور ماتم قائم تھا۔ دریافت سے معلوم ہوا رسول اللہ صلعم نے انتقال کیا مسجد میں گیا تو اوسکو خالی پایا۔ حجرہ رسول کی طرف گیا تو وہاں رونے کی آواز بلند تھی۔ اور حضرت لٹائے ہوے تھے۔ اور صرف آپکے اہلبیت وہاں تھے۔ میں نے پوچھا اور لوگ کہاں ہیں۔ کہا کہ سقیفہ میں وہاں گیا تو سبکو پایا ابوبکر۔ عمر۔ ابو عبیدہ۔ سالم اور تمامی قریش وہاں موجود تھے۔

حرمان شیخین از دفن رسول۔ چونکہ حضرات اہلسنت کو اسپر نہایت تعجب ہوتا ہے کہ شیخین کیونکر نہ شریک دفن رسول ہوے لہذا نص صریح اسپر لکھا جاتا ہے کنز العمال مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ میں ہے

عن عروۃ ان ابابکر و عمر لم یشھدا دفن النبی صلعم وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا۔

یعنی عروہ روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر و عمر دفن رسول اللہ میں نہیں شریک ہوے۔ انصار (سقیفہ) میں تھے پس دفن ہو گئے وہ حضرت قبل اسکے کہ وہ دونو آئیں۔ روایت ابن ابی شیبہ ہے۔

بیخبری ابوبکر روز وفات رسول اللہ سے اور تعداد کفن سے۔ تاریخ صغیر بخاری میں ہے عن عائشہ قالت دخل علی ابی فقال فی کم کفنتم النبی قالت فی ثلاثۃ اثواب بیض سحولیہ لیس فیہا قمیص ولا عمامہ وقال لہا فی ای یوم توفی رسول اللہ صلعم قالت یوم الاثنین صفحہ ۲۳

یعنی عائشہ کہتی ہیں کہ ہم ابوبکر کے پاس گئے تو پوچھا رسول اللہ کو کفن کے پارچہ کا دیا گیا تھا۔ عائشہ تین کپڑہ کا جسمیں نہ عمامہ تھا نہ قمیص۔ ابوبکر نے پوچھا کس روز وفات کیا رسول اللہ نے کہا بروز دوشنبہ۔ دیکھیں یار غار جنہیں یہ بھی نہیں معلوم حضرت نے کس روز انتقال کیا اور کے پارچہ کا کفن دیا گیا۔ سچ ہے جسکو خلافت کی تاک ہوا ونکو ان امور سے کیا بحث۔

دفن رسول اللہ - والصحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم مکث بقیۃ یوم الاثنین ولیلۃ الثلثا ویوم الثلثا وبعض لیلۃ الاربعاء وکان السبب فی تاخرہ ما علمت من اشتغالہم ببیعۃ ابی بکر رضہ حتی تمت ص ۳۹۵ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ مطبوعہ مصر -

یعنی حضرت نے دوشنبہ کو دوپہر کے وقت انتقال کیا اور صحیح یہ ہے کہ بقیہ روز دوشنبہ اور شب و روز سہ شنبہ اور کچھ حصہ شب چارشنبہ بلا دفن رہے اور اسقدر تاخیر اسوجہ سے ہوئی کہ سب کے سب بیعت ابوبکر میں مصروف تھے یہانتک کہ بیعت پوری ہوئی -

حلیہ عمر - وکان شدید الادمۃ طوالا کث اللحیۃ اصلع اعسر یسر کان شدید الادمۃ ووصفہ ابو رجاء العطاردی وکان معقلا - قال انما جاء تنا الادمۃ من قبل اخوالی بنی مظعون رد ورزعم الواقدی ان سمرۃ عمر وادمتہ انما جاءت من اکلہ الزیت عام الرمادہ رعن سماک عن ہلال بن عبد اللہ رایت عمر بن الخطاب رجلا آدم ضخما کانہ من رجال سدوس فی

رحلیہ روح ص ۴۲۹ جلد ثانی استیعاب

عمر کا رنگ بہت سیاہی مائل تھا - قد طویل تہا - داڑہی گھنی تھی - سر چندلا تہا - بائیں ہاتھ سے [illegible] کرتا - رنگ بہت سیاہ تہا پیر سے معقل تھے یعنی گویا پیر بندہا ہوا تہا (مگر بوقت فرار تیز تہا) بن عمر کہتے ہیں کہ ہملوگونکی سیاہی ننہال سے ہے کہ بنی مظعون کالے تھے - واقدی لکھتے ہیں کہ چونکہ زمادہ کے سال میں انہوں نے زیتون بہت کہایا تھا - اسلئے رنگ سیاہ ہوگیا تھا - سماک بن ہلال کہتے ہیں کہ عمر کو ہمنے دیکہا آدمی فربہ تھے بہت سیاہ گویا وہ قبیلہ سدوس سے تھے کہ انکے دونو پیر اوپر ہو جاتے تھے مجمع بحار الانوار میں ہے وفی ح عمر انہ کان اروح کانہ راکب والناس یمشون - تلاروح من تدانی عقباہ وتتباعد صدر اقدمیہ ص ۴۳ جلد ۲

یعنی عمر اروح تھے کہ چلتے وقت وہ سوار معلوم ہوتے تھے - اروح اوسے کہتے ہیں جسکی دونو گہٹیان ملجائیں اور قدم کا سرا دور دور پڑتا ہو -

تیمور لنگ تو صرف لنگڑا تہا جسنے تمام دنیا کو رولا دیا یہان تو اتنے اوصاف جمع تھے جسکو بیخ عیب شرعی لکھتے ہیں -

اخلاق عمر۔ تمام عالم کو معلوم ہے ازواج نبی انکو افظ و اغلظ کہتے تھے نہایت تند خو بد مزاج یہانتک کہ جب ابوبکر نے خلیفہ کرنا چاہا تو علی و زبیر نے اسیوجہ سے مخالفت کی تھی۔

خلافت پاکر جو مزاج کی حالت ہوئی اس سے ظاہر ہے تاریخ خمیس مین ہے لیس بعد اباعظم من ضرب عمر سعد بن ابی وقاص بالدرة علی راسہ حین لم یقم انک لم تہب الخلافة فاردت ان اعرف ان الخلافة لا یہابک ولم یغیر ذلک سعدا والتمہ علیہا ولذلک الشعفر بہ لابی بن کعب حین مروامشی وخلفہ قوم بالدرة صفحہ ۲۶۳ جلد ۲

یعنی عثمان نے جو ابن مسعود صحابی کو مارا۔ تو یہ مار نا اسیکا عمر کے مارنے سے بڑھکر نہین ہے کیونکہ عمر نے سعد بن ابی وقاص کو درہ سے اسوجہ سے مارا تھا کہ وہ تعظیم خلیفہ کو نہین اوٹھتے تھے۔ تو عمر نے درہ سے مارا اور کہا کہ تم تعظیم خلافت کیلئے نہین اوٹھے لہذا ہمنے بتا دیا کہ خلافت بھی تمسے نہین ڈرتی۔ اسی طرح ابی بن کعب پر درہ چلایا جب دیکھا کہ وہ آگے آگے جاتے ہین اور لوگ اونکے پیچھے جاتے ہیں۔

اب کہان ہین ہمدردان اسلام وہ دیکھین کہ رسول اللہ کسقدر ممانعت فرماتے تھے اپنی تعظیم مین اور یہان خلیفہ کی یہ حالت ہے کہ سعد بن ابی وقاص ایسے صحابی جو عشرہ مبشرہ کے منتخب ارکان سے ہین کسطرح صرف اس جرم پر درہ چلاتے ہین کہ تعظیم خلیفہ کو نہین اوٹھے۔ ابی بن کعب پر صرف اسوجہ سے درہ اوٹھایا کہ لوگ اونکے پیچھے چل رہے ہین۔ اور وہ خلیفہ کے پیچھے نہین چلتے۔ پھر کیون نہ اسلام تباہ ہو۔

حسینیہ قرآنیہ کے شائقین کو

اطلاع

اصلاح نمبر ۲ کے چھپنے سے رسالہ کی طلب مین کارڈ و خطوط کی بھرمار ہے چونکہ اسمین محصولڈاک کی تصریح نہ تھی لہذا کسی نے ۔/ اور کسی نے کچھ نہین بھیجا اب اگر بیرنگ روانہ ہو تو محصول پڑیگا اور دراصل ۔/ ہے لہذا بنظر احتیاط شرعی اجازت کا ایک کارڈ روانہ کیجئے کہ بیرنگ روانہ ہو۔

۵ سو جلد تقسیم ہو چکی شاید اسی ماہ مین ختم ہو کر دوبارہ طبع کرایا جائے

راقم غلام حسین کونتھی میر اقبال علی صاحب رائے بریلی

وقف ہوگلی کی تولیت

للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

تولیت وقف ہوگلی کے متعلق دو برس سے جو تنازعات ہین ہو رہے تھے۔ [illegible] سابق متولی [illegible] فرزند
علی نواب صاحب [illegible] تمام شیعیان [illegible] کہا تھا [illegible] ہے کہ
وہ آج ہماری عادل گورنمنٹ کے ہاتھون [illegible] تمام شیعیان [illegible] مسرت [illegible]
مسرت [illegible]
اوس سے ہم خوف زدہ تھے [illegible] سلطنت انگلشیہ کی گورنمنٹ کے ہاتھون اسکا
تصفیہ ہوتا تو دیگر واقعات کی طرح وقف ہوگلی [illegible] شیعون کے حقوق ہمیشہ کیلئے ملیامیٹ کر دئے جاتے
ہم اس مقام پر [illegible] لارڈ [illegible] کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا بہت ضروری
سمجھتے ہین کہ جو ہمارے حقوق [illegible] ہماری دولت ہماری نفوس غرضکہ ہمارے تمامی امورات
کی حفاظت [illegible] وقف ہوگلی کا تصفیہ ایک ایسا تصفیہ
[illegible] اس [illegible]
[illegible] ایک سرے سے دوسرے
تک تمام پائی جاتی تھی [illegible] لہذا اب ہمین لازم ہے کہ ہر ایک مقام پر
گورنمنٹ کی [illegible] باضابطہ شکریہ ادا کرین من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔
اور حسب فرمودہ جناب باری لئن شکرتم لازیدنکم (اگر تم شکر کروگے تو مین اور زیادہ دونگا) جسقدر
بھی ہم اسکا شکریہ ادا کرین کم ہوگا۔

اس مقام پر ہمین انجمن مرتضوی کلکتہ کا بھی خاص شکر گذار ہونا چاہیئے کہ جسکی بے انتہا کوششون
نے ہمین آج یہ دن دکھلایا۔ بیشک اس انجمن نے جو مقامی کوششین کین۔ تمام شیعیان ہند
کیطرف سے جو وکالت کی۔ اور اسمین جو جو زحمتین اوٹھائین۔ وہ لائق صد احسان ہے
اور ہم اوسکے ممنون ہین۔ اسکے علاوہ ہم اون دیگر قومی انجمنونکا بھی شکریہ ادا کرتے ہین کہ جنہون نے
اس مسئلہ کو اپنا خاص مسئلہ سمجھا اور ویسی ہی دلچسپی لی۔

راقم محمد اسحاق الحسینی پاروی از پٹنہ

اصلاح - بیشک یہ نہایت مسرت افزا مژدہ ہے جسپر تمام قوم کو گورنمنٹ کی خدمت میں شکریہ کا تار بھیجنا چاہئے کہ واقعاً جو احسان اس گورنمنٹ کا ہمپر ہے ہم کسی طرح اوسکے شکریہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے خدا سمجھے اون ناسمجھون سے جو ایسی مہربان گورنمنٹ کو تکلیفین پہونچا رہے ہیں جسکا وبال خود قوم پر پڑیگا اور پڑ رہا ہے قوم کو ہر جلسے سے شکریہ کا تار بھیجنا چاہیئے تاکہ گورنمنٹ کو معلوم ہو ہمکو اپنے حقوق کا کسقدر احساس ہے [illegible] ہونگے کہ اگر جناب نواب نصیر حسین خان خیال دام عزہ کا شکریہ نہ ادا کرین جنکی ہمت و استقلال نے [illegible] مرتضوی کو ہمت دلایا بلکہ وہ خدمتین کین جو [illegible] ہمین جزاہ اللہ خیرا اب یہ معاملہ ٹرسٹیون کے ہاتھ مین ہے مگر افسوس اونکا ایک عنصر ایسا ہی ہے جس سے کسی طرح امید اصلاح نہین کیونکہ خان بہادر مرزا [illegible] علی صاحب سدرجہ طرفدار سابق متولی ہین [illegible] حقوق قوم [illegible] ہین تو اونکو ذرہ برابر بھی اوس مین تامل نہوگا لہذا پہلا کام قوم کا یہ ہونا چاہیئے کہ انکو ٹرسٹیان ہوگلی سے خارج کرا دین کیونکہ جبتک یہ ٹرسٹی رہینگے ممکن نہین انتظام ہوگلی درست ہو سکے۔

جناب پرنس [illegible] بہادر اور نواب سید یوسف علی خان صاحب دام عزہم ایک ایسے ذی فہم اور مدبر ٹرسٹی ہین اونپر کچھ اعتماد ہو سکتا ہی مگر مرزا صاحب اپنے اثر سے بہت کچھ خلل انداز ہو سکتے ہین لہذا مقدم کام یہی ہی کہ ٹرسٹیو مین ایسے اشخاص منتخب ہون جنکی [illegible] پر کسی طرح کا شبہہ نہو۔

اشرف الدین احمد نے اپنی علالت کمزوری سن ۷۳ برس کی [illegible] ٹرسٹیان وغیرہ وغیرہ وجوہات دکھا کر پنشن طلب کی تھی جسے گورنمنٹ نے منظور کرکے علی نواب [illegible] کی جگہ بحال کر دیا۔ مگر چونکہ یہ کارروائی قانون ۱۸۶۳ء کے خلاف تھی جسمین گورنمنٹ نے یہ اختیارات کمیٹی [illegible] کو سپرد کرکے خود [illegible] اختیار کی تھی۔ اسلئے یہ کل اختیارات اب کمیٹی کے اختیارات ہین اور اسی بنیاد پر گورنمنٹ نے علی نواب [illegible] لیا۔ اور اپنا حکم ماسبق واپس لے لیا۔ لہذا انشاءاللہ یہ کمیٹی کو حسب ذیل امور پر غور کرنا چاہیئے۔

(۱) شرف الدین احمد مستعفی ہو چکے گورنمنٹ قانوناً انکے استعفا پر کچھ نہین کر سکتی لہذا کمیٹی کو گورنمنٹ سے اونکا استعفا طلب کرنا ہی اگر گورنمنٹ نے بجائے [illegible] استعفا بھیجا گیا لہذا کمیٹی میں پیش ہونا چاہئے اور فوراً اوسے منظور کرنا چاہیئے (۲) متولی اگر اوس استعفا پر (کوئی بات نکالکر) رضامند نہون تو اوسوقت کمیٹی کو چاہیئے کہ مجبور کرے کیونکہ وہ وجوہات پنشن مثل عمر و بیماری وغیرہ وغیرہ وہ پیش کر چکے ہین وہ کیونکر واپس لئے جا سکتے ہین

(۳) اسپر بھی اگر متولی کچھ بولین تو عدالت کیطرف رجوع کرکے انکو نکالے جسمین شاید دو چار سو سے زیادہ خرچ نہ ہوگا

قادیانیوں سے فیصلہ خلافت

جھگڑا جہانتک کم ہو بہتر ہے۔ اسلئے ہم آریہ۔ قادیانیوں چکڑالویوں سے نہیں بولتے کہ سب
صحابہ پرستوں یعنی وہابیوں کی شاخیں ہیں فرق ہے تو اسقدر ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است
اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۲ میں بعنوان قادیانی اور شیعہ کے عنوان سے ایک اجمالی مگر مدلل تقریر
شائع ہوئی ہے جسنے اچھا اثر کیا۔ کیونکہ اب قادیانیوں نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا
شروع کر دیا اور تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے یہی اصول شیعہ
ہے جسکے مخالف صرف سنی ہی نہیں بلکہ وہابی بھی۔

ہم ذیل میں چند فقرات [illegible] نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ اب وہ بھی
اسکو تسلیم کرتے ہیں کہ خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے چنانچہ لکھتے ہیں "جس امر کی نسبت
مولانا شبلی نے قوم کو متوجہ کرنا چاہا ہے یعنی کسی امیر قوم کا ہونا یہ نہایت ضروری امر ہے اور
اسی کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے۔ اور اٹھا رہے ہیں۔ وحدت
کی جسقدر ضرورت ہے وہ بدیہی بات ہے مجھے اسمیں بحث کی حاجت نہیں ہے لیکن وحدت
کبھی قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایک ہی [illegible] سے نہ ہوں۔ آنحضرت صلعم کی زندگی
بہترین نمونہ ہے مختلف طبیعتوں اور مختلف راؤں کے ہوتے ہوئے ایک ہی بات پر سب
متفق اور ایک کر دینا کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہو سکتا جو معمولی طاقت اور معمولی دانش
کا آدمی ہو اور نہ اس مقصد کو کوئی علمی یا مالی قوت ہی حاصل کر سکتی ہے۔ قہری حکومت
ایک حد تک اپنا [illegible] کی طاقت رکھتی ہے۔ مگر ماننے والوں کا دل اور زبان ایک
[illegible] جس سے [illegible] الٰہی [illegible] کے [illegible] ساری باتیں
[illegible] امیر المومنین کا منصب [illegible]
[illegible] ایک جماعت کو امیر المومنین کا [illegible]
[illegible] قرآن کی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتا ہے۔

ایک فرد واحد

ہی ہوسکتا ہے اور وہی فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعین مٹا سکتا ہے۔ اور کسی مین طاقت نہین ہے۔ میری غرض علمار کی توہین یا تضحیک نہین مین ایسے خیال سے خدا تعالی کی پناہ چاہتا ہون۔ مگر مین مولانا شبلی اور اونکے ہم قافلہ بزرگون کی خدمت مین ادب سے التماس کرتا ہون کہ کیا وہ نہین جانتے علمار کی حالت کیا ہو رہی ہو؟ کس طرح پر اختلافی جھگڑون اور فروعی نزاعون پر انکے ہان جوت پیزار ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک انا خیر منہ لکھکر آگے بڑہتا ہے اگر یہ کام صرف آپکے انتخاب اور اتفاق سے ہوسکتا ہے کہ آج ایک شخص کو آپ امیر قوم بنالین تو مبارک! مگر مین ورد دل سے عرض کرتا ہون کہ یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہوسکتا اور نہ ہوا۔ ہان یہ تو مین مانتا ہون۔ اور تاریخ اسلام اور واقعات رواں اسکے موید ہین کہ مسلمانون کا اتفاق اور انتخاب موید ہوسکتا ہے۔ ورنہ خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہوسکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے خلیفہ بنانا اللہ تعالی ہی کا کام ہے اور اسی کی آواز مین یہ قوت اور طاقت ہوتی ہے کہ وہ تمام نزاعون کو ملیامیٹ کردے اور مفارقت اور مباغضت کو معانقہ اور مصافحہ سے بدل دے اس امر مین آپ میرے ساتھ متفق ہونگے کہ مسلمانون کی درماندگی شکستہ حالی مذہبی کمزوری عملی غفلت اور ہر قسم کی خراب حالت اسی رنگ کی ہو رہی ہے۔ جو آنحضرت صلعم کے بعثت کیوقت عرب مین تھی"

اس تحریر سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب بھی خلیفہ کو منجانب اللہ مانتے ہین۔ اور یہ کہ "یہ کام انتخابی سسٹم سے نہین ہوسکتا اور نہ ہوا" جسنے اصول اہلسنت کو بدیہی طور پر باطل کردیا۔

چونکہ اڈیٹر صاحب ایک بافہم شخص ہین لہذا مین سمجھتا ہون کہ اونکا مفہوم "خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہوسکتا ہے جسکو خدا منتخب کرے" سے یہ ہوگا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ اپنے رسول کے بنص صریح خلیفہ بنائے۔ نہ یہ کہ کسی حیلہ و تدبیر سے خلیفہ یا حاکم بنجائے۔ کیونکہ عوام و جہال ہر کام کو خواہ نیک ہو خواہ بد خدا کا فعل جانتے ہین جو کفر صریح ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ یزید بھی خلیفہ برحق ہو جو مثل خلفائے ثلثہ بلکہ اوسنے

بدرجہا بڑھکر خلیفہ تھا۔ لہذا ہم اڈیٹر صاحب کے فہم و فراست اور عقلمندی سے امید کرتے ہین کہ اونکا مقصود انتخاب خدا سے انتخاب قولی ہو گا کہ خدا جسکی خلافت کو اپنے حکم سے مقرر کرے نہ بقاعدہ قوتی الملک من تشاء جو بادشاہ یا خلیفہ بنجائے وہی منجانب اللہ منتخب بھی ہے جسکی طرف خود اڈیٹر صاحب بھی اشارہ کرتے ہین "وہ قہری حکومت ایک حد تک اپنی بات منوالینے کی طاقت رکھتی ہے مگر ماننے والون کا دل اور زبان ایک نہین ہوسکتا" کیونکہ خلفائے ثلثہ بلکہ کل خلفاے بنی امیہ و بنی عباس کی خلافت اسی شان کی تھی مگر دل و زبان ان مین سے ایک کا بھی متفق نہین تھا ہر ایک دوسرے کو بے ایمان دغا باز جانا لیا جاتا تھا اور سب مصداق وجعلنٰھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لاینصرون واتبعنٰھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ ھم من المقبوحین تھے۔

مولوی شبلی صاحب کی الفاروق اور علم الکلام کو جس نے بغور دیکھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ انکا خیال بھی یہی ہے کہ خلیفہ کو منصوص ہونا چاہیئے کیونکہ الفاروق مین نہایت تشریح سے اونہون نے ثابت کیا ہے رسول اللہ ص کے احکام مین تفریق کرنیوالے سب سے پہلے عمر ہوئے۔ اور علم الکلام نے تو اچھی طرح ثابت کر دیا کہ اسوقت بھی امام غائب مہدی صاحب الزمان علیہ السلام موجود ہین پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ اس اصل الاصول سے علحدہ ہون مگر "آنچہ دانا کند۔ کند نادان + لیک بعد از خرابی بسیار" کا مضمون ہے۔ کیونکہ اسلام کے تباہ و برباد ہونے پر اگر سابق غلطی کا اقرار ہی کیا تو کیا۔

ہان اگر متفقہ قوت سے گذشتہ غلطی پر ملامت کا ووٹ پاس کیا جائے تو ممکن ہے گرداب ضلالت سے نکلکر شاہراہ ہدایت پر سب پہونچ جائین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

مولوی شبلی صاحب کی اس رائے پر کہ دوبارہ اوسی بانی غلطی کے اصول انتخاب سے کام لیا جائے اڈیٹر الحکم کی یہ رائے نہایت مناسب ہے جو لکھتے ہین "

ایک ملائے اعظم کا انتخاب مسلمانون مین ایک اور مصیبت کا آغاز ہوگا جس

شخص کو اس منصب کے لئے منتخب کیا جائیگا اسکی مخالفت مین ایک جماعت اُٹھ کھڑی ہوگی اور نیا شغل مسلمانون کو ہاتھ آجائیگا اور ان کی طاقت اور بھی منتشر ہوگی ندوہ نے اپنے اغراض و مقاصد مین مختلف فرقون کے درمیان اتحاد پیدا کرانا بھی رکھا ہے۔ اسمین بھی وہ ابتک کامیاب نہین ہوا کامیاب کیا ہونا تھا۔ مین کہہ سکتا ہون اس نے قدم بھی نہین اوٹھایا۔

لکھنؤ۔ جو ندوہ کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر ہے سنیون اور شیعون کا اچھا خاصہ رزمگاہ بنا رہا اور اتنا نہو سکا کہ بدون مداخلت گورنمنٹ کوئی اصلاح ہو جائے ؎

جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ یہ پیش خیمہ ہے گورنمنٹ سے بغاوت کا کیونکہ جہادی فرقہ کی جرات اگر کچھ دبی ہے تو اسیوجہ سے کہ ابھی تک ان مین اتفاق نہین ہے ہر شخص دوسرے کی تکفیر کر رہا ہے ورنہ اتفاق کے بعد بنگالیون سے بھی انکا نمبر تیز ہوگا کیونکہ واقعہ وفات سرور کائنات سبکو یاد ہے کہ خود ساختہ پرداختہ ملاے اعظم یا خلیفہ کی بدولت انہون نے کیا کیا۔

ہیچ کافر نکند انچہ مسلمانان کردند

اڈیٹر الحکم کا ایمان لانا اس حدیث پر قال رسول اللہ رایت ربی فی صورۃ امرد نہایت حیرت خیز ہے۔ مگر شاید یہ اثر ہے سابق مذہب کا کیونکہ مرزا صاحب بھی تو پہلے اہلحدیث تھے اور اونہین نے اس حدیث کو لکھا ہے نہ اڈیٹر الحکم نے۔ اسلیئے خدا کو بصورت امرد لکھا۔ کیا یہ امرد پرستی کی دلیل نہین ہے؟

اہلسنت کا عموماً اور فرقہ اہلحدیث کا خصوصاً خداوند عالم کو مجسم ماننا اگر آپ دیکھنا چاہتے ہین تو رسالہ عقل و تہذیب اہلحدیث دیکھیے جسمین متقدمین سے حال تک کے علما کے عقائد دربارہ جسمیت خدا نہایت تصریح سے درج ہین۔ اڈیٹر

جواب شرر ۔ نے جسطرح لکھنؤ کو مندمل کیا اوس سے ناظرین بھی واقف ہوسکتے ہین کیونکہ مسٹر شرر نے حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول اس عنوان سے لکھا تھا کہ نہ صرف شیعہ بلکہ شریف سنی بھی اون شر انگیز الفاظ پر چیں بجبیں ہوئے جواب شرر نے ایک مکمل فہرست اونلوگونکی بھی مرتب کی ہے جنہونے علماء اہلسنت سے ایک لاکھ دو دو والد وضع حدیثین مانین قیمت ۲ دفتر اصلاح سے طلب کیجئے۔

مذہبی مناظرہ قندر تحصیل رنبیر سنگھ پور ضلع ریاست جموں

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم - اس مناظرہ کی اطلاع دیچکا ہوں کہ صرف میرے شیعہ ہونے پر جسکی اطلاع
پہلے دیچکا اور اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۲ مین چھپ چکا ہے فریق مخالف نے اسقدر مجبور کیا کہ ۲۶ محرم تاریخ
مناظرہ مقرر ہوئی اور سری حضور مہاراجہ کشمیر دام اقبالہ نے باستدعائے فریقین اجازت مناظرہ
عطا فرمائی - مین ایک نادار و گمنام شخص تھا مگر خداوند عالم جاہ و جلال و عزت و اقبال جناب
نواب فتح علی خان بہادر قزلباش سی اس آئی رئیس اعظم لاہور دام اقبالہ کو یوماً فیوماً
زیادہ کرے کہ جناب ممدوح نے ازراہ کمال قومی ہمدردی جناب مولانا و بالفضل اولانا
سید محمد باقر علیشاہ صاحب جاگیردار و رئیس پنشنر گورنمنٹ پنجاب بٹالوی فاضل اجل کو
آمادہ کیا کہ اس مناظرہ کو انجام دین چنانچہ ممدوح الالقاب ایک روز پیشتر تاریخ مناظرہ سے
۲۵ محرم الحرام کو مع جناب حکیم محمد علیشاہ صاحب لاہوری و جناب سید حسین صاحب عربی
مدنی موضع قندر مین تشریف لائے اور جناب مولانا موصوف کے تلامذہ بھی شہر گجرات پنجاب
و وزیر آباد و گجرانوالہ و ایمن آباد سے تشریف لائے - اور اوسی تاریخ ۲۵ کو ریاست والا
شان جموں و کاشمیر کیطرف سے لالہ رنجنداس صاحب تحصیلدار رنبیر سنگھ پورہ - و شیخ کریم اللہ
صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و بخشی بندرابن انسپکٹر صاحب پولیس فقیرچند صاحب
ڈپٹی انسپکٹر صاحب پولیس و سید بہادر شاہ صاحب سب انسپکٹر صاحب پولیس مع سہ کس سارجنٹان
و پچیس کس کنسٹبلان و پندرہ نفر سواران اہل پولیس و [illegible] کس زمینداران سید میر شاہ صاحب
وغیرہ و نمبرداران و چوکیداران علاقہ متجانسہ سرکار والا اقتدار ریاست جموں و کشمیر تشریف
لائے اور خاص تاریخ مناظرہ پر جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس ریاست جموں بھی
رونق افروز جلسہ ہوئے اور اضلاع مختلفہ اور مواضعات کثیرہ کے دو نواح سے جم غفیر گروہ
شیعہ جنکی تعداد قریب چار ہزار کے تھی آ گئے - اور جانب فرقہ اہلسنت والجماعت سے
حافظ محمد سلطان صاحب سیالکوٹی - مولوی نور اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی - و ملان محمد
غوث و مولوی انور شاہ صاحب و مولوی جعفر شاہ صاحب و مولوی گلاب شاہ صاحب

وملان محمود صاحب و مولوی غلام قادر صاحب بنور والی حافظ محمد سعید صاحب وغیرہم مع جم غفیر جو
تخمیناً آٹھ ہزار کے تھے آگئے ۔ ۹ محرم الحرام ۱۳۳۳ھ کو بوقت صبح شیخ کریم اللہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
پولیس مع ہر دو بخشی صاحبان مذکوران نے جناب مولانا سید صاحب موصوف کے پاس آکر دریافت کیا
کہ مناظرہ کس وقت ہوگا تو مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تو جانب ثانی شرائط متفقہ خصوصاً
شرط تقرری ثالثان سے گریز کر رہے ہین اور ایسے ہی شرط غالب مغلوب سے بھی ۔ پھر مولانا صاحب نے
ہر دو خط یعنی اسمعیل شاہ اور مولوی نور اللہ شاہ صاحب کا اسسٹنٹ صاحب کو دکھا کر سمجھا دیا
کہ شرائط مسلمہ فریقین ابھی تک قائم نہین ہوئی جب قائم ہوجاوین تو پھر مناظرہ جسوقت چاہین شروع
کر دیوین جب دونون خط اسسٹنٹ صاحب نے دیکھ لئے تو کہا کہ بیشک شرائط مسلمہ قایم نہین ہوین
پھر ہر دو خط مذکورہ اسسٹنٹ صاحب نے لئے اور کہا کہ مین اونلوگون کے پاس جاتا ہون اور ان سے
تصفیہ کر کے آپکے پاس آتا ہون ۔ پھر اسسٹنٹ صاحب نے کہلا بھیجا کہ جانب ثانی بلا تعین شرائط
اپنی کتابون کو لیکر میدان مناظرہ مین چلے گئے ہین اب جو فریقین مین سے میدان مناظرہ مین نہ آئیگا
تو سمجھا جائیگا کہ وہ گریز کر رہا ہے اسپر جناب مولانا بھی مع کتب جو قریباً بالخصوص کے تھین میدان مناظرہ
مین پہونچ گئے ۔ کتابین بمقابل فریقین مخالف لگادی گئین اور آپ کرسی پر جلوہ نما ہوئے
اسوقت بمواجہ اہلکاران ریاست مولانا نے فرمایا کہ آپکو اور ہمارے فریق ثانی کو بخوبی معلوم ہے
کہ کل سے ہم شرائط مسلمہ فریقین کیلئے تقاضا کر رہے ہین تاکہ شرائط اور ثالث کے معین ہونے پر
مناظرہ کا نتیجہ صحیح اور مفید پیدا ہو ۔ مگر فریق مخالف نے کسی طرح نہین طے کیا اسواسطے پھر اعلان کیا
جاتا ہے کہ اب بھی قبل از مناظرہ اگر زیادہ نہین تو ثالثون اور غالب مغلوب کی نسبت کوئی شرط
قایم کرین تاکہ حاضر اور غائب کو نفع رسان ہون ۔ جسکے جواب مین حافظ محمد سلطان صاحب نے
یہ جواب دیا کہ ہمکو ثالثون کے مقرر کرنیکی کوئی ضرورت نہین اور ایسا ہی غالب اور مغلوب کی
شرط کی بھی ضرورت نہین ۔ پبلک خود قیاس کر لیویگی جسپر مولانا صاحب نے فرمایا کہ پھر پبلک سو
ہی اہل علم اور اہل خبرہ پر انحصار کیا جاوے اور اونکے اسما قلمبند ہو جاوین ۔ جسپر حافظ صاحب
نے کہا کہ ہمکو انکی بھی ضرورت نہین ہر کس خود سمجھ لیویگا آخر مولوی صاحب نے فرمایا کہ تو خیر متنازعہ
فیہا مسائل کو تو مقرر کر لو جسپر اونہون نے کہا کہ ہم آگے بھی بالمشافہ دو مسئلے متنازعہ فیہ مقرر

کر چکے ہین ایک مسئلہ یہ ہے کہ ہم اصحاب ثلاثہ کا ایمان کتب مخالف سے ثابت کرینگے اور آپ اونکا کفر ہماری کتب سے ثابت کرینگے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ابوبکر کافدک کے بارہ مین ظالم اور غاصب ہونا ہماری کتب سے ثابت کرینگے اور ہم اونکا منصف اور عادل ہونا آپکی کتابون سے ثابت کرینگے اور پبلک خود بخود نتیجہ نکال لیویگی جسپر مولانا نے فرمایا کہ آپکی طرف سے کون صاحب تقریر کرینگے حافظ محمد سلطان صاحب اودہر سے مقرر ہوئے مگر حافظ مذکور نے کہا کہ چونکہ مین نابینا ہون اسلئے میرا معین ملا محمد غوث ہوگا۔ مولانے فرمایا تو مین بھی جناب حکیم محمد علی شاہ صاحب لاہوری کو اپنا معین مقرر کرتا ہون اسکے بعد تقریر شروع ہوئی اور مولانا نے فرمایا کہ آپنے پہلے خط مین تسلیم کرلیا ہے کہ اول مباحثہ قرآن شریف سے ہوگا اسلئے حکیم محمد علیشاہ صاحب معین سے کہا کہ قرآن شریف سے سورہ نور کی آیہ شریفہ انما المومنین الخ پڑہو چنانچہ حکیم صاحب نے قرآن شریف سے نکال کر آیہ مذکورہ کو پڑھا۔ رکوع اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۔ پھر فرمایا کہ اسمین خدا ے تعالی نے مومنین کے اوصاف بیان فرمائے ہین۔ پہلا وصف یہ ہے کہ مومن صرف وہی لوگ ہین جو ایمان لاوین اللہ اور رسول پر اور دوسرا وصف مومنون کا یہ ہے کہ جبکہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد مین جاوین تو بغیر اذن رسولخدا اس قسم نہ چلے جاوین۔ یہ دونون اوصاف ثلاثہ کے ایمان مین نہین پائے جاتے کیونکہ با تفاق جمیع فرق اسلام۔ جنگ احد مین بہاگ گئے تھے جو کتب اہل سنت مین مندرج ہے صرف علی علیہ السلام جناب رسولخدا کے دائین بائین کفار پر حملہ آور رہے چنانچہ حضرت کی شان مین ہاتف نے ندا کی۔ لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار اور شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی نے ونیز دیگر علماء اہلسنت نے اپنی تصنیفات مین یہ لکھا ہے کہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ کہا کہ لِمَ لَا تَهْرُبُ يَا عَلِيُّ اے علی تم کیون نہین بھاگتے۔ علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ أَأَكْفُرُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ کیا ایمان کے بعد مین کافر ہوجاؤن۔

اسی طرح خیبر کی لڑائی مین بھی ابوبکر اور عمر بھاگ گئے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ مین ہے کہ رسولخدا نے فرمایا کہ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَرَّارًا

غیر فرار جسکا ترجمہ یہ ہے کہ کل مین علم ایسے شخص کو دونگا جو کہ دوست رکھتا ہے اللہ کو اور اوسکے رسول کو اور اللہ اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین اور وہ بار بار حملہ کرنیوالا ہے بھاگنے والا نہین پھر دوسرے روز حضرت علی علیہ السلام باوجود آشوب آنکھون کے رسولخدا کی خدمت مین حاضر ہوے اور حضرت نے علی علیہ السلام کو علم دیکر میدان کارزار مین روانہ کیا حضرت علی علیہ السلام نے جنگ خیبر مین تائید الہی سے فتحیابی حاصل کی اور مرحب کفار کے سردار کو مار کر خیبر کے قلعہ کا دروازہ (جسکو ستر آدمی بصد مشکل ہلا سکتے تھے) اکھاڑکر خندق پر رکھدیا اور باوجود یکہ وہ دروازہ ہاتھ بھر عرض خندق سے کم تھا ایک طرف حضرت نے اپنا ہاتھ رکھکر لشکر نبوی کو عبور کرادیا پھر مولانا نے شرح تہذیب سے اصحاب کی تعریف سنائی ہم الذین ادرکوا صحبۃ النبی مع الایمان وماتوا علیہ کہ صحابی وہ ہین جنہون نے رسول اللہ کی صحبت کو ایمان سے پایا اور ایمان پر ہی مرگئے اصحاب قابل تعظیم بھی ہین نہ کہ وہ جو ایمان ہی نہین لائے یا کہ ایمان بظاہر لائے مگر ایمان پر نہین مرے ایسے ہزارہا دلائل ہین مگر چونکہ وقت صرف ۳۵ منٹ دیا گیا ہے اسلئے ایک آیہ اور سن لیجیے وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ جسکے معنی یہ ہے ہمنے ہرایک شخص کو اپنے ماں باپ اور قریبون کے ترکہ کا وارث بنایا ہے ہمنے کسی فرد بشر کو مستثنے نہین کیا۔ افسوس کہ ہر شخص تو اپنے ماں باپ کے ترکہ کا وارث ہو مگر رسول اللہ کی دختر کو ہی خلفا نے ترکہ اور ورثہ رسول سے محروم رکھا ہے حالانکہ قرآن مین وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ موجود ہے کہ سلیمان داؤد کا وارث ہوا۔ پھر فرماتا ہے فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ کہ ذکریا نے دعا مانگی کہ ایسا وارث مجھکو دے جو کہ میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا۔ مگر خلفا نے بمخالفت قرآن دختر رسول خدا کو ترکہ باپ کا نہ دیا۔ جسپر دختر جناب رسول خدا غضبناک ہوئین صحیح بخاری مین ہے فغضبت فاطمہ ولم تکلم حتی ماتت جسکا ترجمہ یہ ہے کہ غضبناک ہوئی فاطمہ زہرا ابوبکر پر اور آخر دم تک اوس سے ہم کلام نہین ہوئین۔ اور یہ حدیث بھی صحیح بخاری مین ہے فاطمہ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی۔ اور بائیسوین پارہ مین ہے کہ خدا فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا

سمجھتا کہ جو لوگ ایذا دیتے ہیں خدا کو اور اوسکے رسول کو تو خدا تعالی نے اونکو دنیا میں اور آخرت
میں لعنت کی اور انکے لئے تیار کر رکھا عذاب ہے۔ اسکے بعد جناب مولانا نے کتاب تشئید
المطاعن ہر سہ جلد پیش کر کے کہا کہ یہ کتاب لیلو اس میں ہر دو مسائل متعینہ متنازعہ فیہا کے دلائل
مع شئی زائد بمفصل مندرج ہے جسکا جواب آجتک منجانب علماء اہل سنت سے کچھ نہیں ہوا یہ کتاب لیلو
اور اگر طاقت رکھتے ہو تو اس وقت زبانی جواب دو ورنہ ایک مہینہ دو مہینہ چھ مہینہ تک اپنے
مذہب کے علماء کو جمع کر کے اسکا جواب تحریر کرا کر ہمارے پاس بھیجدیوین۔ مگر فریق ثانی نے کتاب کے لینے
انکار کیا پھر فریق ثانی کے مقرر نے اپنی تقریر شروع کی اور کہا کہ دیکھو صاحبو مولوی صاحب کی
تقریر سے یہ ثابت ہوا کہ سوائے علی علیہ السلام کے ثلاثہ وغیرہ اصحاب ایمان سے خارج ہوئے حالانکہ
ثلاثہ اصحاب مدۃ العمر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کرتے رہے وغیرہ وغیرہ پھر قرآن شریف
سے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ آیہ پڑھکر سنائی اور ثلاثہ کی تعریف کرتے رہے مگر جنگ احد
اور خیبر سے ثلاثہ کے بھاگ جانے اور غصب میراث دختر رسول خدا و غصب فدک کا کوئی جواب
نہ دیا تا آنکہ پچیس منٹ ختم ہوئے۔ اور فریقین نماز ظہر کیواسطے اوٹھ کھڑے ہوئے مولانا صاحب نے اسی
میدان میں اپنی گروہ کو نماز پڑھوائی۔ بعد فراغت نماز پھر جناب مولوی صاحب نے بدستور سابق تقریر
شروع کی اور اپنے معین حکیم صاحب سے کہا کہ قرآن شریف سے آیہ شریفہ وَاِذَا رَاَوۡا تِجَارَةً اَوۡ
لَهۡوَا انفَضُّوا اِلَيۡهَا وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا پڑھو اور مولانا صاحب نے کہا کہ یہ آیہ قرآنی ہے یا نہیں جواب
دیا کہ ہے۔ پھر مولانا نے کہا کہ آپنے ظاہر کیا کہ کل اصحاب حضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اس آیہ
شریفہ سے ثابت ہے کہ عموماً اصحاب حضرت رسول خدا کو خطبہ یا نماز جمعہ میں چھوڑ کر لہو اور تجارت
کیطرف چل دیئے پھر قضیہ اسامہ کو شروع کیا کہ عموماً اصحاب مہاجرین و انصار حکم رسولخدا
کی مخالفت کر کے اسامہ کی لشکر کے ساتھ دینے سے منحرف ہو گئے جبکہ حضرت نے فرمایا جہزوا جیش
اسامہ لعن اللہ من تخلف عنہا یہ متذکرہ فریقین کی کتب میں مندرج ہے۔ اور کورس
الف اے فارسی میں مندرج ہے جو لڑکا کالجوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ شعر ہر کز اسامہ کرد تخلف رسول
گفت لعنت برو مدام بتخلاق بود و نا رہ بعد اسکے قرآن شریف سے آیہ یَا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ
اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ الخ پڑھوائی اور کہا کہ خدای تعالی

فرماتا ہے کہ اے مومنین رسولخدا کی آواز پر اپنی آوازوں کو مت بلند کرو۔ اور ... کتاب مشکوٰۃ سے قصہ قرطاس کی بابت جسمیں بیماری کی نسبت ہذیان کی نسبت سرور کائنات اور کلمہ حسبنا کتاب اللہ کا تذکرہ کرے فقرہ اکثر اللغط و الاختلاف میں ہم پڑھا اور کہا کہ جب کہ رسولخدا کے سامنے بہت شور و غل برپا ہوا بعضوں نے کہا کہ قلم دوات کاغذ لاؤ اور بعضوں نے کہا نہ لاؤ۔ تو ایسے شور و غل پر جو کہ خلاف تہذیب تھا۔ رسول خدا نے جنکی نسبت خدا تعالی فرماتا ہے وانک لعلی خلق عظیم ارشاد فرمایا قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع یعنی اوٹھ کھڑے ہو میرے پاس کسی کو جھگڑا جائز نہیں۔ یہ جھگڑا اور شور و غل مخالفت حکم خدا کی واضح طور پر ظاہر کرتا ہے خدا تعالی کا حکم ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اذا تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ذٰلک خیر و احسن تاویلا ترجمہ اے ایمان والو جب تم آپس میں جھگڑا کرو تو اوس جھگڑا کو خدا اور رسول کے پیش کرو اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور رسول پر اور قیامت کے دن پر یہی بات بہتر ہے تمہارے لئے اور یہی اچھی تاویل ہے۔ اور ایسا کوئی حکم الٰہی نہیں کہ رسول کی مخالفت کرو اور اوسکے سامنے شور و غل کرو اور نہ دل سے فیصلہ کے طالب ہو۔ اور کتب فریقین میں ہے کہ بعد رحلت رسول خدا نعش مبارک رسول خدا کی بے گور و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف ثلاثہ دوڑ گئے شاعر کہتا ہے چون صحابہ حب دنیا داشتند مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند۔ اور دوسرے شاعر نے کہا۔ اہل دنیا کار دنیا ساختند مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند اور کتاب تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز دہلوی میں لکھا ہے کہ آگ اور لکڑیاں دختر رسولخدا کے گھر جلانیکے واسطے عمر بن خطاب نے لیا پھر کہا کہ عثمان بن عفان نے مروان طرید رسولخدا کو جسکو رسول خدا اور شیخین نے مدینہ شریف سے جلاوطن کیا عثمان نے تیس کوس کے فاصلہ پر سے واپس مدینہ شریف کو بلوایا اوسکے رہنے کیلئے سبز محل بنوایا اور بیت المال سے ہزار اشرفی اونکا وظیفہ مقرر کیا اور اپنے اوس عہد کا جو اہل شوریٰ کے سامنے خصوصاً عبد الرحمان بن عوف اپنے خسر کے ساتھ عہد کیا کہ شیخین کی سنت پر چلونگا اس عہد کو توڑ کر اور مخالفت کرکے حضرت رسول کو ایذا اور رنج

دینے کے بیئے اونکے باندہ اور بخانہ کو ... آرام و راحت سے مدینہ منورہ مین آباد کیا سبحان
اللہ مصرع فارسی ہین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ مصرعہ اردو جسکو نکالے مصطفے۔
اوسکو بولا لیا روا۔ اگر کسی کی حیا تھی تو رسول خدا صلعم کے روضہ طیبہ سے تو لازم تھی
اور حکم الہی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول پر عمل کرتا اور ومن یعص اللہ ورسولہ
سے بچنا جو ایمان کی شرط ہو واجب تھا۔ ایمان والے سمجھتے ہین کہ یہ افعال ثلاثہ کا ایمان کا
نشان دیتے ہین یا کفر کا ذلک عبرۃ لاولی الابصار وما علینا الا البلاغ ۳۵ منٹ
ختم ہوئے اور مولانا صاحب کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ پھر فریق ثانی کا مقرر کھڑا ہوا۔
اور اصل مقدمات مفصل بیان کردہ مولوی صاحب کا تو کوئی جواب نہین دیا اور یہ کہا کہ
مولوی صاحب نے ثلاثہ کا کفر ظاہر کیا حالانکہ انکی شان مین بہت سی آیات آچکی ہین اور
آیت والسابقون الاولون ... اور ایسا ہی لمبا بیان کرکے بیٹھ گئے پھر اسکے معین
جوش قلبی سے ... کہ ثلاثہ کا رسولخدا کو بے کفن دفن چھوڑنا اور رسولخدا کی
دختر فاطمہ زہرا کے گھر پر عمر کا آگ اور لکڑیان جلانے کے واسطے لیجانا کتاب تحفہ اثنا عشریہ شاہ
عبد العزیز مین درج نہین ہے جسپر مولوی صاحب نے فوراً افسران پولیس کو کہا کہ اس پر نوٹ
کرلیوین ہم ثابت دیوینگے۔ اور فریق ثانی کو مذہب اثنا عشریہ اختیار کرنا پڑیگا۔ چنانچہ افسران
معہ حتروہ نے کہا کہ اس پر فریقین دستخط کرین چنانچہ مولانا نے لکھدیا کہ ہم نعش رسولخدا کو بے
گور و کفن چھوڑ جانا ثلاثہ کا اور دختر رسولخدا کے گھر پر آگ اور لکڑیان لیجانا عمر بن خطاب کا
تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز سے اور اصحاب کا رسولخدا کو خطبہ نماز مین چھوڑ کر چلا جانا
کتب اہلسنت سے ثابت کردینگے پھر علماء اہلسنت کو مذہب اثنا عشریہ کا اختیار کرنا ورنہ
اور لازم ہوگا دستخط کرکے افسران پولیس کو دیا اور افسران پولیس نے فریق ثانی کو
دستخط کرنے کیلئے کہا تو اونہون نے آگ اور لکڑیان کے لیجانے والے مسئلہ پر زبانی تو اقرار
کیا اور تحریر باوجود اصرار پولیس کے انکار کرکے باقی دو مسئلون پر دستخط کردیئے۔
چونکہ چھ بج چکے تھے اور اہلکاران پولیس واپس جانیکو طیار تھے لہذا ہوگئے۔ صاحب
سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس نے اپنی خوشنودی مولوی صاحب کیساتھ ظاہر فرمائی

کہا کہ یہ کاغذات مین لیجاتا ہون آپ اسکے ثبوت مین دلائل تحریر کرکے میرے پاس بھیجدیوین۔
پھر صاحب بہادر مع اہلکاران مولوی صاحب کو فتحیابی کی مبارکباد کہکر رخصت ہوئے۔
چونکہ محل مناظرہ مین مومنین کے چہرون پر آثار بشاشت و فرحت کامل ہویدا اور نمایان
ہوئے بڑے شوق سے مومنین نے بکمال احترام جناب مولانا صاحب کو پالکی مین سوار کیا۔
اور صدائے یا علی و نعرہ حیدری کرکے درود پڑھتے ہوئے پالکی کے ساتھ شامل ہوئے اور
اسی ہیئت سے چھ بجے شام کے وقت شادان و فرحان داخل موضع فنڈر ہوئے۔

العارض سید اسمعیل شاہ ساکن فنڈر ریاست

جموں

اصلاح۔ جناب مولوی سید باقر علی شاہ صاحب دامت معالیہ نے یہ خاص قسم کا احسان قوم پر
کیا۔ کیونکہ ہمارے علمائے اس طرح کے مناظرہ کو اپنی ہتک اور موجب ذلت سمجھتے ہیں کہ ایسے
اشخاص سے ہمکلام ہون حالانکہ جس مناظرہ مین بھی شیعہ عالم نے قدم رکھا فوراً فریق
مخالف نے فرار کیا۔ اس سے اور بھی علمائے شیعہ اس قسم کی درخواستونکو ناگوار سمجھتے ہیں
بہرحال ہم تمام قوم کی طرف سے جناب مولوی سید باقر علیشاہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے
ہین کہ اونھون نے نہایت جرأت و ہمت سے اس مہم کو انجام دیا خدا کرے دیگر حضرات
اہل علم بھی اسکا خیال کرین کہ جہان فریق مخالف کی صدا اس قسم سے بلند ہو فوراً
پہونچ جاتے ہین کہ صرف انکی تشریف آوری سے اہل بطالت فرار کر جائینگے۔

نئے مولوی اسکو بھی ذریعہ معاش سمجھتے ہیں کہ ہر جگہ پہونچکر کچھ نذرانہ پیشکش وصول
کرتے ہین۔ اور علمائے شیعہ اس قسم کے مناظرے کو ناجائز سمجھتے ہین اسلئے اور بھی عوام اہلسنت
مناظرے پر طیار ہو جاتے ہیں کہ دو چار روپیہ مین کسی مولوی کو بلا لینگے۔ اور شیعہ جنکی تعداد
کم ہے اور علما بھی انگلیوں پر محدود ہین۔ اسلئے انکو دقتیں ہوتی ہین۔
ہاں اگر علمائے شیعہ بھی اسی طرح مناظرہ زبانی پر ہر وقت آمادہ ہو جائیں تو
جسطرح تحریری مناظرے ہوتے رہتے ہیں تقریری کا بھی کام لینگے۔

(اڈیٹر)

کیا صحابہ بھی بدعتی تھے؟

الحمد للہ کہ حق روز بروز واضح ہو رہا ہے صحابہ پرستی کا پھندا ٹوٹ رہا ہے بڑے بڑے ناحق کوش امر حق کا اقرار کر رہے ہیں۔ جن باتوں کو چھپا رہے تھے وہ اب ظاہر ہو رہے ہیں۔ دیکھو اڈیٹر اہلحدیث نئے سال میں قدم رکھتے ہی اپنے پہلے نمبر میں لکھتے ہیں "واقعات نبویہ اور واردات صحابہ پر غور کریں تو ہم اوس طبقے میں بھی سب کو ایک رائے نہیں پاتے یہانتک کہ بعض انمیں ایسے خیالات کے بھی معتقد تھے جنکو آج ظاہر کرنے پر یقیناً اہل بدعت کا فتوی لگتا ہے"

کہو پھر کیوں اسکے خلاف کہتے ہو۔ صحابہ سب ایکدل ایک زبان باہم شیر و شکر تھے۔ ایک رائے بھی اونکو نہ کہو اور پھر اتفاق کا بھی دعوی کرو۔ یہ کونسی منطق ہے۔

کیوں صاحب جب صحابہ میں ایسے بھی لوگ تھے جو ایسے خیالات کے معتقد تھے کہ یقیناً اہل بدعت ۔ ہونیکا اونپر فتوی لگتا ہے۔ تو پھر سب صحابہ اہلسنت کہاں رہے۔ سب مومن کیونکر ہوئے۔ یہی تو قرآن بھی کہتا ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرة یہی تو شیعوں کا بھی عقیدہ ہے کہ صحابہ میں مومن و منافق سب شامل تھے۔ منافق کی شناخت احادیث متواترہ اہلسنت سے بغض علی ابن ابیطالب ہے زیادہ تحقیق کی ضرورت نہیں۔

یہ بھی عجب اتفاق ہے کہ انلوگوں کو جب کبھی "اتفاق" پر لکھنا پڑا ہے تو ایسے اسرار ضرور ظاہر ہوئے چنانچہ سب سے پہلے جو اہلحدیث میں اتفاق پر تحریر شروع ہوئی تو ۹ رمضان ۱۳۲۷ھ میں مولوی ابو النعیم محمد عبد العظیم صاحب نے "مسلمانوں میں اتفاق کی ضرورت ہے" عنوان قائم کر کے لکھنا شروع کیا جسمیں یہ بھی لکھتے ہیں "مجھے خوب طرح سے یہ بھی خبر ہے کہ مابین صحابہ کے کسی نہ کسی قسم کا اختلاف رہا جیسے حضرت عمر کا تیمم سے انکار۔ اور حضرت عمار بن یاسر کا اقبال۔ مگر یہ اختلاف انکے نفوس میں ایسا اثر نہیں کرتا تھا کہ اخوت اور برادری سے ایک دوسرے کو علحدہ کرے (اخوت سے علحدگی کیسی مارتے مارتے ادھموا کر دیتے تھے دیکھو حضرت عثمان کر کہ انہیں عمار کو اسقدر مارا کہ عارضہ فتق ہو گیا) اور اونمیں مرض نفاق کو ٹٹولا ہے (الحمد للہ وجود مرض نفاق کا اقرار ہے اگرچہ بڑھانے سے انکار ہو حالانکہ خدا فرماتا ہے فزادھم اللہ مرضا

ٹھیک طور پر مجھے یہ شئی معلوم ہے کہ ان میں جو باہمی گفتگو اور تکرار باہمی ہوا جیسے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم و غیرہم کی خلافت پر باہمی نا راضی اور کشاکشی لیکن یہ اختلافات ایسے نہ تھے کہ ان میں عداوت و بغض کی آگ کو بھڑکاتے"

اس تقریر نے اوس زمانہ کا پورا فوٹو کھینچ دیا ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اون صحابہ میں کیسی باخود بار نجش بعداوت تھی کہ ہزاروں جانیں تلف ہوئیں۔ حضرت ابوذر سا جلیل القدر صحابی کیوں شہر بدر ہوا عمار کی پسلیاں کیوں توڑی گئی۔ عبداللہ بن مسعود جامع قرآن پر کیا گذری جنگ جمل و صفین و معرکہ کربلا کس کا نتیجہ تھا اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔

پھر یہی مولوی ابوالنعیم صاحب لکھتے ہیں "لیکن بعض صحابہ کے قلوب میں بھی دنیاوی محبت والفت کا کسی قدر لگاؤ پایا گیا اگر چنانچہ واقعہ جنگ احد میں فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ آپ خلاف قرآن اس زمانہ کے لوگوں کو محبت دنیا سے خالی اور بعد والوں کو اوس سے ملوث کیوں کہتے ہیں؟ آپ پھر انہیں میں دونوں کا مضمون اونکے اس دنیاوی لگاؤ کے مطابق علیحدہ ہوتا چلا حضرت عثمان غنی کی شہادت کا دوسری جھگڑا جو مروان (مسمیٰ ہے) کی بدطینتی کیوجہ سے پیش آیا تھا کسی پر مخفی نہیں۔ اور نیز ہمارے دلوں سے حضرت علیؓ اور حضرت معویہ کا باہمی جھگڑا اور جنگ و فساد کا قصہ نہیں بھولا گیا اور حضرت امام حسینؑ اور یزید پلید کا مقابلہ۔ یہ جملہ مقابلے حکومت و ریاست کی غرض سے ہوئے۔ لیکن پھر بھی میں دعوی سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ جھگڑے صرف ریاست و حکومت کے لحاظ سے ہوئے مگر بال برابر بھی فرق اسلامی مسائل اور اسلامی باتوں میں نہیں آیا۔ اب ہم ہرگز یہ نہیں بتا سکتے کہ ان جھگڑوں میں کون حق پر تھا اور کون ناحق پر کیونکہ صحابہ کرام کی شان میں یہ الفاظ کسطرح کرسکتے ہیں"۔

ابتو آپکو اچھی طرح معلوم ہوا کہ انکا بھی وہی عقیدہ ہے جو شیعوں کا عقیدہ ہے کہ انمیں جو کچھ جھگڑا تکرار ہوا سب حکومت و ریاست کے لئے۔ پھر بتایئے ایسے لوگ دین کے پیشوا کیونکر ہو سکتے ہیں۔

فیصلہ کرنا تو ہر عاقل کا کام ہے کہ جب دو قضیہ اوسکے سامنے پیش ہو تو وہ ان میں فیصلہ کرے

کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر ۔ مگر مولوی صاحب فیصلہ سے انکار کرتے ہین کیونکہ فرماتے ہین ہم
ہرگز نہ کہینگے ۔ جس سے معلوم ہوا کہ انکو معلوم ہے مگر کہنا نہین چاہتے تو ہم بھی زیادہ مجبور نہین کرتے
کیونکہ قوت تمیزہ ہر شخص کی سلب نہین ہوئی ہے ۔ ہزارون بندگان خدا ایسے ہین جو اسکی قدرت
رکھتے ہین کہ ہر بات مین فیصلہ کر لین کیونکہ ہر شخص کو خدا نے عقل اسی لئے دی ہے کہ وہ تمیز کرے ورنہ وہ تو
حیوان سے بھی بدتر ہے جو سب فیصلہ کر لیتا ہے کہ یہ ہمارے مضر ہے یا نافع ہے کیونکر ممکن ہے کہ انسان
نہ فیصلہ کرے جو اشرف المخلوقات ہے ۔

اس ابتدائی تحریر [illegible] صاحب [illegible] کی اس تحریر کو [illegible] اچھی طرح
معلوم ہو صحابہ مین بھی [illegible] ۔ تو کیا اسکے بعد آپ صحابہ کو قابل [illegible] تقلید جان سکتے
ہین کہ انکے دین مین [illegible] کرین معاذ اللہ کوئی مسلمان کیونکر ایسا خیال کر سکتا ہے
یہی [illegible] ایسا شخص جسکی [illegible] مندرجہ [illegible]
سے معلوم ہو [illegible] لکھتے ہین وہ اہلسنت کے نزدیک انبیا [illegible]
اور [illegible] سب [illegible] خطا مین سب [illegible] اور سہو و نسیان ممکن ہے بلکہ واقع بھی ہوا خواہ
صحابہ کرام ہون خواہ [illegible] اہلبیت خواہ اور ائمہ مجتہدین سب کا یہی حال ہے ۔ تقرب عند اللہ
اور [illegible] معصوم عن الخطا و النسیان ہونا اور چیز ہے زیادہ اس امت مرحومہ مین
حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق کا مرتبہ ہے کہ جبسے دنیا قائم ہوئی ہے سوا انبیا کے کوئی
ان سے بڑھکر کیا معنی انکا مثل بھی نہین ہوا مگر اہلسنت کی کمال یہ انکو دیکھنے والے باتے مین
کہ وہ ان دو نو مقدس بزرگ کے اقوال کے بھی پابند نہین "۔ دیکھو مناظرہ مورخہ ۸ شوال
اس تحریر مین جسقدر خلیفہ اول و دوم کی مدح سرائی مین مبالغہ کیا گیا ہے اوس سے
ہمکو مطلب نہین کیونکہ اب خود اونکے اہل مذہب اس نالان اور نفرت کنان ہین ۔ مگر
تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ خود اہلسنت کے نزدیک بھی خلفائے ثلثہ اس قابل نہین ہین کہ لوگ
تقلید کرین یا اونکے اقوال کے پابند ہون پھر بتاؤ ایسے صحابہ کس مصرف کے ہین ۔ دین کو
یا شریعت کو ان سے کیا واسطہ ۔
دنیاداری مین اعلی درجہ ہون ۔ ہون ۔ ملکی انتظام خوب کیا ۔ اچھا کیا ۔ اس سے

مذہبی حیثیت سے وہ کب قابل اقتدا و محبت ہوئے۔

آپ جانتے ہین یہ اونکی تعریف کیون کی جاتی ہے اتفاق پر کیون زور دیا جاتا ہے صرف اس غرض سے کہ مسلمان پھر اتفاق کرکے گئی ہوئی سلطنت حاصل کرین۔ یعنی گورنمنٹ انگلیشہ کو جسطرح آریہ۔ ہندو۔ ملک بدر کرنا چاہتے ہین۔ اوسی طرح یہ لوگ بھی اصلی مطلب اتفاق کا یہی قرار دیتے ہین۔ چنانچہ وہی مولوی ابوالنعیم صاحب صحابہ کے اتفاق باوصف اختلاف کا نتیجہ لکھتے ہین" اونکے اتفاق کی بدولت فتوحات روز افزون ہوئے غرض کوئی ترقی کا دقیقہ باقی نہ رہا" پھر بتائے اس زمانہ کے اتفاق سے اونکا کیا مطلب ہے۔ یہی نہ کہ جسطرح اوس زمانہ مین فتوحات ہوئے اب بھی ہون۔ تو یہ فتوحات کسپر ہونگے نصاری پر کیونکہ کابل۔ روم ایران۔ مصر۔ مراکو تو اسلامی ملک ہے۔ اب کہان فتوحات ہونگے اسی ہندوستان مین۔

مولوی صاحب لکھتے ہین کہ اس جملہ معترضہ کے بعد اصل مطلب پر عود کرتا ہون کہ صحابہ مین اول اول ایسے جھگڑے نہ ہوئے اگر کسی زمانہ مین ہے تو وہ ایک بال برابر بھی اسلامی باتو نمین تفرقہ ڈالنے والے نہ تھے سب کے سب ملکر کہتے تھے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ ۔۔

اب ان سے کوئی پوچھے کہ اگر اتفاق کی غرض صرف یہی ہے کہ سب ملکر اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ کہین تو یہ بات تو اب بھی اوسی طرح حاصل ہے جسطرح پہلے تھے کوئی نہ اسکا مخالف ہے نہ اسکے سوا کوئی کلمہ کہتا ہے۔ ہان اہلحدیث مین کچھ لوگ اب ایسے ضرور ہوئے ہین جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہین۔ مگر انکا درجہ اون صحابہ سے زائد نہین جو مسیلمہ کذاب کی نبوت کے قائل تھے۔ دوسرا فرقہ وہ پیدا ہوا ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ شرک کہتا ہے یہی فرقہ پر خطر ہے۔ مگر خدا بہت جلد انہین نیست و نابود کریگا جیسا کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کو نیست و نابود کیا۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون۔

حسین ابن علی اب بھی بس ہے

اس عنوان سے ایک رسالہ قدیم نظام المشائخ دہلی مین نکلا ہے جسکا نام ہی شہید نمبر رکھا گیا ہے

نظام المشائخ کیا ہے؟ فرقہ صوفیہ کا قومی اور مستند ارگن جو خواجہ حسن نظامی صاحب کی اڈیٹری سے دو سال سے شایع ہو رہا ہے ترتیب مضامین نہایت دلچسپ چھپائی لکھائی بہت اعلی قسم دوم کی سالانہ قیمت عہ۔

فرقہ صوفیہ کا دعوی ہے کہ خرقہ و طریقہ اسکا جناب امیر المومنین سے ماخوذ ہے جسکے صدق و کذب سے ہمکو بحث نہیں ہم سب سے پہلے اس رسالہ کا خیر مقدم کرتے ہین اور بجائے ریویو کے یہ مضمون اوس سے نقل کرتے ہین جس سے انصاف پسندی اسکی ظاہر ہو۔ **وھو ھذا**

"تیرہ سو برس سے مظلوم امام حسین علیہ السلام کو دنیا کی آنکھین روتی ہین شیعہ سنی ہندو مسلمان یہود و نصاری۔ کوئی قوم اور فرقہ ایسا نہین جسکا دل واقعہ کربلا سے غمناک ہو جاتا ہو۔ بلکہ بعض سنیون خاصکر تمام شیعون نے غم حسین کو اپنی زندگی کے ساتھ ایسا وابستہ کر لیا ہے کہ بغیر ماتم داری کے وہ اسطرح بے چین رہتے ہین جسطرح انسان روٹی اور پانی کا حاجتمند ہوتا ہے اور بغیر کھائے پیئے قرار نہین پا سکتا۔

پس جس شخص کے اتنے رونیوالے ہون جسکی محبت کا کرورون آدمیون کو دعوی ہو جسکے نام پر ہشیار انسان فدا اور قربان ہونا چاہتے ہون۔ اُس کو بے یار و مددگار۔ اور کسی [illegible] طلی لیکن نہین غلطی نہین ہے۔ بالکل سچ اور درست ہے کہ مظلوم کا ساتھی کوئی نہین۔ یہ سب آہ و بکا بے سود ہے۔ اگر عملی ثبوت محبت نہ دکھایا جائے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اب بھی غم حسین اور اُسکے خاندان کو علانیہ گالیان دیجاتی ہین۔ اِس تشنہ لب سید پر شرمناک بہتان اُٹھائے جاتے ہین۔ اور مدعیان محبت اسکی کچھ پروا نہین کرتے۔

لاکھون آدمی ہین جو واقعات کربلا سنکر اور دشمنان اہل بیت کی سفاکیان معلوم کر کے حسرت سے کہتے ہین۔ کاش ہم بھی اُس وقت ہوتے اور اپنے امام و آقا پر قربان ہو جاتے اُن کو غلامان حسین کی حالت پر رشک آتا ہے کہ وہ کیسے خوش قسمت تھے جنکو ایسے نازک وقت مین اپنے رسولؐ کے نواسے پر صدقے ہونیکا موقع مل گیا۔

اِن حسرت کے آنسو بہانے والے لوگون سے کہدو۔ کہ اگر تم اوس زمانہ مین ہوتے تو بس اسی طرح گہر مین بیٹھکر عورتون کی طرح سر پیٹا کرتے۔ میدان مین تمہارا ایک قدم بھی آگے

رہتا۔ کیا انکو خبر نہیں کہ آج بھی حسینؑ کے ساتھ کربلا کا واقعہ پیش آرہا ہے۔ چار برس سے مظلوم حسینؑ اور اُسکے برگزیدہ خاندان کو ملامت و دشنام دہی کے تیرون کا ہدف بنایا جارہا ہے تمھنے اپنے آقا کی کیا حمایت کی؟ کچھ نہیں! بلکہ جیب سے دام خرچ کرکے اُن گالیون کو خریدا۔ اور پڑھا۔

ہم کو صاف کہنے مین کچھ باک نہین کہ میرزا حیرت نے عمر سعد اور شمر ذی الجوشن سے زیادہ زخمی حسینؑ کو تکلیفین دین سکڑون گزٹ نے ہزارون عیب خاندان نبوت پر لگائے امام المشارق والمغارب امیر المومنین مولی علی رض کو نعوذ باللہ ایسی شرمناک گالیان دین جن کا نقل کرنا بالکل ناممکن۔ نامرد۔ بزدل۔ بخیل۔ بیغیرت تو ایسے الفاظ ہین جنکو بارہا اُس شیر خدا کی شان مین بے تکان استعمال کیا گیا۔

الغرض بیا اور برا انا کوئی حربہ باقی نہین رہا جو حیرت نے رسول خدا صلعم کی اولاد پر بیباکی سے نہ چلایا ہو۔ مگر یہ سب محبان اہل بیت اپنے گھرون مین بیٹھے رہے۔ کسی نے بے کس و بے بس حسینؑ کی پاسداری مین زبان و قلم کو جنبش نہ دی۔

مین دل سوختہ ہون۔ اور آزادی سے ہز ہائینس آغاخان۔ سید امیر علی۔ سید حسین بلگرامی پر الزام لگاتا ہون کہ باوجودیکہ انکو گورنمنٹ مین اتنا رسوخ حاصل ہے مگر انھون نے کبھی ایک لفظ اپنے آقا کی حمایت مین منہ سے نہ نکالا۔ انگریزی گورنمنٹ نے اگرچہ پریس کو اور عوام کو ہر طرح کی آزادی دی ہے لیکن ایسی آزادی ہرگز نہین دی کہ دوسرون کی دل آزاری کی جائے۔ کیا چھ کروڑ مسلمانان ہند مین ایک بھی مسلمان ایسا نکل سکتا ہے جو آل رسول کو گالیان دیتے سنے۔ دیکھے۔ اور اُسکے دلکو تکلیف نہو۔ جب تکلیف ہوتی ہے تو کیون اپنے حاکم انگریزون سے داد خواہی نہین کرتے جس طرح تم دنیاوی حقوق کیلئے مسلم لیگ بنا کر رات دن حقوق طلبی کی کوشش کرتے ہو۔ دین کی حفاظت اور مقتدایان دین کی حمایت کیلئے بھی زبان کھولو۔ انگریز عادل ہین۔ انہی سے کہو انگریز محقق ہین انہی سے انصاف کا مدار رکھو۔

بمبی مین ہز ہائینس آغاخان سے التماس ہے۔ کلکتہ مین میرزا شجاعت علیخان معالالقاب

سفیر ایران سے درخواست ہے۔ ممالک متحدہ مین نواب صاحب رام پور اور راجہ علی محمد خان مع الالقاب
سے التجا ہے۔ پنجاب مین نواب فتح علی خان قزلباش سے خواہش ہے۔ لندن مین سید امیر علی مع
الالقاب سے گذارش ہے۔ کہ وہ سب ملکر انگریزی سرکار کو اپنے دل کے زخم دکھائین کہ حیرت نے
خاندان رسالتمآب صلعم کو گالیان دیکر ہمارے کلیجے چھلنی کر دیئے۔ اور اے تمام ہندوستان کے
شیعون اور سنیون! تم بھی ایک عام آواز فریاد کی بلند کرو اور کرزن گزٹ کے گذشتہ پرچے گورنمنٹ
کو دکھاؤ۔ اور انصاف کی خواہش کرو یہیں بھی ضابطہ کی اعانت ہے۔ اس سے زیادہ کوئی
حرکت نہ کرنا۔ کیونکہ تمہارے امام نے بھی قانونی حد سے قدم باہر نہین نکالا تھا۔

اگر تم ایسا نہیں کر سکتے یعنی اس ظلم وستم کی فریاد گورنمنٹ تک نہین لیجانی چاہتے تو آج سے
حسینؑ شہید کربلا کی الفت کا دعوی چھوڑ دو۔ یہ جھوٹے آنسو نہ بہاؤ جنکا اثر تمھارے دل مین
نہین ہے اور ہمین یہ کہنے دو کہ

حسینؑ اب بھی بیکس ہے!

اے شہیدون کے سردار! [illegible] بھوک پیاس سے سر کٹانیوالے۔ اے وہ جسکی آنکھون کے سامنے
بیٹون کی جوان لاشین خاک وخون مین تڑپین جسکے بے زبان معصوم بچہ کو تیر کا نشانہ بنایا گیا۔
جسکی بیٹی معصوم لڑکی کو طمانچے مارے گئے۔ اور وہ بیچاری اپنے حمایتیون کی طلبگاری مین
چارون طرف دیکھنے لگی۔ مگر کوئی نہ آیا جو اسکو اپنی گود مین لیتا۔ جسکی بہن کو برہنہ سر اونٹ پر بٹھاکر
تشہیر کیا گیا جسکے بیمار لڑکے کے ہاتھون کو موٹی رسی سے باندھا گیا اور جانورون کیطرح گھسیٹا گیا۔
جو کربلا کے [illegible] گیا جسکو خدا کے سوا زمین پر کوئی سہارا نہ رہا۔ اور جسنے
سر کو سجدہ مین کٹوا دیا۔ آج بھی دنیا مین تیرا کوئی نہین۔ تیرے قاتلون اور دشمنون کی تعریف مین
قصیدے لکھے جاتے ہین۔ اور تجھکو کربلا سے بھاگ جانے والا بے حمیت ثابت کیا جاتا ہے۔ مگر ایک
شخص بھی تجھ بیگناہ کی جانبداری مین نہین بولتا۔ سب ڈرتے ہین اور قلم کی نوک سے سہمے
جاتے ہین۔ بس خدا ہی تیری بیکسی۔ بے بسی۔ مظلومیت۔ بیگناہی کا بدلہ لیگا۔ اور کوئی نہین۔

راقم۔ اسد بن مسلم طباطبائی۔ از دکن

اصلاح۔ اگرچہ النجم مین مرزا حیرت کا قتل از وجوہ معلوم تھا۔ اور اہلحدیث بھی ہو نہین

لوگون سے بھی جنکے مشائخ نبوت یزید کے قائل تھے مگر سب سے زیادہ قابل فریاد وکیل امرتسری ہے جو پچھے رستم کی طرح کام کر رہا ہے۔ النجم - اہلحدیث کی حالت سب پر ظاہر ہو چکی کہ یہ علانیہ اعدا رسول کے تباہ کر نیوالے متعصب کے مجسم بنتے ہین۔ مگر وکیل کی رفتار بالکل منافقانہ ہے مدعی صلح کل یا یکجہتی اور قومی اخبار ہونیکا کہ شیعہ سنی کو ایک نظر سے دیکھتا ہے مگر جب سے عبید اللہ عمادی صاحب اسکے اڈیٹر ہوئے عبید اللہ زیادی کا جلوہ دکھا رہا ہے قوم کو اس سے باخبر رہنا چاہیے۔ دو برس سے اسکا انداز بدلگیا خارجیت کا پورا اثر ہے۔ (اڈیٹر)

ایک تازہ مناظر

اہلحدیث مورخہ ہر ربیع الاول مین ابو یحیی حشمت علی صاحب۔ واعظ دہلوی لکھتے ہین اڈیٹر اصلاح اسکا جواب دین فقیر نے آپکی خدمت[1] مین رسالہ "ہو مسلم المسلمین" اور رسالہ "خیر خواہ دارین" روانہ کرکے دریافت کیا تھا کہ آپنے جو خلافت بلافصل علیؑ کو جز ایمان قرار دیا ہے آیا اسکی سند قرآن مجید سے کیا ہے؟ اور وہ اسلام جو زمانہ نبوت اور خلافت مین دشمنون کو دوست اور غیرون کو مثل عینی بھائی کے بناتا تھا وہ اسلام کیا ہے اور ہمارے زمانہ کا اسلام جو اسلامی فرقون نے اختیار کیا ہے یہ اسلام تو عینی بھائیونکو بھی دشمن بناتا ہے تو آپنے اوس کے جواب مین ایک رسالہ اصلاح اور ایک پرچہ روانہ فرمایا جسکا مضمون یہ تھا کہ "آپ حضرات خود بھی تفریق امت کے کوشان ہین اگر خلیفہ دوم رسول اللہ ائتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی کی تکذیب نہ کرتے اور حسبنا کتاب اللہ نہ کہتے تو کوئی آفت نہ آتی۔ اگر آپ کو مناظرہ کا شوق ہے تو آپ کسی آریہ کو چیلنج دیجیے اور اگر خاص شیعون سے شوق مجادلہ ہے تو رسالہ برعون فرماکر آمادہ ہوجائیں[2] فقیر اڈیٹر صاحب کی تحریر سے بغایت درجہ خوش ہوا کہ سوال کیا کیا گیا اور جناب نے جواب کیا دیا۔ سبحان اللہ مصلحان قوم جو بذریعہ رسالہ اصلاح انکی اصلاح کرین اُن کا یہ نمونہ کہ سوال کیا تھا اور جواب مین مجادلہ پیش کردیا۔ اڈیٹر صاحب خدا تعالی کی خشیت اور اوس کی حضوری مین آؤ اور مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید[3] پر غور فرماکر انصاف سے فرماؤ کہ فقیر آریہ اور عیسائی مخالفین اسلام کو رسالہ خیر خواہ دارین مین تو چیلنج دیچکا ہے شاید آپنے اوسے ملاحظہ نہین فرمایا اور آپ سے فقیر نے مجادلہ کے طریق سے کوئی مسئلہ پیش نہین کیا بلکہ محض ہمدردی اور اسلامی اخوت قایم کرنے کی غرض سے تکلیف دی تھی آپنے فقیر کے سوالون اور ہر دو رسالون کے

مضامین کو مجادلہ پر کس طرح محمول فرما کر فقیر کو ملزم ٹھیرایا۔ فقیر تو محض آپ سے استمداد دریافت کرتا ہے
کہ آپنے خلافت (۴) بلافصل علیؑ کو جزو ایمان کن دلائل سے قرار دیا ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم
لا تعلمون بالبینٰت والزبر اسکا شاہد ہے اور دوسرا سوال (۵) یہ ہے کہ ۷۲ فرقون مین سے جب آپ اپنے
آپکو ہی ناجی فرماتے ہین تو آپکے پاس ناجی ہونے کا معیار قرآن و حدیث مین کیا ہے اور جب آپ دیگر
اسلامی فرقون کو ناجی نہین مانتے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھی منکر ہین تو آپ (۶) پھر جب اتفاق
کا مضمون تحریر فرماتے ہین تو پھر وہ کروڑ مسلمان ہندوستان کے کس حساب مین شمار کیئے ہین اور آپنے جو
رسالہ اصلاح جاری کیا ہے اور اسکا نام (۷) برعکس نہند نام زنگی کافور اصلاح نام رکھا ہے۔ اس سے
اور فساد مین المسلمین پیدا ہو گیا سوا ایک فرقہ شیعہ کے اور کوئی مومن نہین (۸) یہ بھی بلا دلیل
آپنے کہدیا تحریر کر دیا۔ آپ مہربانی فرما کر اگر حقیقت مین آپ مصلح قوم ہین تو اپنے رسالہ اصلاح مین ایسے
مضامین تحریر فرماؤ کہ جس سے وہ اسلام ظاہر ہو کہ جو مخالفون کو دوست بنا تا تھا اور وہ اسلام کہ جس نے
(۱۰) اس قدر اسلام مین فرقے پیدا کر کے پھر تمام ہر ایک فرقہ مین کئی کئی فرقے پیدا کر کے بھائی بھائیون
کو بھی دشمن بنا کر مخالفین اسلام کی نظرون مین حقیر اور ذلیل کر دیا۔ آپ (۱۱) ملاحظہ فرما رہے ہو کہ عیسائی
اور آریہ کے مشن کس تیزی سے ترقی کر رہے ہین اور آپ ابھی خلافت (۱۲) اور باغ فدک کے غم مین ہی
گھلے جا رہے ہین اور مخالفین آپکے مسلمانون کی جماعت (۱۳) کی تعداد کم کرتے جا رہے ہین۔ آپ
نیک نیتی سے فقیر کے رسالون (۱۴) کو اور سوالون کا جواب تحریر فرماوین اور مخش اور بیہودہ بازی سے
توبہ کرین۔ اور ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ اور لا تسبوا الاموات مین غور کرتے
رہا کرین"

الجواب (۱) اس تحریر کے پہلے فقرہ کا جواب خود انکا فقرہ ۱۱ ہے کیونکہ جب مسلمانون سے
ایسے سوالات ہین کہ متفق ہو کر عیسائی اور آریہ کا جواب دین تو پھر پہلا فقرہ بیہودہ ہے کیونکہ
آپ یہان خلافت بلا فصل جناب امیرؑ کی نسبت سوال کرتے ہین تو آپ ہی فرمائیے کہ پہلے آپنے جو
دنیا مین عیسائی آریون کا جو صرف آپکی حرکات ہی پر اسقدر گالی گلوچ کر رہا ہے اور آپ اسکی
(۲) اسکا جواب خود آپکی تحریر ہے کہ اگر مجادلہ نہین منظور تھا تو ایسا سوال کیون کیا گیا۔ کیا
کسی بدیہی امر پر بھی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۳) خود آپکا رسالہ جواب ہے کیونکہ اسمیں سماع موتے کا بطلان کیا ہے۔ اس سے علیحدہ ہوں اور
آریونکو کیا چیلنج ہوا۔ کیا مسلمین وغیرہ مسلمین میں یہی مسئلہ متنازع فیہ ہے اور کیا ایک مسئلہ کے حل
ہوجانے سے بفرض تسلیم کل نزاعات طے ہوجائینگی (۴) قرآن اور صحاح ستہ اور تمامی کتب
احادیث وسیر و تواریخ مسلمہ اہلسنت ہے (۵) وہی حدیث ستفترق امتی علی ثلثہ و سبعین
فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ کہ ۷۳ فرقے سے ۷۲ ناری ہونگے ایک ناجی (۶) اتفاق سے میرا
منشا صرف اسقدر ہے کہ شیعہ سے سنی نہ متعرض ہوں نہ حنفی سے وہابی ہر فرقہ اپنے اپنے فرقہ سے بحث
رکھی نزاع موقوف کرکے سب مخالفین اسلام پر توجہ کریں۔ اتفاق سے صرف میرا یہی مقصد ہے کہ جو
قوتیں باہمی [illegible] خانہ جنگی میں صرف ہوتی ہیں وہ سب مخالفین اسلام پر صرف ہوجائیں (۷) کہیئے یہ
مجادلانہ معاندانہ فقرہ ہے یا اتحاد و اتفاق کا بڑھانیوالا اس جملہ سے آپکا کونسا مطلب ثابت ہوا۔
(۸) حدیث ستفترق کو میں لکھ چکا نص رسول سے بڑھکر کونسی دلیل چاہتے ہیں کہ سب ناری ہیں [illegible]
(۹) وہی اسلام تھا جسکی بنیاد رسول اللہ صلعم نے بعد نزول آیہ وانذر عشیرتک الاقربین رکھی کہ مسلمان
کافر سکتا [illegible] دیا کہ ہم رسول ہیں اور علی اخی و وصی و خلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوہ [illegible]
ہوا اصلاح [illegible] جلد ۱۲ اور [illegible] جلد ۱۳ (۱۰) [illegible] آپکا اسلام [illegible] رسول خلیفہ بنائے
گئے جن سے تمامی عرب نے مخالفت کی اور نہایت [illegible] شقاوت سے وہ قتل کئے گئے [illegible]
چلا [illegible] گئے جنکو آپلوگ [illegible] مرتد کا خطاب دیا ہے حالانکہ وہ سب صحابی تھے جنکی شان میں کلہم عدول
[illegible] آپکے خلفاء سے وہ زیادہ عالم اور دیندار تھے دیکھو [illegible] حصہ دوم [illegible] جو تفرقہ قائم ہوئی
وہ آجتک چلی جاتی ہے کہ [illegible] وہابی قادیانی [illegible] سب برساتی [illegible] کی
طرح پیدا ہورہے ہیں (۱۲) یہ محض غلط خیال ہے کہ ہمکو خلافت یا باغ فدک کا خیال ہو۔ کیونکہ وہ سب
تو ہوچکا۔ ہمکو صرف آپ حضرات کی ضلالت و گمراہی کا خیال ہے جسکے لئے حضرت نے فرمایا تھا اکتب
لکم کتابا لن تضلوا بعدی کہ اب بھی کسی طرح سمجھئے اور ایمان لائیے تو نجات ملے۔
(۱۳) اسکی وجہ یہی ہے کہ جب عمر کی خلافت ماننا جزو اسلام ہے تو پھر دیانتداری کو کیوں نہ مانیں
جو آپکے خلیفہ عمر سے نسبا افضل ہے علم و عقل میں ان سے زیادہ کیونکہ عمر صاحب تو خود کہتے تھے۔
کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال (۱۴) اگر میں آپکے رسالونکو قابل جواب

سمجھتا تو ضرور جواب دیتا۔ مگر افسوس وہ سب تو کسی اہل علم کے دیکھنے کے لائق بھی نہیں حسبی اپنا ہو تو "ان فرعون علا فی الارض بنایا ہے (۱۵) اگر آپ لوگ آیہ لاتسبوا الذین پر عمل کرتے تو آریوں سے گالی گلوچ کیوں کرتے جو آپ سے پورا بدلہ لے رہے ہیں اور آپ رو رہے ہیں۔ اور اگر حدیث پر عمل ہوتا تو فرقہ وہابی کیوں پیدا ہوتا جسکی گندگی نے تمام عالم کو گندہ کر دیا ہمارا عمل قرآن کے آیہ انما ولیکم اللہ و رسولہ پر ہے اور صحاح ستہ کی حدیث الحب للہ والبغض للہ پر کہ اولیا خدا سے محبت اور اعدائے دین پر لعنت ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔ اڈیٹر

اسلامی اخباروں میں مذہبی چھیڑ چھاڑ

اس عنوان سے وکیل مورخہ ۱۲ مارچ حسب ذیل مضمون شایع کرتا ہے۔

مذہبی چھیڑ چھاڑ اور مذہبی فرقوں کے متعلق میرا اپنا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح دنیوی جھگڑے کسی نہ کسی رنگ میں اٹھتے ہی رہتے ہیں۔ اور اختلاف خیالات سے مختلف ٹولیاں بنتی رہتی ہیں۔ اسی طرح مذہب میں بھی فرقوں اور اختلافات کا ہونا لازمی اور لابدی ہے۔ اختلاف برا نہیں لیکن اختلاف کی وجہ سے آپس میں عداوت اور ذاتی کاوش کا پیدا ہونا یا پیدا کرنا برا ہے۔

اسوقت اسلام اور اسلامیوں کی جو حالت ہے۔ اگرچہ وہ ہندوستان میں بفضل خدای ذوالجلال اور بتائید گورنمنٹ انگلشیہ دن بدن بہت کچھ سنبھلتی جاتی ہے مگر پھر بھی یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ابھی بہت کچھ کرنا کرانا ہے۔ دوسری قوموں میں بھی ہر قسم کے اختلافات ہیں لیکن نہ اس قسم یا اس زہریلے اثر کے جو اسلامی جماعتوں میں پائے جاتے ہیں مسلمانوں کے اخبارات اور رسالے دو قسم کے ہیں۔ محض مذہبی۔ محض دنیوی۔

محض مذہبی اخبارات اور رسائل میں اگر چھیڑ چھاڑ ہو۔ بشرطیکہ تہذیب کے رنگ میں ہو تو کچھ قباحت نہیں۔ لیکن دنیوی اخبارات میں مذہبی چھیڑ چھاڑ کوئی معنی نہیں رکھتی۔ میرے خیال میں اسکا اثر بہت ہی خراب پڑتا ہے۔ کسی پچھلے پرچہ روزانہ پیسہ اخبار لاہور میں ایڈیٹر اخبار کی جانب سے یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ

آیندہ شیعہ اور سنی فرقون کے متعلق مذہبی رنگ مین کوئی مراسلت درج نہین کرنی چاہیئے۔

پیسہ اخبار نے یہ بہت اچھی پالیسی اختیار کی ہے۔

جتنے مسلمان دنیوی اخبارات ہین اُن کا یہ فرض ہے کہ وہ بھی اسی قسم کا التزام کرین ان اختلافی مضامین کی بجائے اسپر زور دین کہ اغراض مشترکہ کی خاطر سب اہل اسلام خواہ کسی فرقہ سے ہون ایک ہی راہ لین خدا نبی۔ اور قرآن مجید کی شرکت سے ایک ہی مسلک اختیار کرین۔

کیونکہ اس روز کی تو تو مین مین سے اسلام کی عظمت اور وقعت مین دن بدن فرق آرہا ہے اور وہ بات اور وہ کام جو اس زمانہ مین کرنے ضروری ہین۔ اس خانہ جنگی سے رُکے جاتے ہین۔ اور باوجود اس زمانہ امن وامان کے کوئی نجات کی صورت نہین نکلتی ہے

ہوتے ہین وہ سوار مین ہوتا ہون جان بلب　　پھانسی مرے گلے مین ہین تسمے رکاب کے

جتنا زور اس مذہبی مناقشت اور اندرونی جنگ پر دیا جاتا ہے اگر سب فرقون کے پرستار صداقت پر آئین تو فائدہ کا کیا ٹھکانا ہے کیا اسلام ایسی حالت اور ایسے درجہ مین ہے کہ اُسکے پیروکاران کیلئے بجز اس وعیدہ کا مشق کرنے، اور کوئی کام باقی نہین رہا۔

ابھی صدہا کام باقی ہین۔ اور انہین ہاتھ تک نہین لگایا گیا ہے خدا لگتی بات تو یہ ہے کہ ابتک زمانہ کی رفتار کے مطابق ہم سے کوئی کام نہین بن پڑا محض آغاز ہین ع

بازار عشق مین کوئی سودا نہ بن پڑا　　ہم اُسکے ہاتھ بک گئے جسکی خرید کی

کیا ابتک مسلمانون کے ضروری کامون کیواسطے اسقدر روپیہ جمع کیا گیا ہے جسقدر شیعی جھگڑون [illegible] معلوم ہوا ہے۔ جو ان جھگڑون [illegible] کے جو ایک [illegible] جاری رکھے ہین۔ اُن [illegible] اگر مذہبی جنگ تو دور دو سال بھی ادھر توجہ کرین تو بہت کچھ ہو جائے ساتھی

اس مضمون کے لکھنے والے جناب سلطان احمد صاحب ہین جالندھری مگر کاش اس مصلحت پر وکیل عمل کرتا جسکو اصلاح دو برس سے سمجھا رہا ہے کہ ایک قومی اخبار کو جسکا مسلک صلح کل ہو ایسی چھیڑ چھاڑ مناسب نہین مگر معلوم نہ کونسا آتشی عنصر اسمین مل گیا ہے جس نے وکیل کی سیزدہ سالہ پالیسی کو ایکدم تبدیل دیا۔ گورنمنٹ ممالک متوسطہ نے جب لکھنو کے چاند پاری جھنڈے کی نئی بدعت کو موقوف کیا اوسوقت سے وکیل کے تیور بدل گئے۔ اور روزانہ شعلہ انگیز مضامین شایع کرتا رہتا ہے۔ ابھی محرم مین جو

بدعات محرم کے عنوان سے تین نمبر شایع کیا وہ ایسا گندہ مضمون ہے کہ سال بہر تک اوسکے جواب شیعہ اخبار
ورسائل کو فرصت نہ ملے۔

قرآن نے فتنہ کو اشد من القتل بتایا ہی مگر پیروان حسبنا کتاب اللہ کو قرآن سے ایسا بیر ہے کہ کسی طرح
قرآن کے احکام کو نہیں مانتے جبتک ہندوستان کے تمامی اہلسنت آریہ نہو جائینگے جسکا کل سامان مہیا ہو چکا
اوس وقت تک ان اخبار نویسوں کا جی نہ بہریگا۔ پیسہ اخبار نے اگر یہ پالیسی اختیار کی ہے تو اسکے بعد کہ شیعوں کو
دل بہر کے گالیاں دیچکا۔ اصلاح نے طرز سمجہایا کہ خانہ جنگی کو موقوف کر کے دفع مخالفین اسلام میں کوشش
کرو۔ مگر سنی اخبار نویسوں کی غرض صرف اسیقدر معلوم ہوتی ہے کہ قوم شیعہ کو نیست و نابود کر ڈالیں
حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں اسلام اگر کسی طرح قائم ہے تو صرف شیعوں سے جو مذہب رسول وآل رسول
کے پیرو ہیں ورنہ سنی مذہب تو صرف عمر ابوبکر کے نام لیوا ہیں۔ خدا کرے اس تحریر سے وکیل بھی متاثر ہو
اور اپنی پالیسی بدلے ورنہ وہ روز بہت قریب ہے جبکہ کل سنی آریہ ہو جائیں۔ کیونکہ جو مذہب
بہ اصول سلطنت و دنیاداری قائم ہوگا اوسکی غرض دنیا ہوگی جسکا سامان آریوں نے پورا
کر لیا ہے۔

ہمکو چاہیے کہ جسطرح رسول اللہ صلعم نے اسلام کی دعوت کی خاطر سے مدارات سے تالیف قلب
ست اہتمام محبت سے نہ کہ جسطرح جہادی فرقہ کہانے کے وقت تو آیہ انما المشرکون نجس کو رد ی
کر دیتا ہے اور قربانی کے وقت گائے پر ہزاروں قربانیاں ہو جاتی ہیں حالانکہ گائے کا گوشت کہانا نہ
فرض ہے نہ واجب نہ سنت بلکہ مباح و حلال ہے بلکہ باعتبار طب مضر ہوتا ہی پہر کیا وجہ ہے کہ ہم ہندو
بہائیوں کی خاطر سے نہ ترک کریں اگر سنی لوگ اسکی پابندی کر لیں تو ہم ابہی آریوں سے اون آٹھ نو سو
سنیوں کو واپس لیتے ہیں جو محض اسی ضد میں آریہ بنائے گئے ہیں اور سنی دنیا میں ہل چل مچی ہے
مسلمانو تب جبتک تم اصلی اسلام کو جسکی بنیاد اول روز سے توحید رسالت امامت و خلافت علی بن
ابیطالب پر قائم ہوئی۔ دل سے نہ قبول کروگے اسی قسم کے خسارہ میں رہوگے ان الانسان لفی خسر

اخبار امام مظلوم چہلم کے متعلق جہانتک خبریں آئیں اطمینان بخش ہیں۔ لکہنو کا چہلم بڑے
جوش و خروش سے ہوا تمامی مومنین مع علماء اعلام سر و پا برہنہ روتے پیٹتے تالکٹورہ کی کربلا میں تعزیہ
دفن کرنیکو لے گئے مجلسیں نہایت مالا مال ہوئیں۔ نماز جماعت بھی کربلا میں نہایت مجمع کیساتھ ہوئی

۷-۸ ربیع الاول کے تعزیئے ویسی حسن انتظام سے اوٹھایا گیا جسمین ہزارون کا مجمع تہا جناب نواب اعزصاحب کا چپ تعزیہ کو نہایت رقت خیز ہوتا ہے۔

لکھنو گرمہبار تفریح لکھنؤ سے معلوم ہوا کہ نادان محل کے تعزیہ سید نواب علی و یحیی علی صاحب مین اہلسنت خلل انداز ہوئے ۲۶ صفر کو سینون نے جلوس اوٹھانیکا ارادہ کیا جسپر پولیس نے ۷ سینون اور ۲ شیعون کو بغرض حفظ امن چالان کیا اور مجسٹریٹ نے چھ روز کیلئے حفظ امن کیواسطے ہر دو جماعت سے دو دو سو روپیہ مچلکہ لینیکا حکم دیا اور ۱۵ مارچ تک مجلسین اور مولود دونونکو موقوف رکہنے کا حکم دیا۔

اڈیٹر اخبار وکیل اس خبر سے نہایت خوش ہونگے کہ اونکے مضمون بدعات محرم نے اپنا اثر دکہا دیا۔ اگر گورنمنٹ کا حسن انتظام نہوتا تو بخارا کی طرح یہان بھی ہزارون شیعہ کی قربانی ہوجاتی !!

حسین آباد پرگنہ چیلا مین بحسن اہتمام جناب حاجی نواب اسحاق علیخان صاحب ۲۸ صفر سے ۸ ربیع الاول تک ایک عشرہ قائم کیا گیا جسمین مجلسین بڑے شان سے ہوئین۔ اب ممدوح ہجرت فرماکر کربلائے معلی جارہے ہین۔ خداوند عالم اونکی نیت و ہمت مین برکت عطا فرمائے۔

لکھنو کی خبرین۔ یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ جہان لوگ مغربی علوم حاصل کرنیکے لئے یورپ جاتے ہین وہان ماشاء اللہ عربی کی بہی ترقی ہو رہی ہے وہ طلبہ جو لکھنؤ مین عربی کی تکمیل فرما لیتے ہین وہ عراق جاکر اس مین اور ترقی دیتے اور ملکہ حاصل کرتے ہین چنانچہ لکھنؤ سے ہرسال طلاب عراق جایا کرتے ہین امسال بہی جناب مولانا سید شبیر حسن صاحب صدر الافاضل مدرسہ حسین آباد لکھنؤ جونپوری تشریف لیگئے ہمراہ اور جناب مولوی سید ابن حسن صاحب لکھنوی (خاندان اجتہاد سے) خدا کرے یہ حضرات اپنے ارادہ مین کامیاب ہون اور ہندوستان آکر اپنے سرچشمہ علم سے سیراب کرین۔

مدرسہ حسین آباد کا بورڈنگ۔ یہ خبر نہایت مسرت سے سنی جائیگی کہ مدرسہ سلطان المدارس کا بورڈنگ نوے ہزار روپیہ (۹۰۰۰۰) مین بننے والا ہے جسکی سنگ بنیاد عنقریب سرجان ہیوٹ لفٹنٹ گورنر صاحب صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ رکہنے والے ہین۔ یہ سب جناب نواب آغا ابو صاحب و مولوی سید سخاوت حسین صاحب کی کوششون کا نتیجہ ہے خدا انلوگونکو جزائے خیر دے اور وہ اپنے ارادہ مین کامیاب ہون راحت حسین لکھنوی

آل انڈیا شیعہ کانفرنس گزٹ۔ الحمد للہ کہ پہلا نمبر اسکا گیا جو بروز نوروز ۲۱ مارچ کو لکھنؤ سے شایع ہوا۔ ہنوز پندرہ روزہ ہے۔ اور سالانہ چندہ ۱ مگر عنقریب اسی چندہ مین ہفتہ وار ہوجائے گا۔

حل طلب الفاظی معمے

[illegible]

معمہ (۱)

[illegible]

معمہ (۲)

[illegible]

معمہ (۳)

[illegible]

جوہر خشبہ معجزی بوٹ

[illegible]

قیمت شیشی [illegible]

شربت مقوی اعصاب

[illegible]

حب [illegible]

طلائے [illegible]

سرّ الاسرار؟

حب خوش رنگ؟

حب [illegible]

خارش خشک و تر

روغن [illegible]

سرمہ [illegible]

حب [illegible]

سیلاب [illegible]

دوائی [illegible]

اختصار تقریر مانع ہے کہ ہم کچھ زیادہ بسط دیکھیں۔ مگر

چوتھا فوری نتیجہ اس خلافت اجماعی کا یہ ہوا کہ اس مخالفت حکم رسول کا نتیجہ اسلام کو اچھا نہین ملا کیونکہ عام خانہ جنگی اسکے بعد شروع ہوگئی وارتدت العرب بعد استخلافہ بعشرۃ ایام۔ مروج الذہب صلہ۱ بر حاشیہ کامل جلد ۵

کہ خلافت کے دسوین ہی روز عرب مین بغاوت یا ارتداد پھیل گیا۔ جس نے اسلام کو اسقدر نقصان پہونچایا جسکی کوئی حد نہین کامل مین ہے ولم یلق المسلمون حربا مثلھا قط وانہزم المسلمون صلہ۱۳۶

یعنی حرب بنو حنیفہ مین مسلمانون کو ایسی حرب سے سامنا پڑا کہ آجتک کبھی ایسی جنگ نہین ہوئی تھی۔ اور مسلمانون نے ہزیمت پائی وقد قتل من المہاجرین والانصار من المدینۃ ثلثمائۃ وستون ومن المہاجرین من غیر المدینۃ ثلثمائۃ رجل صلہ۱۴۱

یعنی مدینہ کے رہنے والے مہاجرین و انصار سے ۳۶۰ مارے گئے اور غیر مدینہ کے مہاجرین سے تین سو مارے گئے۔ اور بنو حنیفہ سے جو سب مسلمان تھے مقام عقربا مین سات ہزار۔ مقام حدیقہ پر ہزار اور پکڑ دھکڑ مین ۷ ہزار یعنی صرف جنگ یمامہ مین بنو حنیفہ سے ۱۲ ہزار مارے گئے جو سب مسلمان تھے جنکا قصور صرف یہی تھا کہ کہتے تھے لانبایع ابا الفصیل

ہان یہ لڑائی سر ہوئی اور ایسی سر ہوئی کہ پھر کسیکو مخالفت کی طاقت نہ رہی۔ مگر کس طرح کہ قواعد اسلام بالکل اوٹھا دئے گئے احکام شرع باطل کر دئے گئے۔ ایسے وحشیانہ احکام صادر ہوئے کہ افریقہ کے وحشیون نے بھی کبھی اس طرح کی وحشت نہ دکھائی ہو۔

کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین سورہ بقرہ

یعنی لڑو تم لوگ خدا کی راہ مین اون سے جو تم سے لڑتے ہین مگر زیادتی نہ کرو کہ خدا زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا۔

اور رسول اللہ کا حکم جہاد مین یہ تھا۔ بانہ لا یجھز علی جریح ولا یتبع مدبر ولا یقتل اسیر صنہ زاد المعاد جلد ۲

زخمی کو اور اسیر کو قتل نہ کرو اور بھاگے ہوے کا تعاقب کرو۔

وکان ینہی فی مغازیہ عن النہبۃ والمثلۃ وقال من انتہب نہبۃ فلیس منا وامر بالقدور التی طبخت من النہبی فاکفئت ص۳۳۲ زاد المعاد ابن القیم

وکان اذا بعث سریۃ یوصیہم بتقوی اللہ ویقول سیروا بسم اللہ وفی سبیل اللہ وقاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تغدروا ولا تقتلوا ولیدا ص۳۳۲

یعنی ہمیشہ آنحضرت لوٹ مار سے منع کرتے اور فرماتے کہ جو مال کسی کا لوٹے گا وہ ہم سے نہین اور فرماتے تھے کہ مثلہ نہ کرو (یعنی ہاتھ پیر کان ناک نہ کاٹو) غدر نہ کرو۔ لڑکون کو نہ مارو۔

یہی سیرت جناب امیرؑ کی تاریخ کامل مین ہے وکان مذہبہ علیہ السلام لا یقتل مدبرا ولا یدفف علی جریح ولا یکشف سترا ولا یاخذ مالا ص۱۰۲ جلد۳

یعنی جناب امیرؑ کا یہ حکم تھا کہ بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جاے۔ زخمی کو جان سے نہ مارین کسی مکان کا پردہ نہ کھولو کسی کا مال نہ لوٹو۔

یہ احکام شریعت تھے کہ رسول اللہ صؐ نے اہل مکہ کی نسبت عام حکم دیا جو سب کا فرض تھے اور جناب امیرؑ کی یہ سیرت تھی اپنے باغیون کے ساتھ۔

مگر ابوبکر صاحب کا طرز عمل اسکے بالکل خلاف تھا۔ خالد بن ولید کو اس طرح فہمایش کی فلیقتلہم بالسلاح ولیحرقہم بالنار ولا یستبق منہم احدا قدر علی ان یستبقیہ ص۲۸۲ تاریخ خمیس جلد۲

یعنی ہتہیارون سے اونکو قتل کرو۔ آگ مین جلادو۔ کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔

ان اظفرک اللہ باہل الیمامۃ فلیالک ولا ابقاء علیہم اجہز علی جریحہم واطلب مدبرہم واحمل اسیرہم علی السیف وھول فیہم القتل واحرقہم بالنار وایاک ان تخالف امری ص۲۳۳

یعنی اے خالد اگر تو اہل یمامہ پر ظفریاب ہو تو ہرگز ہرگز کسیکو زندہ نہ چھوڑنا۔ جو زخمی ہوجاے اوسکو قتل کر جو بھاگے اوسکا پیچھا کر قیدیونکو تلوار کی باڑہ پر رکھ۔ قتل عام کر سبکو آگ سے جلادے ہرگز میرے حکم کے خلاف نہ کرنا۔

کہیے یہ حکم کیسا تھا۔ خلاف شریعت یا موافق شریعت پہر کیون نہ وہ قوم سرہو جو رسول اللہ

کی جہادون کی عادی تھی کہ نہ بھاگنے والے کا پیچھا کیا جائے نہ اسیر قتل کئے جائین نہ زخمی سے کوئی بازپرس نہو۔

یہ حکم ہے رحم دل خلیفہ کا اور تعمیل اسکی متعلق ہے خالد سے جسکو خلیفہ نے سیف اللہ کا خطاب دیا ہے جس سے آپ خود سمجھ سکتے ہین کہ اوسنے کسطرح اسکو انجام دیا ہوگا کیونکہ

آدمی کے سر کا چولھا ہیم بعینہٖ چو سلطان ستم روا دارد — زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

دیکھئے تاریخ خمیس مین ہے فقتلوا واسروا وصاح خالد لا یطبخن رجل قدرا ولا یسخن ماء الا اثفیة رأس رجل وامر خالد بالحطب ان یلقی ثم اوقد فیها النار ثم امر بالاسری فالقیت فیها والقی یومئذ حامیه بن سبیع بن الحشحاش الاسدی وهو الذی کان رسول الله استعمله علی صدقات قومه فارتد عن الاسلام واخذت ام طلیحه احد نساء بنی اسد فعرض علیها الاسلام فابت ووثبت فی النار وهی تقول یا موت عم صباحا کانخة کفاحا ۔ اذ لم اجد براحا ۔ ص ۲۳۱ جلد ۲

آلستی کٹھرا یعنی قوم بنی اسد قتل کی گئی۔ اور اسیر کی گئی۔ خالد نے پکار کر کہا کہ جس کو کہانا پکانا ہو یا پانی گرم کرنا۔ وہ اپنی دیگچی کا چولہا کسی کے سر کا بنائے۔ اسکے بعد خالد نے حکم دیا کہ لکڑیون کے بڑے بڑے کٹھرے بنائے جائین اور آگ روشن کی جائے۔ اوسمین قیدی زندہ ڈالے جائین۔ چنانچہ حامیہ بن سبیع بھی جو صحابی رسول تھا اور حضرت کی طرف سے صدقات قوم کا عامل تھا وہ بھی ان قیدیونکے ساتھ جلایا گیا۔ کیونکہ اس نے ابوبکر کو صدقہ دینے سے انکار کیا تھا۔ ایک عورت ام طلیحہ نامے گرفتار ہوئی اوس نے خود اپنے کو آگ مین ڈالدیا اور یہ اشعار پڑہتی تھی کہ اے موت تو کسقدر خوشگوار ہے۔

یہ ہین وہ وحشیانہ حرکات جس نے خلافت کا سکہ تمام عرب مین جما دیا جسکے بعد انکی قوت وشجاعت ایسی سلب ہوئی کہ تمام ملک مین خلافت نے دورہ کیا۔ ہر جگہ پہہ کچھ لوگ مدعی خلافت وسلطنت ہوئے مگر عربون کی ہمت ایسی جاتی رہی کہ پہر کوئی خلیفہ بھی ان مین نہوا حالانکہ آجتک کوشش ہو رہی ہے کہ عربون مین خاص طور پر خلافت قائم کی جائے۔ مگر وہ تیرہ سو برس کی وحشیانہ سزا اونکو اسطرح یاد ہے کہ ابھی تک جرات ہی نہین ہوتی۔

اللہ اللہ وہ وحشیانہ سزا تھی کہ خود وہی صحابہ جو خالد کے ساتھ ہر ظلم و بدعت مین شریک تھے

آتشی گڈہے

اس وحشت سے سراسیمہ ہوگئے ان خالد امر بالاخد ود وتحفر فقیل لہ ماذا تریدبھذہ الاخد ود فقال احرقھم بالنار فکلموہ فی ذلک فقال ھذا عھد ابی بکر الصدیق الیّ امرہ فی کل مجمع ان اظفرک اللہ بھم فاحرقھم بالنار ص۲۳

چنانچہ جب خالد نے بڑے بڑے گڈھے کھودنے کا حکم دیا تو لوگون نے پوچھا کیا کروگے کہا سبکو آگ مین جلادونگے اسپر لوگون نے کلام کیا تو خالد نے پروانہ نکال کر سنایا کہ اس حکمنامہ ابوبکر صدیق کو ہر مجمع مین سناو کہ ہمکو حکم دیا ہے کہ جب ظفریاب ہو تو سبکو آگ سے جلادینا۔

اب کہان ہین وہ غیرت مندان اہل اسلام جو لارڈ ڈلہوزی بہادر کی اوس کارروائی پر معترض ہوتے تھے جنہون نے مہدی سوڈانی کے مردہ لاش کو اکر لندن بہیجا تہا۔ وہ غور کرین کہ ابوبکر اور خالد کی تہذیب زیادہ ہے یا لارڈ کچنر بہادر کی۔

آپ یہان کہینگے کہ ابوبکر صاحب کا یہ حکم سخت تہا مگر بس حمیت اسلام تہا۔ مگر اسکا کیا جواب ہے کہ جو حقیقۃً مرتد ہے اور مدعی نبوت اوسپر کوئی سختی نہین ہوتی نہ جلایا جاتا ہے نہ کھودا جاتا ہے اور جو صرف مخالفت ناجائز سے باغی ہین اونپر یہ ظلم کا تشدد ہے۔

کیونکہ حضرت کے آخر ایام زندگی مین چار آدمی مدعی نبوت ہوگئے جن مین سے اسود عنسی کو دو عجمیون نے حضرت کی حیات ہی مین قتل کیا جسکی بشارت آپ خود دیگئے کہ اسود عنسی مارا گیا مسیلمہ کے اغوا کا باعث ایک بزرگ صحابی ہے جو مثل ابوبکر مہاجر ہی تہا۔ یہ مسیلمہ جنگ مین مارا گیا مگر نہ اسکی لاش پھونکی گئی نہ اسکی قوم جلائی گئی۔ بلکہ خالد نے اس خاندان مین عقد کرکے اسکی قدر عزت افزائی کی کہ اسلام کی اس عظیم الشان فتح کو اپنی معشوقہ پر قربان کیا۔

تیسرا مدعی نبوت طلیحہ بن خویلد اور سجاح بنت منذر بالکل چھوڑ دئیے گئے بلکہ طلیحہ بن خویلد کو روز بروز اسقدر قوت دی گئی۔ کہ جب جناب امیر خلیفہ ہوئے تو اسی طلیحہ نے حضرت علیؑ کے عامل کو داخلہ کوفہ سے روک دیا۔ ملاحظہ ہو تاریخ کامل ص۳ جلد ۳

جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ کیسے ایماندار تھے اور کسقدر حب اسلام کے شیدائی کہ جو

لوگ نبوت کے مدعی ہوتے ہین اون سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

برخلاف اسکے جو لوگ محض یہ کہتے تھے کہ خاندان رسالت کے رہتے ہوئے یہ لوگ کیونکر خلیفہ ہوسکتے ہین جس سے زکوۃ روکی گئی تھی انکے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ تاریخ کامل مین ہے ولم یقبل من احد من اسد وغطفان وسلیم وعامر الا ان یاتوہ بالذین حرقوا ومثلوا وعدوا علی الاسلام فی حال ردتھم فاتوہ بہم فمثل بہم وحرقہم ورضخہم بالحجارۃ ورمی بہم من الجبال ونکسہم فی الابیار دمشتا جلد ۲

یعنی ابوبکر نے نہین قبول کیا کسی سے نہ بنی اسد سے نہ بنی غطفان سے نہ بنی سلیم سے نہ بنی عامر سے مگر یہ کہ حاضر کرین اون لوگون کو جنہون نے جلایا تہا۔ اور مثلہ کیا تہا اور زیادتی کی تھی مسلمانون پر حالت ردہ مین۔ پس حاضر کیا اون لوگون نے اور ابوبکر نے اون کا مثلہ کرایا۔ وہ سب جلائے گئے۔ پتھرون سے سر اونکے کچلے گئے۔ پہاڑون سے گرائے گئے۔ کوون مین ڈالے گئے۔

یہ ہے حضرت ابوبکر سے رحم دل نرم دل بوڑہے خلیفہ کا جوش انتقام کہ اپنے باغیون کی اصلاح سرکوبی کی کہ کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکہا۔ حالانکہ خدا نے اپنے رسول کو اس ارادہ سے کن لفظون مین ممانعت کی ہے وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم لھو خیر للصابرین۔

مگر زیادہ حیرانی تو اسپر ہے کہ انہین مرتدون مین اشعث بن قیس بہی تہا جو گرفتار کرکے خلیفہ کے پاس لایا گیا تو خلیفہ نے اپنی بہن ام فروہ کا اوس سے عقد کردیا جس سے محمد بن اشعث پیدا ہوا جو قاتلان امام حسینؑ سے ہے اور خود اشعث وہ ہے جس نے جنگ صفین مین جناب امیرؑ کو تحکیم پر مجبور کیا۔ اور اسی اشعث کی بیٹی جعدہ نے جناب امام حسنؑ کو زہر دیا۔

صلح کی توجیہ

ایک نکتہ خالد کا اور سن لیجئے کہ مسیلمہ کذاب کے قبیلہ بنی حنیفہ سے جب لڑائی ہوئی تو وہان انکی قوت شہوانیہ نے یہ تیزی دکہلائی کہ خطب الی مجاعۃ ابنتہ وکانت اجمل اھل الیمامۃ فقال لہ مجاعۃ مھلا انک قاطع ظھری وظھرک

عنہ صاحبك ان المقالۃ علیك کثیرۃ وما اقول ھذا رغبۃ عنك ص ۲۴۳
کہ مجاعہ سے کہا اپنی بیٹی کی شادی مجھسے کر دے۔ یہ لڑکی تمامی اہل یمامہ مین بے انتہا حسین وجمیل تھی مجاعہ نے کہا اسپر بہت اعتراض ہونگے خالد نے کہا یہ کوئی بڑی بات نہین ہے تو کردے عقد ہو گیا اوسکے بعد کی کارروائیان بہی ہوچکین۔ فلما بلغ ابو بکر غضب ابو بکر کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو بہت عقد ہوئے اور عمر نے کہا کہ خالد عورتو نپر بڑا حریص ہے اور ایک خط عتاب آمیز لکہا فلما نظر خالد فی الکتاب قال ھذا عمل عمر۔ خالد نے جب وہ خط پایا تو کہا یہ سب فساد عمر کا ہے۔

ہماری غرض اس واقعہ سے نہین ہے۔ بلکہ یہ کہ جس مجاعہ کی بیٹی سے خالد نے عقد کیا وہ اہل یمامہ مین نہایت ہی تیز وچالاک شخص تہا جس نے ایسے فقرے دئے کہ باوصفیکہ یہ جنگ سر ہوچکی تہی مگر خالد نے اوس معشوقہ کی خاطر سے صلح کر لی۔ اور مجاعہ سے کہا۔ ویلك یا مجاعہ خدعتنی فی یوم مرتین قال مجاعہ قومی فما اصنع کہ اے مجاعہ تونے ایک روز مین دو دفعہ ہمکو دہوکہا دیا اوس نے کہا کیا کرین ہماری قوم ہے اسکے سوا کوئی چارہ نہ تہا۔

دیکھئیے یہ ہے غیرت اسلامی کہ خالد نے ایک عورت کے حسن وجمال پر فریفتہ ہوکر اسلامی فتح کو کسطرح غارت کیا۔

فہمایش صحابہ آپ یہ نہ سمجھئے گا کہ صحابہ نے سمجھایا نہین فہمایش نہین کی تاریخ خمیس میز ہے کہ اسید بن حضیر و ابو نائلہ نے کہا کہ خالد خدا سے ڈر صلح نہ کر۔ خالد نے کہا تلوار نے تملوگونکو فنا کر دیا۔ اسید نے کہا وہ لوگ بہی تو آخر تباہ ہوئے۔ خالد نے کہا تم مین لوگ زخمی بہت ہین۔ اسید نے کہا ہمسے زیادہ اونکے لوگ زخمی ہین ہرگز صلح نہ کرنا چاہئیے۔ کلہ صبح کو حملہ کرو یا تو فتح پائینگے یا ہم سب ہلاک ہونگے۔ ابو بکر کے کتاب پر عمل کر دکہ اونہون نے لکہدیا ہے اگر اہل یمامہ پر فتح پاؤ تو پہر کسیکو زندہ نہ چہوڑنا۔ خدا نے ہمکو ظفر دی اب جلد **خط خاص ابو بکر** انکا خاتمہ کرنا چاہئیے اسی گفتگو مین تھے کہ ابو بکر کا خط آیا اذا جاءک کتابی ھذا فاظفرك اللہ بنی حنیفۃ فلا تستبق منہم رجلا جرت

علیہ الموسی فتکلمت الانصار وقالوا امر ابی بکر فوق امرک فلا یستبق منہم
کہ جب میرا خط پہونچے تو دیکھ اگر تجھے ظفر ملے ہو تو ہرگز بنی حنیفہ سے ایک شخص کو بھی زندہ نہ رکھنا
جو حد بلوغ کو پہونچا ہو۔ انصار نے خالد سے کہا کہ ابو بکر کا حکم زیادہ قابل تعمیل ہے ہرگز ان میں
سے ایک کو نہ چھوڑ۔ خالد نے کہا قسم خدا کی اب صلح ہو چکی ممکن نہیں اسکے خلاف ہو سکے۔
کیونکہ وہ سب اسلام لا چکے ہیں قال اسید بن حضیر قد قتلت مالک بن نویرۃ
وھو مسلم فسکت عنہ خالد فلم یجبہ ص۲۳

قول اسید صحابی کہ مالک مسلمان تھا

یعنی اسید بن حضیر نے کہا کہ تو مالک کو قتل کر چکا ہے حالانکہ وہ مسلمان
تھا۔ خالد چپ رہا اور کچھ جواب نہ دیا۔

مطلب یہ کہ اسلام کا کیون بہانہ کرتا ہے مالک بن نویرہ بھی تو مسلمان تہا جسکو تو نے قتل کیا
پھر یہ لوگ اگر اسلام لائے تو ان کے قتل میں کیا عذر ہے۔
اب کہئے یہ خالد بن ولید جسکو سیف اللہ کا خطاب دیا جاتا ہے کیسا مسلمان تہا اور کیسا
خیرخواہ اسلام کہ زوجہ مالک پر جو نہایت حسین وجمیل تھی تصرف کرنیکے لئے تو مالک پر
ارتداد کا الزام لگایا اور یہان چونکہ مجاعہ کی بیٹی سے عقد کیا تہا اوسکی قوم کو آزاد کر دیا
حالانکہ اب اون مین کوئی ایسا نہ تہا جو جنگ کرتا اور یہ فتح مسلم اسلام کو حاصل ہوتی۔
آپ تو اس سے ضرور خوش ہونگے کہ ابو بکر نے اس جنگ مین بڑی کامیابی حاصل کی کہ اس
طرح اون مسلمانون کو سر کیا کہ زندہ جلوا دیا ہے مگر نتیجہ پر غور کیجئے کہ کیا نتیجہ بلا عام طور سے
اسلام و اعذار ہو گیا کہ اسکی اشاعت بزور شمشیر ہوئی جسپر آجتک مخالفین اسلام
معترض ہین۔

رحم دلی خالد و ابو بکر کا فیصلہ

اب ہم یہ نہیں کہ سکتا کہ خالد اور ابو بکر مین
اون صاحب زیادہ رحم دل تھے کیونکہ خالد نے کسی وجہ سے ہو اون اہل یمامہ کو بالکل
نیست ونابود کرنے سے تو بچا لیا قتل عام نہیں کیا۔ مگر حضرت ابو بکر کی رحم دلی اسی
واقعہ سے ظاہر ہے کہ فرماتے ہیں ولیت خالدا لو یصالحہم وانہ حملہم علی السیف
فما بعد ھولاء المقتولین یستبق اھل الیمامۃ ولن یزالوا من کذابہم

فی بلیہ الی یوم القیام ص۲۴۴
کہ کاش خالد ان سے صلح نہ کئے ہوتا اور سبکو تلوار کے گہاٹ پار لگائے ہوتا کیونکہ ہمیشہ اُنمین کذاب پیدا ہونگے تا روز قیامت۔ جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صاحب کو اسکا افسوس رہا کہ کیون کوئی زندہ بچا۔ جس سے کسقدر تصدیق ہوتی ہے اس آیہ قرآنی کی واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا ویہلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد کہ جب وہ بادشاہ ہوگا تو کوشش کریگا فساد مین اور چاہیگا کہ ہلاک کرے کھیتی اور نسل کو حالانکہ خدا نہین دوست رکہتا فساد کو۔

اب آپ اس جنگ کے نتائج کو ملاحظہ فرمائیے کہ پہلا نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ جو قاعدہ اجماع کا بنایا گیا تہا اوسکی بالکل خلاف ورزی ہوئی کیونکہ تاریخ خمیس مین ہے قال انس ابن مالک کرھت الصحابۃ قتال مانعی الزکوۃ وقالوا اھل القبلۃ ص۲۲۴ یعنی تمامی صحابہ نے اس قتال اہل ردہ سے کراہت کی اور کہا کہ اہل قبلہ ہین ان سے جہاد نہین قال ابن مسعود کرھنا ذلک فی الابتداء وحمدنا فی الانتہاء یعنی ابتدا مین ہم سب نے کراہت کی اور آخر مین حمد خدا بجا لائے۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا اجماع صحابہ ترک قتال پر تہا مگر ابوبکر صاحب نے اوسکی مخالفت کی۔ تو اب دو ہی صورت ہے کہ یا اجماع کی صحت کے قائل ہون تو کفر ابوبکر لازم آتا ہے کیونکہ اہلسنت مخالف اجماع کو کافر کہتے ہین۔ یا اجماع کے بطلان کے قائل ہون تو ابطال اجماع لازم آیا پہر خلافت ابوبکر کیونکر صحیح ہوئی۔

بلکہ یہ بہی اوسی تاریخ خمیس مین ہے وکان من اشدھم علیہ عمر بن الخطاب وابو عبیدہ بن الجراح وسالم مولی ابی حذیفہ یعنی سب سے زیادہ اس بارہ مین مخالف قتال عمر بن الخطاب تھے اور ابو عبیدہ اور سالم غلام ابو حذیفہ۔

عمر و ابو عبیدہ وہی دو بزرگ ہین جنکی بیعت نے ابوبکر کو خلیفہ بنوایا اور انکے سازش کو اجماع کا لقب دیا گیا۔ اب اون سب کا اجماع ترک قتال پر ہے جس مین سالم بہی شریک ہین مگر ابوبکر صاحب اس اجماع کو باطل کر رہے ہین۔ پہر بتائیے

اجماع سے صحت کسی امر کی کیونکر ثابت ہو سکتی ہے۔

دوسرا نتیجہ اسکا پہلے مذکور ہوا کہ ہزاروں مسلمان ناحق قتل ہوئے کیونکہ فریقین مسلمان تھے چنانچہ اجماع صحابہ سے معلوم ہوا کہ یہ اہل قبلہ ہیں۔ تو کیا کوئی مسلمان مسلمانوں کی خونریزی ناحق سے خوش ہو سکتا ہے مگر اہلسنت کو مطلقاً اسکی فکر ہی نہیں کہ ابوبکر صاحب نے ہزاروں صحابہ کو نہ صرف قتل کیا بلکہ آگ میں جلا کر بھون ڈالا۔

تیسرا نتیجہ یہ ہوا کہ تمامی صحابہ نے اس واقعہ میں خالد کو مجرم اور قابل قتل قرار دیا مگر ابوبکر صاحب نے صحابہ کے اس اجماع کو بھی باطل کیا تاریخ خمیس میں ہے فاشاد عمر علی ابی بکر بقتل خالد قصاصاً فقال ابوبکر لا اغمد سیفا اشتہرہ اللہ علی الکفار وقال عمر لخالد لئن ولیت الامر لاقیدنک بہ صفحہ ۲۳۳

یعنی عمر نے ابوبکر سے کہا کہ خالد کو اس قصاص میں قتل کرنا چاہئے۔ ابوبکر نے کہا ہم کبھی نہ میان میں کرینگے اوس تلوار کو جسے خدا نے کافروں پر کھینچا ہے۔ عمر نے کہا جب ہم خلیفہ ہونگے تو ہم ضرور انتقام لینگے۔

کہئے اجماع صحابہ باطل ہے جو خالد کو واجب القتل سمجھ رہے ہیں؟ یا ابوبکر صاحب کی ذاتی رائے جو اسکے خلاف کر رہے ہیں؟ یا عمر صاحب کا قول و طرز عمل کہ خلافت پاتے ہی خالد کو معزول کیا حالانکہ دمشق کی کیسی اہم جنگ ہو رہی تھی؟ اور اون سب قیدیوں کو آزاد کر دیا جو اس جنگ میں بحکم ابوبکر قید ہوئے تھے۔

پھر عین معرکہ جنگ یمامہ میں آپ دیکھ چکے کہ اجماع صحابہ ایک طرف ہے کہ بنی حنیفہ کو نیست و نابود کر دینا چاہیئے۔ اور ابوبکر صاحب کا حکم اوس پر موکد ہے کہ ایک بھی نہ بچنے پائے مگر خالد کی ذاتی رائے جو محض خودغرضی پر مبنی تھی وہ ایک طرف جس نے سب اجماع وغیرہ کو باطل کر چھوڑا اور ابوبکر صاحب نے بھی اوسکو قبول کر لیا۔ پھر بتایئے اجماع کہاں رہا؟

چوتھا نتیجہ جسے بدترین نتائج سمجھنا چاہیئے یہ ہوا کہ تاریخ کامل میں ہے وفی ھذہ السنۃ بعد وقعۃ الیمامہ امر ابوبکر بجمع القرآن لما رای کثرۃ من قتل من القراء

لئلا یذہب القرآن صـ۱۴۰

یعنی جنگ یمامہ کے بعد ابوبکر نے حکم دیا کہ قرآن جمع کیا جائے جب دیکھا کثرت قتل صحابہ کو تاکہ نہ ضایع ہوجائے قرآن۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ کیسا نقصان عظیم حال ہوا اسلام کو کیونکہ یہ کلام صاف کہ رہا ہے ابوبکر کو کثرت قتل صحابہ سے اسکا خوف ہوا کہ قرآن بالکل جاتا رہے۔

پورا قرآن پھر نہ ملا صاحب کامل نے تو مبہم لفظون مین اسکو لکھا جس سے اسکی توضیح نہین ہوتی کہ کسقدر قرآن ضایع ہوا اور کسقدر باقی رہا مگر روایت کنز العمال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن جو مرتب تھا بالکل جاتا رہا کیونکہ جو لوگ اوسکے حافظ تھے وہ سب مارے گئے عن ابن شہاب قال بلغنا انہ کان انزل قرآن کثیر فقتل علماءہ یوم الیمامۃ الذین کانوا قد وعوہ ولم یعلم بعدھم ولم یکتب فلما جمع ابوبکر وعمر وعثمان القرآن ولم یوجد مع احد بعدھم وذلک فیما بلغنا حملھم علی ان یتبعوا القرآن فجمعوہ فی المصحف فی خلافۃ ابی بکر خشیۃ ان یقتل رجال من المسلمین فی المواطن معھم کثیر من القرآن فیذھبوا بما معھم من القرآن فلا یوجد عند احد بعدھم فوفق اللہ عثمان فنسخ ذلک المصحف فی المصاحف فبعث بہا الی الامصار وبثہا فی المسلمین ابن ابی داؤد صـ۲۳۳ جلد ۱ مطبوعہ حیدرآباد دکن

یعنی ابن شہاب سے روایت ہے کہ جہانتک ہمکو معلوم ہوا قرآن بہت نازل ہوا تھا جسکے کل علماء جنگ یمامہ مین مارے یہ لوگ وہ تھے جنھون نے پوری طور سے یاد کیا تھا۔ اور اونکے بعد پھر وہ ابتک نہ معلوم ہوا اور جہانتک ہمکو معلوم ہوا یہی اسکا باعث ہوا کہ تمام سے تتبع کیا قرآن کو جسکو اون لوگون نے جمع کیا مصحف مین بزمانہ خلافت ابوبکر اس خوف سے کہ مسلمانون کے بہت سے لوگ مارے جائین۔ تو اونکے ساتھ وہ قرآن بھی جاتا رہے جو اونکے پاس ہے پھر کسی کے پاس وہ قرآن نہ پایا جائے۔ پس خدا نے اسکی توفیق دی عثمان کو کہ اونھون نے جمع کیا مصحف کو مصاحف مین اور تمام ملکون مین اوسکو بھیجا۔

جس سے معلوم ہوا کہ جن لوگونکو پورا قرآن یاد تھا وہ سب مارے گئے۔ پھروہ مجموعۂ مرتب قرآن کہین نہین ملا جس سے اسکی ضرورت ہوئی کہ ہرجگہ سے ڈھونڈہ کر قرآن جمع کیا جائے۔

تو اب بتائے یہ کتنا بڑا نقصان حاصل ہوا اسلام کو کہ پورا قرآن پھر کہین نہین ملا۔

ایک آیہ ایک صحابی کے پاس تھا جو یمامہ مین مارا گیا

اوسی کنز العمال مین یہ روایت بھی ہے عن الحسن ان عمر بن الخطاب سال عن ایۃ من کتاب اللہ فقیل کانت مع فلان وقتل یوم الیمامۃ فقال انا للہ وامر بالقرآن فجمع فکان اول من جمعہ فی المصحف صفحہ ۲

یعنی حسن بصری سے روایت ہے کہ عمر نے قرآن کی ایک آیہ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ آیہ فلان کے پاس تھا جو جنگ یمامہ مین مارا گیا جسپر عمر نے کہا انا للہ اور حکم دیا جمع قرآن کا پس یہی پہلا جمع کرنا ہے قرآن کا۔

چونکہ ابتدائے مباحث تنقید بخاری حصہ دوم اور جمع قرآن کے حالات رسالہ الشمس مین نہایت شرح وبسط سے لکھے جاچکے ہین لہذا اس سے زیادہ یہان مناسب نہین کیونکہ مقصود اصلی صرف اسقدر ہے کہ اسلام جو اول روز سے مرکب تھا توحید و رسالت و امامت سے۔ اوسکو ناقص کرنے۔ اور معاہدہ رسول توڑکر اجماع قایم کرنے اور خلیفہ بہ اختیار خود بنانے سے مسلمانون کو کوئی نفع نہین ملا دین و دنیا دونون برباد ہوے۔ بغاوتین پیدا ہوین فسادات پیدا ہوے منافقون کافرون کو اسلام مین مداخلت کا موقع ملا جو آگے چلکر اسلام کے مالک اور قابض بنے جس نے جس طرح کا چاہا افساد کیا۔

جس سے آخر مین اجماع سے بھی دست برداری کرنی پڑی۔ کیونکہ واقعات نے آپکو بتادیا نہ کہین اجماع ہوا نہ کہین اتفاق۔ صرف ایک سازش کی گئی جس سے خلیفہ وصی رسول محروم کیا گیا ورنہ آپ دیکھ رہے ہین کہ لاکھہ اجماع ہو رہا ہے جو صاحب اختیار و قدرت ہے وہ سبکو باطل کرکے اپنے حکم خودغرضانہ کو شایع کرتا ہے۔

پانچوان نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام مین وہ شقاوت وقساوت بے دردی داخل ہوئی جسکا خاتمہ معرکہ کربلا مین ہوا۔ کیونکہ رسول اللہ نے جلب امیرسے جو طریقہ جہاد تعلیم کیا تھا خلیفہ

اون کی تعلیم نے اون سبکو محو کرکے ایک ایسا وحشیانہ طریقہ تعلیم دیا تہا جسکا نتیجہ یہی ہوتا کہ فریق مخالف جسقدر کمزور ہو وہ پیسا جائے۔

خلافت دوم یہی سبب ہے کہ جب خلیفہ دوم کی خلافت کا وقت آیا تو چونکہ وہ اپنی ان کارروائیون کے نشیب و فراز سے بخوبی واقف تھے لہذا اس معاملہ کو نہ بیعت پر رکھا نہ اجماع پر بلکہ اوسی قاعدہ پر لائے جس قاعدہ سے رسول اللہ صلعم نے اپنا خلیفہ مقرر کیا تہا مگر وہ قاعدہ و معاہدہ توڑ دیا گیا۔ اور یہ قاعدہ ایسا مستحکم و قوی قرار پایا کہ اسلام کی ساری ترقیوں کا مدار اسی پر رکہا جاتا ہے۔ جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر رسول اللہ صلعم کے معاہدہ کو باقی رکہتے اور اوسی قاعدہ سے خلافت مانتے تو اسلام کو کیسی ترقی ہوتی۔

اب اوس شان اور اہتمام کو ملاحظہ فرمائیے جو خلیفہ دوم نے اپنی خلافت مین بندوبست کیا ہے کیونکہ یہ تو سبکو معلوم ہے کہ خلافت کا دارمدار عمر پر تہا۔ چنانچہ خود عمر نے خالد سے کہا کہ جب ہم خلیفہ ہونگے تو ضرور بدلہ لینگے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ابوبکر صاحب صرف نام کہا دی تھے۔

تاریخ خمیس مین ہے لما استعز بابی بکر وجعه وثقل ارسل الی عثمان وعلی ورجال من اهل السابقة والفضل من المهاجرين والانصار فقال قد حضرما ترون و لابد من قائم بامرکم یجمع فیئکم ویمنع ظالمکم من المظلوم ویرد علی الضعیف حقه فان شئتم اخترتم لانفسکم وان شئتم جعلتم ذلك الی فوالله لا الو کم ونفسی خیرا ص۲۶۲ یعنی جب ابوبکر کی بیماری نے طول پکڑا اور وہ ثقیل ہوئے تو حضرت علیؑ و عثمان اور دیگر وجوہ مہاجرین و انصار کو طلب کیا اور کہا تم دیکہتے ہو کیا ہو رہا ہے ضرور ہے ایک خلیفہ سے جو تمہارے امور کے ساتھ قائم ہو ظالم کو ظلم سے روکے ضعیف کا حق دلوے اگر چاہو تو تم خود کسی کو اختیار کرو اور چاہو تو ہمکو اختیار دو کہ جسکو چاہین خلیفہ بنائین مگر قسم بخدا ہم خیرخواہی سے باز نہ آئینگے۔

یہان سوال یہ ہے کہ ابوبکر زیادہ خیرخواہ امت تھے یا رسول اللہ حالانکہ رسول اللہ نے اپنے وفات کی خبر ایک سال قبل بہت بہ نہایت اعلان سے حجۃ الوداع مین دیدی تہی۔

مگر کیا آپکو ابو بکر کے برابر بھی امت کا خیال نہ تہا جو اس قسم کی تقریر صحابہ سے فرماتے اور کم سے کم پوچھ تو لیتے کہ تم ہمارے بعد کیا کروگے۔

ہم جہانتک سمجھتے ہین دنیا مین کوئی ایسا شخص نہوگا اگرچہ کافر ہو کہ وہ یہ کہے کہ رسول اللہؐ سے بڑہکر ابو بکر کو امت کا خیال تہا یا رسول اللہ سے بڑہکر ابو بکر دانا تھے جنہین یہ سب ضرورتین معلوم ہوین کہ ایک شخص کا ہونا ضروری ہے جو سب کا سرپرست وحاکم ہو۔

اب حضرات اہلسنت اسکے ذمہ وار ہین کہ وہ کوئی ایسی حدیث دکھائین جس مین حضرت نے اس قسم کی تقریر کی ہو اور صحابہ کو اختیار دیا ہو۔ کیونکہ ہم دکھا چکے ہین جس روز اسلام کی ابتدا ہوئی جس روز توحید خدا کا اعلان دیا گیا ہے اوسی روز رسول اللہؐ نے اپنی رسالت اور حضرت علیؑ کی خلافت کا اعلان دیا ہے اور آخری وقت وفات تک جبکہ وصیت نامہ لکھنا چاہا اس معاہدہ کو نباہا۔

جواب صحابہ اب سنئے کہ صحابہ نے ابو بکر کو جواب کیا دیا۔ وفی رواية قال لهم اترضون بخلافة خليفة اعينه لكم والله ما اٰلين لكم احد امن قرباى فقالوا قد رضينا من اخترت لنا فقال قد اخترت عمر فقال طلحة والزبير ما كنت قائلا لربك اذا وليته مع غلظته وفى رواية فقال طلحة اتولى علينا فظا غليظا ماذا تقول لربك اذا لقيته صفحہ ٢٦٩ تاریخ خمیس

یعنی صحابہ سے ابو بکر نے کہا تم راضی ہو اوس خلیفہ پر جسے ہم معین کرین کہ وہ ہمارے اہل قرابت سے نہین ہے صحابہ نے کہا ہم راضی ہین بتائیے کسکو خلیفہ مقرر کیا۔ کہا عمر کو۔ طلحہ اور زبیر نے کہا پھر خدا کو کیا جواب دوگے جو اس غلیظ شخص کو خلیفہ بناتے ہو۔ ایک روایت مین ہے کہ طلحہ نے کہا ایسے افظ و اغلظ کو خلیفہ مقرر کرکے خدا کو کیا جواب دوگے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ اسپر راضی نہین ہوئے کیونکہ طلحہ زبیر دونون معترض ہین یا بروایتے طلحہ معترض ہین اور لوگ ساکت ہین۔

بلکہ تاریخ کامل سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمن بن عوف بھی معترض ہین فقال انه افضل من رايك الا ان فيه غلظة صفحہ ١٦٣ جلد ٢

یعنی عبد الرحمن نے کہا عمر ہر طرح افضل ہیں ۔ مگر اون میں غلظت ہے ۔ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ وہ بھی راضی نہیں ہیں جسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے ۔

کتابت وصیت نامہ تاریخ کامل میں ہے ثم ان ابا بکر احضر عثمان خالیا لیکتب عہد عمر فقال له اکتب بسم الله الرحمن الرحیم هذا ما عهد ابو بکر بن ابی قحافه الی المسلمین اما بعد ثم اغمی علیه فکتب عثمان اما بعد فانی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب ولم آلکم خیرا ثم افاق ابو بکر فقال اقرء علی فقرء علیه فکبر ابو بکر وقال اراک خفت ان یختلف الناس ان مت فی غشیتی قال نعم قال جزاک الله خیرا عن الاسلام و اهله ص۱۶۳

یعنی ابو بکر نے تنہائی میں عثمان کو بلا بھیجا کہ عہد نامہ عمر لکھیں اور کہا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عہد ابو بکر بن ابی قحافہ ہے طرف مسلمین کے ۔ اسکے بعد ابو بکر کو غش آ گیا اور عثمان نے یہ لکھدیا ۔ ہمنے عمر کو خلیفہ کیا اور تمہاری خیرخواہی سے باز نہیں رہے ۔ جب ابو بکر کو افاقہ ہوا تو کہا پڑھو کیا لکھا ہے ۔ عثمان نے پڑھکر سنایا تو ابو بکر نے تکبیر کہی اور کہا کہ تمکو اس کا خوف ہوا کہ لوگوں میں اختلاف پیدا ہو اگر ہم اسی غشی میں مرجائیں عثمان نے کہا ہاں ۔ ابو بکر نے کہا خدا تمکو جزائے خیر دے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ خلافت عمر پر راضی نہ تھے تب ہی نہ عثمان کو تنہائی میں بلوا کر وصیت نامہ لکھوانا شروع کیا ۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ابو بکر نے ابھی نام نہیں لکھوایا تھا کہ اونکو غش آ گیا ۔ عثمان نے جلدی سے عمر کا نام لکھدیا کہ شاید ابو بکر اسی غشی میں مرجائیں تو ممکن ہے لوگ اختلاف کریں ۔ اسلئے عمر کا نام لکھدیا جسپر ابو بکر نے اللہ اکبر کہا اگرچہ کسی وجہ سے ہو ۔

تو کیا رسول اللہؐ کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپنے غلطی کی جو تمامی صحابہ کے روبرو قلم دوات طلب کیا ۔ اگر تنہائی میں منگا کر لکھواتے ہوتے تو یہ خرابی نہ پڑتی ؟ یا یہ کہا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ کا کوئی ایسا خیرخواہ اور دلی دوست نہ تھا کہ جسطرح عثمان نے تنہائی میں آکر لکھدیا اوسی طرح رسول اللہ کا بھی وصیت نامہ لکھدیتا کہ حضرت یہ

حسرت تو دل مین نہ رے جاتے کہ ہمارا وصیت نامہ بھی نہ لکھا گیا۔

مگر بہرحال یہ پوری طور سے معلوم ہوا کہ صحابہ اس خلافت عمری پر راضی نہ تھے اور بلا رضامندی اونکے عمر خلیفہ بنائے گئے کیونکہ تاریخ خمیس مین ہے فلما کتب ختم الصحیفۃ واخرجھا الی الناس وامرھم ان یبایعوا لمن فی الصحیفۃ حتی مرت بعلی فقال بایعت لمن فیھا وان کان عمر فوقع الاتفاق علی خلافۃ ص ۲۶۸

جب وہ وصیت نامہ ختم ہوا تو اوسپر مہر دی گئی اور نکالا گیا وہ وصیت نامہ طرف آدمیون کے اور حکم دیا گیا کہ بعیت کرو اوس شخص کی جسکا نام اس تحریر مین ہے۔ جب یہ حضرت علیؑ پاس وہ سربمہر لفافہ پہونچا تو حضرت نے کہدیا کہ ہمنے بعیت کی اوسکی جسکا نام اسمین ہے اگرچہ عمر ہون اسطرح سے حاصل ہوا اتفاق۔

ہمکو اس مورخ کے اس نتیجہ سے یہان بحث نہین ہے کہ وہ اسطرح کے اقرار بعیت سے اتفاق و اجماع کا نتیجہ نکالتا ہے کیونکہ اگر اسکا نام اجماع رکھا جائے تو اس سے بمراتب بڑھکر اجماع یزید کے لئے ہوا جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا۔

مگر یہ تو بہرطور ثابت ہوا کہ قبل اسکے عمر صاحب کی خلافت پر اجماع نہین ہوا تہا بلکہ بجائے اجماع یہ حکم نافذ ہوا پہر تبائیے اجماع کہان رہا کیونکہ طلحہ زبیر عبدالرحمان سب مخالف ہین۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مین ہے فقال لہ رجل ما فی الکتاب یا ابا الحفص قال لا ادری ما فی الکتاب ولکنی اول من اسمع واطاع قال ولکنی واللہ ادری ما فیہ امرتہ عاما اول وامرک العام ص ۳۳

یعنی عمر صاحب جب اپنا خلافت نامہ لیچلے تو راہ مین کسی نے پوچھا اسمین کیا ہے تو عمر صاحب نے جواب دیا کہ ہمکو معلوم تو نہین ہے۔ مگر جو کچھ اسمین لکھا ہے اوسکے سب سے زیادہ مطیع ہم ہین جسپر سائل نے کہا کہ اگر تم نہین جانتے تو ہم جانتے ہین کہ سال گذشتہ تمنے انکو خلیفہ بنایا تھا اور اس سال اونہون نے تمکو خلیفہ بنایا۔

شیعو نکے تقیہ پر تو اسطرح کے اعتراضات ہوتے ہین کہ تقیہ ہی سے اونکا کفر و نفاق نکالا جاتا ہے۔ مگر حضرت عمر کی اس صریح دروغگوئی کے نسبت کیا ارشاد ہوگا جو فرما رہے ہین

ما ادری کہ ہم نہین جانتے ۔کیونکہ اہلسنت تقیہ کے توکسی طرح قائل نہین ہین بجز اسکے کیا کہہ سکتے ہین ۔ کہ عمر صاحب نے صریحی دروغ کا ارتکاب کیا جسکی ضرورت بھی کسی طرح نہ تھی کیونکہ وہی تین منٹ مین یہ راز فاش ہونیوالا تہا ۔ پھر نہ معلوم کیون ایسے دروغ صریح کا ارتکاب کیا گیا ۔

حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدے من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولٓئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون ۔ کہ جو لوگ چھپاتے ہین ہماری آیات بینات کو اونپر لعنت کرتا ہے خدا اور لعنت کرنیوالے ۔ تو کیا اس آیت سے کسی طرح خلیفہ دوم نکل سکتے ہین اور وہ لاعنون بجز شیعہ کون ہین جو بمعیت خداوند عالم لعنت کرتے ہین ۔

لطف تو یہ ہے کہ عمر صاحب نے اوس امر کو چھپانا چاہا جس سے سب واقف تھے کہ ابوبکر کی خلافت ہی اس غرض سے ہوئی ۔ چنانچہ اوسی سائل نے کہدیا کہ اگر تم نہین جانتے تو ہم جانتے ہین کہ اوس سال تمنے انکو خلیفہ بنایا ۔ اور اس سال تمنے اپنا بدلا وصول کرلیا ۔

افسوس ہے کہ حضرت عمر ایسا شخص جو ابتدا سے خلیفہ گر تہا اور اب خود خلیفہ ہو رہا ہے محض للہ فی اللہ یہ جھوٹھ بول رہا ہے کہ ما ادری ۔ حالانکہ یہ وہ امر تہا کہ نہ فقط وہی صحابہ اس سے واقف تھے جو مدینہ منورہ مین تھے بلکہ شام مین جو صحابہ فتوحات مین مشغول تھے ۔ وہ بھی جانتے تھے کہ ابوبکر کے بعد عمر ہی خلیفہ ہونگے ۔

چنانچہ کتاب الامامۃ مین ہے وکان اھل الشام قد بلغھم مرض ابی بکر واستبطؤا الخبر فقالوا انا لنخاف ایکون خلیفۃ رسول اللہ قد مات وولی بعدہ عمر فان کان عمر ھو الوالی فلیس لنا بصاحب وانا نری خلعہ ص۳۳ یعنی اہل شام کو مرض ابوبکر کا حال معلوم ہوا تہا ۔ پھر کچھ خبر نہ معلوم ہوئی تو کہنے لگے کہ خلیفہ رسول صنے انتقال کیا ہو اور اونکی جگہ عمر خلیفہ ہوئے ہون ۔ اگر ایسا ہے تو وہ نہ ہمارے خلیفہ ہین نہ ہم اونکو خلیفہ جانتے ہین بلکہ ہم خلع کرتے ہین ۔۔

عن ام رقد اھمنی فافرجیہ عنی کومنہ ۔ اپنی بیٹی ام المومنین حفصہ کے پاس گئے
تشتاق المراءۃ الی زوجھا فحفصت اور کہا اے بیٹی مین تجھ سے ایک بات
مااسہا واستحییت قال فان اللہ پوچھتا ہون جس نے مجھے غم مین ڈالا ہے
لا یستحیی من الحق فاشار بیدھا تو بیان کرکے رفع غم کردے (وہ یہ کہ) کتنے
ثلٰثۃ اشھر والافاربعۃ اشھر دنون مین عورت مرد کی مشتاق جماع
ہو جاتی ہے یہہ سوال سنکر حضرت حفصہ نے شرماکر سر جھکالیا حضرت فاروق نے فرمایا
کہ بیشک اللہ حق بات سے نہین شرماتا ہے (اس کہنے پر) حضرت حفصہ نے انگلیون
سے اشارہ کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ عورت تین ماہ یا حد درجہ چار ماہ کے بعد مفتو
جماع ہوجاتی ہے انتہی محصلاً اگرچہ اس مدت کی تحقیق ازواج سے یا کنیزون وغیرہ
سے ممکن تھی لیکن یہ نہ پوچھنے کی بات جوان رانڈ بیٹی سے پوچھ بیٹھے اور کچھ پروا
نہ کی -!

رسوخ فی الایمان حضرت فاروق کا لکھنا کامل طور پر تو علماء و محققین
سے بھی ممکن نہین مگر ہان بطور اشارات بعض قصص مشہورہ کے حوالے دئے
جاتے ہین اور صرف ایک قصہ کو چند اسناد کے ساتھ پیش کردیا جاتا ہے -

نزول وحی خدا پر پیغمبر خدا نے حضرت ابوہریرہ کو من قال لا الہ الا اللہ
دخل الجنۃ کی منادی کیلئے اپنی نعلین مبارک دیکر بھیجا اور بغیر رعایت اہانت
مولی حضرت فاروق نے حضرت ابوہریرہ سے دہول دہپا کیا اور آنحضرت سے
عرض کیا کہ لوگ عبادت خدا ترک کردینگے اس حدیث صحیحین مین سوچنے کی بات
یہہ ہے کہ آیا اس منادی کے قبل لوگون کی ترک عبادات کا علم خدا و رسول کو بھی
تھا یا نہ تھا اگر تھا تو حضرت فاروق کا رسوخ فی الایمان معلوم اور جو نہ تھا تو
اسلامی ہنڈورہ ہی مہمل ہے اسکا ترک اولی و انسب ہے -

ابی بن سلول منافق کے جنازہ کی نماز کا قصہ کہ آنحضرتؐ کو حضرت فاروق
نے گھسیٹا اور نماز نہ پڑھنے دی اور پھر پیغمبر کے خلاف حضرت عمر کی رائے مطابق

وحی نازل ہوئی یعنی منافق کے جنازہ کے نماز کی ممانعت ہوگئی اور ایسی ہی مخالف وحی کا نزول کتب صحاح سے کئی مقام پر ہوا ہے۔ چنانچہ قصہ اسیران بدر مین اور پردہ کے باب مین پس ان قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ پیغمبر خدا کو کچھہ فہم نہ تھا بلکہ حضرت فاروق ان واقعات سے شریک فی النبوۃ ثابت ہوتے ہین اور اگر نفس الامر مین پیغمبر صلعم خدا کا فہم درست تھا اور حضرت فاروق شریک فی النبوۃ نہ تھے تو رسوخ فی الایمان غائب بلکہ اوس کے برعکس نتیجہ ہویدا۔

ان قصص کے علاوہ صلح حدیبیہ مین الست نبی اللہ حقا کا شور وغل توریت کے قراءت پر پیغمبر خدا کی حضرت فاروق پر غضبناکی اقرع بن حابس کی امارت کا جھگڑا اور آیت لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کا بحق شیخین نزول انحراف جیش اسامہ ان الرجل لیھجر کا شور وشغب غرض بکثرت قصص ان بزرگ کے فسادات اور مخالفت رسول کے ہین جنکی تفصیل اس مختصر مین نہین ہوسکتی

خصائص نسائی صفحہ ۱۳ ذکر صلح حدیبیہ مین ہے کہ قبل ترتیب صلحنامہ کچھہ لوگ آنحضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپکے ہمسایہ اور حلیف یعنی ہم عہد ہین آپ ہمارے غلامون کو واپس دیجیے جو آپکی طرف بھاگ کر آگئے ہین انکو اسلام اور فقہ اسلام سے رغبت نہین ہی پس آنحضرت نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ تو اس باب مین کیا کہتا ہے اونہون نے عرض کیا کہ یہ مشرک سچ کہتے ہین کہ آپکے پڑوسی اور حلیف ہین پس آنحضرت

فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ النبی ثم قال لعمر ما تقول فقال صدقوا لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ النبی ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ بالایمان فلیضربنکم علی الدین

غضبناک ہوئے پھر عمر سے فرمایا کہ تیری کیا رائے ہے اونہون نے بھی یہی کہا کہ مشرک سچے ہین پس آنحضرت اور بھی غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ قریشیو خدا کی قسم تمپر اللہ ایک ایسے شخص کو مقرر کریگا جسکے دل کا امتحان خدانے ایمان کے ساتھہ کیا ہے پس وہ

قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ھو الذی یخصف النعل

دین کے باب مین تمہاری گردن ماریگا ابوبکر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون آنحضرت نے فرمایا نہین عمر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون آنحضرت نے فرمایا نہین وہ وہ شخص ہے جو نعلین ٹانک رہا ہے انتہی محصلاً

اسی مضمون کی دوسری حدیث ہے جسکی بقدر ضرورت یہ عبارت اور ماحصل ہے کہ جب آنحضرت نے شیخین سے مسلمانون مین آجانے والون کی نسبت

قال رسول اللہ لتنتھن بنو وکیع اولابعثن الیھم رجلا کنفسی یتقدم فیھم امر فیقتل المقاتلۃ ویسبی الذریۃ فقال فما راعنی الا وکف عمر فی حجزتی من خلفی قال ما تعنی قال ما ایاک و لا صاحبک قال فمن تعنی قال خاصف النعل

راے لی اور ان دون صاحبون نے صدق قوالجیرانک وحلفاءک کہا تو آنحضرت نے فرمایا کہ (یہ مالزادی کے جنے) ہرگز باز نہ آینگے جب تک مین اپر ایسے شخص کو نہ مقرر کرون جو میرا جیسا ہو جو میرے حکم کو ان مین جاری کرے اور قتال کرے (راوی کہتا ہے) آنحضرت نے فرمایا کیا دیکھتا ہون کہ یکایک عمر نے میری کمر مین آکر ہاتھ ڈالدئے اور کہا کہ سچ بتاؤ کہ اوس سی آپ کی کون شخص مراد ہے آنحضرت نے فرمایا نہ تو نہ تیرا دوست یعنی ابوبکر حضرت عمر نے کہا اور کون آنحضرت نے فرمایا نعلین ٹانک نے والا انتہی محصلاً۔

یہ حدیث مختلف طرق اور الفاظ سے مستدرک حاکم مصابیح بغوی مشکوۃ ولی الدین خطیب صحیح ترمذی ابوعیسی باب مناقب علی مین ربیع بن حراش سے بھی مروی ہے لیکن اون کتب مین قصہ کی صراحت ہے مگر شیخین کے نامون کی صراحت اسطرح پر نہین اسوجہ سے طوالت کو ترک کیا گیا۔ اگرچہ رسوخ فی الایمان کی حالت تو معلوم ہو گئی لیکن علماء اسلام نے جو اس حدیث

کی شروح فرمائی ہین گو وہ شروح حدیث خصائص نسائی کی نہین ہین مگر نفس مطلب ایک ہی اس بنا پر صرف ایک شرح کی عبارت لکھ دیتے ہین۔

علامہ ملا علی قاری نے شرح مصابیح حدیث ابو داؤد مین لکھا ہے لفظ ردهم الیهم

قوله ردهم الیهم امر مخاطب فغضب رسول الله علیه السلام لانهم عارضوا حکم الشرع فیهم بالظن والتخمین وشهدوا لاولیائهم المشرکین بما ادعوه لانهم خرجوا هربا من الرق لا رغبة فی الاسلام وکان حکم الشرع فیهم انهم صاروا بخروجهم من دار الحرب مستعصمین بعروة الاسلام احرارا فکان معاونتهم لاولیائهم تعاونا علی العدوان قوله ما اراکم تنتهون النفی وان دخل علی اراکم ظاهرا لکنه بالحقیقة ینفی لانتهاء ای اراکم ما تنتهون من تعصب اهل مکة حتی یبعث الله علیکم من یضرب رقابکم علی هذا ای علی هذا الحکم وابی ان یردهم ای وابی النبی صلعم ان یردهم الی العدوان۔

جو صیغہ امر حاضر ہے تو اون صحابہ نے ردهم الیهم کہکر رسول خدا کو مامور (اور خود آمر نے) بنایا کہ انکو واپس کر دو پس اسی سبب سے رسول خدا غضبناک ہوئے کیونکہ اون صحابہ یعنی شیخین نے معارضہ کیا حکم شرع کا اپنے ظن و تخمین سے اور اپنے اون دوستون کی تصدیق کی جو مشرک تھے اور اسکے مدعی تھے کہ بوجہ خوف غلامی فرار ہو کر آئے ہین نہ رغبت اسلام سے۔ حالانکہ شرع کا حکم اون کے بارہ مین یہ تھا کہ جب لوگ دار الحرب سے خارج اور ریسمان اسلام سے متمسک ہون تو وہ سب آزاد ہو گئے تو اب جو اون صحابہ یعنی شیخین نے مدد کی تو یہ تعاون علی العدوان یعنی اسلام کے دشمنون کی اعانت ہے اور یہ جو آنحضرت نے فرمایا ما اراکم تنتهون پس اگرچہ حرف نفی لفظ اراکم پر داخل ہے مگر مراد یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہین کہ تم باز نہ آوگے کفار مکہ کی حمایت سے جبتک کہ تمپر خدا مبعوث نہ کرے ایسے شخص کو جو اس حکم کی مخالفت پر قتل کرے اسکے بعد آنحضرت نے اونکے سوال کو رد کیا اور غلامون کو اونکے حوالہ نہ کیا انتہی محصلاً حدیث مذکور کی شرح کے ایسے ہی الفاظ اور انکے ہم معانی وربتہ ملا علی قاری نے اپنی شرح مشکوٰۃ مین اور علامہ طیبی نے کاشف

شرح مشکوۃ مین اور توریشتی نے میسر شرح مشکوۃ مین لکھے ہین جنکے مطالب خطابی کے مطابق بلکہ کچھ زیادہ ہی ہین پس جن جن علما اور اونکے مقلدین نے جناب پیغمبر خدا میں جناب اسامہ کے مفضول اور شیخین کے فاضل ہونیکا دعوی کیاہے اونہین لازم ہے کہ وہ شیخین کی بیعت منقضو مذکورہ سے نصف ہی اسناد جناب اسامہ کی پیش کردین تو ہم مان لینگے کہ اونکا دعوی حق بجانب ہے ورنہ حق غیرت اسلام اور حمیت ایمانداری یہ ہے کہ جناب رسالتمآب کی گود کے پلے ہوئے خانہ زاد کو مشرک زادون سے مفضول نہ بنایا جائے۔

ناظرین یقین جانین کہ اگر پیغمبر خدا یہ فرماتے کہ ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور اون سے بغض کفر ہے تو پھر ہم بھی شیعون سے بڑہکر قلمی لکھو لدیتے مگر اس حدیث صحیح کا موہنہ ہے جو کچھ نہین کہ سکتے۔ روی عن ابن عدی عن انس عن النبی صلعم انہ قال حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضہا کفر (از تحفہ اثنا عشریہ)

جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار اور دوست شریف تھے ویسے ہی حضرت فاروق کے تھے اسلئے تبرکاً اجمال اونکا بھی ذکر خیر کر دیا جاتا ہے۔

تفسیر فخر رازی تحت آیہ بعصم الکوافر مین ہے کہ عقبہ بن معیط کلال کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت فاروق نے بعد ہجرت نکاح کیا تھا تاریخ کامل ابن اثیر بیان ۳۶ ہجری قصہ الحاق زیاد سے معلوم ہوتا ہے کہ کلالون کی خدمہ قرم ساقی ہی تھی کیونکہ ابا مریم کلال سے ابوسفیان نے رنڈی بلوائی تھی جیساکہ آیندہ معلوم ہوگا اور اونکی پہلی زوجہ ام کلثوم جرول خزاعی کی بیٹی وہ ان ام کلثوم کے علاوہ تہین اور تفسیر مذکور سے پایا جاتا ہے کہ ایک ام کلثوم زوجہ عمرو عاص جو اپنے بہائیون کے ساتھ بہاگ کر قبل فتح مکہ مدینہ آئی تہین اونسے بھی حضرت فاروق نے نکاح کیا تھا ان ہی التباس اسماء ازواج کے سبب سے بعض بیوقوف یہہ سمجھے کہ ام کلثوم بنت علی سے بھی حضرت فاروق نے نکاح کیا جو محض لغو ہے کیونکہ یہ تمام ازواج فاروق شہادت امام حسین علیہ السلام کے قبل مرچکی تہین اور زید بن عمر کی ماں ام کلثوم یہ دونون ماں بیٹے ایک تاریخ مین حسن مجتبی علیہ السلام کے زمانہ مین مرچکے تھے جنکے جنازون کی نماز جناب امام

نے پڑہائی تھی اور جواہر شہید کربلا یہ لاولد اور وقت شہادت سید الشہداء ہم
اخی علیہ السلام موجود نہیں اس بناپر حضرت فاروق کا داماد علی ہونا محض لغو ہے
زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی حضرت فاروق کے حقیقی عم زاد بھائی
اپنی دادی کے بطن سے تھے اور بغلبہ فاروق عشرہ مبشرہ سے ہوگئے تھے (ازالۃ
والسیاستہ وفتح الباری وغیرہ)

قدامہ بن مظعون عدوی حضرت حفصہ کے ماموں حضرت فاروق کے سالے
اور انکے باپ بدری تھے۔ حضرت فاروق نے انکو امیر بحرین کردیا تھا وہان انہون
شغل شرب خمر جاری کیا حضرت جارود نے مخبری کی اور حضرت ابوہریرہ نے گواہی
دی اس بناپر انکو بلا کر پوچھا تو یہ ایسے مفسر اور ماہر قرآن نکلے کہ واہ جی واہ یعنی انہ
نے جواب مین یہ آیت پیش کی جسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک
لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات عمل کئے اونہون نے جو کچھ کھایا او
جناح فیما طعموا الخ کوئی حرج یعنی گناہ نہین۔ مراد یہ
معاذ اللہ گویا خدا نے شرب خمر کی اجازت دی تھی اس مضمون کی حدیث ازالۃ
الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ دہلی مین موجود ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بروے حیوٰۃ الحیوان دمیری ابوجہل کے
ہم پیشہ یعنی لوہار تھے یہ حضرت تیر بناکر بیچتے تھے اسی تناسب کے سبب سے آپکو عشرہ مبشرہ مین دا
کیا گیا ہو تو عجب نہین۔ شرب خمر کے معزز جلسون مین شیخین کے علاوہ یہ بھی شریک ہو
تھے چنانچہ ایک انصار کے جلسہ مین جہان مغرب کی نماز مین یہ قراءت پڑہی گئی تھی ق
یا ایہا الکافرون عبد ما تعبدون ٥ و انتم عابدون ما اعبد ٥
وانا عابد ما عبدتم و انتم عابدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین ٥
اوس جلسہ مین جناب موصوف بھی موجود تھے اور جب ایک انصاری نے ہجو مہاجرین
ایک قصیدہ پڑہا تو جناب موصوف ہی نے اونٹ کی ہڈی سے اوس ہاجی کی خبر لی
جس سے اوسکے ضرب شدید آئی اور یہ قصہ آنحضرت تک پہنچا اور پھر شراب کی حرم

نازل ہوئی مقدمہ سنن ابی حنیفہ مرویہ خصفکی کے صفحہ ۱۷ ترجمہ سعد موصوف مین ہے
وکان قصیراً غلیظاً عظیم الراس صلب کہ یہ پستہ اندام بدمزاج یا بھدے بڑا
الاصابع (الی ان قال) قال القاری سر اور موٹی انگلیون والے تھے اور
ولاہ عمر وعثمان قاری نے کہا کہ یہ عمر وعثمان کے دوست
تھے اس دوستی کا ثبوت تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی مین ہے وہ یہ کہ امام
قال الزھری والعجب ان عبد اللہ زہری اوستاد امام مالک نے کہا کہ ابن
بن عمر وسعد بن ابی وقاص لم یبایعا عمر اور سعد بن ابی وقاص پر حیرت ہے
علیاً وبایعا یزید بن معویہ کہ ان دونون نے علیؑ سے بیعت نہین
کی اور یزید بن معویہ سے کی۔

مغیرہ بن شعبہ یہ حضرت فاروق کے اخص الخاص اور لنگوٹیے ہین شرح
نہج البلاغہ جزء ثانی قصہ مغیرہ مین طبری و واقدی اور مالک بن اوس ابن الحدثان
سے روایت ہے کہ جناب مغیرہ بصرہ سے مدینہ حسب الطلب فاروق جارہے
عن مالک بن اوس ابن الحدثان قال قدم تھے رستہ مین بنی مرہ کی ایک
المغیرۃ علی عمر فتزوج فی طریقہ امراءۃ من بنی لڑکی پسند آئی اوس سے نکاح
مرہ فقال لہ عمر انک لفارغ القلب کیا (جب حضرت فاروق نے سنا
شدید الشبق طویل الغرمول۔ تو فرمایا) کہ بیشک تو بڑا بیکرا
کثرت جماع کا حریص اور رکیر خر اہے انتہی محصلاً۔

ظاہر ہے کہ ایسے مخفی ومستور اعضا اور خلوتی افعال کا علم بغیر کوشش
یا اخلاص کامل کے نہین ہوا کرتا اور حضرت فاروق کے اس کہنے کی وجہ موجہ یہ تھی
کہ حضرت فاروق نے ان مہاجر صاحب کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا اور وہان انہون
نے ام جمیل بنت افقم زوجہ حجاج بن عتیک سے زنا کیا ابھی یہ صاحب اپنے کام
مین مصروف تھے کہ حضرت ابو بکرہ صحابی غلام پیغمبر خدا نے خود دیکھا اور اوسکے
برادر اخیافی زیاد اور نافع اور شبل بن معبد موجود تھے ان سبکو بھی وہین

دکھایا کیونکہ جس مقام پر جناب مغیرہ مصروف کار تھے وہ مکان حضرت ابوبکرہ کے مکان کے سامنے تھا اور ہوا کے زور سے سامنے کی کھڑکی کھل گئی تھی۔ الغرض ابوبکرہ اور اہل بصرہ اس حرکت سے جناب مغیرہ سے برہم ہوئے اور خلافت مین فریاد کی وہان سے جناب مغیرہ کی طلبی ہوئی جیپر عدالت فاروق سے توقع مشہور تھی کہ انکا رجم ہو جائیگا لیکن اوس سفر عزم مین بھی یہ بغیر عورت کے نرہ سکے اور بنی مرہ کی لڑکی سے نکاح کیا وفیات الاعیان ابن خلکان تاریخ طبری کنز العمال وغیرہ مین یہ قصہ بشرح وبسط موجود ہے پھر جس فدائی طور پر جناب مغیرہ کو رجم سے بچایا گیا اور جس بیدادی سے عینی شہادتون کو رد اور صحابیون پر حد قذف جاری کی گئی ہے وہ ناگفتہ بہ ہے۔

ان مہاجر صحابی نے جو اسلام پر احسان کیا ہے شاید کسی اور نے نہین کیا ہوگا وہ یہ کہ زمانہ خلافت اولی کی بیعت کے بعد بنی ہاشم اور جناب امیرؑ کی مخالفت کرنے مین جو کچھ یہ جوڑ چلے ہین اوسکی گواہ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ہے اوسکے صفحہ ۲۶ مین حضرت عباس کو فقرہ دینے کا ذکر ہے دوسرے بعض کتب سے واضح ہے کہ یزید کی ولیعہدی کی بیعت کا خیال اور اوسکی تکمیل انہی کے دم قدم سے ہوئی ہے ورنہ معاویہ کے فرشتون سے بھی نہو سکتا ان صفات کے علاوہ اور بھی ان بزرگ کے صفات کتب علماء اہلسنت مین درج ہین۔

عمرو بن العاص بن وائل۔ یہ صاحب امراء فاروق سے ہین۔

حیوٰۃ الحیوان دمیری مین ہے کہ یہ صاحب ذات کے قصائی تھے اور انکی والدہ کی تعریف مین کسی عرب نے یہ شعر لکھا ہے۔ رجلہا مرفوعۃ للفاعلین ربابہا مفتوحۃ للداخلین تنزیہ الانساب عن شیوخ الاصحاب کے باب پنجم مین مستطر زین الدین محمد المعروف بہ ابن الخطیب الاشہی اور انسان العیون حلبی کے حوالہ سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے جس سے شعر مذکور کی تصدیق ہوتی ہے جسکا وقیل انہ امہ ای ام عمرو بن العاص کانت حاصل بہت فاحشہ ہے جس سے بغیا عند عبد اللہ بن جدعان فوطئہا ہم اپنی کتاب کو گندہ کرنا نہین چاہتے

بنگال اور اودھ کو عموماً ۔ بہار اور پنجاب کو خصوصاً خصوصیت کے ساتھہ معلوم ہوگیا ہی کہ عرق کمونی اور ملح ثلثین ۔ دونون دوائین امراض معدہ یا شرکی معدہ کیلئے عام اشتہاری دواؤن سے بالکل الگ اثر رکھتی ہین اور رئیسے سریع التاثیر ہو رتمام نفع کے باعث ازحد عزت کی نظر سے دیکھی جاتی ہین صرف انہین دوان نے مقبولیت حاصل کرکے کارخانہ کی اور کارندون کی بھی سچائی اور دیانت و خوش معاملگی پوری طرح ثابت کردی ۔ انہین دو دواؤن کی وجہ سے لوگونکو ہمت ہوئی کہ اور مختلف امراض کی دوائین طلب کرین ۔ اور کامیاب ہوے ۔ اسکے علاوہ کیسے کیسے معززین اور علماءدین اور شہزادگان اور تعلقہ داران یا اڈیٹران اخبارات و رسائل نے بے وجہ اسناد ہمین عنایت فرمائی ہین ۔ قیمت عرق کمونی فی بوتل عہ ، فی شیشی ۶؍ ملح ثلاثین فی شیشی عہ ؍

عرق مرکب ۔ تپ و لرزہ ۔ ورم جگر خصوصاً اطفال کیواسطے بے مثل ہی قیمت فی بوتل عہ ۔ فی شیشی ۶؍ مدمل القروح جملہ اقسام سوزاک کیلئے عموماً جس مین قرحہ پڑگیا ہو خصوصاً لاثانی ہی قیمت فی شیشی ۶؍ سرمہ زرد تمام امراض چشم کیلئے گویا کیمیا قیمت فی شیشی مع سلائی ۸؍ معجون لبوب مقوی اعضای رئیسہ جو چند دنون ۶ ماشہ کہانے سے کل اعضا مین قوت بڑہاتی ہی قیمت فی تولہ ۲؍ ۴۰ تولہ ۵

المشتہر منیجر کارخانہ حکیم ایس ۔ ایم ۔ سجاد پٹنہ سٹی ۔ ٹیلیگرافک پتہ حکیم سجاد پٹنہ

اشتہار گوہر بار

جن حضرات شیعیان صاحبان والاشان کو قرآن مجید مترجم شیعہ مجتہد قبلہ و کعبہ جناب مولوی سید علی صاحب لکہنوی کا متن مین اردو ترجمہ اور جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی اعلی اللہ مقامہ کی تفسیر خلاصۃ المنہج کا ترجمہ حاشیہ پر ہی جسمین خداوند عالم نے اپنے بندہ خاص جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی تعریف فرمائی ہی اور ذکر خلافت بھی جناب ملا صاحب نے خوب شرح لکھا ہی ہو لینا منظور ہو تو کارڈ بھیجکر طلب فرماوین ۔ تفصیل ہدیہ حسب ذیل ہی ۔ فی پارہ بارہ آنہ دو پارہ کا پیکٹ عہ کا ماہواری ۔ فی قرآن شریف عہ مگر پورے قرآن شریف کے لینے والے کو ۶ کمیشن مجرا ملینگے ۔ دو جلد کے خریدار کو عہ کمیشن مجرا ملینگے ۵ جلد کے خریدار کو عہ دس جلد کے خریدار کو للعہ ۲۵ جلد کے خریدار کو عہ مجرا ملینگے ۔ اس سے زیادہ کے خریدار کو فی سیکڑہ ۲۰ مجرا ملیگا ۔ تاجر لوگون کے ساتھ بشرط نقد روپیہ دینے کے خاص طور پر رعایت کیجائیگی ۔ اور اگر کوئی کل جلدین قریب ۲۰۰ و پارے جسقدر ہون لیگا تو بہ کفایت دی جائینگی ۔ اور دیگر کتب ذیل بھی قیمتاً بھیجی جاسکتی ہین جنکی قیمت حسب ذیل ہی ۔ ذریعۃ النجاۃ جلد اول و دوم ۱؍ اربعین فی فضائل مولانا امیر المومنین ۔ قول فیصل ۔ جوشن مترجم جوشن کبیر و صغیر ۔ حمائل تعویذ ہی ۲؍

المشتہر سید محمد اصغر حسین مالک دفتر مطبع نور الہی آگرہ گلابخانہ

کیا آپ اسکو معمولی بات سمجھتے ہین

کہ دفتر اصلاح کس طرح آپکے قوم و مذہب کی خدمت مین سرگرم ہے۔ یہ دفتر تیرہ برس سے قائم ہے جسسے چند متین کین بزرگان قوم اس سے بخوبی آگاہ ہین۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی حصہ ہزار کے سرمایہ سے قائم کی گئی مگر قوم کی ناتوجہی سے سرمایہ نہ فراہم ہوا تاہم چار کتابین اس سے شایع ہوچکین۔ ایک مناظرہ امجدیہ حصہ دوم جو ۲۰×۲۶ کی تقطیع پر صفحہ ۳۲۲ پر ختم ہے قیمت عہ دوسری تاریخ الاذان تیسری تصحیح تاریخ حصہ اول ۱۲ چوتھے عقل و تہذیب الحدیث۔ ان کتابون نے سنی حلقہ مین ایک تہلکہ کردی ہے۔ اگر آپنے جلد منگایا تو پھر انکا ملنا محال ہوگا کیونکہ بہت کم نسخے چھپے ہین علاوہ ان کے حسب ذیل کتابین بھی آپکو دفتر اصلاح سے ملسکتی ہین مناظرہ امجدیہ حصہ اول ۱۲ دفع الوثوق عن نکاح الفاروق ۱۲ رسالہ وضو۔ انجم ۵ جسمین کلوخ لینا بدعت قرار دیا گیا ہے۔ البسملہ تنقید بخاری حصہ اول۔ جواب تبصرہ جسمین حضرت سکینہ کے ناول کا محققانہ جواب ہے۔ مقدمہ شرح نہج البلاغہ ۱۲

الشمس۔ ایک دوسرا ماہوار رسالہ ہے جو اسی دفتر اصلاح سے شایع ہوتا ہے جسمین صرف تحریف قرآن کی بحث ہوتی ہے اسنے سنیونکو ایسا شرمندہ کیا کہ غیرت دار تو اب اسکا نام بھی نہین لیتا کہ کوئی شیعہ تحریف قرآن کا قائل ہے۔ چار جلدین اسکی مکمل ہوچکین جسکی اصلی قیمت ملے ہے۔ مگر تخفیفی قیمت صہ علاوہ محصول ڈاک۔ الشمس جلد پنجم کے ساتھ آیات بینات بحث فدک کا جواب بھی شایع ہورہا ہے اور نیز مرزائیون کی خلافت راشدہ کا جواب بھی۔ یہ رد الملاحدہ سالانہ قیمت عہ

تازہ خریداران اصلاح کو مژدہ اگر صرف ۸ر محصولڈاک آپ چندہ اصلاح عہ کے ساتھ منظور فرمائین تو اصلاح جلد ۱۱ مفت مل سکتا ہے۔

صرف ۸ر محصولڈاک زیادہ دینا ہوگا۔ مگر یہ رعایت صرف ۳۰ ربیع الثانی تک ہوگی اور وہی لوگ مستفید ہوسکتے ہین جو اس ایک ماہ کے اندر خریدار اصلاح ہون۔

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر

الا قتل الحسین یزید

اصلاح

یا لیتنی کنت معہم فافوز فوزا عظیما

...ست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
...۱۴	اڈیٹر	۱
...ن	//	۳
	//	۵
...وشیاری	//	۸
	//	۱۱
...اب	//	۱۳
...المبر	//	۱۷
	جناب سید غلام قاسم صاحب	۲۵
...ی مدرسا ورسی شیعہ کے تعلقات	نامہ محقی	۳۵
...لوٹ	المکرم و اڈیٹر	۴۱
...ات محرم	اڈیٹر	۴۸
...خبار		۵۳

مرتبہ علی حیدر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

مدرسہ یتیم خانہ فنڈ - جناب مولوی سجاد حسین صاحب مدرس ۲ عہ ۱۵ میزان سابق لاعہ ۱

ان کل میزان

صلاح پرنٹنگ کمپنی - بقیہ جناب سید محمد تقی صاحب خلف ۳۶۵ صہ جملہ عہ

آل انڈیا شیعہ گزٹ - اس نام کا ایک اخبار محلہ یحییٰ گنج لکھنؤ سے نکلنے والا ہے جس کا سب سے پہلے خیر مقدم اصلاح کرتا ہے - ابھی سہ روزہ ہو گا سالانہ چندہ سے - خدا کرے ہمارا ایک بھائی اور ... سے ہمارا بوجھ ہلکا ہو اور مصیبتوں میں کمی ہو - مراسلات بنام سید یاد علی صاحب منیجر ہونی چاہیئے -

خلافت بلا فصل - قابل دید رسالہ ہے جو جناب منشی سید عنایت حسین صاحب شیدا ریاست محمود آباد ضلع سیتاپور سے مفت صرف ار محصولڈاک سے ملتا ہے ضرور طلب فرمائیے کہ قابل دید ہے -

سوانح عمری امیر مختار - یہی وہ کتاب ہے جس سے مومنین کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں - اور دل خوش ہوتا ہے کہ میر مختار رضی اللہ عنہ نے کس کس طرح قاتلان جناب امام حسینؑ سے انتقام خون لیا ہے - نہایت تفصیل اور بسط سے یہ کتاب لکھی گئی ہے - بقیمت ۸ہر تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی آغا میر سے منگا کر ضرور دیکھیے -

دینیات کی تیسری کتاب مصنفہ جناب حکیم حافظ مولوی سید فرمان علی صاحب دام عزہ مدرس اعلیٰ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ - بھی بفضلہ چھپ کر تیار ہے - تعریف کی ضرورت نہیں - کیونکہ اسکی پہلی و دوسری کتاب سے قوم اچھی طرح روشناس ہو چکی ہے - صرف منگا کر دیکھنا اور بچوں کو تعلیم دینا باقی ہے صفحہ ۱۹۶ پر تمام ہے قیمت نہایت ارزاں ۶ر انجمن رضویہ پٹنہ سے طلب فرمائیے -

فلسفہ اسلام - اس نام کی ایک کتاب جناب راجہ امام علیخانصاحب رئیس ہٹوا متو ضلع بارہ بنکی نے تصنیف کی ہے جسکی فہرست نہایت عمدہ خوشخط - اعلیٰ درجہ کے کاغذ پر چھپی ہوئی دفتر میں موصول ہوئی ہے جسکے فہرست مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعاً یہ کتاب فلسفہ اسلام ہوگی - اصل کتاب تو ہنوز چھپی نہیں - دو جلد ونکی قیمت عہ مقرر کی ہے ۲۰×۲۶ کی تقطیع پر ہزار صفحہ کی کتاب تیار ہو - اگر خریداروں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہوگی تو غالباً قیمت میں تخفیف بھی ہو - شائقین کتاب ہذا صرف درخواست خریداری سے مصنف کو مطمئن کریں کہ ممدوح اس کتاب کو چھپوا ڈالیں - اور ایک بڑی ضرورت رفع ہو -

لائق طبیب ڈاکٹر - کی اگر کسی رئیس کو ضرورت ہو تو دفتر اصلاح سے مراسلات کریں -

پیشنماز طبیب کی اگر ضرورت ہو تو جناب میر مہدی حسن صاحب سرسی ضلع مراد آباد سے مراسلات کرنا چاہیے -

جناب باقر حسین خانصاحب مدرس دوم انگریزی جو اسوقت مدرسہ سلیمانیہ میں انگریزی کی تعلیم دیتے ہیں اور انگریزی انٹرنس تک اور فارسی و ہندی وناگری درجہ مڈل تک حاصل کی ہے اور پندرہ برس سے زیادہ طریقہ تعلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱ | بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۳

عظم اللہ اجورنا بمصابنا بالحسین علیہ السلام وجعلنا من الطالبین بثارہ مع ولی

الامام المہدی من آل محمد علیہم السلام

اصلاح [illegible] نمبر دہم

حامداً و [illegible]

الحمد للہ کہ اصلاح جلد ۱۲ عزای امام مظلوم میں تمام ہوئی اور اب جلد ۱۳ شروع ہو رہی ہے جس سے امید ہے کہ یہ عزای شہدائے کربلا روز بروز ترقی کرے کیونکہ ہماری تمامی ترقیاں اسی عزاداری سے وابستہ ہیں جیسے رسول اللہ نے خود اپنی حیات میں خود بپا کیا بلکہ قبر میں بھی آرام سے نہ رہ سکے اور اپنی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کو خواب میں اپنی عزاداری کی صورت دکھائی اور حضرت ابن عباس [illegible] صحابہ کو بھی۔

لہذا ہم اگر مومن ہیں ایمان دار ہیں تو ہمارا فرض ہونا چاہیئے کہ اس عزائے امام مظلوم کو ہمیشہ قایم رکھیں کیونکہ یہ سلسلہ شہادت ختم ہوا ہے نہ سلسلہ ظلم اعدای دین۔ آپ اس نمبر میں اخبار اہلحدیث۔ الحکم قادیان وکیل امرتسر وغیرہ جیسے اخبار کی وہ تحریریں دیکھینگے جن میں کوشش سے اس مقدس عزاداری کے مٹانے کی کوشش کی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے صرف مرزا حیرت تعلیم اڈیٹر النجم اسکے منکر ہوئے تھے جو اوس زمانہ میں مرزا سے خاص تعلق رکھتے تھے۔ اور اب یہ خلفائے اربعہ آمادہ محو دین ہیں تو خدا ہی حافظ ہے۔

تنہائی اصلاح ان سب کے مقابلہ میں صرف ایک اصلاح ہے جو ہزاروں مصیبت سے مہینہ میں ایکبار شایع ہوتا ہے اور مخالفین کے اخبار روزانہ ہیں کوئی ہفتہ میں دوبار ہفتہ وار تو اکثر ہیں پھر بتائیے یہ مقابلہ اوسی قسم کا ہے یا نہیں جو ۷۲ تن شہدائے کربلا کو ۳۰ ہزار فوج یزیدی سے پیش آیا تھا۔

مگر خداوند عالم کا وعدہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ ایسا سچا ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں

تنہا اصلاح انکے مقابلہ مین کیا کرتا ہے۔

کمی مضامین مناظرہ

ہمارا پہلے سے ارادہ تہا کہ مضامین مناظرہ کو کم کرین ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲۸ جلد ۱۲
جسپر مومنین کے اسقدر خطوط آئے کہ ہمکو حیرت ہوئی پہلے وہ رای دی گئی تھی
اور اب یہ اصرار ہے کہ ہرگز ہرگز مضامین مناظرہ نہ کم کیے جائین۔ اسکی کیا وجہ؟ مگر ماہ محرم کا چاند ہونا تہا کہ مروانی فوجون
مین خون یزیدی جوش مارنے لگا جس سے معلوم ہوا کہ مومنین کا خیال بہت صحیح تہا کیونکہ حدیث مین ہے المومن
ینظر بنور الایمان۔ دوسری حدیث مین ہے اتقوا فراسۃ المومن جسنے واضح کردیا کہ مومنین بایقین کا
یہ اصرار از قبیل فراست ایمانی تہا۔

لہذا ہم پہلے اون حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے یہ رای دی۔ اور پہر اپنے مخالفین کا بہی شکریہ ادا کرتے ہین
جنہون نے بہت جلد بتادیا کہ ابہی ہمکو مہلت نہین مل سکتی۔

جس طرح جناب امام حسینؑ کو نماز کی مہلت نملی

نقصان اصلاح

مگر اس سے نہایت درجہ کا نقصان دفتر کو ہوگا کیونکہ سال گذشتہ کے اصلاح کا حجم ۴۹۰
صفحہ ہے جو مشمول ارسال الیدین کے صفحہ ۴۰۰ پر تمام ہوا ہے ۴۹۰ صفحہ ہوا تو کیا کوئی کتاب یا رسالہ اس حجم کا عہ پر
کوئی دیسکتا ہے کیونکہ منجملہ ۲ ۳ر تو محصول ڈاک جاتا ہے۔

یہی باعث ہے کہ دفتر کی مالی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی ہے حالانکہ عام قاعدہ ہے جس کارخانہ کو زیادہ زمانہ گذرتا
ہے اوسیقدر اوسکا استحکام بڑہتا ہے مگر اصلاح کی حالت بدتر ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ انسب کے علاوہ ۱۰۰ پرچے مفت بہیجے
بلاقیمت دیا جاتا ہے۔ اور ۲۰۳ نصف چندہ پر جاتا ہے جسکی ابتدا ۱۳ رجب سے ہوئی۔ اب آپ ہی غور فرمائیں
کہ کہانتک دفتر کی زیرباری ہو رہی ہے۔

اسلئے اب عام قاعدہ اس سال سے یہ مقرر کیا جاتا ہے کہ آیندہ کسیکے نام کوئی پرچہ مفت نہ جائیگا۔ ہان
اگر ہمدردان قوم چاہین تو کوئی رقم ایسی عنایت فرمائین جس سے وہ نادار غربا بہی اس رسالہ سے فیض
پا سکین جو کسی طرح قیمت دینے کی طاقت نہین رکہتے۔

دوسرا نقصان یہ ہوا کہ جن مضامین عالیہ کا سلسلہ پہلے شروع کیا گیا تہا وہ سب رہا جاتا ہے تفسیر اہل التعلیم
جو رہتا تحفہ الامامۃ ۱۶ صفحہ بہی نہ شایع ہو سکا کیونکہ صفحات کا حجم بہت بڑہ گیا ہے اور تاخیر اشاعت سے ضرورت
تعجیل ہے۔

شکریہ یہان بے اختیار شکریہ ادا کرنا پڑتا ہے جناب خان بہادر میر سید احسین صاحب وکیل ریاست لذہ کا جنھون نے بلا کسی تحریک کے دو چندہ اس غرض سے عنایت فرمایا کہ دو نادار کے نام جاری کیا جاے چنانچہ نمبر ۲۲۱۶ و ۲۱۶۱ کے نام جاری کر دیا گیا تھا ۲۱۶ پہلے سے خریدار تھے مگر بوجہ ناداری ارسال علحدہ ہوتے تھے۔

جناب میر سید محمد صاحب نبیرہ جناب ملا عابد علی صاحب مرحوم کا بھی شکر گذار ہون کہ نمبر ۲۹۰ کا چندہ اپنی جیب خاص سے عنایت کیا جس سے یہ لوگ بلا قیمت پرچہ پا رہے ہیں اور اپنے محسنونکو دعائیں دیرہے ہین چونکہ ہماری معزز قوم نہایت غیور ہے لہذا اون حضرات کا نام نہین ظاہر کیا گیا جنکے نام ان صاحبان سے پرچہ جاری ہوا۔

ہان ان دو بزرگونکا شکریہ بھی ضروری ہے جنھون نے سہ سالہ چندہ اصلاح دیکر شکر گذار کیا نمبر ۲۰۲۳ جناب مرزا مظفر علی صاحب قانونگوی سے نمبر ۱۳۱۸ جناب قاضی صاحب لعہ مگر اس نام کا ظاہر کرنا مناسب نہین کیونکہ حلقہ شرار مین قیام ہے۔

مین اون حضرات کا بھی کسیطرح شکریہ نہین ادا کرسکتا جو ابتدا سے سالانہ چندہ صہ عنایت فرماتے ہین۔

اون حضرات کا شکریہ بھی نہایت ضروری ہے جنھون نے ازراہ کمال قومی ہمدردی سے سالانہ اصلاح کا مقرر کیا جزاہم اللہ خیرا۔ کیونکہ جو رقم آتی ہے اسی کار خیر مین صرف ہوتی ہے۔

شکریہ معاونین مین کسی طرح اون معاونین کا شکریہ نہین ادا کرسکتا جن حضرات نے اس سنہ مین خریدار فراہم کرنے پر کمر ہمت چست باندھی ہے۔ انشاء اللہ ہر مہینہ مین شکریہ اون حضرات کا ادا کیا جائیگا مگر ہمکو پوری امید ہے کہ برادران ایمانی اپنے اس قومی رسالہ کی اشاعت مین خاص طور سے کوشش فرمائینگے کیونکہ اسکی خدمتین۔ اسکی زحمتین آپکے پیش نظر ہے۔ واللہ لا یضیع اجر المحسنین

ہان آپکو غیر و نیز نظر کرنا چاہیے کہ وہ کسطرح اپنے دنیوی اخبارونکی ہمت بڑھا رہے ہین کہ ایک ایک شخص بیس بیس خریدار فراہم کرتا ہے اور شب و روز اسی کوشش مین رہتا ہے۔

عرض حال اصلاح حسن انتظام سے ماہ شعبان تک شایع ہوتا رہا اوس سے امید بندھی تھی کہ عنقریب اسکی اشاعت بخوبی جاری ہوگی مگر ماہ رمضان مین ہمشیرہ مرحومہ اور ماہ شوال مین عم مرحوم کی یادگار کے غم نے کچھ ایسا بیکار کیا کہ وہ دو نمبر بھی تاخیر سے شایع ہوے ذیقعدہ کا پرچہ منشی کی علالت سے۔ اور ذیحجہ کا پرچہ جناب والد علام دام ظلہ کے بوجہ سلمکی علالت سے اسقدر تاخیر سے شایع ہوا کہ اسکے بعد محرم روانہ ہوا محرم کا یہ نمبر صرف کاغذ نہونیسے اسقدر دیر سے شایع ہوا کہ اب مجھکو کوئی حیرت نہین ہوتی۔ مگر اسقدر

ہو جس کا نا ضروری ہو نسخہ باب صفر قبل از ماہ میں شائع ہو گا انشاءاللہ لہذا جن حضرات نے ابھی تک چندہ نہیں عنایت کیا وہ جلد توجہ فرما کر بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں ۔

درخواست وطلو گوشت نام جنکا چندہ ... وصول ہو یا کوئی غلط نہیں آیا عام طور سے تمام کا وی پی جائیگا منظوری ونا منظوری سے بذریعہ ... والسی مطلع فرمائیں ۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ... مثل سابق پہلے ہفتہ میں اصلاح بھیج جائے

قومی حالات

انجمن ... سکریٹری جناب ڈاکٹر محمود الحسن صاحب ... خریدار اصلاح انجمن حیدریہ سادات ضلع ... سکریٹری جناب سید محمد کاظم صاحب بسرپرستی جناب سید نور الحسن صاحب رئیس سادات ۔ انجمن عزاداری کا ... ضلع ... آنریری سکریٹری جناب سید فیاض حسین صاحب کی رپورٹیں دفتر اصلاح میں موصول ہوئی ہیں جنپر اسوقت مفصل ریویو تو نہیں ممکن ہے مگر ہم کسی طرح ان حضرات کا شکریہ نہیں ادا کر سکتے جو اس طرح کی انجمنیں قائم کرتے ہیں کیونکہ جبتک ہم قوت متفقہ سے کام نہ لینگے ہمارا کوئی کام درست نہیں ہو سکتا ۔ ہمارا مقدس مذہب محفوظ رہ سکتا ہے ۔ اسوقت نہایت سخت ضرورت ہے کہ ہر ہر قریہ ہر ہر ... ہر ہر گاؤں ہر ... اتحاد ... کیلئے انجمنیں قائم کیجائیں جنمیں اور مقاصد دینیہ کے ساتھ عزاداری امام مظلوم پر ... خاص طور کی توجہ ضروری ہے کیونکہ مخالفین دین خاص طور سے اسپر حملہ آور ہو رہے ہیں ۔

ضرورت

... قصبہ ... ضلع مظفر نگر میں کوئی عزاخانہ نہ تھا مجلسوں میں سخت دقت ہوتی لہذا قرب وجوار کے مومنین کی ہمت سے ایک شہ نشین اور ایک دالان طیار ہو گیا ہے ایک درجہ اور باقی ہے جسکے لئے قوم سے اپیل ہے کہ اس عزاخانہ کو مکمل کرا دیں مراسلات ومنی آرڈر بنام سید غلام حسنین صاحب مہتمم عزاخانہ موضع سکھیڑہ ڈاکخانہ ... ضلع مظفر نگر ہونا چاہیئے ۔

شکریہ وافسوس

شکریہ تو اسکا ہے کہ امامباڑہ گول کوٹھی کے منتظم یا منیجر اس خوش اسلوبی سے امامباڑہ کا انتظام کر رہے ہیں کہ ہر طرف سے شکریہ کی آواز آ رہی ہے ۔ یہ امام باڑہ حضور نواب بہادر مرشد آباد دام اقبالہ کا ہے جسکے منتظم ایک نہایت ہی خدا ترس مومن ہیں ۔

افسوس اسکا ہے کہ مغلیہ مسجد نہایت ابتر حالت میں ہے ٹرسٹیوں کو کچھ فکر ہی نہیں نہ خبر ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے یہ مسجد عالیشان حاجی مرزا علی بصراوی مرحوم کی یادگار ہے جسکی آمدنی بہت کافی ہے مگر منتظمین کی

بدانتظامی سی نہایت ابتر حالت مین ہی ہم اسپر اسوقت کچھ زیادہ لکھنا نہین چاہتے صرف ٹرسٹیونکو متنبہ کردیتے ہین کہ وہ جلد اسطرف متوجہ ہون ورنہ پوری حالت ظاہر کی جائیگی۔

عشرہ محرم امین آباد ضلع گوجرانوالہ یہان پانچ سال سے ایک انجمن نصرت اسلام کے نام سے جاری ہے جسکی غرض انسداد عزاداری ہے تعزیہ کی راہ مین ایک مسجد ہے جسمین تین سال سی عین اسیوقت مین جب تعزیہ لیجاتے ہین انجمن کا سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ دو برس قبل بحسن انتظام جناب بچہ اسد اللہ خانصاحب تحصیلدار وخانصاحب محمد خانصاحب سب انسپکٹر پولیس وہ مجمع منتشر کیا گیا۔ حالانکہ دونو صاحب سنی المذہب تھے مگر امام مظلوم کے غم کی انہون نے یہ عزت کی کہ سنیونسے اس قسم کا مچلکا لیا کہ کسیطرح مراسم عزاداری مین وہ لوگ مزاحم نہون جس سے دو سال تک عشرہ بخوبی انجام پاتا رہا۔

امسال پھر انمین جوش آیا اور ایک اشتہار اس مضمون کا شایع ہوا کہ ۲۳ جنوری روز یکشنبہ (یعنی روز عاشورہ) پانچوان سالانہ جلسہ مسجد میان رحیم بخش مین قرار پایا ہے یہی مسجد راہ مین عزادارونکے پڑتی ہے جسپر ہزارہا سنیونکا مجمع ہوا۔ مگر خدا جزائے خیر دے جناب تحصیلدار صاحب کو اور سب انسپکٹر صاحب کو جنہون نے عین موقع پر اسکا تدارک کیا۔ بس سے امسال تو خیریت ہوئی مگر خطرہ کا خوف ہر وقت ہے۔

تعجب تو یہ ہے کہ یہ اشتہار ایک ایسے مطبع سے شایع ہوا جسکی منظوری گورنمنٹ سے نہین لی گئی تھی اور نہ کوئی جلسہ بغیر منظوری دئے سپرنٹنڈنٹ ہو سکتا ہے اسپر بھی صرف تحصیلدار صاحب کی طرفداری سے نہ ملزم چالان کئے گئے نہ کوئی اونکی تدارک ہوئی۔

ہمکو حکام ضلع سے امید ہے کہ اسکی کافی تحقیقات کرکے پورا انسداد کرینگے جس سے آیندہ فساد نہ ہو ورنہ آپ سمجھ سکتے ہین کہ عین عاشورہ کے روز سالانہ جلسہ کس غرض سے ہو سکتا ہے کیا تمام سال مین یہی ایک روز ایسا متبرک ہے جس روز سالانہ جلسہ ضروری ہے۔ ان حالات پر سنی اڈیٹرونکا زور شور یہی رہتا ہے کہ فساد ہمیشہ شیعونکی طرف سے ہوتا ہے۔

تعزیہ داری قصبہ سرسی ضلع مرادآباد میر مہدی حسن صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ایک شخص سنی المذہب مظفر علی کی دراندازی سے ابھی تک نہ وہان مہندی اوٹھائی گئی نہ تعزیہ۔ سیا بچہرا شیعہ کے مراسم عزا جو صدہا سال سے جاری تھے ایک شخص کیوجہ سے معطل ہو رہے ہین۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ کو ابھی تک باضابطہ اطلاع نہین دی گئی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

بمبئی کے نسبت یہ خبر ہے کہ کچھ ایسے ہی امور پیش آئے کہ تعزیہ نہین اوٹھائے گئے مگر تعجب سے معلوم ہوتا ہے کہ صلح ہو گئی

تفریح لکھنؤ ناقل ہے، ایکی مرتبہ لکھنؤ مین سنیون نے تعزیہ داری موقوف رکھی۔ نزول بلا آخا کی انتظا

انتظام محرم کیلیے لکھنؤ مین متعدد اضلاع سے جو سو سے زیادہ کانسٹبل اور افسران پولیس بلائے گئے ہین

لکھنؤ۔ ڈھاکہ۔ رنگون۔ کلکتہ۔ اور بارہ بنکی مین نہایت امن کے ساتھ محرم ہو گیا۔

مقام پرانا پوکھر (غالبًا یہ مقام سورت مین ہی) مین شیعہ سنیون مین سخت فساد ہو گیا جسمین سو آدمی فریقین کے قتل ہوئے۔

لکھنؤ بارہ بنکی کی نسبت النجم لکھتا ہے "گورنمنٹ کا انتظام بہت معقول تہا نہایت امن کیساتھ زمانہ گذر گیا لوگ کہتے ہین کہ جیسے لکھنؤ آباد ہوا ایسا سونا محرم کبھی نہیں ہوا بارہ بنکی مین البتہ پوری رونق کے ساتھ عشرہ ہوا" اس سے معلوم ہوا کہ تعزیہ داری کو باعث رونق اسلام جانتے ہین حالانکہ سو رضا اردیچہ مین تعزیہ کو حرام و بدعت کہتے ہوئی لکھتے ہین "بعض لوگ اپنی نادانی سے تعزیہ کو دین اسلام کی شوکت جانتے ہین سو یہ اونکی سخت غلطی ہے۔ اسلام کی شوکت خدا تعالی کی فرمانبرداری سے ہوتی ہے بے فرمانی سے نہیں ہوتی کیا زمانہ سلف صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین اور اہل بیت کیوقت مین کسینے تعزیہ بنایا تہا" اب دونون فقرونکو ملایئے تو معلوم ہوا کہ جب تعزیہ موجب شوکت اسلام نہیں ہے تو پہر اس جملہ کے کیا معنی ہوے۔ "بارہ بنکی مین البتہ پوری رونق کے ساتھ عشرہ ہوا" یہی منافقانہ تقیہ ہے کہ اپنے اصلی مطلب کو ظاہر نکیا۔

علیپور کلکتہ کے نسبت معلوم ہوا کہ مٹیا برج مین چاباری جہنڈی کا سامان کیا گیا تہا مگر بیدار مغز حکام نے اس بدعت جدیدہ کا پہلے ہی اسکا ایسا انسداد کیا کہ یہ فتنہ سر نہ اوٹھا سکا۔ سال گذشتہ عظیم آباد پٹنہ کے بیدار مغز مجسٹریٹ ضلع نے بھی یہی انتظام کیا تہا جس سے یہ بدعت تمام سے موقوف ہوئی۔

شیرامپور متصل کلکتہ مین درمیان مہترون اور مسلمانونکے کچھہ فساد ہوا۔

وطن راوی ہے کہ پرانے پنجاب کے سنی شیعونمین سخت طور پر فساد ہوا جسمین ایک سو جانین ضائع ہوئین جسکو اہلحدیث سات سو مقتول اور سات سو زخمی بتاتا ہے۔ کاش اب بھی حضرات اہلسنت تقلید سے توبہ کرین۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ "نیک حسینے نیست کہ گرد و شہید۔ ورنہ بسیار اندر عالم یزید"

لاہور کا محرم قابل دید تہا از بس نواب حاجی فتح علی خان بہادر قزلباش بالقابہ کی خاص اور عالی ہمتی نہایت ہی قابل قدر ہے۔ در اصل اسی خاندان والا شان کے حسن عقیدت سے لاہور مین عشرہ محرم اس شان

سے انجام پاتا ہے کہ دشمن ہو دشمن کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے چنانچہ پیسہ اخبار وطن سب ہی اسکے مداح ہیں۔
ان حالات سے ہم اس نتیجہ پر ضرور پہونچتے ہیں کہ ہمارے مخالف محض دنیادار ہیں۔ ہمکو ہر وقت اسپر عمل کرنا چاہیئے۔ دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ۔

اہلحدیث لاہور کا جلسہ ۶ جنوری ۱۴ محرم کو محمڈن ہال لاہور میں شیعوں کے لیے نہایت تکلیف دہ تھا کیونکہ واعظوں کی تقریر نہایت دل دکھانیوالی تھی۔ اسپر دعوی اتحاد ہے مذا شیعوں کو اسکی توفیق دے کہ اپنے دشمنوں سے علیحدہ رہیں۔

وزیرآباد کا محرم جناب منشی عنایت علی صاحب جماعت شیعہ لکھتے ہیں۔ شہر وزیرآباد میں عشرہ محرم کے روز ماتم ہوا کرتا تھا۔ مگر الحمد للہ والمنہ کہ امسال بس زور کا ماتم ہوا ہے کہ مخالف انگشت بدندان ہیں۔ وزیرآباد۔ گوجرانوالہ سیالکوٹ وغیرہ میں عام طور سے دیکھا گیا ہے کہ وہابی لوگ بہ لباس واعظان اسقدر دہائی دیتے پہرے کہ الہی کوئی تعزیہ نہ دیکھے۔ ایمان سے خارج ہوجاویگا۔ کوئی مہندی میں شامل نہ ہو کافر ہوجاویگا۔ کوئی مجلس عزا میں ذکر سنا کرنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ سیکڑوں اشتہار ثناء اللہ امرتسری وہابی کے تقسیم ہوتے پہرے مگر خدا کے فضل اور جناب حسین علیہم السلام کے اعجاز نے انکو ایسی ندامت دلائی کہ لوگوں نے ان مخالفین کی ہائے وائے کو مثل گوز شتر تصور کیا۔ یہانتک کہ بیحد قہقہے اڑایا کئے۔

اسیطرح یہ کہ سینکڑوں سنی۔ وہابی۔ وغیرہم ہماری ساتھ مجالس عزا میں شریک ہوتے رہے مگر کسی ایک نے بھی دوبارہ نکاح نہیں پڑھوایا۔ بلکہ سب کے سب اسی اسقاط مناکحت پر نازاں ہیں۔
شاید صرف ڈرانیکے لیے ہوگا۔ ہاں ثناء اللہ کے اشتہاروں میں لوگ بتاشے پان مٹھائی وغیرہ ڈالی پہرے باوجود دیہات کے عظیم تعزیہ داری کے شہر میں تخمیناً چھ سو ماتم دار تھے۔
اس سال وزیرآباد کی ماتم داری نے جملہ مخالفین کو عموماً اور اشتہار دہندگان ستمگر کو خصوصاً وہ ندامت دلائی کہ اگر انسان ہونگے تو بجز امید کافی ہے کہ آیندہ سر نہ اوٹھائینگے۔

دلدل پر کبوتر گھوڑے پر بیٹھا تہا جو خون سے آلودہ تھا۔ اور بغیر کسی چیز کے باندھنے کے دن بہر اسپر بیٹھا رہا۔ کہ ایک اعجاز بن گیا لوگوں نے شرطیں لگائیں اور غوغا مچ گیا کہ جانور بغیر باندھے کیسے بیٹھا ہے۔ کئی لوگ صرف اسی کبوتر کو مع دلدل کی گریہ وزاری کے دیکھکر حلقہ ماتم میں شریک ہوئے۔ جو وزیرآباد میں نئے دیکھے یہ لطف دیکھا گیا ہے کہ کوئی میلہ نہیں۔ کوئی دوکان خرید و فروخت کی دوسرے شہروں کے مانند نہیں کھلتی۔
الحاصل بعینہ روز ماتم نظر آتا ہے خدا اس شہر کے باشندوں کو جزا امن رکھے۔ اور مگر اہوں کو صراط مستقیم دکھاوے

احوال ایران جہانتک خبرین آتی ہیں خوش آیند ہیں امید افزا امن وامان مین ترقی ہو رہی ہے انتظام درست ہو رہا ہے مگر روس کی چالبازیان کم نہین ہوتین۔ محبان وطن بہی نہایت مستعدی سے ملک وملت کی خدمت پر آمادہ ہین۔ تفصیلی حالات انشاء اللہ آیندہ نمبر مین شایع ہونگے۔

خطابات سال نو **خان بہادر** کے خطاب سے (۱) جناب سردار محمد علی خانصاحب قزلباش (۲) وجناب میر بشیر حسین صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس (۳) جناب سید شوکت حسین صاحب انسپکٹر پولیس۔ (۴) جناب منشی [illegible] احمد [illegible] خانصاحب [illegible] سرفراز کیا گیا۔

خانصاحب کے خطاب سے جناب مولوی حسین علی خانصاحب تحصیلدار (۲) جناب منشی محمد کاظم صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات لاہور سرفراز ہوئے۔ خداوند عالم ان حضرات مومنین کو یوماً فیوماً ترقی مناصب عطا کرے کہ حفاظت دین واعانت مومنین مین زیادہ کوشش کا موقع ملے۔

شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد مرحوم نے ۸۲ سال کی عمر مین انتقال کیا اور امام باڑہ گامی شاہ مین اوسوقت اونکا جنازہ آیا جب مجلس عزا قائم تھی جسکے خاتمہ پر اہل مجلس اور مشایعت کنندگان جنازہ نے جنکی تعداد تخمیناً ہزار ہوگی نماز جنازہ پڑہی اور پیوند خاک کیا۔ رحمہ اللہ۔

المحدیث کی ہوشیاری اگرچہ قاعدہ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔ ہمکو اسکی ضرورت نہ تھی کہ المحدیث مورخہ ۱۱ جنوری پر توجہ کرین جسمین اڈیٹر صاحب بعنوان "اصلاح کیون خاموش ہے" لکھتے ہین کہ جتنے علماء شیعہ سے عموماً اور اڈیٹر اصلاح سے خصوصاً چند بار درخواست کی کہ وہ اقبین کی نزاع کو قرآن سے تصفیہ کرلین پھر اسی مضمون کو ۱۸ جنوری مین بہی دہرایا ہے۔

اس تحریر مین جسقدر دروغ گوئی سے کام لیا گیا ہے اب ہمکو خود شرم آتی ہے کہ کے دفعہ اسکی تصحیح کیجائے اور کہانتک اسپر لکہا جاوے کیونکہ آپ میری تحریر کبہی شایع کرینگے نہ جواب دینگے جب کوئی خریدار اخبار آپکو پہہ طعن آمیز تحریر لکہیگا کہ اصلاح کا جواب کیون نہین لکہتے تو آپ اسی قسم کی ایک تحریر شایع کردینگے کہ اصلاح کیون خاموش ہے جسکی غرض وہی عوام فریبی ہے کہ جہین جسطرح خلیفہ اول نے اپنی حقیت خلافت کے دلائل پیش کرکے قبضہ کیا اوسیطرح مولوی ثناء اللہ صاحب بہی اپنے مذہب کی حقیت پر ثابت قدم ہین۔ حالانکہ اصلاح بابت ماہ شوال ۱۳۲۸ھ سے ہر دفعہ آپکی ہر ہر تحریر شایع کیجاتی ہے اور ہر دفعہ جواب تفصیلی کہ اکثر اجمالی دیا جاتا ہے۔ مگر آپکو تو یہ لٹکا لگا ہے کہ اصلاح کیون خاموش ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جو برتاؤ آپکا اصلاح کیساتھ ہے وہی غالباً احمد رضا خانصاحب کیساتھ بھی ہے جو اونکے جوابوں کو ہضم کرکے وہ بریلوی حب شاہ گرفتار مشہور کرتے ہیں کہ وہ جواب سے عاجز آگئے جسکا سب سے بڑا قرینہ یہ ہے کہ النجم نے بھی اس مضمون کو شایع کیا حالانکہ وہ تو حنفی ہیں جس سے کبھی گمان بھی نہیں جاتا کہ النجم اونکا مخالف ہو مگر چونکہ النجم کا اشتہار آپنے شایع کیا تھا لہذا النجم نے بھی غالباً آپکے لئے اس مضمون کو شایع کیا۔

آپلوگونکا یہ طرز عمل سب خلیفہ دوم سے ماخوذ ہے جسکو شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں۔

فلولا مقالۃ قالہا عمر عند وفاتہ لم یشک المسلمون ان رسول اللہ قد استخلف ابابکر ولکنہ قال عند وفاتہ ان استخلف فقد استخلف من ہو خیر منی وان اترکم فقد ترککم من ہو خیر منی فعرف الناس ان رسول اللہ لم یستخلف احدا فکان عمر غیر متہم علی ابی بکر ص ۲۳۰

یعنی اگر عمر صاحب بوقت وفات اپنی ایک کلمہ نہ کہتے تو مسلمانوں کو کسی طرح اسمیں شک نہ ہوتا کہ رسول اللہ نے ابوبکر کو خلیفہ کیا ہے۔ مگر چونکہ عمر صاحب نے مرتے وقت یہ کہا کہ اگر خلیفہ کریں تو اونسے بھی خلیفہ کیا ہے جو مجھسے بہتر تھا۔ اور اگر چھوڑ دیں تو اوس شخص نے بھی ترک کیا جو مجھسے بہتر تھا لہذا لوگونکو معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے کسیکو خلیفہ نہیں کیا اور عمر صاحب ابوبکر کے بارہ میں کسی طرح متہم نہ تھے۔

جس سے بصراحت ظاہر ہے کہ خلیفہ اول و دوم نے اپنی ابتدای خلافت میں اصلاح کا جال پھیلا رکھا تھا کہ سب ہی جانتے تھے کہ یہ لوگ بحکم رسول اللہ خلیفہ ہوے۔ مگر عمر صاحب کے اس جملہ نے کہ نہیں خلیفہ کیا اونسے جو مجھسے بہتر تھا سبکو چونکا دیا اور بتا دیا کہ یہ خلافتیں بحکم رسول اللہ نہیں تھیں جس سے عثمان صاحب کو وہ خمیازہ اوٹھانا پڑا۔

یہی اصول آپنے بمقابلہ اصلاح اختیار کیا ہے کہ بار بار پوچھتے ہیں اصلاح کیون خاموش ہے حالانکہ اصلاح نے ایک دفعہ نہیں چند بار آپ پر حجت تمام کی مگر آپ بمصداق ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ مجبور ہیں کہ کسی طرح اصلاح کی وہ تحریرین آپکے سمع و بصر تک نہیں پہنچتیں یا بمصداق لا یجاوز حناجرہم کہ قرآن انکی حلق سے نیچے نہیں اوترتا کسی طرح اون تحریروں کو نہیں دیکھتے جن میں صرف قرآن مجید سے استدلال کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو اصلاح جلد ۱۲ عنوان اہلحدیث کا تمسک قرآن سے بجواز متعہ صفحات ۲۲ دیکھو کہ آپنے خود ... بعد شوال ۱۳۲۹ کا جواب ۱۲ ... میں شایع کیا۔

[illegible] قرآن [illegible] | [illegible] کی [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible]

[illegible] خاموش ہے

[illegible] خاموش [illegible] اگر نہیں [illegible]

[illegible] یا نہیں ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] وعدہ [illegible] خیانت [illegible]

[illegible] ماہ جنوری

[illegible] اسے خدا اور رسول کا [illegible] جناب [illegible]

[illegible] تعلق ہے جو آپکے وعدے [illegible]

جناب مولوی محمد [illegible] علی صاحب [illegible]

وعدہ خلافی سے اب [illegible] ہو رہا ہیں۔ آپکے [illegible]

جلد [illegible] میں [illegible]

کر رہے ہیں کیونکہ طرفین کی تحریر [illegible]

یہ خیانت کر رہے ہیں کہ اپنے فریق مخالف کی تحریر [illegible] کسی طرح شائع نہیں کرتے ہیں [illegible]

فیصلہ کا موقع [illegible] صفت [illegible] میں [illegible]

[illegible] کیا۔ اور [illegible]

جلد ۱۲ میں اوسکی تشریح مذکور ہے۔ [illegible]

ہے کہ آپکے امیر المومنین عثمان نے عبدالرحمن بن عوف کو [illegible] کیا تھا [illegible]

ہوا۔ [illegible] جناب مولوی محمد حسین صاحب [illegible]

حضرت عثمان کہتا تھا عبدالرحمن بن عوف [illegible] والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

قبول حق۔ [illegible]

اطلاع [illegible] کوشش [illegible]

[illegible]

[illegible] محمد علی [illegible] کیا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کبھی ان امور کا اظہار نہیں پسند کرتے تھے مگر اصلاح کے اصرار پر حسب ذیل حضرات کا نام لکھا ہے جو ممدوح کی تعلیم و تلقین سے لوگوں نے مذہب حق قبول کیا۔

۱ سردار علیشاہ ولد شہابل شاہ سادان کی ضلع سیالکوٹ
۲ اللہ دتہ ولد الجوایا کبیر والہ حال جھنگی ضلع ڈیرہ غازیخان
۳ غلام محمد ولد ملو ساکن چک نور شاہ ضلع ملتان
۴ بہاول ولد ہدایت ساکن موضع ″
۵ امام علیشاہ ولد سید گلاب شاہ صاحب ضنالدہی ضلع گوجرانوالہ
۶ محمد خان ولد کرم دین چیمہ ساکن ″
۷ صوبہ ولد حیات وریخ ساکن ″
۸ نور شاہ ولد قلندر شاہ گھوکے ای ضلع گوجرانوالہ
۹ عباس علیشاہ ولد سردار شاہ ساکن ″
۱۰ حیات محمد ولد امام دین دوکاندار سرگودہ
۱۱ سید رحمت علیشاہ ولد سید غلام مرتضی صاحب موضع لودھیری ضلع سیالکوٹ
۱۲ قادر بخش ولد اللہ دتہ دوکاندار کبیر والہ ضلع ملتان
۱۳ سید احسن بخش بخاری ساکن موضع بخاری ضلع مظفر
۱۴ سید سلطان شاہ بخاری ساکن موضع ″
۱۵ سید امام بخش شاہ بخاری ساکن موضع ″
۱۶ حسن بخش شاہ بخاری ساکن موضع ″
۱۷ سید عظیم شاہ بخاری ساکن موضع ″
۱۸ شیخ عطاء اللہ ولد دین محمد کوٹ ردو ضلع مظفر
۱۹ میاں غلام محمد چوہان ساکن موضع ″
۲۰ [illegible] علی ولد اللہ [illegible] ساکن [illegible] ضلع مظفر
۲۱ غلام حسین سلوڈونٹ ہائی سکول مظفر گڈھ
۲۲ نبی بخش کاریگر موضع لدہی والہ ضلع گوجرانوالہ
۲۳ عبد اللہ ولد گگو کشمیری ″ ″
۲۴ نبی بخش ولد نھو کشمیری ″ ″
۲۵ الہ بخش ولد کمون کبیر والہ ضلع ملتان
۲۶ الہ دتہ ولد نھو ″ ″
۲۷ ہدایت علی ولد پیڑا ″ ″
۲۸ بہاول خان ولد ″ ″
۲۹ الہ دتہ ولد میاں مراد ساکن سردار پور ضلع ملتان
۳۰ کریم بخش ولد مراد ساکن ″ ″
۳۱ حسین بخش حال خانیوال
۳۲ بڈھن شاہ ولد کرم شاہ موضع چوغطہ پنجوا
۳۳ احمد شاہ ولد کرم شاہ ضلع ملتان
۳۴ رجب علیشاہ ولد بڈھن شاہ تحصیل کبیر والہ
۳۵ مہدی شاہ ولد بڈھن شاہ
۳۶ مستورات اہل پردہ تین کس
۳۷ ″
۳۸ ″
۳۹ کاظم شاہ ولد شاہ محمد باقر پور ضلع ملتان
۴۰ امام بخش خان ولد الہ بخش خان محلہ شاہ گردیز شہر ملتان

الآل والاصحاب

اس مضمون کی ابتدا جلد ۱۱ اصلاح ۱۳۲۶ھ سے کی گئی تھی پھر جلد ۱۲ سنہ ۱۳۲۷ھ مین بھی تین نمبرون تک یہ سلسلہ قایم رہا مگر پھر یہ سلسلہ ترک کر دیا گیا۔ اصلی غرض اس تحریر کی صرف اسقدر تھی کہ صحابہ و اہلبیت طاہرین کے تعلقات پر ایک محققانہ نظر ڈالی جائے جس سے معلوم ہو کہ صحابہ کا سلوک اہلبیت طاہرین کے ساتھ کیسا تھا۔

اس مضمون مین جناب امام حسینؑ کو دربارہ مخالفت یزید تین رائے دی گئی تھی ایک یہ کہ آپ مکہ مین قیام فرما کر یزید سے جنگ کرین جسکی پوری حقیقت اصلاح جلد ۱۱ مین دکھائی گئی۔ دوسری رائے یہ دی گئی تھی کہ آپ مدینہ مین قیام فرمائین۔ یہ مضمون اصلاح جلد ۱۲ کے تین نمبرون مین شایع ہوا تھا کہ ناتمام رہا تیسری رائے یہ تھی کہ آپ جانب ملک یمن تشریف لیجائین اسپر ابھی تک کچھ لکھا نہین گیا تھا کہ مضمون ناقص چھوڑ دیا گیا۔

ہمارا ارادہ تھا کہ اسدفعہ بھی دو تین نمبرون تک بمناسبت محرم یہ سلسلہ قایم رہے پھر سال آیندہ کے لئے باقی چھوڑا جائے۔ مگر ایک طرف مومنین کے اصرار نے دوسری طرف منافقین کے شور و غل نے مجبور کیا کہ اس سال یہ سلسلہ پورے طور پر قائم کیا جائے جب تک تمام ہو جائے کیونکہ اس دو سال کے عرصہ مین کہ ۵۰ صفحہ اس مضمون کا شایع ہوا ایک شخص کی آواز بھی مخالفت اس مضمون کے ہمارے کانون تک نہین آئی۔ اہلحدیث۔ وکیل۔ کرزن گزٹ جو تمام دنیا کے متعصبین اخبارون مین مشہور رہین۔ ان مین بھی کسی نے ایک حرف اسپر نہ لکھا۔ مگر ماہ ذیحجہ ۱۳۲۸ھ کے اواخر سے النجم نے اسکی مخالفت شروع کی جسکے تعصب و شرارت سے تمام عالم واقف ہو کہ عداوت اہلبیت طاہرین اسکی گھٹی مین داخل ہے۔

ہمکو اسکی تحریرون کا مطلق خیال نہوتا کیونکہ خود اہلسنت نے اسکی خارجیت و ناصبیت کا اچھی طرح اقرار کر لیا ہے۔ جس سے اب اکثر حضرات اہلسنت متنفر ہو رہے ہین اور اگر خدا نے چاہا تو تمامی اہلسنت اس سے دست بردار ہو جائینگے۔

مگر پھلواری کی ایک شخص نام مشوق علی جسنے بھی ہے ادر مین ...

[illegible]

پہنچاؤں۔ کیونکہ اس مضمون [illegible] میں صرف یہ ہے کہ [illegible]

خاندان بنی ہاشم سے سب نکلے ہیں جو [illegible] کربلا زندہ ہے یعنی وہ شہید نہیں ہوئے جن سے

وہ اپنے مولود کے سر کٹیا [illegible] کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ہیں نے امام حسین کی اسقدر [illegible]

نہیں سمجھے کہ صحابہ کی شرکت صرف اس غرض سے نہیں مطلوب تھی کہ وہ حضرت کی امداد میں اپنی

جان دیتے بلکہ یہ غرض تھی کہ اگر وہ [illegible] ملک میں پیدا ہوا تھا کہ یہ صحابہ رسول ہیں

حضرت امام حسین کو بیت کیوں ان مصائب سے بچا سکتا تھا کیونکہ جب وہ [illegible]

دیکھتے کہ اصحاب رسول حضرت کے ساتھ ہیں تو ہرگز حضرت کو اس مصیبت سے نہ شہید کرتے جیسا

زید بن ارقم - و انس بن مالک - ابوبرزہ اسلمی وغیرہ صحابہ کبار [illegible] سے بچ کر رہ گئے کہ

وہ صحابہ ہیں حالانکہ اس واقعہ کے متعلق وہ ابن زیاد و یزید سے بہ درشتی پیش آئے تھے

ورنہ اگر یہ پانچ سات آدمی بنی ہاشم سے جو باقی رہ گئے اگر حضرت کے ساتھ بھی ہوتے تو کیا

نہیں ہوتا کہ جس طرح وہ لوگ شہید ہوئے یہ بھی شہید ہو جاتے۔ کیونکہ ان میں کوئی شخص ایسا

نہ تھا جس کی عظمت و جلالت جناب امام حسین سے بڑھی ہو۔ تو جن لوگوں نے امام حسین

کو شہید کیا انکو محمد بن حنفیہ و عبداللہ بن جعفر کے شہید کرنے میں کیا دریغ ہوتا۔

اس مضمون کی حقیقت تو آیندہ ظاہر کی جائیگی کہ محمد بن حنفیہ کو خود امام حسین نے

اپنا نائب مقرر کرکے قائم مقام مدینہ کیا اور عبداللہ بن جعفر کے ہاتھ جنگ صفین میں زخمی تھے۔

عبداللہ بن عباس آنکھوں سے معذور تھے یا ایسے ہی اسباب تھے۔ مگر یہاں اسقدر بیان کر دینا

کافی ہے کہ جو [illegible] مدینہ منورہ میں اسقدر [illegible] تھے جنہوں نے امام مظلوم کو اس بیکسی میں جانے دیا

[illegible] ان صاحب سے کوئی شخص بھی شریک امام نہ ہوا [illegible]

ذلت کی موت سے [illegible] مارے گئے

کتاب الامامة والسیاسة میں ہے [illegible] قتل [illegible] من قریش [illegible]

[illegible]

[illegible]

یعنی یہ واقعہ حرہ میں جو مدینہ منورہ میں بعد واقعہ کربلا کے تھوڑے عرصہ بعد ہوا تعداد مقتولین کی قریب سات سو انصار و مہاجرین و وجوہ الناس سے سات سو تھی۔ اور ان کے علاوہ سائر ناس سے دس ہزار آدمی مارے گئے علاوہ صبیان و نساء کے۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ یہ سات سو صحابہ اگر امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ کربلا میں ہوتے تو کیا آپ گمان کر سکتے ہیں کہ وہ حضرت اس بے کسی سے شہید ہوتے۔

پھر سائر ناس سے قطع نظر کرتے ہیں جن کی تعداد دس ہزار تھی اور جن میں بہت تابعین سے تھے کہ وہ لوگ اگر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ہوتے تو اسلام کو کیسا غلبہ ہوتا۔ بلکہ صرف ان سات سو صحابہ سے بحث ہے کہ اگر یہی لوگ امام حسینؑ کے ساتھ ہوتے تو کیا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ فرزند رسول اس بے کسی سے شہید ہوتا حاشا وکلا ہرگز نہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ ان سات سو صحابہ میں بدری کتنے تھے وہی کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں ہے ذکروا انہ قتل یوم الحرۃ من اصحاب النبی ثمانون رجلا ولم یبق بدری بعد ذلک

یعنی اصحاب نبی (بدری) اسی آدمی مارے گئے کہ پھر کوئی بدری اس کے بعد باقی نہ رہا۔
آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اگر صرف یہی اصحاب رسول جو بدری تھے جن کی تعداد اسی تھی لشکر امام حسینؑ میں جو کل (۷۲) آدمی تھے شریک ہوتے تو حضرت کا لشکر ۱۵۲ ہو جاتا جس سے آپ خیال کر سکتے ہیں کہ کس آسانی اور اس مصیبت سے وہ امام مظلوم شہید ہوتا۔

اب اس کو بھی سمجھئے کہ یہ واقعہ حرہ یا ایسے ہی اور واقعات کیوں ہوئے یہ محض من جانب خدا انتقام تھا خون امام حسینؑ کا جس کے معاوضہ میں خدا نے ان ظالموں سے انتقام لیا جیسا کہ مستدرک میں ہے۔ اخرج الحاکم فی مستدرکہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ جبرئیل اخبرنی ان اللہ عز وجل قتل بدم یحیی بن زکریا علیہما السلام سبعین الفا وھو قاتل بدم ولدک الحسین سبعین الفا وسبعین الفا ھذا اسناد صحیح وفی تذکرۃ الحافظ الذہبی فی ترجمۃ سعید بن جبیر ما لفظہ فی اخبار الایات حدثنا محمد بن سنان حدثنا ابو نعیم حدثنا

عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال اوحی اللہ الی محمد صلعم انی قتلت بیحیی بن ذکریا سبعین الفا وانی قاتل با بن ابنتک سبعین الفا وسبعین الفا وعبد اللہ خرج لہ مسلم ۔
یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ خون یحییٰ کے عوض مین خدا نے ستر ہزار آدمیونکو قتل کیا اور تیرے فرزند حسینؑ کے خون کے عوض مین ستر ستر ہزار قتل کریگا اور دوسری حدیث مین ستر لاکھ ہے جسکے راوی عبد اللہ مین جن سے صحیح مسلم مین روایت کی گئی ہے ۔

معشوق پردہ زنگاری اس تحریر کو اپنی تحریر کا جواب اجمالی تصور کرے اور تفصیلی جواب انشاء اللہ اصل مضمون الآل وما الاصحاب مین ملاحظہ کرینگے جس سے وہ ہمراز دوست کھلینگے کہ پھر دنیا مین ایک انصاف پسند بھی صحابہ پرست نہ رہیگا ۔

ہم پہلے چند نمبرون مین بہت سی آیتین لکھ چکے ہین جو ایسی صریح اور واضح ہین کہ اگر انسان ذرہ برابر بھی تامل کرے تو اوسکو معلوم ہو خدا نے ان صحابہ کی کس طرح مذمت کی ہے اور کسطرح اون کے نفاق کو ظاہر کیا ہے پھر کیونکر ممکن تھا جناب امام حسینؑ اونپر اعتماد کرتے اور مدینہ مین قیام فرماتے کیونکہ حضرت نے صرف ان آیات کا نزول ہی بشان صحابہ نہین دیکھا تھا ۔ بلکہ وہ حالات بھی آپکے پیش نظر تھے جو رسول اللہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ چاہا تھا خود حضرت کو ہلاک کر ڈالین ۔

اسی سبب سے رسول اللہ نے ان صحابہ کے بارے مین ایسی حدیثین فرمائین کہ اگر اونپر کچھ بھی غور کیا جاے ۔ نہین غور کی بھی ضرورت نہین صرف خیال کرنا کافی ہے ۔ تو مسلمانونکو معلوم ہو دنیا مین انسے بدتر کوئی نہین ۔ کیونکہ اسکو تو معمولی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص سے ہدایت امت متعلق ہو یا مسلمان اوسکو اپنا ہادی سمجھتے ۔ اگر وہ خود ضلالت و گمراہی ہو تو کیسا اضطراب پیدا ہوگا ۔

رسول اللہ خود ہادی امت تھے حضرت کو بعلم الیقین معلوم تھا اسلام آخر الادیان ہے جو تا قیامت قائم رہیگا اور تا قیامت ایسا عالم نے دیکھا ہے لہذا ضرور ہوا کہ حضرت اونلوگونکو جو گمراہی ہونگے بتا دین ۔ اور اون لوگون سے بھی خبردار کر دین جنکی متابعت و اطاعت پر اہلبیتؑ

قرابۃ الرسول

(نمبر ۔ سلسلہ کیلئے دیکھو اصلاح جلد ۱۲)

اگرچہ بعد ان وقایع کے جو خود عہد رسول اللہ میں عمر صاحب سے قرابت رسول سے انکار کیا اور حضرت کو بار بار صبر پر مجبور کرا دیکی غلط فہمی اور غلط بیانی کی مدد کرنی پڑی اس واقعہ کے بیان کی ضرورت نہ تھی جو حضرت اسماء بنت عمیس کے ساتھ انہوں نے سلوک کیا۔ کیونکہ یہاں قرابت بذریعہ سبب ہے۔ مگر چونکہ مورخین و محدثین اہلسنت نے اس واقعہ کو نہایت اہمیت دی ہے اسلئے ہم بھی اوسکو یہاں لکھتے ہیں ۔ شیخ عبد الحق صاحب مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں صفحہ ۳۰۵ جلد دوم

اسماء بنت عمیس زوجہ جعفر بن ابیطالب بر حفصہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقصد زیارت وے ورود اسماء زنے در غایت کیاست و فراست و حسن و جمال و ہجرت کردہ بود بہ حبشہ ہمراہ زوج خود و قدوم آوردہ بخیبر ہمراہ وے پس ناگاہ درآمد عمر رضی اللہ عنہ بر حفصہ و حال آنکہ اسماء نزد اوست پس گفت عمر چون دید اسماء را گفت کیست این زن کہ نشستہ است نزد تو گفت اسماء بنت عمیس است ۔ گفت عمر رضی اللہ عنہ زن حبشیہ اینست زن بحریہ اینست یعنی آن زن کہ از حبشہ از راہ دریا آمدہ اسماء در برابر عمر در جواب گفت نعم ۔ ظاہر آن بود کہ حفصہ جواب می گفت کہ از وے پرسیدہ بود ۔ اما اسماء بسبب قوت و استبداد وے کہ داشت بجواب درآمد و گویا کہ سخنے ہم شنیدہ بود است کہ عمر رض یعنی صحابہ در باب ایشان چیزے میگویند پس گفت عمر سبقت کردیم شما را بہجرت پس ما سزاوار تریم و قریب تریم برسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از شما پس در خشم آمد اسماء و گفت کلا نہ چنین است بخدا سوگند بودید شما با رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ طعام میداد گرسنہ شما را و پند میداد جاہل شما را یعنی در امن و امان و ناز و نعمت [illegible] بودیم ما در زمین دوران و دشمنان در زمین حبشہ [illegible]

[illegible] در خدا [illegible]

سوگند می خورم من طعامے را و نمی نوشم آبرا تا آنکه گوئیم و نقل کنم آنچه گفتی تو نزد رسول خدا و گفت بودیم که ایذا کرده می شدیم و ترسانیده می شدیم پس بگوئیم بحضرت و بپرسیم او را از حقیقت حال و بخدا سوگند دروغ نگوئیم و میل نکنم بباطل و زیادہ نکنم بر آنچه شنیدیم از تو پس هنگامے که آمد آنحضرت در مجلس گفت اسما پرسید از آنحضرت یا نبی الله عمر میگوید چنین و چنین فرموده آنحضرت پس چه گفتی تو مر عمر را گفت گفتم چنین و چنین و گفت آنچه گذشته بود میان عمر و وے کلام پس فرمود آنحضرت نیست عمر و یاران وے سزاوار تر بمن از شما مرا و را و اصحاب او را یک ہجرت است که از مکه بمدینه است و مر شما را اے اہل سفینه دو ہجرت است یعنی یکے از مکه بحبشه و دیگر از حبشه بمدینه مطہرہ گفت اسما بنت عمیس پس بتحقیق دیدم ابو موسیٰ و اصحاب سفینه را که می آیند نزد من فوج فوج و فرقه فرقه می پرسند مرا از این حدیث و نبود اندر دنیا چیزے که ایشان بآن شادمان تر و بزرگتر شوند در نفسہائے خود از آنچه گفت مر ایشان را پیغمبر صلی الله علیه وسلم و مدح کرده و اعلاء شان ایشان کرده و بتحقیق دیدم ابو موسیٰ را که طلب اعادہ و تکرار میکرد این حدیث از من از جہت ذوق و خوشحالی که دست داد او را ازان و گفته است ابو موسیٰ قدوم آوردیم ما بر پیغمبر صلی الله علیه وسلم بعد ازان که فتح کرد خیبر را پس قسمت کرد ما را و قسمت نکرد مر هیچ یکے را که حاضر نشده بود فتح را ۱۱ ملخصاً

کیا مسلمانوں کی جماعت میں جنکی تعداد اسوقت کروڑوں سے کہیں زیادہ ہے باستثنا شیعه دو چار مسلمان بھی ایسے نکل سکتے ہیں جو اس حدیث رسول کی تصدیق کریں اور حضرت کو اس بیان میں صادق مانیں جنمیں حضرت بتاکید بیان فرماتے ہیں کہ ہرگز عمر اور اوسکے ساتھی تملوگوں سے بہتر اور راحق تر ہمارے ساتھ نہیں ہیں؟ حاشا و کلا - ہم جہانتک جانتے ہیں ایک متنفس بھی ان مدعیان اسلام میں ایسا نہو گا جو رسول اللہ کی اس حدیث پر ایمان لائے اور حضرت کو اس قول میں صادق جانے کیونکہ مسلمانوں نے اپنا عقیدہ قائم کیا ہے افضلی

البشر بعد نبینا ابوبکر و عمر۔ شرح عقائد نسفی صفحہ

پھر بتائیے یہ کس قسم کے مسلمان ہین کہ رسول اللہ تو اپنے اہل قرابت کو بتصریح تمام ابوبکر و عمر سے بہتر و افضل فرمائین اور حضرات اہل سنت برخلاف اوسکے یہ عقیدہ قایم کرین کہ شیخین افضل ہین

آپ اس روایت کو بغور ملاحظہ فرمائین کہ اسماء بنت عمیس جو رسول اللہ کی بعثت کے دو تین برس بعد مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے ملک حبش مین گئی ہین جو نہ اپنا ملک ہے نہ اپنا وطن ہے نہ اپنی زبان ہے نہ اپنا دین ہے نہ اپنی قوم نہ قبیلہ اور سنہ ہجری مین واپس آئی ہین۔ ملاقات حضرت حفصہ کو گئی ہین وہان عمر صاحب کا تشریف لانا اور اس حطاب سے سوال کرنا کہ وہی عورت ہے حبشہ والی وہی عورت ہے دریاوالی نہ سلام ہے نہ مزاج پرسی۔ نہ دلدہی نہ انسانی سلوک بلکہ وحشیانہ یہ تقریر ہے کہ ہم تم سے افضل ہین کیونکہ تم پر سبقت کرکے آئے۔

کیا آپ کسی مہذب شخص کی تقریر ایک ایسے غریب مسافر سے جو اتنے عرصہ کے بعد آیا ہو بطور نظیر پیش کرسکتے ہین؟ ہرگز نہین۔ کیا آپنے کسی شخص کو سنا ہے کہ اس طرح وہ اپنی فرضی فضیلت بیان کرے؟ اس مہذب زمانہ مین تو آپ کسی کمینہ سے کمینہ تر کی بھی تقریر نہ سنینگے جو اپنے منہ میان مٹھو آپ بنتا ہو؟ وہ بھی ایک غریب بیکس مجبور عورت کے مقابلہ مین۔ پھر یہ کون سی بڑی شیخی اور بہادری تھی جس پر آپ اسقدر اتراتے تھے۔؟ مگر ہمکو اوس سے زیادہ بحث نہین کیونکہ رسول اللہ صنے نہایت صفائی سے عمر کی تکذیب اور حضرت اسماء رض کی تصدیق تمام عالم پر ظاہر کردی جس سے اوسی زمانہ مین یہ خبر اس درجہ مشہور اور متواتر ہوگئی کہ ہزارون صحابہ فوج در فوج گروہ درگروہ آتے اس حدیث کو سنتے اور خوش ہوتے کہ رسول اللہ صنے کس فصاحت سے عمر صاحب کے تکبر کو توڑا ہے اور اون کے غرور کا سر نیچا کیا ہے۔

ہان آپ جانتے ہین یہ اسماء بنت عمیس کون ہین؟ حضرت جعفر طیار کی زوجہ

ہین اور یہی وجہ ہے کہ عناد ہے کہ عمر صاحب اپنی فضیلت کو اون کے مقابلہ مین
ثابت کیا چاہتے تھے کیونکہ آپ پہلے نمبر مین ملاحظہ کر چکے ہین عمر صاحب کو جو عناد
تہا قرابت مندان رسول ص سے نہ دیگر صحابہ سے اسی وجہ سے یہان چاہا کہ اپنی
فضیلت کا اقرار کرالین مگر یہ کب ممکن تہا کہ رسول اللہ کسی ناجائز امر کا اقرار
فرماتے اسی وجہ سے حضرت نے اس تصریح سے عمر کی تکذیب کی کیونکہ اسماء بنت
عمیس مین دو فضیلتین جمع تہین ایک قرابتمندی رسول بسبب زوجیت
حضرت جعفر طیار۔ دوسری فضیلت ہجرت حبشہ کی کیونکہ ہمنے آج تک کسی حدیث یا تاریخ
مین یہ نہین دیکہا ہے کہ عمر صاحب نے اپنی فضیلت کا کبہی دعوی کیا ہو بجز اسکے کہ قرابتمندی
رسول کو ہمیشہ وہ نظر حقارت سے دیکہتے تہے اور بظاہر یہی وجہ معلوم ہوتی ہے اس قسم
کی غیر مہذب اور کینہ تقریر کی۔ ان حالات سے آپ اس نتیجہ پر ضرور پہونچ سکتے
ہین کہ عمر صاحب کس قسم کی عداوت قرابتمندی رسول ص سے تمام مسلمانون مین
پہیلا رہے تہے کیونکہ حضرت عباس سے یہ سخت کلامی کر چکے۔ حضرت صفیہ بنت عبد
المطلب سے وہ [illegible] انکی [illegible] حضرت [illegible]
سے انکی [illegible] آپ معلوم کر چکے۔ زوجہ حضرت جعفر طیار [illegible]
چکے۔ اب وہ زمانہ آیا کہ رسول اللہ صلعم نے دنیا سے انتقال فرمایا۔ ایک طرف عمر صاحب
ہین اور اونکے ہمراہ کچھ صحابہ دوسری طرف خاندان رسالت کے بقیۃ السیف
جناب امیرؑ جناب سیدہ حضرت عباس حضرت عقیل اور جنید بچے یعنی [illegible]
عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن جعفر وغیرہم جنمین کسی کا سن دس برس سے زیادہ
نہین۔ پہر بتائیے عمر صاحب کا تشدد کس درجہ تیز ہو گا۔ پہلا واقعہ آپکو خانہ سوزی جناب
سیدہ کا ملیگا جسمین عمر صاحب قسم کہا رہے ہین کہ ہم اس گہر کو ضرور جلا دینگے
اور بعض صحابہ کہتے ہین کہ اسمین جناب فاطمہؑ بنت رسول ہین لیکن عمر صاحب
نہایت بے پروائی سے جواب دیتے ہین ہوا کرین! جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۹ میں ہے
دوسرا واقعہ اسکے متصل ہی وہ ہے جو جناب امیرؑ کے ساتھ پیش آیا کہ حضرت نے فرمایا
اگر ہم بیعت نکرین تو تم کیا کرو گے۔ عمر نے جواب دیا کہ قتل کر دینگے جس پر جناب امیرؑ

نے فرمایا کہ تب ایک بندہ خدا اور بہ اور رسول ہو کے تم قائل ہوگئے۔ جب عمر نے کہا
کہ بندہ خدا تو ٹھیک ہے لیکن بہا در رسول نہیں دیکھو کتاب الامامۃ والسیاستہ
صلہ
دیکھئے ان دونوں واقعوں میں کس طرح عمر صاحب نے قرابت رسول کی تحقیر کی
کہ جناب ... کی نسبت تو کہا "ہوا کریں" اور جناب ... کی نسبت صاف صاف
بیان ... آپ بہ اور رسول نہیں ہیں! اس سے بڑھکر کیا انکار ہو سکتا ہے
اور کیا تحقیر قرابت۔
ان مسلسل واقعات سے آپ بخوبی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ قرابت رسول کس طرح
مسلمانوں کی نظروں میں ذلیل و حقیر کی جا رہی ہے کہ کہیں تو اصل قرابت ہی سے
انکار ہے کہیں اوسکے قابل عزت و احترام ہونے سے انکار ہے۔ اب عملی کارروائی
سنئے جو اس قرابت رسول کے مٹانے کیلئے ترکیب کی گئی سنن ابو داؤد کتاب
الخراج والفئ والامارۃ میں ہے۔
حدثنا عبید اللہ بن عمر بن میسرۃ حدثنا عبد الرحمن بن مھدی عن
عبد اللہ بن المبارک عن یونس بن یزید عن الزھری قال اخبرنے
سعید بن المسیب قال اخبرنی جبیر بن مطعم انہ جاء ھو وعثمان
بن عفان یکلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما قسم من
الخمس بین بنی ھاشم وبنی المطلب فقلت یا رسول اللہ قسمت
لاخواننا بنی المطلب ولم تعطنا شیئا وقرابتنا وقرابتھم منک
واحدۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما بنو ھاشم وبنو
المطلب شئ واحد قال جبیر ولم یقسم لبنی عبد شمس ولا
لبنی نوفل من ذلک الخمس کما قسم لبنی ھاشم وبنی المطلب
قال وکان ابو بکر یقسم الخمس نحو قسم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم غیر انہ لم یکن یعطی قربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعطیھم قال فکان عمر

بن الخطاب یعطیھو منہ وعثمان بعدہ۔ مطبوعہ کانپور ملا

یعنی جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ اور عثمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے کہ کلام کرین دربارہ خمس کے جو حضرت نے تقسیم کیا تھا بنی ہاشم اور بنی المطلب کو جبیر ابن مطعم کہتے ہین کہ مین نے حضرت سے عرض کیا آپنے خمس سے ہمارے بہائیون بنی المطلب کو دیا اور ہمکو کچھ نہ دیا حالانکہ قرابت ہملوگون کی ایک ہے (کیونکہ حضرت ہاشم چار بہائی تھے۔ ہاشم۔ مطلب۔ عبدشمس نوفل۔ حضرت ہاشم کی اولاد رسول اللہ وجناب امیرؑ وتمامی بنی ہاشم۔

اور عبدالشمس کے عثمان وغیرہ اور نوفل کے جبیر بن مطعم۔ ۱۲ الراقم) پس فرمایا حضرت نے بنی ہاشم اور بنی المطلب ہمیشہ ایک رہے۔ جبیر نے کہا کہ حضرت نے خمس سے حصہ نہ دیا بنی عبدالشمس (جسمین حضرت عثمان تھے) نہ بنی نوفل کو (جسمین جبیر تھے) اور تقسیم کیا بنی ہاشم وبنی المطلب کو۔

پھر جبیر کہتے ہین کہ ابوبکر تقسیم کرتے تھے مطابق تقسیم رسول صلعم کے مگر قرابتمندان رسول کو کچھ بھی نہ دیتے تھے جیسا کہ رسول دیا کرتے تھے۔ جبیر کہتے ہین اور عمر دیا کرتے تھے اون قرابتمندون کو اوسی خمس سے اور بعد عمر کے عثمان بھی۔ انتہی

یہان آپ قصۂ فدک کو نہ خیال کیجیگا جسکے بارہ مین یہ حدیث بنائی گئی کہ نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث بلکہ عام قرابت رسول ہے جسکے بارے مین خداوند عالم فرماتا ہے واعلموا انما غنمتم من شئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین۔ یعنی خداوند عالم نے خمس کو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہے حصہ خدا۔ حصہ رسولؐ۔ حصہ ذوی القربی۔ حصہ یتامی ومساکین اوسکے متعلق ابوبکر صاحب کی یہ کارروائی تھی کہ قرابتمندان رسولؐ ایک دم محروم کر دیا تھا جسکا مطلب یہ ہوا کہ حکم صریح خداوند عالم وسنت رسولؐ کو انہون نے ایک دم منسوخ کردیا۔

قصہ فدک مین تو یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ ابوبکر صاحب خود رسول اللہ سے وہ حدیث

سن چلے تھے اس سبب سے مجبور رہتے۔ مگر یہان کیا ارشاد ہوگا کہ قرآن مین آج
تک یہ حکم موجود ہے اور رسول اللہ صلعم کا اسی کے مطابق عمل بھی تھا لیکن
ابوبکر صاحب نے ایک دم محروم کر دیا اور برخلاف اوسکے عمر صاحب نے پھر وہ سلسلہ
جاری کیا جس سے اسکا بھی گمان نہین ہوسکتا کہ ابوبکر صاحب کو کوئی خاص
حکم اسکے متعلق بھی ملا ہو اسلئے کہ کم سے کم عمر صاحب تو ضرور اوسکی تقلید کرتے۔
خداوند عالم نے صرف اسی آیہ مین حصہ ذوی القربیٰ نہین قرار دیا۔ بلکہ دوسری
آیہ مین فرماتا ہے وات ذی القربیٰ حقہ کہ ذوی القربیٰ کو اونکا حق دیدو۔
جسکے مضمون تفسیری سے ہم یہان نہین بحث کرتے بلکہ ظاہری الفاظ قرآن پر توجہ
دلاتے ہین کہ کسطرح خدانے حق ذوی القربیٰ کے دینے کی تاکید کی۔ مگر خلیفہ اول نے
خلافت پاتے ہی اوس حق کو ایسا باطل کیا کہ کسی طرح قرابت مندان رسول کو
اون کا حق نہ دیا۔

تیسری آیہ مین تو خدانے یہ بھی فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ
فی القربیٰ جس سے معلوم ہوا کہ مودت اہل قربیٰ کو خدانے اجر رسالت قرار دیا ہے
مگر اوس حکم کی اسطرح تعمیل کی گئی کہ رسول اللہ کے حضور مین آپکی قرابت مندی
غیر نافع اور بیکار شئی قرار دی گئی جسپر حضرت کو بار بار خطبہ کرنا پڑا۔

یہی سبب ہے کہ صحیح مسلم مین ہے وکان لعلی من الناس جہۃ حیاۃ
فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ
ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن بایع تلک الاشہر جلد ۲ صـ مطبوعہ دہلی
یعنی زندگی جناب سیدہ سے ایک طرح کی آبرو تھی حضرت علی کو جب حضرت
فاطمہ نے انتقال کیا تو سب کے مونہ حضرت علی سے پھر گئے جس سے وہ مجبور ہوئے کہ
ابوبکر سے صلح کرین۔

یہ روایت اچھی طرح بتارہی ہے کہ عمر و ابوبکر کی متفقہ کوششون نے قرابت مندی
رسول کو ایسا مکروہ و بے اثر کر دیا تھا کہ جناب امیر ایسے شخص کے جسنے بنائے اسلام قائم

وہ خدمتیں کی تھیں کہ آجتک تواریخ ۔۔۔ پر ہین - اگر کچھ قابل ترحم بنایا تو صرف وجہ جناب سیدہؑ ہے کیونکہ جناب سیدہ کی قرابت رسول اللہ سے ایسی نہ تھی جسکا کسی طرح انکار کیا جاسکے -

اگرچہ حضرت عمر نے اسکے مٹانے مین بھی پوری کوشش کی تھی - مگر یہ فطری امر تھا جسکو وہ کسی طرح نہ مٹا سکے چنانچہ اوسی کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے -

ثم قام عمر فمشی معہ جماعۃ حتی اتوا باب فاطمۃ فدقوا الباب فلما سمعت اصواتھم نادت یا علی وابن ابی قحافۃ - فلما سمع القوم صوتھا وبکاءھا انصرفوا باکین وکادت قلوبھم تنصدع و اکبادھم تنفطر وبقی عمر ومعہ قوم فاخرجوا علیاً فمضوا بہ الی ابی بکر فقالوا لہ بایع فقال ان انا لم افعل فمہ قالوا اذاً واللہ الذی لا الہ الا ھو نضرب عنقک قال اذاً تقتلون عبد اللہ واخا رسولہ قال اما عبد اللہ فنعم واما اخو رسولہ فلا وابوبکر ساکت لا یتکلم فقال عمر الا تأمر فیہ بامرک فقال لا اکرھہ علی شیء ما کانت فاطمۃ الی جنبہ - فلحق علیؑ بقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصیح ویبکی و ینادی یا ابن امّ ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی

ص ۲۲

یعنی پھر کھڑے ہوے عمر اور گئے ایک جماعت کے ساتھ یہانتک کہ داخل ہوے خانہ سیدہؑ تک اور دق الباب کیا - جب حضرت نے اون کی آواز سنی تو چیخین اور کہا واے ہو اے ابن ابی قحافہ - پس جب صحابہ نے آپکی رونے اور آہ و بکا کی آواز سنی تو روتے ہوے پلٹ آئے در آنحالیکہ قریب تہا دل اونکے ٹکڑے ہو جائیں اور جگر پاش پاش - مگر کھڑے رہے عمر اور اونکے ساتھ ایک جماعت تھی - پھر نکالا حضرت علیؑ کو اور لیگئے ابوبکر کے پاس اور کہا کہ بیعت کرو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اگر نہ بیعت کرین تو تم کیا کرو گے - جب اون لوگون نے جواب دیا قسم اوس خدا کی جسکے سوا

عاشورا نمبر

اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۲ مین ایک تحریر شایع ہو چکی ہے کہ یہ روز عاشورا وہ روز غم اور یہ یوم غفران ہے کہ حضرت موسیٰؑ کو بنص توریت حق سبحانہ تعالیٰ نے غم کرنیکا حکم دیا تھا۔ اس غم کو انبیائے سلف کرتے آئے ہین جو کابل دلیل حقیت اسلام ہے اسکی فضلیت ہمارے نبی کی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اونکے فرزند کے غم کرنیکا علم ہر پیغمبران اولو العزم کو ہوا اگرچہ عیسائیون نے جملہ بشارات مندرجہ توریت و انجیل وغیرہ کو حضرت عیسیٰؑ سے زبردستی متعلق کر دیا ہے۔ مگر اس غم عاشورا کو کسی طرح حضرت عیسیٰؑ سے متعلق نہین کر سکتے۔ نصاری کا دعوی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے گنہگارون کی بخشایش کیلئے صلیب اختیار کی لیکن اولًا ہر چہار اناجیل مین واقعات صلیب اور تیسرے روز زندہ ہو کر اپنے مریدون سے ملاقات کرنیکے بارہ مین اسقدر اختلاف ہے کہ صلیب پانا کسی طرح ثابت نہین ہوتا اور آجتک بجز فرقہ نصاری کے کسی دوسری قوم نے حضرت عیسیٰ کے صلیب پانے اور قبر سے جی اوٹھنے کو تسلیم نہین کیا ہے۔

دوسرے جو صورت اس واقعہ کی اناجیل مین مندرج ہے اوس سے ہرگز گنہگارونکی بخشایش کیلئے یا دین کے قائم رکھنے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کا مصلوب ہونا پایا نہین جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے وعظ و نصایح کا کوئی مانع نہ تھا اور خود حضرت عیسیٰؑ بھی شریعت موسوی پر عمل کرنیکا حکم دیتے تھے اور آپنے بخوشی جام شہادت پینا گوارا نہین کیا بلکہ اناجیل سے آپکا اضطراب اور جان بچنے کے لئے دعا کرنا ثابت ہوتا ہے چنانچہ انجیل لوقا باب ۲۲ مین ہے کہ آپنے جناب باری سے دعا کی کہ (۴۲) اگر تو چاہے تو یہ جام مجھسے دور کر دے لیکن میری مرضی نہین تیری مرضی کے موافق ہو۔ (اس کہنے سے کہ میری مرضی نہین صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی اپنی مرضی نہ تھی) (۴۳) اور آسمان سے ایک فرشتہ دکہائی دیا جو اوسکو زور سنبہالے تھا (۴۴) اور آپ جبکہ کرب مین زیادہ تر گڑگڑا کر دعا مانگتے تھے۔ اور آپکا پسینہ لہو کے بوند کے

مانند ہو کر زمین پر گر کہا تہا۔ مرقس باب ۱۴ مین ہے (۳۳) پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو اپنے ساتھ لیا اور گھبرا کر مغموم ہونے لگا (۳۴) اور اون سے کہا میری جان انتہای غم سے مردہ ہوئی جاتی ہے۔ تملوگ یہان ٹہیرو اور حفاظت کرو (۳۵) اور آپ تہوڑا آگے جاکر زمین پر گر پڑے اور دعا کی کہ اگر ممکن ہو تو یہ گھڑی مجہسے ٹل جائے (۳۶) اور کہا یا ربّاہ یا ابّا وہ کل چیزین تیرے امکان مین ہین اس جام کو مجہسے اوٹہالے تو بہی میری مرضی کے مطابق نہین بلکہ اپنی مرضی کے مطابق اگر گنہگار بروز گی۔

بخشایش حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے پر منحصر ہوتی یا آپ راہ خدا مین درجہ شہادت پر فائز ہونیوالے ہوتے تو شب صلیب کو قبل از گرفتاری ایسے نبی برگزیدہ اور عاشق خدا کی یہ حالت کبہی نہ ہوتی۔ ممکن نہین ہے کہ وہ حضرت اس کرب و بیقراری سے گڑگڑا کر دعا کرین اور اللہ رحم نہ کرے۔ ایسی حالت لکہنا اور اوسپر دعوی صلیب کرنا صریح منقصت ارحم الراحمین اور حضرت عیسیٰ دونون کی ہے۔ کیا وہ جناب معاذ اللہ مستجاب الدعوات بہی نہ تہے؟ بیشک اون کی دعا قبول ہوئی اور جیسا کہ مسلمانون کا عقیدہ ہے قبل صلیب آسمان پر اوٹہالئے گئے۔ اور جس روز حضرت عیسیٰ کا صلیب پانا بیان کیا جاتا ہے اوس روز کو جناب باری نے نہ یوم غفران کہا ہے اور نہ غم کرنیکا حکم دیا ہے اگر واقعی حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے پر گنہگارون کی بخشایش منحصر ہوتی اور واقعی حضرت عیسیٰ مصلوب ہوتے تو ضرور جناب باری اوس دنکو بہی توریت مین یوم غفران اور یوم غم قرار دیتا۔

یوم غم و یوم غفران صریح اوسی فدیہ سے متعلق ہے کہ جو بروز عاشورا زمین ماریہ پر شہید ہوا ہے۔ جہان حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل کو جسکی نسل سے پیغمبر اسلام ہین راہ خدا مین قربانی کے واسطے لائے تہے اور یہ فدیہ ایک امیر اونہین بارہ امیرون سے ہے جسکا وعدہ جناب باری نے اپنے خلیل ابراہیم سے فرمایا تہا اور جسکی نسل جیسا کہ جناب باری نے بشارت دی تہی آج دنیا مین مثل ستارون کے پہیلی ہوئی ہے یہ وہ فدیہ ہے کہ جسنے جنات و ملائک کی مدد بہی بروز عاشورا قبول نہ کی۔ اسی عاشورہ

کی بنسبت رسول نے اپنی حیات مین بارہا حکم دیا کہ تم لوگ بھی عاشورہ کو ہمین ہمارے بھائی موسیٰ کی پیروی کرو۔ اوس نبی کے برحق ہونمین کیا کلام ہے جسنے پچاس برس قبل فرمایا تھا حسین منی وانا من الحسین اور قرآن مین بھی جو اوس نبی پر نازل ہوا تھا اسی ذبح عظیم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے بلکہ اوس فدیہ کے مقتل کی مٹی تک جبرئیل نے پچاس برس پیشتر لاکر رسولؐ کو دی آپ اوسکو دیکھکر روئے اور اوس مٹی کو ایک شیشہ مین رکھکر اپنی زوجہ حضرت ام سلمہؓ کے سپرد فرمائی کہ وہی مٹی بروز عاشورا بعد قتل امام حسینؑ خون تازہ ہوکر جوش مارنے لگی یہ حسینؑ ہی ہین کہ جنہون نے خود غرق خون ہوکر دین کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالیا اور حق وباطل کا ابدالآباد کے لئے فیصلہ کردیا اور وہ اوس نخل دین کو جسے اونکے جد امجد نصب فرماگئے تھے اپنے خون سے ایسا سینچا کہ ابتا قیام قیامت ہرا بھرا ہونیوالا نہین ہے۔ وائے ہو اونلوگون پر جو دعوئے اسلام کرتے ہین اور اس یوم غم و ذریعہ غفران کو مٹانا چاہتے ہین اور تعزیہ داری حسینؑ سے مانع ہوتے ہین۔ تعزیہ داری حسینؑ کرنا کیا ہے۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد محمد رسول اللہ کو جو مسلمان زبان سے کہتے ہین بقول حواریون حضرت عیسیٰؑ اپنے ایمان واعتقاد کو اپنے اعمال سے دکھانا ہے۔

صحیح ترمذی مین ہے عن یعلی بن مرہ قال قال رسول اللہ صلعم حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا جو آج سے تیرہ سو برس قبل حضرت نے اپنی حیات مین فرمایا تھا جسکا بین ثبوت آج بھی دنیا مین موجود ہے کیونکہ یہ اتک دیکھنے مین آتا ہے جب ہر جانب سے انسان مجبور ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ لوگون کی تعزیہ داری کی نذر کرنے سے حاجتین بر آتی ہین تو وہ یہی پکارتا ہے کہ یا اللہ اگر ہماری حاجت بر آئے ہمارا مریض اچھا ہوجائے یا ہم صاحب اولاد ہون تو ہم تیرے رسولؐ کے نواسکی تعزیہ داری کرینگے جب اوسکی حاجت بر آتی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ بیشک کوئی خدا ایسا ہے جسکو اپنے رسولؐ کے نواسہ کی تعزیہ داری منظور ہے۔ شاید لاکھ مین ہزار ایسے بندے ہون جو بغیر ایسی نذر کے تعزیہ داری کرتے

ہوں جس سے سمجھنا چاہیئے کہ کتنے لوگوں کی اس تعزیہ داری کی وجہ سے حاجتیں برآئی ہیں اور کتنے لوگوں کو اللہ نے آفتوں سے نجات بخشی ہے اور کتنوں نے اس تعزیہ کی وجہ سے اللہ کو پہچانا ہے۔ کیا انصاری کوئی ایسی نظیر حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی دکھا سکتے ہیں۔ اس تعزیہ کے ذریعہ سے کرامات کا ظہور آج بھی اوسیطرح ہوتا ہے جیساکہ عہد رسول اللہ میں مالک بن حنیف اور ابولبابہ بن ابوالمنذر یہودی کے معجزہ طلب کرنے پر حضرت کے حکم سے فرس اور گھوڑے نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اوسکا رسول ہے۔ آج یہ تعزیہ غیبت رسول اللہ میں اوسی طرح اللہ کے وجود اور رسول کے برحق ہونیکی خود شہادت دے رہا ہے اور لوگوں سے دلوا رہا ہے اور حق و باطل کا فیصلہ کر رہا ہے ؎ حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ۔

اس تعزیہ داری کو بند کرنا عوام الناس پر معرفت خدا کی راہ کا بند کرنا ہے۔ انصاف کیجیئے تعزیہ داری کی نذر کرکے اللہ سے حاجت طلب کرنا خدا پرستی ہے یا بت پرستی۔ کون نہیں جانتا ہے کہ تعزیہ کاغذ اور لکڑی کا اپنے ہاتھوں بناتے ہیں پھر اسکو کون معبود اپنا سمجھ سکتا ہے یا اسکو سجدہ کر سکتا ہے۔

ہاں یہ شبیہ ہے اوس روضۂ مقدس کی جس میں رسول اللہؐ کا وہ فرزند دلبند مدفون ہے جنہوں نے محض دین خدا کے زندہ کرنے کو اپنی جان کو نثار کیا ہے۔ اپنے جد امجد کی امت کو گمراہی سے بچایا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے خدا کی توحید قایم کرنے میں جان دی اور مرتے دم تک اوس توحید کو قائم کیا پھر کیونکر ممکن ہے اس تعزیہ داری سے بت پرستی ہو۔

یہ تعزیہ ہمکو بتاتا ہے کہ جسطرح ہمکو ہمارے ہاتھوں نے لکڑیوں اور کاغذ سے بنایا اوسی طرح مسجدیں بھی مٹی۔ اینٹ۔ لکڑی وغیرہ سے بنائی گئیں۔ اسی طرح خانہ کعبہ بھی خشت اور چونہ وغیرہ سے انسان ہی نے بنایا ہے اوسمیں خدا مثل انسان کے بود و باش نہیں کرتا ہے۔ حجر اسود کیا ہے بقول عمر ابن خطاب ایک پتھر ہے چونکہ رسول اوسکو بوسہ دیتے تھے اسلیئے ہم بھی بوسہ دیتے تھے جسپر آریہ لوگ مسلمانوں کو بت پرست کہتے ہیں

کہ وہ حجر اسود کا بوسہ لیتے ہین تو کیا مسلمان لوگ حجر اسود کا بوسہ چہرہ سے ہونگے۔ واقعی کوئی مسجد کو پوجتا ہے نہ خانہ کعبہ کو نہ حجر اسود کو مگر چونکہ یہ چیزین خدا سے منسوب ہین انکی تعظیم کی جاتی ہے۔ ومن یعظم حرمات اللّٰہ۔ علیٰ ہذا روضۂ جناب رسولخدا بھی خشت وچونہ وغیرہ سے بنا ہوا ہے۔ قبر شریف کے گرد تو سیسے کی دیوار تہ زمین سے چھت تک ہے۔ قبر تک تو کوئی پہونچتا بھی نہین اوسی ضریح کی زیارت اور تعظیم کرتے ہین اور بوسہ دیتے ہین۔ اور حدیث مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا من زار قبری وجبت لہ شفاعتی اور دوسری حدیث مین ہے من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی۔ پس قول رسول حسین منی وانا من الحسین کو پیش نظر رکھکر حسینؑ کے ضریح کی زیارت وتعظیم کو وہی برا سمجھیگا جو رسولؐ کی ضریح مبارک اور روضۂ مقدسہ کی زیارت وتعظیم کو برا جانتا ہے۔ (وہابی اوسکو بیشک حرام جانتے ہین اڈیٹر)

کفایۃ الشعبی وکنز العمال وغیرہ سے ثابت ہے کہ عوام الناس کو اپنے والدین کی قبر کا نشان بناکر بوسہ دینا بحکم رسولؐ جائز ہے تب حضرت امام حسینؑ کی ضریح مبارک کی شبیہ بناکر اوسکو بوسہ دینا اور تعظیم کرنا اہل اسلام کے لئے ضرور بدرجہا اولیٰ ہے۔ دیکھو حضرت عائشہ کی محمل ہر سال مصر سے بناکر مکہ معظمہ مین لائی جاتی ہے نہ وہ خود موجود ہین نہ اونکی اصلی محمل ہے محض نقل ہے مگر اونسے منسوب ہونیکی وجہ سے کسقدر اوسکی تعظیم وتکریم کی جاتی ہے۔ بلکہ خطب نے تو ابو حنیفہ کا قول یہانتک لکھا ہے کہ قال لو ان رجلا عبد ہذہ النعل یتقرب بہ الی اللّٰہ تعالیٰ لم اری بذالک باسا یعنی ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر کوئی شخص پرستش کرے اس جوتہ کی واسطے تقرب خدائے تعالیٰ کے تو ہم اسمین کوئی برائی نہین دیکھتے ہین) شرم چاہئے اونلوگونکو جو باوجود دعویٰ اسلام جوتہ پرستی کرین اور بوجہ عناد فرزند رسولؐ کی عزا سے مانع ہوں حالانکہ آنکھوں سے دیکھتے ہین کہ یہ وہ غم ہے جسکو خود خدا محبوب رکھتا ہے اور ترقی

دیرینہ ہے۔ یہ وہ غم ہے جسکا ماتم خدا انبیائے سلف کرتے آئے ہیں۔ یہ وہ غم ہے کہ بروز عاشور بعد قتل امام حسین حضرت ام سلمہ نے رسول خدا کو خواب میں اس غم میں گرد آلود و خاک بسر کربلا سے آتے دیکھا تھا۔ یہ وہ غم ہے کہ اکثر ملائکہ رسول کے پاس اس غم میں عزاپرسی کیلئے آئے تھے۔ عن عائشۃ ان النبی صلعم قال اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل بارض طف وجاء بھذہ التربۃ واخبرنی ان فیھا مضجعہ۔ رواہ ابن سعد و طبرانی (ابن سعد اور طبرانی ام المومنین عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی نے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسین زمین گرم پر قتل کیا جائیگا اور یہ مٹی مجھے لاکر دکھائی ہے جسمیں اوسکی قبر ہوگی) عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلعم دخل علی الیوم ملک ولم یدخل علی قبلھا فقال لی ان ابنک ھذا حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ ارض التی یقتل فیھا فاخرج تربۃ حمراء رواہ احمد۔ (احمد بن حنبل ام المومنین ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی نے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا جو اس کے قبل کبھی نہیں آیا تھا اور اوسنے کہا کہ آپکا یہ فرزند حسین قتل کیا جائیگا اگر آپ چاہیں تو جس زمین پر وہ قتل ہونگے اوسکی مٹی آپکو دکھادوں پس سرخ مٹی نکالکر مجھے دی) اور بھی بہت سے طریقوں سے ملائکہ کا رسول کے پاس اس غم میں عزاپرسی کے لئے آنا اور رسول کا خاک تربت حسین دیکھکر رونا بیہقی اور شعبی سے منقول ہے۔ اور ابونعیم وغیرہ اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں قال اتینا مع علی موضع قبر الحسین فقال ھھنا مناخ رکابھم وھھنا موضع رحالھم وھھنا مھراق دمائھم فتیۃ من آل محمد صلعم بھذہ العرصۃ تبکی علیھم السماء والارض۔ (یعنی کہا اصبغ بن نباتہ نے کہ ہم لوگ حضرت علی کے ساتھ موضع قبر امام حسین پر پہونچے تو حضرت علی نے فرمایا کہ یہاں ان لوگوں کے گھوڑوں

ہو رہا و نٹون کے اوترنے کی جگہ ہے یہ اونکے اسباب کی جگہ ہے یہ اونکے خون بہنے
کی جگہ ہے ایک گروہ آل محمدؐ کا اس میدان مین شہید ہوگا اونپر آسمان وزمین
روئینگے) عن علی قال رسول اللہ صلعم یحشر ابنتی فاطمہ
معہا ثیاب مصبوغة بالدم فتعلق بقائمة من قوائم العرش
رواہ الدیلمی ۔ (دیلمی نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسولخداؐ
نے کہ قیامت کے دن میری دختر فاطمہؑ کپڑہ خون آلودہ حسینؑ کا لیکر قائمہ عرش کو پکڑکر
فریاد کریگی۔ اللہ اکبر یہ کیسا غم ہے کہ تمام انبیاے سلف روئے۔ کیا حال ہوا ہوگا
رسولؐ کا جب جب فرشتے آئے ہونگے اور خاک تربت حسینؑ دکہایا ہوگا۔ آہ آہ کیا
گذرا قلب شیر خدا پر جب کہ اوس زمین پر پہونچے تو اوس زمین کے ہر ہر ٹکڑہ کو
اپنے اصحاب کے نشان دیکر نام بنام علحدہ علحدہ دکہا کر فرمایا دیکھو یہ میرے فرزند مظلومؑ
کے مرکبون کی جگہ ہے یہ اوسکے اسباب کی جگہ ہے یہ اوسکے خون بہنے کی جگہ ہے۔
حضرت کا ایک ایک جگہ کو اسطرح بتانا کسقدر حضرت کے کرب دل کی خبر دیتا ہے
اوسوقت حاضرین کا کیا حال ہوا ہوگا حضرت نے وہان گہوڑونکے بندہنے کی جگہ
دکہاکر اوس واقعہ کی تصویر کہینچی تھی یہان مومنین ذوالجناح بناکر اوسی
واقعہ کو یاد دلاتے ہین۔ وہان حضرت اسباب کی جگہ بتاکر خود محزون ہوئے
اور حضار کو محزون کیا یہان مومنین وہی اسباب علم ومشک کو دیکھکر اور
دکہاکر روتے پیٹتے ہین وہان حضرت نے خون بہنے کی جگہ جسپر لاش مظلوم برہنہ
پڑی رہی دکہایا تھا یہان مومنین اوسی مظلوم کا تابوت بناکر اوٹہاتے ہین
اسباب ہی زیادہ باعث ہیجان ہوتے ہین جناب باری عالم الغیب ہے جناب
سیدہ کا قائمہ عرش کو پکڑکر مستغیث ہونا کافی تہا مگر نہین وہ معصومہ بہی اپنے
فرزند کا خون آلودہ پیراہن ہمراہ لئے جائینگی اور پروردگار کو دکہائینگی
پس مہندی کا لانا تعزیہ وعلم رکہنا۔ ذوالجناح نکالنا تابوت اوٹہانا یا جسقدر
سامان عزا مومنین کرتے ہین یہ سب تاسی فعل جبرئیلؑ۔ فعل رسولؐ فعل

علی مرتضیٰ و فعل فاطمہ زہرا کی ہے اس عزاداری کی ہر ایک شئی قابل قدر ہے
فرق یہ ہے کہ جو اسباب ان حضرات کے وقت میں مہیج ہوئے تھے یا بروز قیامت ہونگے
وہ ہم لوگ کے پاس موجود نہیں ہے لیکن ہمارے ان اسباب کا بھی مقصود وہی یا دہی
ہے جو ان کا مقصود تہا اور بروز قیامت ہوگا۔ پہلے مذکور ہوا کہ حضرت علیؑ نے قبل
از وقوع خبر دیا تہا کہ اس مصیبت پر آسمان و زمین روئینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا احمد
بن حنبل وغیرہ لکھتے ہین کہ قبل امام حسینؑ پر آسمان و زمین گریان ہوئے آفتاب مین
گہن لگا رہا تین دن تک دنیا ایسی تیرہ و تاریک رہی کہ دن کو تارے نظر آنے لگے شام مین
جس پتھر کو اوٹھاتے تھے اوسکے نیچے خون تازہ جوش مارتا تہا۔ کیا یہ باتین تا وقتیکہ خدا کو
حسین کی عزاداری محبوب نہ ہو ہو سکتی تہین ؟ قوم فرعون کے غرق ہونے پر جناب
باری فرماتا ہے فما بکت علیہم السماء و الارض جس سے صاف ظاہر ہے کہ آسمان
و زمین ایسے لوگون پر نہین روتے ہین لیکن برگزیدگان خدا کے غم مین روتے ہین ورنہ
جناب باری ایسا نہ فرماتا پس اگر کوئی مظلوم ایسا ہے کہ جسپر آسمان و زمین روئے ہین
تو حسینؑ سے زیادہ مظلوم دنیا مین کوئی نہین گذرا۔ پھر حیف ہے کہ آسمان و زمین تو
اوس مظلوم پر روئین اور ہم انسان ہو کر نہ روئین حضرت ابراہیمؑ ابو الانبیا کا حضرت
سارا پر مرثیہ پڑہنا اور نوحہ کرنا حضرت موسیٰؑ کا حضرت ہارونؑ پر رونا۔ بنی اسرائیل کا حضرت
یوشع کے ساتھ حضرت موسیٰؑ کی عزاداری کرنا حضرت داؤدؑ کا ساؤل پر مرثیہ پڑہنا اور اوسکے
سر کا تاج اور بازوبند دیکھکر رونا حضرت یعقوب کا قمیص یوسفؑ خون آلودہ دیکھکر رونا
حضرت الیسع کا حضرت الیاس کی چادر دیکھکر رونا سید المرسلین خاتم النبیین کا تربت خاک حسین
دیکھکر رونا اور اپنے فرزند ابراہیمؑ پر گریہ و بکا کرنا نعش حضرت حمزہ پر نوحہ و ماتم کرنا اور بیقرار
ہونا اور جناب سیدہ کا اذان مین بعد رسول اپنے پدر بزرگوار کا نام سنکر فرط گریہ و بکا سے غش
کر جانا اور تمام مسجد مین کہرام مچ جانا جناب سیدہ کی مفارقت رسولؐ مین جو حالت تھی اوسکے
لکھنے کی کسے تاب ہے بعد دفن رسول جب وہ معصومہ قبر اطہر پر گئین تو قبر کی مٹی اوٹھا کر اپنی آنکھون
پر رکھتی تہین اور روتی تہین اور یہ مرثیہ پڑہتی تہین ع ما ذا علی من شم تربۃ احمد

إن لا يشترى النعمان غواليا — صبت علىّ مصائب لو انها صبت
على الايام صرن لياليا۔ اور ہر شخص نے اہلبیت وصحابہ عظام سے آنحضرت کے غم میں
مراثی نظم کئے بعض روتے روتے نابینا ہو گئے بعضوں نے ترک وطن کیا چنانچہ تو انسان تھے
آنحضرت کی سواری کے فرس اور ناقہ نے بھی اس غم میں جان دیدی۔ ابوبکر کا کہنا کہ جسکو
رونا آئے وہ روئے ورنہ بتکلف صورت رونے والے کی بنائے ابھی مذکور ہو چکا۔ اور بعد
وفات جناب رسول خدا جب عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں شام گئے ہیں اور بلال نے اذان
دی تو زمانہ رسول یاد آگیا خود عمر اور اون کے ساتھی اسقدر روئے کہ ویسے رونے سے ہرگز
کبھی نہ روئے تھے تمام رونا ایک کہرام پڑا تھا اور چھ مہینے کے بعد جب بلال مدینہ میں آئے
ہیں اور اذان دی ہے تو شور گریہ سے تمام مدینہ میں زلزلہ پڑگیا اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا
آج ہی رسولؐ نے وفات کی۔ اور عمر بن خطاب نے تو عروہ ثقفی کی شہادت پر خود مرثیہ کہا
تھا اور متمم بن نویرہ نے جو اپنے بھائی مالک کے حال میں مرثیہ کہا تھا اوسکو پڑھوا کر سنا
کرتے تھے کہ اگر اونکو مرثیہ کہنا آتا تو وہ بھی اپنے بھائی زید بن خطاب کا مرثیہ کہتے اور
عمر برابر کہا کرتے تھے کہ جیسی متمم نے میری تعزیت کی ویسی کسی نے نہیں کی۔ اوسی
زمانہ میں ایک اور بڑی مرثیہ گو خنسا تھی عمر نے اوسکو کعبہ میں روتے اور پیٹتے دیکھا
پاس جاکر تعزیت کی اور اوسکے چار بیٹے جو مارے گئے اون کی تنخواہیں اوسکے نام
جاری کیں (دیکھو الفاروق مولوی شبلی) اور ابن ابی الحدید جزو دوازدہم شرح
نہج البلاغہ میں تاریخ طبری سے نقل کرتے ہیں کہ لما مات عمر بکته النساء فقالت
احدی نوادبه واحزناه على عمر حزن انتشر حتى ملأ البشر وقالت ابنة
ابی حثمة واعمراه اقام الاود وابرأ العمد اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ عمر کے مرنے پر اونکی عورتیں روئیں کوئی واحزناه کہتی تھی کوئی واعمراه کہتی تھی اور
اسقدر آواز اون کی مستورات کی بلند تھی کہ ہر شخص مختلف ایک ایک کی آواز
نوحہ وبکا کو سنتا تھا۔ صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہیں کہ چون عائشہ نقل کرد فریاد از
خانہ وے بر آمد ام سلمہ کنیزک خود را فرستاد تا از وے خبر گیرد کنیزک باز آمد و خبر

وقت ساینده ام سلمہ رضی اللہ عنہا گریان شد۔

الغرض حضرت ابو البشر آدمؑ سے تا خاتم الانبیا و اہلبیت طاہرین و اصحاب و امہات المومنین غرضکہ ہر ایک کو خون گریا گیا کہ سب نے مرثیہ پڑھا ہے نوحہ کیا ہے روئے ہین تب اے مسلمانو تم کو بھی لازم ہے کہ اوس مظلوم پر جسکی شان مین رسولؐ نے حسینؑ منی وانا من الحسین و لحمک لحمی و دمک دمی فرمایا ہے جو شط فرات پر تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوا جسکا شش ماہہ بچہ ہاتھ مین تیر ظلم سے مارا گیا جسکے حرم اسیر ہوئے روؤ اور اوسکی عزاداری کو ترقی دو کہ یہ بہت بڑی دلیل تمہارے اسلام کے برحق ہونیکی ہے دیکھو حسینؑ کے ایک ایک بچے نے اس دین کی حقیقت پوری طرح ثابت کر دیا ہے چنانچہ جب ابن زیاد نے حضرت مسلمؑ کے دونو بچونکو کوفہ مین گرفتار کر لیا اور حارث اون یتیمون کو قتل کرنیکے لئے دریا کے پاس لیگیا تو اون بچون نے بھی آخر وقت مین اپنے قاتل سے صرف دو رکعت نماز کی مہلت مانگی ان بچون نے اس فعل سے وجود معبود حقیقی اور حقیت اسلام کو کیسا واضح کر دکھایا ہے پھر اس مصیبت پر رونیوالا اور انکا دوست رکھنے والا کیونکر نہ بخشا جائیگا۔

نصاری کا دعوی ہے کہ چونکہ حضرت عیسیؑ گنہگارون کے لئے مصلوب ہوئے اسلئے اون کو ہی نجات کا وثوق ہے اور دیگر مذاہب مین کوئی ایسا ذریعہ وثوق کا نہین ہے لیکن جیسا واضح طور پر امام حسینؑ اور اونکے بھرے کنبہ کی شہادت راہ خدا مین ہوئی ہے اسطرح وہ حضرت عیسیؑ کا مصلوب ہونا ہرگز ثابت نہین کر سکتے ہین چنانچہ حضرت عیسیؑ کے مصلوب ہونیکی روایت خود انجیل سے اوپر کی جا چکی ہے تب حسینؑ سے بڑھکر دوسرا ذریعہ قائم وثوق نجات کا ہو سکتا ہے۔

تعزیہ کی مثال بالکل تابوت سکینہ کی ہے جسے حضرت داودؑ کس جوش اور ولولہ اور کس شان وشوکت سے بنی اسرائیل کے ساتھ لیکر نکلے تھے۔ اوسمین کیا تھا وہ بھی سونا۔ چاندی پیتل فیلمندان چوب صندل و آبنوس وغیرہ کا بنا ہوا تھا مسلمانون کو فخر و ناز کرنا چاہئے کہ آج اوسی جوش اور اوسی ولولہ اور شان وشوکت سے ہم کے رسو

گئے تو اسوقت تعزیے جن میں دو تابوت ہونگے ایک حسن کا سبز رنگ اور دوسرا حسین کا سرخ
رنگ بنائے ہین جو عموماً حسن و حسین کا کربلا ماتم کرتے ہوے لوگ سر پیٹ لیجاتے تھے
جیسا کہ عام طور سے یہ سب معروف ہے انکے تابوت نہیں ہیں یہ تعزیہ معرفت خدا کے لئے ہے جب
اسکی قدر کرو اور رستی دو ورنہ پچھتاؤگے۔ وما علینا الا البلاغ۔

احقر العباد سید غلام قاسم عفی عنہ

ایک اسلامی مدرسہ اور سنی شیعہ کے تعلقات

اینگلو عربک ہائی اسکول دہلی مین مسلمانون کی پرانی درسگاہ ہے جو صد سالہ طلبہ متعلق ہے ایک اعلیٰ
نیک نیت مخیر رئیس دہلی یعنی نواب اعتماد الدولہ میر فضل علیخان بہادر سہراب جنگ مرحوم
کی یادگار اور فیاضی طبع کا نتیجہ ہے۔ اسلام کی شان اس امر کی مقتضی ہے کہ عشرہ محرم میں
مدرسہ بند رہے چنانچہ جسوقت سے اس مدرسے کی بنیاد پڑی ہے آجتک برابر دس دن عشرہ
محرم کی تعطیل ہوتی رہی۔ مگر امسال مثل مدارس دیگر فاتحہ سرکاری صرف تین چار روز کی
چھٹی ہوئی جس سے قدرتاً اور روحی طور پر حضرات اہل تشیع کو جو واقف کے ہم مذہب ہیں
سخت صدمہ پہونچا۔ واقف شیعی المذہب کی وسیع الخیالی دیکھیے کہ اس وقف سے سنی شیعہ
برابر فائدہ اٹھا رہے ہین۔ اور سنی المذہب منتظمین مدرسہ کی تنگ خیالی کو دیکھئے کہ اس
مرحوم کی روح کا اتنا بھی پاس و لحاظ نہین کرتے کہ محرم مین دس دن مدرسہ بند رکھین۔
باوجود شیعہ ممبران کی مخالفت کے بغیر اسکے کہ جنرل میٹنگ منیجنگ کمیٹی مدرسہ
منعقد ہو۔ سکریٹری اور ہیڈ ماسٹر جو دونو سنی المذہب ہیں خلاف دستور سابق حکم
جاری رکھتے ہین۔ اس بدعت و جدت کی وجہ کیا معقول ہے کہ چونکہ اسی مہینے میں آل
انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ دہلی مین ہوگا اور مدرسے کا مکان مہمانان لیگ کی فرودگاہ
قرار پائیگا۔ اور ان ایام مین مدرسہ بند رکھنا پڑیگا۔ لہذا محرم مین پورے عشرہ کی
چھٹی نہین دی جاسکتی۔ اسلئے مسلم لیگ کے دنوں مین مدرسہ بند رکھنے کی کسر کا
تعطیلات محرم میں سے کمی کر کے جبر کیا جائیگا۔ شیعہ طلبا کے واویلا کرنے پر ہیڈ ماسٹر صاحب

فرماتے ہیں کہ اچھا تمہیں چھٹی!! چونکہ امتحان سر پر قریب ہے طلبا عرض کرتے ہیں کہ
بہا یہ ہوگا۔ آپ ان دنوں میں آگے نہ پڑھائیں (کورس ابتک پوری نہیں ہوئی)
جواب ملتا ہے کہ اگر پڑھائی کا خیال ہے تو حاضر ہو ہم مجبور ہیں۔ زیادہ معترض ہونے پر ہیڈ ماسٹر
صاحب فرماتے ہیں کہ مدرسہ اب گورنمنٹی ہوگیا ہے۔ گورنمنٹ بھی امداد دیتی ہے۔ ہم مرزا
ہیڈ ماسٹر صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ مدرسہ کس سال گورنمنٹی ہوا ہے یا اگلی سال سے
اگر کئی سال سے تو کیوں ابتک عشرہ محرم کی تعطیل ہوتی رہی۔ اور جب بقول آپکے
مدرسہ گورنمنٹی ہے تو کیوں اسمیں بخلاف مدارس سرکاری گڈ فرائی ڈے۔ ہولی۔ دیوالی
دسہرہ وغیرہ کی تعطیلات نہیں دیکھا ہیں۔ کیا ہیڈ ماسٹر صاحب بعض مدارس وغیرہ کی تعطیل
بھی جو گرانٹڈ ہو لیڈر نہیں ہے یا کوئی خاص آرڈر گورنمنٹ کا تعطیلات محرم ہی کے بابت میں
آگیا ہے کہ انہیں خلاف معمول سالہائے گذشتہ کی کر دیا ہے۔ اور یہ ایک زبردست سوال پیدا
ہوتا ہے کہ اگر اسکول گورنمنٹی ہے تو کیا مسلم لیگ کو جو ایک پولیٹکل باڈی ہے اسکا مکان دیا
جا سکتا ہے؟ یا صرف تعطیلات محرم ہی کی کمی کہ فرقہ شیعہ کے آزردہ کرنیکے لئے گورنمنٹی ہوا
ہے؟ حالانکہ مدارس سرکاری و امدادی کے اسٹاف و سٹوڈنٹ کمیونٹی کو پولیٹکل جلسوں کی
کسقدر بندش کیگئی ہے۔ لاہور یکی کانفرنس میں ظاہر کیا گیا کہ طلبا جو سالہائے گذشتہ میں
والنٹیر بنتے تھے۔ قواعد کیوجہ سے امسال پارٹ نہیں لے سکے۔ افسوس! سنی شیعہ
کے جھگڑے کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتے۔ اور ہر سال محرم میں تو مظلوم شیعہ ضرور تھوڑا
بہت ستائے جاتے ہیں۔ فرقہ شیعہ کو یہ صدمہ سکرٹری اور ہیڈ ماسٹر کے سنی المذہب
ہونیکی وجہ سے پہونچا ہے۔ کیا مسلم لیگ کا جلسہ دہلی میں شیعوں کو زک پہونچانے کے لئے کیا جاتا ہے
کیا اتفاق و اتحاد کی صدائیں جو آجکل دہلی میں گونج رہی ہیں اونکا یہی مطلب ہے کہ ایک
فریق کے جذبات مذہبی کو شکست دیا جائے۔ کہاں ان گئے سر سید اور مسٹر محمود جنہوں نے مسلم
محرم کی چھٹیاں دلوائی تھیں!! ایک اور الثریا ایسوسی ایشن کے قیام کے ساتھ جسکا
افتتاحی جلسہ امام کرسمس میں ہوا ہے۔ سنی شیعہ کہ جو اپنے قضیئے چھوڑ کر اس مدرسے میں تعلیم
جھگڑوں کے چھیڑنے کا مستقل بنیاد رکھدیا گیا ہے۔ نہایت ہی افسوس اللہ ... ہیں

اس زمانہ میں جبکہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس صاحب صدر محترم کی دس چھٹیاں [illegible]
سعی چھپی ہوئی میٹنگ رہی ہو ... جنہاں ... مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ ہونے والا ہے
ایک اسلامی مدرسہ میں جسکا واقف شیعہ ہو انہیں تعطیلات میں کمی کی جاتی ہے ہم نہایت ادب سے
گورنمنٹ پنجاب کی توجہ اسطرف مبذول کرتے ہیں کہ یہاں جبکہ کمیٹی میں نصف سنی اور نصف
شیعہ ممبر مقرر کرکے ہر جنرل میٹنگ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع دہلی کا پریسیڈنٹ ہونا بھی جیسا
فیصلہ منصفانہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ وہاں اس مدرسہ کا ہیڈ ماسٹر بھی لازمی طور پر عیسائی
مقرر کیا جائے۔ اور سیکنڈ و تھرڈ ماسٹر ایک سنی ہو ایک شیعہ تاکہ آیندہ کسی فریق کو شکایت کا موقع
نہ ملے۔ اور سکرٹری ہر سال تبدیل ہوا کرے ایک سال سنی ممبران میں سے اور ایک سال شیعہ
ممبران میں سے سکرٹری منتخب ہو۔ اس انتظام سے یقیناً کمزور پارٹی کو نقصان نہ پہونچیگا۔
یا کم از کم وجہ شکایت نہ پیدا ہوگی۔ اسی مدرسہ کی وسیع اور عالیشان شاہی مکان میں جہاں
سرسید کی عمر کے آخری زمانے میں ایک مرتبہ ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ جلسہ ہوا تھا۔
ایک مسجد بھی ہے جس میں شیعہ طلبا کو اذان دینے کی ممانعت کیجاتی ہے اسکی وجہ تعصب
نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا شیعوں کی اذان اذان نہیں ہے؟ اور جب وہ اس مسجد میں نماز
پڑھ سکتے ہیں تو اذان دینے کا حق اونسے کیوں چھینا جاتا ہے۔ اگر دونوں فرقے اس میں اوقات
مختلفہ میں اپنی اپنی نماز جماعت سے یا فرادی پڑھیں اور اذان دیں تو اسلام کا کونسا ستون
گر جائیگا یا مسلم لیگ کی پالیٹکس میں کونسا رخنہ عظیم واقع ہوگا۔ کیا اتفاق و اتحاد کے یہ
معنی ہیں کہ کمزور فریق کا گلا گھونٹا جائے۔ اور اسکے حقوق جائز کا خون ناحق کیا جائے۔
دیکھو سرسید کی پالیسی علیگڈھ کالج میں اور پیروی کرو۔
آخر میں ہم نہایت افسوس کیساتھ اسکو ظاہر کرنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ تعطیلات محرم کا جو اعلان
نے اسکا بھی لحاظ نہ کیا آلِ علی کے شہادت کا مشہور ... اسکول کی لائبریری و
ریڈنگ روم میں کرزن گزٹ طلبا کے مطالعہ کیلئے منظوری ... منگوایا جاتا
اسکے آگے ہم کچھ نہیں کہنا چاہتے ہمیں امید ہے کہ ... کمیٹی انتظامی مدرسہ کو
آئندہ ... رکھینگے ... شک و شبہ کا کوئی پہلو نکلنے نہ دینگے ہم ...

نصیب ہونگا ہمیشہ یہی خرابی رہیگی۔ لہذا شیعیان دہلی پر لازم ہو متفقہ کوشش سے کام لیں اور اپنی موروثی جائداد پر قبضہ کریں۔ ورنہ چند روز میں اتنا حق بھی نہ رہیگا۔ کیونکہ اس زمانہ کے سنی سنی نہیں ہیں بلکہ خارجی ہیں جنکا اصول وہی ہے جو قدیم سے چلا آتا ہے کہ جہانتک ہوسکے شیعوں کا حق غصب کرتا رہے۔

تعطیلات محرم کی نسبت عام طور سے آل انڈیا شیعہ کانفرنس کوشاں ہے اور ان اضلاع میں شیعہ سنی عام طور سے کوشاں ہیں حکام بھی متوجہ ہیں اکثر کا منظور کرنیکا وعدہ بھی ہے۔ ایسی حالت میں مدرسہ کی سکریٹری کی یہ کارروائی کسقدر افسوسناک ہے حالانکہ یہ مدرسہ خاص شیعوں کا ہے جسمیں جناب مولوی آفتاب حسین صاحب مجتہد اور ممتاز الافاضل مولوی محمد ہارون صاحب شفاہ اللہ جیسے مولوی رہ چکے ہیں۔ اگر ایام غدر میں اصلی وصیت نامہ واقف تلف ہوجاتا جسکا اعتراف گورنمنٹ کو بھی ہے تو اسقدر حق بھی سنیوں کو نہ ہوتا حالانکہ گورنمنٹ خود تسلیم کرتی ہے کہ واقف شیعہ تھا اور واقف کے خاندان سے ایک شخص پہلے سکرٹری بھی تھا جس سے کسیطرح سنیوں کو شکایت نہیں ہوئی پھر کیا وجہ ہے کہ اب اسکا سکرٹری ایک سنی مقرر ہو جو اسطرح شیعوں کی حق تلفی کرے۔ اڈیٹر

شیعہ قوم راجپوت

اصلاح ۲ میں ایک تحریر اسکے متعلق شایع ہوچکی ہے جسپر موضع پلاسو تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر سے حسب التحریر جناب سید ہادی حسن صاحب ان معزز حضرت کا قوم راجپوت سے اور شیعہ ہونا ظاہر ہوا جناب چودہری بلیتخاں چودہری فضل حسین خان چودہری مراد علیخان چودہری منور علیخان چودہری منشی خان چودہری سلامت خان چودہری ذوالفقار خان چودہری محمدالدین خان خیرالدین خان نمبردار کالوخان عیدسخان۔ فریدخان۔ بدہیر خان۔ بابو سیراخان۔ رکن الدین خان۔ قائم خان۔ مولابخش خان۔ جہنڈی خان حسین خان جیون خان وغیرہ چند حضرات چنانچہ چودہری سردار علیخان صاحب رئیس خریدار اصلاح بھی ہیں۔

موضع بہرووال میں بھی جناب چودہری محمد علیخان صاحب و چودہری نوازش علیخا

اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قایم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے یہ اسلام اور مسلمانوں کیلئے مفید نہیں مین تعزیہ داری اور مجالس عزا پر تفصیلی ریمارک اس مضمون مین نہین کرتا کیونکہ میری دانست مین یہ ایک ایسا فعل ہے۔ جسکو کبھی پسند نہین کیا جاسکتا۔ مین اس کو تسلیم کرتا ہون کہ دنیا کی تمام شریف اقوام مین شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہین۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگارین قایم کرتی ہین۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تعزیہ داری اور عزاداری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی کام مین صرف ہو تو **حسینیہ یونیورسٹی** قائم ہو سکتی ہے مگر اس قسم کا مشورہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا مفید سبق جو ہم لے سکتے ہین وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق مین ستائے جاتے ہین اور راست گوئی اور حمایت حق مین جن لوگون کو ایذائیں اور تکلیفین پہونچائی جاتی ہین جب وہ ثابت قدمی اور **اولوالعزمی** راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤن کا مقابلہ کرلین اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائین تو علاوہ ان اعلی مدارج کے جو عالم روحانی مین انکو حاصل ہوتے ہین۔ اسی عالم ظاہری مین انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلون مین ان کی ابدی یادگار قائم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق مین نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ مین زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے

گر تو یکجان میدہی از بہر من   میدہم صد جان و جانانت کنم

حضرت امام حسینؑ اور آپکے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمایش کیوقت دکھایا اسکی کیفیت الفاظ مین ادا نہین ہوسکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حقیقت ہے

یعنی وہ اللہ تعالی کے حسن وجمال پر ایسا شیفتہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا وہ سے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت اسے اس مقام سے ہٹا نہین سکتی۔

پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق سمجھ لیتا ہے تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رسوخ اسکو اس سے دور نہین لے جا سکتا۔

شہید کربلا کی زندگی کا یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی کیلئے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے نیچے نہ آئے۔ اور کسی دنیوی تکلیف اور آسایش کیلئے حق کو قربان کرنیکے واسطے آمادہ ہو ہم حسینؑ مظلوم کی طرح اپنے تمام مفاد اور راحتون حتی کہ جان تک دیدینے کے لئے طیار ہوجاوین مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لئے طیار نہون۔

دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتین مختلف لباسون مین ہمارے سامنے آتی ہین یا رکھی جا سکتی ہین مگر ہمین یاد رہنا چاہیئے کہ یہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدارج اور دنیوی آسائشین اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیان بالکل موہوم اور خیالی ہین۔ پس مبارک ہین وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھکر میدان حق گوئی مین جوہر دکہاتے ہین اور حق پسندون اور حقدارون کی حق شناسی کرتے ہین۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہین وہ دنیوی عہدون اور منصبون پر فدا ہین وہ اپنے موقعہ اور وقت پر زبردست حق پسندون کو ستانے سے نہین چوکتے۔ وہ یاد رکہیں کہ یوم الحساب آنیوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتین اور آسائشین جیسی چند روزہ ہین۔ اسی طرح اسکے آلام ومصائب کی تہوڑی عمر ہے۔

میرے دوستو! مینے شہید کربلا کے واقعہ کو آپکے سامنے رکہا ہے؟ کیون اسلئے کہ آپ اس سے سبق لین۔ اسپر غور کرین کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے۔

فاسق کے ہاتھ پر ہاتھ نہین رکھتا

مین ان لوگون سے ہرگز متفق نہین جو واقعہ کربلا کو پولیٹیکل جنگ کہتے ہین یہ پولیٹیکل

جنگ نہین تھی۔ اگر معاذ اللہ حضرت امام حسین کا یہ فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شئی وہ قربان کرنیکے لئے طیار نہ ہوتے۔ بلکہ یہی بات تھی۔ کہ انہون نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہین بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے جسکو خدا تعالی نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار بھی ناپاک فطرت ہو کر بیعت لینا چاہیے تو ایک مومن اور باخدا مسلمان اسکے ہاتھ پر وہ بیعت نہین کرسکتا جو خلافت حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتھ پر کی جاتی ہے۔

پس ہمین استقلال اور ہمت اور اخلاقی جرات کو کبھی اور کسی حال مین ہاتھ سے نہین دینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتھ ہمین دھکا دے۔ دے اسکی پرواہ نہین ہو سکتی۔ نقصان پہونچاے۔ پہونچاے یہ وہم مین نہین آنا چاہیئے حقانیت سے سر نہین پھیرنا چاہیئے۔ کیونکہ

یہی اعلٰی درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفون نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لیکر ہمارے شیعہ بھائیون کو ہمارے خلاف بھڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایا کہ ہم امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ حضرت شہید کربلا کی عزت نہین کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے ہمکو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہین اور نہ ان کی رضا یا نارضامندی ہمارا مطلوب ہے۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسین مین غلطی پر پاتے ہین۔ اور مذہبی اور دنیوی دونون پہلوؤن کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکھتے ہین۔ ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتون کو سخت قابل ملامت پاتے ہین۔ اور اسکے اظہار سے ہم کبھی نہین رک سکتے۔ تو ایسی حالت مین یہ کبھی نہین ہو سکتا۔ کہ ہم شہید کربلا کی عزت و عظمت محض انکی خاطر روا رکھین ہم فی الحقیقت امام حسین کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لئے قابل قدر نمونہ پاتے ہین اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا تھا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکھا تھا۔

بالآخر مین پہر یہ ظاہر کرتا ہون کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت
اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلئے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے
ہمارے قلم اور زبان اور پہر عمل مین وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا
کو دی گئی تہی۔ آمین۔

اصلاح پہلے تو ہم اس لائق اوڈیٹر کا شکریہ ادا کرتے ہین جسنے اس مضمون کو
لکھکر اپنا ایک دلی اشتغال ظاہر کیا حالانکہ اسوقت جتنے اسلامی یعنی سنی اخبار ہندوستان
مین جاری ہین اکثرون نے تو اس واقعہ کا تذکرہ تک نہ کیا جسمین اخبار وطن معاصر
شکایت ہے اور اہلحدیث تو وہی فرقہ ہے جو نجوت یزید کا قائل تہا پہر وہ
کیون کچہ لکہتا اور پیسہ اخبار نے تو لکہا ہے بدتر اور وکیل نے تو بدعات محرم کا
ایک مسلسل عنوان ہی قائم کیا جس سے آپ یہ بہی سمجہ سکتے ہین کہ اگر کوئی حسی یادگار
اس واقعہ کا نہ قائم ہوا ہوتا یا کوئی غیر حسی یادگار ہوتا تو یہ واقعہ بہی مثل عید غدیر کے
محو ہو رہتا حالانکہ عید غدیر پر ایک لاکہ چوبیس ہزار صحابہ موجود تہے۔

دوسرا شکریہ اسپر ہے کہ الحمدللہ اب یہ فرقہ بہی کچہ اصلاح پذیر ہو رہا ہے کیونکہ اس
فرقہ کے موجد یا امام یا نبی مرزا غلام احمد قادیانی دافع البلا مین لکہتے ہین کہ اے
قوم شیعہ اسپر مت اصرار کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ مین سچ سچ کہتا ہون کہ آج تم مین
ایک ہے کہ اس حسین سے بڑہکر ہے اور اگر مین اپنی طرف سے یہ کہتا ہون تو مین
جہوٹا ہون ص۱۳ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص اپنے کو جناب امام حسین سے بہی بڑہکر جانتا ہے حالانکہ یہ
دعوی تو قاتل امام حسین نے بہی نہ کیا تہا بلکہ وہ کہتا تہا۔ اوقر رکابی فضة
وذهبا۔ انی قتلت السید المحجبا قتلت خیر الناس اما و ابا و
خیرهم اذ ینسبون نسبا تاریخ کامل ص۳۳ جلد ۴

جس سے ظاہر ہے کہ باوصفیکہ وہ قاتل ہے لیکن حضرت کو بڑا افضل مان رہا ہے جتنا
صاحب نے مرزا ہی تہا نہین کیا کہ مین حضرت سے بڑہکر ہے۔ بلکہ شیعہ پر اسکا بہی

اتہام کیا کہ وہ لوگ معاذ اللہ حضرت امام حسین کو منجی جانتے ہین حالانکہ حاشا وکلا کہ کوئی شیعہ بجز خدا کسیکو منجی جانتا ہو نہ رسول کو نہ امام کو وہ تو رسول کو فرستادہ خدا جانتے ہین اور امام کو نائب رسول نہ منجی جو خاص صفت خدا ہے۔

مرزا صاحب اسی دافع البلا مین یہی لکھتے ہین اور جو فرق حضرت حسین یا علی رضی اللہ عنہما کو قاضی الحاجات سمجھتے ہین اور محرم مین تعزیون پر ہزارون درخواستین مرادون کیلئے گذارا کرتے ہین اور یا جو مسلمان سید عبد القادر جیلانی کی پوجا کرتے یا جو شاہ مدار یا سخی سرور کو پوجتے ہین ص۳

جس سے معلوم ہوا کہ انہون نے یہی افترا کیا کہ شیعہ جناب امیر یا امام حسین کو قاضی الحاجات سمجھتے ہین جسپر بجز تلاوت آیہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا چارہ ہے اور شکر خدا کہ اوسنے اسکے جھوٹے ہونے کی تصدیق بھی کر دی کہ اسی جھوٹے دعوے کی بدولت مرے۔

مگر ہان مرزا صاحب نے اتنی راستی کو تو ضرور صرف کیا کہ اگر شیعو نپر اتہام لگایا تھا تو سنیونکو صاف صاف لفظون مین شیخ عبد القادر جیلانی کا پوجنے والا بتایا نظر برین حالات یہ تحریر اڈیٹر الحکم قابل شکر گذاری ہے جسمین جناب امام حسین کو اولوالعزمی۔ حق پژوہی استقامت کا شہید جاوید مانا ہے اور اسکا اقرار کیا ہو وہ خونیں شہید کربلا حضرت امام حسین کی شہادت کی یادگار تا ابد الآباد ایام مین قائم رہیگی اور سالون۔ اور صدیون کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہین سکتا،،

رہا یہ امر کہ جسے لکھتے ہین وہ مگر یادگار کے قائم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے یہ اسلام اور مسلمانون کیلئے مفید نہین،، تو اسپر زیادہ بحث کی ضرورت نہین۔ کیونکہ جسکا یہ زمانہ ہے جسکا یہ ابد (خدا) جو صدیون اور سالون کے زبردست ہاتھون سے مٹانے نہین دیتا۔ اوسیکے قبضہ اختیار پر اسکو چھوڑ دینا چاہیئے کہ وہ جس طرح چاہے اس یادگار کو قائم رکھے۔

آپ اپنے اختیار اور تجویز سے کوئی نئی یادگار قائم کیجئے حسینیہ یونیورسٹی بنایئے

حسینیہ بیتحاشہ کچھ تو کیجئے کہ اہلسنت جو آپ بھی امت محمدیہ سے ہین فرزند رسولؐ سے آپکو بھی ہمدردی ہے شہید اسلام کا حق آپ پر بھی ہے کیونکہ آپ بھی اس واقعہ کی اہمیت کے لحاظ سے اسکی یادگار قائم رکھنے کی ضرورت تسلیم کرتے ہین پھر کوئی عملی نمونہ پیش کیجئے شاید اسی طرح مسلمانون کو بھی اسکی توفیق ہو۔

مسلمانون نے جو عام طور سے بیعت کرنا چھوڑ دیا ہے تو اوسکی یہی وجہ ہے کہ جس سلسلہ بیعت کو دیکھتے ہین یزید ہی کی انتہا یزید تک پہونچتی ہے خواہ پیری مریدی کے سلسلہ مین بیعت ہو یا خلافت و سلطنت مین لہذا شیعہ نہ کسیکی بیعت کرتا ہے نہ کسی سے بیعت لیتا ہے کیونکہ یہ فعل بغیر اجازت امام کے بالکل ناجائز ہے بجز رسول اللہؐ یا اون کے اہلبیت اطہار کے کسی کو بیعت لینے کا حق ہی نہین۔

افسوس ہے کہ شیعہ کسی کا بھائی نہین کہلاتا کیونکہ قرآن بتاتا ہے کہ انما المؤمنون اخوۃ بس جب ایمان نہین ہے تو وہ بھائی کیونکر ہو سکتے ہین لہذا ہم نہ کسی غیرمومن کے بھائی بن سکتے ہین نہ اونکو اپنا بھائی کہ سکتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا مین جتنے مذاہب رائج ہین وہ [illegible] کوشش ہین کہ کسی شیعہ کو اپنے دام تزویر مین لاسکین۔ آریہ ہون یا عیسائی یا قادیانی یا بریلوی ہون یا وہابی۔ اون کا جب داؤن چلے گا تو اہلسنت پر کیونکہ وہ بھی سمجھتے ہین سب یزید کو خلیفہ مانتے ہین تو دیانندی آریہ بننے مین کیا عذر ہے۔

ہم اون ناپاک اور نجس ہاتھون کو نہایت حقارت سے دیکھتے ہین جو تعلیم قرآن **انما المشرکون نجس** کے خلاف صرف پوڑیان کچوریان چکھنے کو قرآن مین تاویل کرکے تمامی کفار و مشرکین کو طاہر بتاتے ہین اور ایک گائے کی قربانی کیلئے اپنے ہندو بھائیون کی قربانی کرنیکو خوشی سے طیار ہو جاتے ہین۔

ہم بھی آخر مین دعا کرتے ہین کہ خدا تمام مسلمانونکو شہداء کربلا کے واقعات سے عبرت اور ہدایت لینے کی توفیق کرامت فرمائے کہ پھر وہ نہ کسی صحابی کی پرستش کرین نہ کسی خلیفہ کی نہ کسی پیر کی کیونکہ اگر صراط مستقیم ہے تو یہی جسپر شیعہ چلتے

(اڈیٹر) وان من شیعتہ لابراھیم۔

وکیل کی بدعات محرم

کیا خوب کہا ہے "تو درون درچہ کردی کہ برون خانہ آئی" آپ اپنے گھر کی بدعتونکو کیا سنوار رہے محرم کی بدعتون پر آپکو جوش آیا کیا عمر صاحب کی بدعت تراویح ہندوستان سے موقوف ہو گئی جسکے نسبت وہ خود کہتے نعمت البدعۃ کیا آپکو نہین معلوم ختم تراویح مین کیا ہوتا ہے مجمع عام مین کتنے فواحش ہوتے ہین جنکو امام ابوشامہ نے کتاب الباعث مین بتصریح تمام لکہا ہے۔

اس تحریر کی غرض اگر یہ ہے کہ آپ مسلمانون کی اصلاح کرین تو افسوس اپنے اس منصب کو خود اپنی ذات سے علیحدہ کر دیا کیونکہ اصلاح جلد ۱۱ و ۱۲ مین بکرر آپکی تحریرونپر مبارک کیا گیا ہے جنمین آپنے لکہنؤکے چار یاری جھنڈے کی تائید کی حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے یہ نئی بدعت سنیان لکہنؤ نے قائم کی تہی جسکو گورنمنٹ نے نہایت عاقلانہ و عاملانہ عادلانہ کارروائیون سے بند کیا جسپر تمامی کل ہم مذہب اخبارون نے اس فیصلہ کی تعریف کی۔ مگر آپکی روش وہی رہی جو النجم کی تہی کہ اس فیصلہ سے ناراض رہے جس سے تمام عالم کو معلوم ہو گیا آپ کا اخبار تعصب وجہالت کا آلہ ہے

پہر جب تمام سنی شیعہ کو آپکا تعصب معلوم ہو چکا تو آپکی اس تحریر سے کیا اثر پڑسکتا ہے کیونکہ ناصح کو خیر خواہ غیر طرفدار رہنا چاہیئے رہا یہ امر کہ آپ اس سے دل آزاری شیعون کی چاہتے ہین تو اسکا آپکو ہر وقت مین اختیار ہے جب جو فرزند رسول کو آپکے سرغناؤن نے جن کی خلافت کا آج بہی کلمہ پڑہا جاتا ہے۔ دن دوپہر شہید کر ڈالا اور اون کے اہلبیت کو اس ذلت و خواری سے اسیر کیا تو پہر کسی شیعہ کو اپسے کیا شکایت ہو سکتی ہے مگر حیف ہے اون شیعون پر جو اسپر بہی آپکے اخبار کو ایک غیر طرفدار آنا داخبار سمجھکر خریدتے ہین حالانکہ حقیقت مین آپکا درجہ کسی طرح کرزن گزٹ۔ النجم۔ اہلحدیث سے کم نہین بلکہ زیادہ ہے کیونکہ وہ نہون نے اپنے تعصب کو ظاہر کر دیا اور آپ چہپے رستم ہین۔

مین نہین سمجہتا وہ کونسا کار خیر ہے جسمین بدعتین نہین شامل کی گئین تو کیا اس سے
وہ امور خیر بند کر دئیے جائینگے اور عام طور سے اون کی حرمت کا فتوی ہوگا۔
کیا خود عہد رسول اللہ مین صحابہ نے اپنی ماؤن سے زنا کاری نہین کی جسپر حضرت نے
اونکے قتل کا فرمان جاری کیا حالانکہ زنا کی حد تازیانہ ہے یا سنگسار کرنا۔ مگر آپنے حکم
قتل و احراق دیا کہ اوسکو جلا دو۔ اور آپکے امام ابو حنیفہ نے اوسپر یہ اضافہ کیا کہ اگر
اپنی ماں بہنون سے نکاح کرکے زنا کرے تو اوسپر حد نہین آتی۔
اب رسول اللہ سے بڑھکر کون ہوسکتا ہے اونکے زمانہ سے بہتر کون زمانہ ہوسکتا ہے
مگر دیکھئے تو آپکے صحابہ نے اوس زمانہ خیر و برکت مین کتنی بدعتین کین۔
کیا رسول اللہ پر افترا و تہمت نہین کی گئی جسپر حضرت نے فرمایا من کذب علی متعمداً
فلیتبوء مقعدہ من النار۔ پھر ان بدعتون کے موجد کیا کوئی صاحب تھے یا آپکے
صحابہ کرام ہی تھے جنہون نے حضرت پر اسطرح افترا کا دروازہ کھولا۔
کیا نماز بدعت سے خالی ہے یا روزہ تو سب بند کر دیا جاوے دیکھئے نماز کی بدعتین
نبیذ سے وضو جائز سور کتے کی کہال مین نماز درست بجاے سلام گوز مارنا جائز ہے۔
ہم یہان نہ قرآن کی بدعتین لکھتے ہین جسمین ہزارون بدعتین کی جاتی ہین نہ مسجدون
کی جنمین ہزارہا بدعتین شامل ہین بلکہ حج کو لیتے ہین جس سے بڑھکر کونسا عمل عمدہ ہوسکتا
ہے اور خانۂ کعبہ سے بڑھکر کونسا مقام محترم زیادہ ہوسکتا ہے۔ مگر کیا آپکو نہین معلوم اوسمین
کتنی بدعتین ہوتی ہین صوفیونکا حال قال سب وہان ہوتا ہے خود خانہ کعبہ مین چار
مصلے قائم کیا گیا جو سراسر بدعت ہے دیکھو کتاب الارشاد صفحہ ۵ آخر سلطان فرج بن
برقوق تھے جو کہ اشہر ملوک چراکسہ سے کہے جاتے ہین اوائل نوین صدی مین مسجد کعبہ شریف
کے اندر چارون مذہب کے چار مصلے قایم کردے دیکھو ارشاد السائل الی دلیل المسائل
للعلامۃ الشوکانی عبارت یہ ہے عمارۃ المقامات بمکۃ المکرمۃ بدعۃ باجماع
المسلمین احدثہا اشر ملوک الجراکسۃ فرج بن برقوق فی اوائل المأۃ التاسعۃ
من الہجرۃ وانکر ذلک اہل العلم فی ذلک العصر و وضعوا فیہ مولفات

زمانہ مابعد کے علما نے بھی ان مصلوں کے قائم کرنیکو امر زبون اور بدعت کہا ہے چنانچہ مولانا
شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز مین تحت آیہ وما اللہ بغافل عما تعملون
کے اسکو بدعت کہتے ہین ۔ اور مخالف فریق کو بھی اسکے اقرار سے چارہ نہین چنانچہ مولوی
رشید احمد صاحب سرگروہ احناف دیوبند سبیل الرشاد مین تحریر فرماتے ہین ۔ البتہ چار
مصلّے جو کہ معظمہ مین مقرر کئے ہین لاریب یہ امر زبون ہے کہ تکرار جماعات وافتراق اس سے
لازم آگیا کہ ایک جماعت کے ہوتے ہوئے دوسرے مذہب کی جماعت بیٹھی رہتی ہے اور شریک
جماعت نہین ہوتی ۔ اور مرتکب حرمت ہوتے ہین ۔ مگر یہ تفرقہ ائمہ دین حضرات مجتہدین
سے نہ علماے متقدمین سے بلکہ کسی وقت مین سلطنت مین کسی وجہ سے یہ امر حادث ہوا ہے
کہ اسکو کوئی اہل علم اہل حق پسند نہین کرتا ۔ مص

پس جب خاص خانہ خدا مین یہ بدعت قائم کی گئی کہ رسول اللہ کی رحلت کے تیرہ سو سال
بعد چار مصلے اوسمین بنائے گئے جسکو آپکے علما بالاتفاق بدعت کہتے ہین ۔ اور آیہ قرآنی امر
جعلوا للہ شرکاء کی اوس سے تصدیق ہوتی ہے کہ جامع مسجد الحرام مین یہ چار مصلے بنائے گئے
ہین حالانکہ رسول اللہ نے بمشارکت جناب امیر کن مشکلون سے اس خانہ خدا کو بتون سے
پاک کیا تھا۔ مگر پھر یہ اصنام داخل کر دئے گئے ۔ تو اگر محرم مین بدعتین ہون رسوم عزاداری
مین بدعتین ہون تو آپکو کیون تعجب معلوم ہوتا ہے حالانکہ آپ بخوبی جانتے ہین کہ محرم کی
تعزیہ داری مین ہندو مسلمان شیعہ سنی سب شریک ہین ۔ بلکہ سنیون سے زیادہ
تعزیہ دار ہنود ہین جو اسکو اپنے طور پر ایک مذہبی فرض سمجھکر انجام دیتے ہین ۔

اسی طرح اہلسنت اپنے طریق پر انجام دیتے ہین جس سے بدعت کا ہونا لازمی امر ہے
کیونکہ وہ اس کام کو اوس حیثیت سے نہین انجام دیتے جس حیثیت سے شیعہ کرتے ہین یہی
سبب ہے کہ ہر ملک ہر صوبہ کا نیا انداز ہے جو اوس ملک مین رائج ہے ۔

مین یہ نہین کہتا کہ بدعتین نہین ہین جب خود خانہ کعبہ مین ایک ایسی مسلم بدعت مستقل
طور سے قائم ہے اور ہر سال ہزارون جرائم کاریان اس سفر حج مین ہوتی ہین ۔ چنانچہ آپکو خود
حالات حضرت عمر سے اسکا پتہ لگ چکا ہے کہ جاتے ہین حج کرنے اور صحابہ کے ساتھ شراب کی

سنگی ہے جس سے ان کی بھی تواضع کی جاتی ہے ملاحظہ ہو ازالۃ الخفا مطبوعہ ۱ و اتی عنہ نبیذا و ھو بطریق مکہ فقال لہ اسلوان ھذا الشراب یحبہ عمر بن الخطاب فحمل عبد اللہ بن عیاش المخزومی قدحا عظیما فجاء بہ الی عمر بن الخطاب۔ دیکھو اصلاح ص جلد ۱۲

کہ عمر کے غلام نے عبد اللہ بن عیاش مخزومی کے پاس جبکہ وہ مکہ کی راہ میں تھے نبیذ دیکھی تو اوس غلام نے کہا عمر اس شراب کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ عبد اللہ ایک قدح عظیم بھر کر عمر کے پاس لایا تو اس وجہ سے آپ حج کرنیکو بھی رو کدینگے

اسی خانہ کعبہ اور روضہ رسول میں ہر سال بی بی عائشہ کا ڈولہ آتا ہے جس کی تعظیم کے لئے مکہ مدینہ کے تمام حکام والی شہر شریف قاضی سب جمع ہوتے ہیں اور اوس اونٹ کے پیروں کی خاک سب آنکھوں میں لگاتے ہیں اگر ان بدعتوں کو آپ روک چکے ہوں تو خیر اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر محرم پر اور تعزیہ داری پر آپکا منہ آنا اگر بغرض دل آزاری شیعہ نہیں ہے تو کیا ہے ؟

پہلے آپکو صدق دل سے اسلام پر ایمان لانا چاہیئے خدا اور رسول و اہلبیت کی عظمت و جلالت کا اقرار کیجئے پھر دستانہ نصیحت کیجئے تو ضرور شنوائی ہوگی اور اوس سے کوئی کام نکلیگا۔

نہ یہ کہ آپ جناب مولوی فدا حسین صاحب اسسٹنٹ پروفیسر دینیات شیعہ مدرسۃ العلوم علیگڈہ کا عربی رسالہ پڑھکر جسکے لٹریچر کے لحاظ سے دلچسپ ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ اسکو تو مان لیجئے کہ وہ حسین بن علی جنکو ہم سردار جوانان بہشت مانتے ہیں جن کے فضائل میں حدیثیں روایت کرتے ہیں جنکے ساتھ عقیدت رکھنا فرض جانتے ہیں "

اور پھر لکھتے ہیں "انکی یادگار ایسی شکل میں قائم کی جائے جسپر مہذب دنیا اسلام کی ہنسی نہ اوڑائے"

مگر اسکو نہ لکھا کہ خاص اس یادگار کو کسنے قائم کیا اور کیونکر قائم ہوئی۔ نہ اسکو لکھا کہ

اس یادگار کی ضرورت ہی کیا تھی۔ جبکہ اسلام نے کسی واقعہ کی یادگار قائم کرنیکی کوئی ترکیب ہی نہیں بتائی تو پھر اس واقعہ کی یادگار کی کیا ضرورت تھی اور وہ اس ترکیب سے جسپر آپ کہتے ہیں کہ تمام دنیا اسلام کی ہنسی اڑاے "

اگر کبھی اس فلسفہ پر آپ غور کرتے تو ہزاروں بار آپ آشکار ہوتے کیونکہ آجتک کسی تاریخ سے اسکا پتہ نہیں چلتا کہ یہ یادگار کیونکر قائم ہوئی جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کارروائی دست غیب کی ہے کہ خدا نے اس یادگار کو قائم کیا۔ کیونکہ خاندان رسالت تو اس واقعہ کے بعد ایسی مصیبت میں تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کا ان ناموں سے کوئی نام رکھتا تو وہ قتل کر دیا جاتا۔ پھر یہ خاندان کیونکر عروج پکڑتا۔

عرب میں انتقام خون نہایت ضروری فرض سمجھا گیا ہے قبل اسلام بھی بعد اسلام بھی مگر خون امام حسینؑ ایسا ہلکا تھا کہ آپکی خاندان میں تو کوئی اس قابل تھا ہی نہ جو اسکا بدلہ لیتا عرب کو بھی اسکی توفیق نہ ہوئی مگر خدا بھلا کرے مختار کا جسنے اپنی اسلامی حرارت دکھادی اور چند ہی روز میں قاتلان حسین کا وہ بدلا لیا کہ دنیا میں یادگار ہے۔ مگر حضرات اہلسنت نے اسکا یہ صلہ دیا کہ خود مختار کو کافر کہدیا۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب وہ زمانہ اہل حضرات پر اس سختی کا تھا تو کون یادگار قائم کرتا اور کسکو اسکی فکر ہوتی۔ اسلئے خداوند عالم نے اپنے دست غیب سے اس یادگار کو اسطرح قائم کیا کہ آج کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا لہذا اسمیں زیادہ نکتہ چینی فضول ہے کیونکہ ہزاروں ظالموں نے چوک کھودوایا۔ تعزیہ جلوایا۔ مگر بجاے تنزلی اور ترقی ہوتی گئی۔

لہذا ہماری دوستانہ رائے تو یہ ہے کہ جو یادگار آجتک قائم ہے وہ کسی حالت میں ہو اسکو اپنے حال پر چھوڑ کر کسی نئی یادگار کو آپ قایم کریں۔ ایک نمونہ اسکا دکھا ئیں کہ مسلمانوں کو بھی معلوم ہو آپلوگونکے دلمیں بھی کچھ اسلامی ہمدردی ہے تو پھر خود جھک پڑینگے۔

جب تک کوئی عملی صورت آپ اس یادگار کی قایم نکرینگے آپکی اس قسم کی تقریروں کو اور تحریروں کو معاندانہ مخالفانہ خارجیانہ ناصبانہ تحریر کا خطاب ملا کریگا اور ہر شخص اس کہنے پر مجبور ہوگا

یک حسینے نیست تا گردد شہید ورنہ بسیار اند در عالم یزید

کیونکہ آپنے تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۴۵ مین دیکھا ہوگا کہ آپکے اسلاف اہلسنت نے بیادگار

مصعب بن زبیر جو خلیفہ اول کے داماد کہے جاتے تھے ایک لکڑی کا ہاتھی بنایا تہا جسے بڑے طمطراق سے

اپنے مصنوعی عزا پر لیگئے تھے جب واپس آئے تو باب الحرب کے پل پر وہ ہاتھی ٹوٹ گیا او ر سپاہی بلندی

اوسپر سے گر سے جس پر ایک منچلے شیعہ نے الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کی تلاوت

کی۔ ملاحظہ ہو اصلاح ۱۲ جلد ۱۱۔

نوٹ - اخبار وکیل نے خود بذاتہ اصلاح کا تبادلہ منظور کیا جس سے وکیل ہمارے دفتر میں

ہفتہ وار پہونچا تہا مگر شاید سید جالب صاحب دہلوی اڈیٹر مقرر ہوئے جنہوں نے بوجہ اسکے کہ

سنیہ مین چند مضمون پر وکیل کے نوٹ دیا گیا تہا وکیل کا تبادلہ اصلاح سے بند کر دیا۔ تاریخ الاذان

ارسال الیدین بغرض ریویو طلب کیا مگر ریویو بہی نہ لکہا۔ اوسکے بعد چند مرتبہ دفتر وکیل کو

لکہا گیا کہ اخبار بذریعہ وی پی روانہ کرین۔ مگر نہ بہیجا اسوجہ سے اصلاح اونکی اشتعال آمیز

تحریروں سے بیخبر رہا۔ اسدفعہ اتفاقاً مکرمی سید اولاد حسین صاحب قانونگو وائس پریسیڈنٹ

انجمن عزاداری گرداسپور نے دو نمبر روانہ کئے جس سے معلوم ہوا کہ وکیل نے ایک مضمون بعنوان

بدعات محرم سلسلہ وار لکہنا شروع کیا ہے جسکے دو نمبر ہمکو ملے باقی سے ہمکو اطلاع نہیں۔

مگر خدا نے چاہا تو جواب بہی مسلسل شایع ہوگا جو قابل دید ہوگا۔

روزانہ پیسہ اخبار

یہ بہی اس سال خون لگا کر شہیدون مین داخل ہوا دعوی تو صلح کل پالیسی کا کہ ہم شیعہ وسنی مین اتحاد

چاہتے ہین۔ مگر عملی کارروائی یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے افواج یزیدی کا ہجوم ہے۔ کیا خوب کہا ہے "اشکر

کی حد مین چار ہین چارون سے لڑائی"

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۱ جنوری نے بعنوان سانحہ کربلا ایک مضمون شایع کیا ہے جس مین اوس نے

اوس کسر کو پورا کر دیا جو فوج یزیدی سے رہ گیا تہا کیونکہ اون اشقیا نے تو بعد شہادت امام مظلوم

حرم اطہر کو اسیر کیا تہا۔ اور اس پرچہ نے تو وہ کام کیا کہ روح رسالتمآب قبر مین تڑپتی ہوگی

کیونکہ لکہتا ہے "حضرت فاطمہ زہرا کی پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ

تعالی عنہ کی حرم محترم تھیں جب بحالت قید دمشق مین آئین اور یزید کے دربار مین پیش کی گئین تو

اوسوقت وہان قیصر روم کا سفیر بھی موجود تہا۔ وہ آپکو دیکھتے ہی سروقد تعظیم بجا لایا۔ یزید نے پوچھا کہ تم انکو
جانتے ہو۔ سفیر بولا ہان۔ جسوقت یہ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کی حرم اور ملکۂ عرب تہین تو مین قیصر روم
کی طرف سے ان کی خدمت مین ایک بیش قیمت ہار بطور ہدیہ لایا تہا۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ یہ خاتون جسکو مین اب
بیکسی کی حالت مین مقید دیکہہ رہا ہون کبہی اسکی عظمت و جبروت کے آگے قیصر روم کی کچھ حقیقت نہ تہی۔
تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء۔))

ناظم مضمون جو غالباً خود اڈیٹر ہو۔ اگر مسلمان ہوتا تو کم سے کم اسپر تو ضرور غور کرتا کہ بالفرض اگر حضرت
ام کلثوم زوجۂ عمر بن الخطاب مین آئی بہی ہون تو اس سفیر نے انکو دیکہا کیونکر ہوگا کیا خلیفۂ دوم کی ازواج
بے پردہ پہرا کرتی تہین جنکی صورت و شکل کو کوئی دیکہکر پہچانتا ؟ کیا آپ اسلامی بادشاہ کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں
کہ کسی بیرونی شخص نے اوسکے حرم کی صورت دیکہی ہو ؟
کیا قرآن مین حکم پردہ نہین ؟ کیا آپ گمان کر سکتے ہین کہ خود خلیفہ نے اسکی تعمیل نکی ہوگی حالانکہ کتب اہلسنت
اس سے بہری ہوئی ہین کہ خلیفۂ دوم ہی کی رائے و مشورہ پر خدا نے حکم حجاب نازل کیا پہر کیونکر ممکن ہے کہ اس
سفیر نے اوس زمانہ مین صورت حضرت کی دیکہی ہو جو آج اسے پہچان لیا۔ کیا اوسوقت مین بہی اسیری
کی مصیبت اوس مظلومہ پر نازل ہوئی تہی ؟

اصل یہ ہے کہ اس واقعۂ کربلا نے اسطرح حقیت اسلام کو واضح کر دیا ہے کہ دشمنان اسلام چہ چہ ناشر ہیں
ہم ہو پہلے تو ان لوگون نے چاہا کہ اصل واقعہ ہی سے انکار کر دین جسکے لئے مرزا حیرت کو کہڑا کیا جب اسمین بہی طرح
ناکامی ہوئی تو اب یہ طریق اختیار کی کہ جسطرح ہو سکے رسوم محرم کو مٹانا چاہیے جیسا اس سال شقاوہ کو کوشش
شروع ہوئی تہی انکو کم سوکین کی عبارتین آپ دیکہ چکے۔ پیسہ اخبار کا بہی اصلی مطلب یہی ہے کہ جسطرح
ہو سکے ان رسوم کو مٹائین حالانکہ یہ باتین ہی جانب اللہ ہین جسکی غرض اصلی یہ معلوم ہوتی ہے کہ خداوند
عالم نہین چاہتا۔ یہ خون رائگان جائے جسکو وہ ہر سال اسطرح جلوہ دیتا ہے کہ ہر شخص کو اقرار کرنا
پڑتا ہے دنیا کی تاریخ مین یہ ایک ایسا عجیب و غریب واقعہ ہے کہ کسیطرح مٹائے مٹ نہیں سکتا۔

اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار نے جہان اسکی کوشش شروع کی کہ کسی طرح اس واقعہ کو محو کرنا چاہیے
وہان بعض شیعون کی دل آزاری کیلئے یہ بہی لکہدیا کہ معاذ اللہ حضرت ام کلثوم دختر [illegible] نہین۔
[illegible] بہی یہ ضرور کہتا کہ اگر یزید کو معلوم ہوتا کہ یہ زوجہ عمر بن الخطاب [illegible] تہا کہ وہ انکو اسیر ہونے دیتا
[illegible] ایسا کیا ہی [illegible] تو ضرور حضرت ام کلثوم [illegible]

سے علیحدہ کر لیتا اور اگر وہ دختر رسول سمجھ کر نہ عزت کرتا تو معاذ اللہ بوجہ عمر جی مجھکر احترام کرتا مگر ایڈیٹر صاحب کی غرض تو صرف شیعوں کی دل آزاری ہے ورنہ انکو بخوبی معلوم ہے کہ یہ واقعہ محض افترا ہے اور سنی مورخوں کی افترا پردازی چنانچہ دفتر اصلاح سے دو کتابیں خاص اس مادہ میں شائع ہو چکی ہیں کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم۔ دفع الوثوق عن نکاح الفاروق جسنے تمام عالم پر اسکی حقیقت منکشف کر دی ہے اسپر بھی اس قسم کی تحریر محض دل آزاری ہے۔

اگر اس لائق اڈیٹر نے کوئی کتاب نہ دیکھی ہوتی صرف کتاب المعارف ابن قتیبہ ہی پر نظر پڑی ہوتی جو سنہ ۱۳۰۰ میں بمقام مصر چھپی ہے تو اس غلطی فاش میں مبتلا نہوتا جسمیں صریحی دشنام ہے آل رسول اللہ پر کیونکہ وہ صاف صاف لکھتا ہے وکان بناتہ علی عند ولد عقیل وولد العباس خلا ام الحسن فانہا کانت عند جعدہ بن هبیرۃ المخزومی وفاطمہ فانها کانت عند سعید بن الاسود من بنی الحرث ابن اسد صلہ

یعنی حضرت علی کی کل بیٹیاں اولاد عقیل و اولاد عباس سے بیاہی گئیں سوائے ام الحسن جنکا عقد جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے ہوا (جو جناب امیر کے بھانجے تھے) اور سوائے فاطمہ جنکا عقد سعید بن اسود سے ہوا جو بنی الحرث بن اسد سے تھے۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ کل بنات جناب امیر حضرت عقیل و عباس کی اولاد سے منسوب تھیں بجز ان دو صاحبزادیوں کے جنکی تصریح کر دی ہے پھر ازدواج عمر بن الخطاب اگر افترا نہیں تو کیا ہے۔

اس سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ افترا محض اڈیٹر کا ہے بلکہ اکثر مورخین اسمیں مبتلا ہیں جیسے ابن قتیبہ بھی ہے مگر اصلیت اوسکی یہ ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا تھا جسسے عائشہ نے انکار کیا اسوجہ سے یہ واقعہ بوجہ اشتراک نام حضرت ام کلثوم کی طرف منسوب ہوا۔

جیسا کہ اوسی معارف میں ہے فاما ام کلثوم بنت ابی بکر فخطبها عمر بن الخطاب الی عائشہ فانعمت له وکرهت ام کلثوم فاحتالت له حتی امسکها عنه وتزوجها طلحہ بن عبید اللہ صلہ

یعنی ام کلثوم بنت ابوبکر سے عمر نے عقد کرنا چاہا جسکو عائشہ نے قبول کیا۔ مگر خود ام کلثوم نے اس عقد کو ناپسند کیا جسکے لئے عائشہ نے حیلہ کیا اور ام کلثوم کو عمر سے نہ بیاہا۔ اور طلحہ سے اوسکا عقد ہوا جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ اصلی قصہ یہی ہے کہ عائشہ کے مکر و حیلہ نے اصلی واقعہ کو چھپا کر

دوسرے طور سے مشہور کیا جس سے رواۃ اہلسنت کو یہ دہوکہا ہوا ورنہ معاذ اللہ کیونکر ممکن ہے کہ دختر رسول کا عقد عمر بن الخطاب سے ہو۔ زیادہ تفصیل کا شوق ہو تو کنز مکتوم ملاحظہ ہو۔

دوسرا واقعہ جو سفیر روم کا بیان کیا ہے اسقدر بے اصل ہے جسکی کوئی انتہا نہیں کیونکہ آجتک کسی تاریخ سے سفیر روم کا آنا خلیفہ دوم کے یہان معلوم ہوتا ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ اوسنے حضرت ام کلثوم کو بے پردہ دیکہا ہو جس سے وہ آج پہچانے۔ ہم بہت شکر گذار ہونگے اگر اڈیٹر صاحب اوس کتاب کا حوالہ لکھیں جس سے اس واقعہ کو نقل کیا ہو۔ کیونکہ کتب موجودہ تواریخ و سیر مین تو یہ واقعہ نہیں ملتا۔ شاید کوئی خاندانی کتاب انکی ہوگی جس سے اس واقعہ کو لکہا۔

اڈیٹر صاحب نے ۲۷ جنوری کے پرچہ مین دو تحریرین اور شایع کی ہین جنمین ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ حضرت ام کلثوم اوسوقت تین برس کی تہین اس واقعہ کی اصلیت یہ ہے کہ جب عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے پیغام عقد دیا ہے اور عائشہ نے اوسمین حیلہ و مکر سے کام لیا ہے تو زیادہ تر اسپر زور دیا ہے کہ ابہی ام کلثوم تین چار برس کی ہے کیونکہ اسکی ولادت بعد ابوبکر ہوئی تھی لہذا راویون نے اس مضمون کو بہی حضرت ام کلثوم کی طرف منسوب کر دیا۔ اوس ابتدائی حصہ پر اس نامہ نگار نے یہ لکھا کہ اوسوقت حضرت ام کلثوم کا سن تین برس کئی دن تہا۔

پہر ایک دوسری تحریر شایع کی جسکے نامہ نگار عرشی ہین جنہون نے اول فرج غصبت منا سے استدلال کیا ہے حالانکہ یہ روایت بہی ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہے جو بسبب مزاحمت خلیفہ دوم ملتوی رہا۔ ورنہ اس لڑکی کا عقد خاندان بنی ہاشم مین ہوتا۔ اسیکے نسبت یہ کہا گیا ہے کہ ہمسے غصب ہو گئی۔

رہا جبرئیل کا آنا اور خلیفہ دوم کے پاس انا جانا تو اسکو آپ قصہ ام کلثوم بنت ابوبکر مین دیکھ چکے ہین کہ خلعتالت یعنی عائشہ نے یہان حیلہ سے کام لیا لہذا ممکن ہے کہ حضرت عائشہ نے کسی جبرئیل کو بہیجدیا ہو۔ کیا دختر ابوبکر ہونے پر اتنا شعبدہ بہی اونکو نہ آتا ہوگا؟ عبد الجلیل انصاری

ذریعۃ النجاۃ سہ حصہ کا اشتہار اصلاح ۱۲ مین درج ہو چکا ہے مصائب مین یہ کتاب نہایت ہی لاجواب ہے مصائب کیساتہ مواعظ بہی ہین جس سے قوم کو پورا فائدہ ملسکتا ہے احکام خدا و رسول یعنی ہو اخلاق بہی درست ہونگے پہلے دونون جلدونکی قیمت ۲ تہی۔ مگر مصنف علام نے محض بفاہ عام کیلئے اشتہار ملک یعنی ۲ صفر تک ہر دو جلد کی قیمت تین روپیہ قرار دی۔ اس پتہ سے طلب فرمائین سید محمد اصغر حسین صاحب مالک مطبع نور الٰہی آگرہ

عقائد و تہذیب اہل حدیث

اس رسالہ مبارکہ کا اشتہار ایک دفعہ اصلاح میں دیا جا چکا ہے جس وقت خیال تھا کہ چار جزو کا رسالہ ہوگا مگر جناب مصنف علام دام ظلہ کی نظر ثانی سے حجم [illegible] بڑھ گیا اور صفحہ ۱۲۰ پر تمام ہوا۔

یہ کتاب آئینہ ہے خیالات مذہب اہلحدیث کا جس سے وہ رازہای نہانی انکے آشکار ہوتے ہیں کہ عقل کو حیرت ہوتی ہے کیونکر [illegible] کوئی مسلمان ایسا اعتقاد رکھ سکتا ہے کہ خدا انکا مجسم ہے عرش پر بیٹھتا ہے تو عرش چرچراتا ہے نیچے اوترتا ہے تو عرش سونا پڑا رہتا ہے [illegible] اپنی کرتا ہے اور مکار و فریبی ہے۔ رسول کی زیارت کو حرام جانتے ہیں۔ امید شفاعت رکھنا شرک ہے —

[illegible] رسالہ کی ضرورت صرف شیعوں کو ہی نہیں ہے وہابیوں کے دام تزویر کا مبطل السحر ہے۔ بلکہ حنفیوں کو بھی اس سے خاص [illegible] ہوگی کیونکہ سب روز انھیں سے معرکہ رہتا ہے۔ اہلحدیث کو وہ عقائد مذہبی معلوم ہونگے جو آجتک عوام کو معلوم [illegible] جن حضرات کی قیمت پہلے وصول ہوئی تھی اونکی خدمت میں بیرنگ جا چکا ہے۔ اگر کسی صاحب کو [illegible]

الشمس جلد چہارم سنہ ۱۳۲۶ھ

[illegible] اب جلد پنجم شروع ہوئی ہے جو انشاء اللہ ماہ ربیع الاول دیا جائے گا شایع ہوگا اور [illegible] روایات شیعہ متعلق تحریف قرآن کی بحث ہوگی۔ دوسرے حصہ میں صرف [illegible] بیانات حصہ فدک کے لیے بسیرت ہے لہذا خریداران الشمس سے التماس ہے کہ اگر [illegible] منظور ہو تو [illegible] مطلع فرمائیں۔ کیونکہ ابھی تک اسکی اشاعت بیقاعدہ رہی ہے۔

پہلی رعایت [illegible] ہو چکی ہیں لہذا [illegible] صفحے بعد ہے وہ سب رسائل تین [illegible] جو صاحب خریداران [illegible] مناظرہ احمدیہ حصہ ثانیہ ہوں وہ مع چندہ اصلاح [illegible] بذریعہ [illegible] اجازت ویلیو [illegible] تا ویلیو روانہ کیا جائے۔

دوسری رعایت اصلاح بکڈپو نے اسوقت تک چار کتابیں شایع کیں۔ تاریخ الاذان۔ تصحیح تاریخ تعمل و تہذیب الحدیث [illegible] حصہ ثانیہ صفحہ ۳۲۲۔ اگر یہ چہار جلد یکجائی طلب کیجائے تو بجائے [illegible] علاوہ محصول ڈاک [illegible] مل سکتی ہیں۔

اطلاع عام اصلاح [illegible] بابت صفر بنام [illegible] بعد اربعین بذریعہ ویلیو پی روانہ ہوگا۔ جن حضرات کو کوئی عذر ہو یا اور کچھ فرمائش ہو براہ کرم بواپسی ڈاک عنایت فرمائیں کیونکہ اب انشاء اللہ اصلاح بکمال پابندی وقت شایع ہوگا خطوط میں یا منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیں ورنہ تعمیل مشکل۔

مراسلات صرف بنام منیجر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن ہونا چاہیے۔

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر

رجسٹرڈ اسی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

نمبر ۷ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۳

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

علی حیدر اڈیٹر

مظفری یتیم خانہ فنڈ - جناب میر حامد علی صاحب رئیس الہ آباد دعنایت و میر [illegible] جناب میر عباس علی صاحب تاجر کتب الہ آباد میزان عہ میزان سابق [illegible] میزان کل [illegible]

قرآنیہ حسینیہ کی نسبت جناب علامہ کنتوری دام ظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ دوبارہ زیر طبع ہے جبتک اشتہار طبع اصلاح یا اور کسی رسالہ میں ملاحظہ کریں۔ ابھی طلب نہ فرمائیں بعد طبع حاضر ہوگا۔

زمزمۃ الحجاج مصنفہ جناب مولوی حاجی سید محمد مہدی صاحب دامت برکاتہ امام الجماعۃ مظفر پور قاصدین حج و زیارت کو مفت ملتا ہے بشرطیکہ جو لوگ قاصد حج امسال ہوں وہ طلب کریں۔ اگر خاندان کے کئی آدمی ساتھ جائیں تو ایک ہی نسخہ سبکو کافی ہوگا جو پڑھ سکتا ہو وہی طلب کرے۔ مدت تقسیم ۱۵ شوال ہے جناب سید علی نواب صاحب رئیس کمرہ مظفر پور سے طلب فرمائے۔

شکریہ معاونین - درحقیقت یہی اصلی اعانت ہے کہ قوم کو اصلاح پر آمادہ کر رہے ہیں خداوند عالم جزای خیر دے کہ [illegible] کا ویلو دس وداپس آیا جس سے پرچہ تباہ ہو رہا ہے مگر ان حضرات معاونین کی بدولت اسکا وجود قائم ہے جنکا شکریہ حسب ذیل ہے۔

نام	تعداد	نام	تعداد
جناب مولوی علی اکبر صاحب مشناز ۳۵۲۶	۱	جناب ڈاکٹر اکبر علی شاہ صاحب ۳۵۳۵	۳
جناب سید زمان علی شاہ صاحب کربلائی ۳۸۲۵	۲	جناب منشی سید عباس علی صاحب سرویہ ۲۱	۱
جناب منشی احمد حسن صاحب اثر ۳۱۷۱	۱	جناب حاجی مولوی حسین علی صاحب کراچی	۱
جناب سید امام علی شاہ صاحب ساکن مد اکبر شاہ	۱	جناب سید جعفر حسین صاحب رئیس ۳۷۳۸	۱
جناب مولوی سید ہادی حسن صاحب مدرس ۲۹۹	۱	جناب منشی سید رضا علی صاحب پٹواری نہر ۱۷۱۸	۱
جناب منشی میر سید عالم شاہ صاحب پٹواری ۴۳۳۵	۱	جناب سید محمد محسن صاحب منصرم کستہ	۲
جناب سید محمد حیدر رضا صاحب	۱	جناب بابو میر آغا الصاحب انسپکٹر ریلوے ۳۱۵	۱
جناب منشی سید قاسم حسین صاحب بخشی ۲۶۴۹	۲	جناب حکیم اصغر علی صاحب راولپنڈی	۱
جناب منشی مرزا حفاظت علی بیگ صاحب انسپکٹر [illegible]	۲	جناب منشی سید محمد رشید حسن صاحب سیاہہ نویس ۱۱۸۵	۱
جناب مرزا علی حسین صاحب ساماٹوی ۳۴۳۰	۱	جناب منشی ظہور حسین صاحب مستری ۳۴۹۴	۱
جناب منشی محمد حسین صاحب فراق پٹواری ۳۷۹۹	۱	جناب منشی [illegible] صاحب ہڈ کنشٹبل کانپور	۱
جناب میر عنایت علی شاہ صاحب عنایت ۳۶۰۵	۱	جناب [illegible] صاحب گھڑی ساز بمبئی ۳۴۳	۱
جناب [illegible]	۲	جناب منشی سید [illegible] عباس صاحب شمس آبادی [illegible]	۱
جناب منشی [illegible] حسین صاحب [illegible]	۱	جناب سید میر شاہ صاحب ذیلدار ۴۳۹۶	۱
		جناب منشی محمود علی صاحب فتحگڈہ	۱
جناب منشی سید یوسف حسین صاحب محرر نقاوی ۴۲۳۶	۱	جناب منشی سید طالب حسین صاحب [illegible] ۱۱۷۹	۱

عید میلاد امیر المومنین مبارکباد

ین کون قوم ہے جو ایسی مبارک تقریبون مین اپنے دوستونکو تحفہ نہ دیتی ہو؟ ہماری معزز قوم ہمکو یہ تحفہ دیرہی ہے
صلاح ۱۳۲۸ کا ویلیو جو خاص خاص ... نام بغرض وصول لگایا گیا تھا۔ واپس کر رہے ہین !!!
... آپ سمجھ سکتے ہین کہ ہمارے دل پہ کیا ... ہو گی کہ پانچ نمبر لیکر ویلیو واپس کرتے ہین واہ رے اخوت ایمانی۔ واہ رے
... ئی ...

ہان تو ... اصلاح ہی نے قوم کی رہنمائی کی اور اصلاح ہی سب سے پہلا پرچہ ہے جو اس معزز قوم مین جاری ہوا
اب تک صد ہا مصائب وشدائد جھیلنے پر بھی خدمت قوم سے دست بردار نہین ہوا لہذا قوم کی خدمت مین یہ
پیش کرر ہا ہے۔ اور اسکے اجر کے نسبت خدا سے امید ہے کہ محروم نہ رکھے گا۔
ہان اسمین نہایت گرانقدر تحفہ مجلدات اصلاح کا ہے کیونکہ کتابین تو پھر چھپ سکتی ہین کیونکہ وہ کتاب ہے
رسہ کر ... سکتی ہین۔ بخلاف اصلاح جو ایک ماہوار رسالہ ہے اوسکا چھپنا دوبارہ محال ہے کیونکہ
... دو ایک نمبر جو کم ہوتے ہین وہ نہین چھپ سکتے تو پورے بارہ نمبر کہان چھپ سکتے ہین۔
دوسری خصوصیت ان مجلدات مین یہ ہے کہ جو مضامین عالیہ متفرق ہون یا مسلسل ان جلدون مین درج
... آپکو کسی بڑی کتاب مین بھی نہین مل سکتے اگرچہ کیسے ہی اعلی درجہ کی کتاب ہو لہذا بانتک جلد ہو سکے
... عظمی کو نہ لیجئے کہ کتابین پھر کسیوقت مل سکتی ہین مگر اصلاح کی گذشتہ جلدین ... نمبر ہین مل سکتا
... ہر جلد ... ہم ... کر ... مگر محض قوم کے فائدہ کیلئے ... ذیل تخفیف کی گئی ہے۔
... جلد ... جلد ... جلد ۵ جلد ... علاوہ محصولڈاک جو تخمینا فی جلد ۴ دینا ہوگا۔

حسب ذیل کتابین آپکو ۱۵ شعبان تک نصف قیمت ... ہیں

... ہر دو حصہ ... جواب شہ ... دفع الوثوق ۱۰ رسالہ وضو ۸ رسالہ کلوخ ۳ مقدمہ شرح نہج البلاغہ ۱۲
... ۲ تاریخ الاذان ۲ ... و تہذیب الحدیث ۸ ... رسال ... ۸

جدید خریدارون کو مژدہ

... اس ماہ رجب تک پورے سالانہ چندہ کے خریدار ہون تو حسب ذیل کتابین آپکو بلا قیمت ملسکتی ہین تذکرہ
... ق مونہ تفسیر فتح مبین تفسیر ... التطہیر۔ الحجرہ۔ مگر شرط یہ ہے کہ چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت ہو کیونکہ وی پی
... واپس آتے ہین جس سے دفتر کا سخت نقصان ہوتا ہے۔
... جن حضرات کے نام بلا قیمت پرچہ روانہ ہوتا ہے اون سے امید ہے کہ منظوری خریداری سے جلد مطلع فرمائینگے

منیجر اصلاح۔ کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

الکرار (زیر طبع)

یعنی جناب امیر علیہ السلام کی سوانح عمری

تاریخ اور ضروریات سے زمانہ ناواقف نہیں ہے۔ مطلق تاریخ
کے خاص افراد اور انکے واقعات گویا تاریخ کی جان ہیں ہمیں اسکا
کم افسوس نہیں ہے کہ ہماری قوم کے پاس کوئی مرتب تاریخ نہیں ہے مگر
ہمارے تاسف نے بہت کچھ خوشی کی صورت اختیار کی جب ہمیں اپنی
تاریخ کے ایک خاص اور معتدر فرد کی مرتب سوانح عمری ملگئی۔ یہ جناب
امیر (علی ابن ابیطالب) علیہ السلام کی سوانح عمری ہے۔ اس سوانح عمری
کا تیار کرنا ایک دن کا کام نہ تھا۔ مصنف سے پوچھئے جس نے سات
برس اسمین صرف کئے اور بقول انکے رات کو الکرار کے خیال میں
سوتا تھا اور صبح کو الکرار کے خیال سے اٹھتا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ
میری قوم اسوقت علمی قدردانی میں بہت ممتاز نہیں ہے لیکن مجھے
یقین ہے کہ الکرار اسکے دماغ میں بڑی جگہ لینی والی ہے اور بہت
کم زمانہ ہے کہ ہر پڑہے لکھے کی زبان پر الکرار کا نام ہوگا۔ بجاننے والا
جانیگا اور جاننے والا ان بڑے مسائل پر غور کریگا جو یا تو زمانہ
گذشتہ کے مورخین کی نگاہ سے بلا توجہ گذر گئے یا جو اور ناقابل
فہم وجوہات سے زیر قلم نہیں آئے۔ حضرت علیؑ کے جن تاریخی
اور فطری بنیادوں پر تصویر کھینچی گئی ہے مجھے علم نہیں ہے کہ الکرار
کے مؤلف سے زیادہ تیز نظری سے کسی نے مصوری کی ہو۔
علی کی طبیعت۔ تربیت۔ رسول کی صحبت اور اثر کو ابتدا سے
انتہا تک جس ترقی کے ساتھ دکھایا ہے وہ پڑہتے ہوئے غور کو
زیادہ لطف دیتا جائیگا۔ تاریخ فلسفہ تاریخ اور اخذ نتائج میں کیا
کوشش کیگئی ہے اسکا اس مختصر اشتہار میں سمجھانا ہوا سے باتیں کرنا
ہوگا مجھے خوف ہے کہ میرا زیادہ کہنا کسی کتب فروش کا مبالغہ نہ سمجھا جائے
لیکن مجھے امید ہے کہ قوم کے اکثر افراد دوسرے ایڈیشن کا انتظار
نہ کرینگے سینتالیس عربی۔ فارسی۔ اردو اور انگریزی کتابوں
سے حوالہ دیا گیا ہے۔ مؤلف نے اختصار کی سخت کوشش کی

پھر بھی کتاب کا حجم تخمیناً ۵۰۰ صفحے ہوگئے۔ اگرچہ زیادہ
گذرا ہے کہ جناب امیر کی سوانح عمریان قابل افراد قوم نے مرتب
لیکن یہ دیکھنے کی بات ہوگی کہ لحن۔ الفاظ ترتیب اور موجودہ
کے تعلیمی اثر اور ضروریات کے لحاظ سے یہ کتاب بقول
کے متقدمین اور متاخرین دونوں کے طرز تحریر سے علحدہ اور
بخشی ہے خصوصاً وہ مقامات قابل دید ہیں جہان مؤلف
حضرت کی قابلیت انتظامی سے بحث کی ہے اور معزولی کا
مشکل مسئلہ کا حال کی حکمت عملی سے موازنہ کرکے عام تسکین
قابل جواب دیا ہے یا جہان قدیم اور جدید مورخین کے اعتراض
پر نظر ڈالی ہے۔ اور نہایت مہذب الفاظ میں جواب دیا ہے مؤلف
نے اسوقت تک کتاب کا چھپنا پسند نہ کیا جبتک کہ سنی اور
روشن تعلیم کے قابل لوگوں کی نگاہ سے کتاب کا کل یا جزو نہیں گذر
قوم کے لاکھوں لوگ تصفیہ کرینگے کہ الکرار موجودہ زمانہ کی سوانح
عمری کے موافق سوانح عمری کہی جاسکتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ کتاب کا پڑہنے والا اسے ایک مقدس فرض سمجھ
کی کوشش کریگا۔ اس کتاب کا اپنے پاس رکھنا گویا ان کل کتابوں
اپنے پاس رکھنا ہوگا جنکے انتخاب سے مؤلف نے الکرار کو مختلف
پھولوں کا گلدستہ بنا دیا ہے۔ اس کتاب کے مؤلف سید ریاض
حسن صاحب ریاض ساکن محلہ چاہ مہمان شہر بنارس ہیں جنکی اور تصانیف
مثل حضرت امام حسینؑ کی سوانح عمری "ذبح عظیم" وغیرہ کے بعد
شایع ہونیوالی ہیں۔ قوم کا جوش قدر دانی مؤلف کی محنت کش دماغ
کیلئے باعث تسکین اور ہمت افزا ہوگا۔ شائقین کتاب کو مؤلف
مکلف ہی جلد طلب کرین۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف
دو روپیہ رکھی گئی ہے۔ کتاب تیسرا حصہ طبع ہوگئی ہے بقیہ دو حصے
زیادہ تین ماہ میں تیار ہوجاوینگے۔ قدردان جلد درخواست بھیجیں

المکلف

خواجہ غلام محمود وکیل بی۔ اے محلہ گذر گیر ٹولہ شہر بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۷	بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۸ھ	جلد ۱۳

اصول تخفیف قیمت

ناظرین اصلاح کو بخوبی معلوم ہے کہ بہ لحاظ تقریب مبارک ولادت ائمہ معصومین علیہم السلام کتب موجودہ دفتر اصلاح اور خود اصلاح کی قیمت مین اکثر تخفیف کی جاتی ہے جس سے مومنین اسکے منتظر رہتے ہین کہ وہ وقت سعید آئے کہ مژدہ تخفیف سنا جاے۔

اصل یہ ہے کہ قیمت یا رسالہ بنظر مصارف رسالہ و کتاب مقرر ہوتی ہے جسمین بہ اصول تجارت کچھ حق نفع بھی رکھا جاتا ہے۔ مگر درحقیقت وہ مقدار بہت کم ہوتی ہے۔

دفتر اصلاح کی کتابونکا نرخ اس اصول پر ارزاں مقرر ہے جس سے کمی مین خسارہ ہوتا ہے مگر آپ اکثر دیکھتے ہین کہ کبھی نصف قیمت کی تخفیف کی جاتی ہے۔ کبھی اس سے بھی زیادہ تو کیا اس سے دفتر کو کوئی نفع ہوتا ہے؟

حاشا و کلا مین بقسم شرعی عرض کرتا ہون کہ اس سے کوئی نفع مالی نہین ہوتا بلکہ یقینی نقصان ہوتا ہے اور نقصان بھی عظیم۔

مگر چونکہ ہماری معزز قوم ہنوز ان مضامین سے بہت ہی کم آشنا ہے اور ضرورت ہے کہ اسکی قوت احساس مین ترقی دی جاے اسلئے اس قسم کے اعلانات دئے جاتے ہین کہ اس طمع سے وہ ان چیزون کو دیکھین اور وہ اس سے مستفید ہون۔

مثال کی طور پر اصلاح سال گذشتہ کا حال ملاحظہ ہو۔ کہ بخیال تقریب میلاد جناب امیر اعلان دیا گیا کہ جو شخص ۱۳ رجب کو خریدار ہوگا اسکو نصف چندہ پر سال بھر تک

پرچہ دیا جائیگا۔ اس اعلان سے وہ خریدار بڑہے جن مین بہت سے حضرات ملقبین بالقاب ہین۔ نواب ہین رئیس ہین حکیم ہین۔

چونکہ یہ میعاد اصلاح نمبر جلد ۱۳ بابت جمادی الاخری مین تمام ہوئی اسلئے اعلان دیا گیا کہ وہ مدت رعایت ختم ہوئی۔ اب جو صاحب خریدار ہونگے اون سے پورا چندہ لیا جائیگا اس اعلان پر بجز دو تین آدمیون کے جنہین سے بعض نے پورا چندہ دیا بعض نے پھر اوسی تخفیف کی استدعا کی۔ اور کسیکو خیال بھی نہوا۔

جس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جو حضرات خریدار ہوے وہ محض اس خیال سے کہ تھا کا مال ہکو عصر مین ملتا ہے نہ بغرض مطالعہ یا شوق استفادہ۔ کیونکہ وہ اگر اصلاح کو دیکھنے کے لئے منگاتے یا خریدتے ہوتے۔ تو اس اعلان ثانی پر کم سے کم ایک خط تو لکہتے کہ ہم پورا چندہ نہین دلاسکتا وہی رعایت باقی رکھی جاے۔

اسی اصول پر دو ماہ سے تخفیف قیمت کا اعلان دیا جاتا ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ کتابین مومنین کے گھرون مین داخل ہوجائین کہ کوئی بندہ خدا توان کتابونکو دیکھیگا اور اس سے مستفید ہوگا۔

ہمارا نفع اسمین صرف اسقدر ہے کہ جو کتابین صرف غذاے دیمک ہوتین وہ کسی مومن کے گھر پہنچ جائینگی۔ اور وہ متنفع ہوگا اگرچہ ہمارا کسیقدر نقصان ہو۔

افسوس کہ اسیوجہ سے نئی کتابون کی اشاعت ملتوی ہے نہ تاریخ الاذان حصہ دوم چھپ سکتا ہے۔ نہ ذوالفقار حیدر جلد رابع جسکے مسودات طیار ہین صرف اسکا انتظار ہے کہ یہ کتابین صرف ہوجائین تو دوسری کتابون کا سلسلہ قائم کیا جاے۔

ہماری غرض اس اصلاح والشمس سے یا اور کتابون سے جو اسی دفتر سے شایع ہوتی ہین صرف اسقدر ہے کہ ہر شخص بجاے خود مذہبی معلومات سے اسقدر واقف و باخبر ہو کہ کسی مخالف کے مقابلہ مین وہ عاجز و درماندہ نہ رہے اس لئے ہر قسم کی تخفیف بھی کیجاتی ہے اور ترغیب دی جاتی ہے کہ اصلاح والشمس کی خریداری پر رغبت کرین کہ ان رسالونمین وہ ذخیرے جمع کئے جاتے ہین جو کسی دوسری کتاب مین مل نہین سکتے۔ اڈیٹر

علم الھدایہ لرفع الغوایہ

اگرچہ عام حکم خداوند عالم یہی ہے کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ جن لوگ
جاہلونکو حکم ہے کہ جو باتین نہ معلوم ہون۔ اونکو علماء سے دریافت کرین۔
اور علماکو یہ حکم ہے ولاتلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ کہ حق کو باطل
کے ساتھ نہ ملاؤ اور حق کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ تم چھپاتے ہو۔
مگر افسوس اڈیٹر صاحب اہلحدیث کا عمل بالکل اسکے خلاف ہے کیونکہ ایک سائل نے
اون سے یہ سوال کیا تھا۔ ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۲ ربیع الاول
س نمبر ۱۲۲ - اعجاز التنزیل مصنفہ خلیفہ محمد حسن صاحب مرحوم وزیر اعظم پٹیالہ مطبوعہ کے
صفحات ذیل پر احادیث مرقوم صحیح ہین یا کیا اور کس کتاب مین ہین (۱) صفحہ ۴ لحمک
لحمی ودمک دمی دربارہ حضرت علیؓ رض (۲) صفحہ ۵۴ یا بنی عبد المطلب قد جئتکم
بخیر الدنیا والاخرۃ وقد امرنی اللہ ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی امری
ھذا ویکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم
(۳) ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا واطیعوا۔ آخر کی دونو
حدیثین اس موقع کی ہین جبکہ حضور انور نے بنی ہاشم کو بلا کر دعوت دی اور صرف
حضرت علیؓ نے قبول کی۔ ابراہیم از اوبر
اڈیٹر صاحب اہل حدیث اسکے جواب مین لکھتے ہین ج نمبر ۱۲۲۔ اس قسم کی روایتین
شیعہ کی ہین اہلسنت کی کتابون مین نہین لحمک لحمی تو ہے۔ اس مضمون پر کسیقدر
بحث اخبار ۱۱ مارچ مین ملیگی الغرض شیعہ عموماً ایسی بے سروپا روایتین بیان کیا کرتے ہین
خلیفہ صاحب بھی چونکہ شیعہ تھے اسلئے وہ بھی اس قسم کی روایات سے بچ سکے۔
اب داخل غریب فتدبر۔

اس جواب مین اڈیٹر صاحب نے اخبار مورخہ ۱۱ مارچ کا حوالہ دیا ہے اوسکو بھی
دیکھ لیجئے کیونکہ پہلے اصلاح کی یہ عبارت اونہون نے نقل کی ہے "تمامی کتب تفاسیر

وسیر و تواریخ مین بصراحت موجود ہے کہ جسروز آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی اور حضرت نے اس حکم کی تعمیل کی تو اوسی روز جناب امیرؑ کو خلیفہ اور وزیر بھی کیا جسپر تمامی کفار نے مضحکہ بھی اوڑایا اور حضرت ابوطالبؑ سے کہا لو تمھارا بیٹا تمپر حاکم بنا دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۲۲ جلد ۲ -

اڈیٹر صاحب اس فقرہ کے جواب مین لکھتے ہین -

تاریخ کامل کا حوالہ جو آپنے دیا ہے مہربانی کرکے یہ تو بتلا دین کہ اس کا نسخہ بھی کہین امام وقت کے پاس تو نہین جا پہونچا - ورنہ موجودہ کامل مین تو یہ حوالہ ملتا نہین براہ عنایت عبارت بالفاظہا مع نشان جلد و صفحہ لفظون مین لکھنے بذریعہ خط بھی ایسی تصحیح کا تقاضا کیا گیا مگر آپنے جواب نہ دیا - افسوس - ایسی دروغ گوئی - صفحہ ۵ کالم ا سطر ۵ مورخہ ۱۱ مارچ

اس سوال و جواب اور اس تحریر پر تو اگرچہ تعجب تہا ہی - مگر جب اڈیٹر کا یہ اعلان ہر اخبار مین دیکھتے ہین " اطلاع - فتوون کی غلطی پر ہر ایک صاحب مطلع فرما سکتے ہین " تو اب تمامی فرقہ اہلحدیث پر افسوس ہوتا ہے کہ یا تو اب انمین کوئی عالم نہین رہا یا سب تقیہ باز رافضی ہوگئے کہ اظہار امر حق کی کسیکو قدرت نہین رہی - کیونکہ یہ تو یقینی ہے کہ اڈیٹر صاحب کا فتوی غلط ہے -

سوال ۲۳ مین دو حدیثون کی نسبت سوال تھا جسمین سے اڈیٹر صاحب حدیث لحمک لحمی کو تو قبول کرتے ہین مگر اوسی منافقانہ انداز سے " و لحمک لحمی تو ہے " جس سے نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث ہے یا آیہ یا مقولہ عرب ہے یا کیا - اگر حدیث ہے تو متواتر ہے یا احاد سے - صحیح ہے یا ضعیف - کیونکہ ہے کا لفظ وجود سے خبر دیتا ہے خواہ وجود بالصحت ہو یا بالبطلان - مگر ہم اس زمانہ انکار مین اسی کو غنیمت سمجھتے ہین جو اڈیٹر صاحب نے فرمایا " لحمک لحمی تو ہے "

لہذا دوسری حدیث کو لیتے ہین جس سے بالکل انکار ہے کیونکہ اڈیٹر صاحب فرماتے ہین " اہل سنت کی کتابون مین نہین " جس سے معلوم ہوا کہ کتب اہلسنت مین اسکا کسی طرح وجود ہی

نہین نہ بطور صحیح نہ ضعیف ۔

افسوس دنیا مین اب کوئی عالم فرقہ اہلحدیث مین نہین رہا نہ اہلسنت مین کوئی عالم رہا جو انکو بتاتا کہ یہ جواب کیسا جاہلانہ ہے جس سے یہ بھی مرزا حیرت کے ہمسر ہو گئے جو منکر شہادت مظلوم کربلا ہے ۔

اڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار مورخہ ۱۱ مارچ مین تو اور بھی غضب کیا کیونکہ فرماتے ہین ""تاریخ کامل کا حوالہ جو آپنے دیا ہے مہربانی کر کے یہ بتلاوین کہ اسکا نسخہ بھی کہین امام وقت کے پاس تو نہین جا پہونچا جس سے معلوم ہوا کہ یہ "تاریخ کامل" سے آپکو انکار ہے کہ کہین دنیا مین اوسکا وجود ہی نہین ۔ جو ایک معنی سے درست ہو سکتا ہے کیونکہ الناس اعداء لما جھلوا جس چیز کو نہین جانتا اوس سے انکار ضرور ہے

اس فقرہ سے چونکہ اڈیٹر صاحب کا جہل بسیط تمام عالم پر ظاہر ہوتا ہے کہ جس تاریخ کامل سے آج ادنے ادنے لونڈے استدلال کرتے ہین اوس تاریخ کامل کی نسبت آپ فرماتے ہین "کہ اسکا نسخہ امام وقت کے پاس جا پہونچا" لہذا عجب منافقانہ انداز سے آپنے اس جہالت کو چھپا کر فرماتے ہین ""ورنہ موجودہ کامل مین تو یہ حوالہ ملتا نہین"" جس سے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ موجودہ کامل سے کیا مراد ہے کیونکہ "کامل" کئی کتاب کا نام ہے ۔

کامل الادلہ ۔ کامل التعبیر ۔ کامل الصناعہ ۔ کامل الضاعتین ۔ کامل الفتاوی ۔ کامل فی الانساب ۔ کامل فی الجبر والمقابلہ ۔ کامل فی الحساب للاحدب ۔ کامل فی الحساب الھوائی کامل فی الخلاف بین الشافعیہ والحنفیہ ۔ کامل فی فروع الشافعیہ ۔ کامل فی القراءات الخمس ۔ کامل فی اللغۃ للمبرد ۔ کامل فی معرفۃ الضعفاء والمتروکین من الرواۃ لابی احمد الجرجانی المتوفی ۳۶۵ھ

ان سب کتابون کا نام کامل ہے ۔ اب معلوم نہین ""موجودہ کامل"" کس طرف اشارہ ہے کونسی کامل اونکے پاس موجود ہے غالباً کامل التعبیر ہو جو فارسی مین ہے تعبیر خواب کے متعلق ۔ کیونکہ بقول اہلسنت ابوبکر صاحب بڑے تعبیر دان تھے جنھون نے رسول اللہ کے خواب کی تعبیر دی تھی کہ آپ ڈہائی برس پہلے مر جاینگے اور ہم آپکے بعد ڈہائی برس

تک عیش کرینگے تو اس مناسبت سے کامل التعبیر اونکے پاس ہوگی جسکی طرف "موجودہ کامل" کا اشارہ کیا گیا ورنہ یہ علمی کتابین ہین اون سے اونکو کیا واسطہ۔
بہرحال چونکہ اس فقرہ مین کسی کامل کی موجودگی کا اقرار کیا ہو لہذا ممکن تہا کہ اونکو کتاب کامل بذریعہ ڈاک بہیجدیجاتی مگر اوسپر یہ خیال ہوتا ہے کہ کہین حضرت عائشہ کی قبر مین نہ ڈالدین اور رسید بھی نہ دین دوسری صورت یہ بھی ہوسکتی تھی کہ شیر آریہ پنڈت بھوجدت صاحب اڈیٹر مسافر آگرہ کی خدمت مین بہیجتے کہ وہ جاکر صفحہ ۲۲ اوس کتاب کا دکھاتے۔ مگر پنڈت جی کے نام سے اونکی روح فنا ہوتی ہے اسلئے یہ بھی نامناسب سمجھا گیا۔
تو اب آخری صورت یہی اختیار مین ہو جسکی خود فرمایش کرتے ہین "براہ عنایت عنایت عبارت بالفاظہا مع نشان صفحہ و جلد لفظون مین لکھیئے" جس سے معلوم ہوا کہ اگر ایسا ہوگا تو شاید آپ ایمان لائینگے۔ مگر افسوس اسکی تعمیل بھی بہت قبل ہو چکی ہو کیونکہ اصلاح ۱۲ جلد ۱۳ - بابت صفر کے مضمون قول جمیل صفحہ ۲ مین پوری عبارت تاریخ ابو الفدا کی بحوالہ صفحہ ۱۱۶ جلد اول لکھدی گئی تھی اور پھر تاریخ کامل جلد ۲ کے صفحہ ۲۲ کا حوالہ بھی دیا گیا تھا۔ اور تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ اور معالم التنزیل کے صفحہ ۶۸۲ کا حوالہ مرقوم تھا اور نیز ازالۃ الخفا کا حوالہ بھی دیا گیا تھا۔ مگر اس حدیث نے اونپر دنیا کو اسطرح تاریک کیا کہ کچھ نظر نہ آیا۔
ہان چونکہ وہ یہ عذر کرسکتے ہین کہ تاریخ کامل کی عبارت بلفظہا نہین ہو اور نشان صفحہ و جلد لفظون مین نہین ہو (بلکہ ہندسون مین ہو) لہذا اتماماً للحجۃ اونکے حکم کی تعمیل کی جاتی ہو مگر قبل اسکے کچھ ذکر اوصاف تاریخ کامل ضروری ہو ملاحظہ ہو کشف الظنون صفحہ ۲۵۶ جلد ۲
کامل التواریخ فی ثلاثۃ عشر مجلدا للشیخ عز الدین علی بن محمد المعروف بابن الاثیر الجزری ابتدا فیہ من اول الزمان وانتہی الی سنۃ ۶۳۷ سبع وثلاثین وستمائۃ وتوفی فی سنۃ ۶۳۸ ثمان وثلاثین وستمائۃ وعلق علیہ جمال الدین محمد بن ابراہیم الوطواط الکبتی حواشی مفیدۃ وتوفی سنۃ ثمان عشرۃ وسبعمائۃ

وذیلہ ابوطالب علی بن انجب بن الساعی المتوفی ۶۷۶ھ ست وسبعین وستمائۃ فی خمسہ مجلدات الی سنہ وترجمہ بالفارسیۃ مولانا نجم الدین الطاری المتوفی سنہ من اعیان دولۃ مرزا شاہ بن تیمور باشارتہ ترجمہ بلیغۃ وکان ماہرا فی الانشاء کذا فی حبیب السیر۔

یعنی کامل التواریخ کے مصنف شیخ عزالدین علی بن محمد معروف بہ ابن اثیر جزری ہین جنہون نے ابتداے زمانہ سے تاریخ لکھی اور ۶۲۸ھ تک کے حالات لکھے تھے کہ ۶۳۰ھ مین انتقال کیا۔ اس تاریخ پر جمال الدین نے مفید حاشیے لکھے ہین اور ابوطالب متوفی ۶۷۶ھ نے اسکا ذیل لکھا جو پانچ جلدون مین ہے اور مولانا نجم الدین نے فارسی مین اوسکا ترجمہ کیا۔

ایسی مشہور و معروف کتاب کی نسبت اڈیٹر صاحب کلا یہ جملہ "اسکا نسخہ بھی کہین امام وقت کے پاس تو نہین جا پہونچا" نہایت ہی قابل قدر ہے کہ جو کتاب ایسی مشہور ہو اوسکے وجود سے آپکو اسطرح انکار ہو۔

تاریخ کامل مصر مین دو مرتبہ چھپی ہو ایک نسخہ کے حاشیہ پر مروج الذہب مسعودی بھی ہے جو ۱۳۰۱ھ سے دفتر اصلاح مین موجود ہے۔ اوسکی دوسری جلد باب "ذکر امر اللہ تعالی نبیہ باظہار دعوتہ" کے صفحہ بائیس ۲۲ سطر ۶ سے یہ عبارت شروع ہو۔

قال علی بن ابیطالب لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین دعانی النبی فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت ذرعا وعلمت انی متی اباد رہم بہذا الامر اری منہم ما اکرہ فصمت علیہ حتی جاءنی جبرئیل فقال یا محمد الا تفعل ما تومر بہ یعذبک ربک فاصنع

یعنی حضرت علیؑ نے کہا کہ جب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو حضرت نے فرمایا اے علیؑ خدا نے مجھے حکم انذار دیا ہے کہ اپنے عشیرہ قریب کو انذار کرون۔ اس سے مین دلتنگ ہوا کہ اگر ایسا کرونگا تو قوم سے ناگوار باتین دیکھونگا اس لئے سکوت کیا یہانتک جبرئیل نے آکر کہا اے محمدؐ تمنے اگر ایسا نہ کیا تو خدا تمہیر

لنا صاعا من طعام واجعل علیه رجل شاة واملا لنا عسا من لبن واجمع لی بنی عبد المطلب حتی اکلمهم وابلغهم ما امرت به ففعلت ما امرنی به ثم دعوتهم وهم یومئذ اربعون رجلا یزید ون رجلا او ینقصونه فیهم اعمامه ابوطالب وحمزة والعباس وابولهب فلما اجتمعوا الیه دعانی بالطعام الذی صنعت لهم فلما وضعته تناول رسول الله صلی الله علیه وسلم خزة من اللحم فنتفها باسنانه ثم القاها فی نواحی الصحفة ثم قال خذوا باسم الله فاکل القوم حتی ما لهم بشیء من حاجة وما اری الا موضع ایدیهم وایم الله الذی نفس علی بیده ان کان الرجل الواحد منهم لیاکل ما قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم فجئتهم بذلک العس فشربوا منه حتی رووا جمیعا وایم الله ان کان الرجل الواحد لیشرب مثله فلما اراد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یکلمهم بدره ابولهب الی الکلام فقال

عذاب کریگا لہذا (اے علیؑ) تم ہمارے لئے ایک صاع طعام تیار کرو اور ایک ران بکری کا گوشت اور ایک کاسہ دودھ مہیا کرو۔ پھر فرزندان عبد المطلب کو بلا لاؤ کہ ہم اونکو کہلائین اور جو کچھ حکم خدا ہے اوسکی تبلیغ کرین حضرت علیؑ کہتے ہین کہ ہمنے مطابق حکم رسول اسکو انجام دیا اور سبکو بلالائے جو اوس روز چالیس آدمی تھے ایک کم یا ایک زیادہ جن مین حضرت کے چچا لوگ ابوطالب حمزہ عباس ابولہب سب جمع تھے۔ جب سب جمع ہوئے تو حضرت نے ہمسے کھانا منگوایا حضرت نے ایک ریزہ گوشت اپنے دندان مبارک سے پارہ پارہ کیا اور سینی مین ڈالدیا اور فرمایا کہا و بسم اللہ۔ تمام قوم نے کہایا اور سب سیر ہوگئے کہ اب کسی چیز کی حاجت اونکو نہ رہی۔ اور ہم اونکے ہاتہون کا نشان دیکھ رہے ہین قسم اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین علیؑ کی جان ہے ایک ایک آدمی اون مین اسقدر کہا جاتا تھا جو ہمنے اونکے لئے رکھا تہا پہر حضرت نے فرمایا کاسہ دودھ کا لاؤ اوسکو بھی سبنے پیا اور سیر ہوے حالانکہ قسم بخدا ایک ایک

لعلما سحركم به صاحبكم فتفرق القوم ولم
يكلمهم صلى الله عليه وسلم فلما كان
الغد قال يا علي ان هذا الرجل سبقني
الى ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل
ان اكلمهم فعد لنا من الطعام بمثل
ما صنعت ثم اجمعهم الى ففعل مثل
ما فعل بالامس فاكلوا وسقيتهم ذلك
العس فشربوا حتى رووا جميعا وشبعوا
ثم تكلم رسول الله صلى الله عليه و
وسلم فقال يا بني عبد المطلب اني
والله ما اعلم شابا في العرب جاء قومه
بافضل مما قد جئتكم به قد جئتكم بخير
الدنيا والاخرة وقد امرني الله تعالى
ان ادعوكم اليه فايكم يوازرني على
هذا الامر على ان يكون اخي ووصي
وخليفتي فيكم فاحجم القوم عنها
جميعا وقلت واني لاحدثهم سنا و
ارمصهم عينا واعظمهم بطنا واحمشهم
ساقا انا يا نبي الله اكون وزيرك
عليه فاخذ برقبتي ثم قال ان هذا
اخي ووصيي وخليفتي فيكم فاسمعوا
له واطيعوا قال فقام القوم يضحكون
فيقولون لابي طالب قد امرك ان

شخص اون مین سے اسقدر پی جاتا تھا۔
جب حضرت نے کلام کرنا چاہا تو ابولہب نے
تیزی کرکے حضرت کی بات کو کاٹ کر کہا شاید تمہارے
صاحب نے تم پر سحر کیا (لفظ صاحبہ کی ابتدا اسی
کلام ابولہب سے معلوم ہوتی ہی) جس سے
سب متفرق ہو گئے اور حضرت نے کچھ کلام
نہ فرمایا۔

دوسرے روز حضرت نے فرمایا اے علیؑ اس
مرد (ابولہب) نے سبقت کی جیسا کہ تمنے
سنا جس سے سب متفرق ہو گئے قبل اسکے
کہ ہم کچھ کلام کرین۔ تو آج بھی ویسا ہی طیار
کرو جیسا کہ کل طیار کیا تھا اور کل ہی کیطرح
سبکو بلا لاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے سب باتین
اوسی طرح انجام دین جب سب کھا پی چکے
تو حضرت نے کلام کیا اور فرمایا اے فرزندان
عبد المطلب ہم جہانتک جانتے ہین عرب میں
کوئی جوان اوس سے بہتر کوئی چیز نہین
لایا جو ہم تمہارے پاس لائے ہین کہ وہ خیر
دنیا و آخرت ہے۔ خدا نے ہمکو حکم دیا ہے
کہ تمہاری دعوت کرین اوسکی طرف۔ تو
کون تمسے ہماری مدد کرتا ہے اس بارہ مین
اس شرط پر کہ وہ ہمارا بھائی ہو اور
وصی ہو اور خلیفہ ہو تمکو گون مین۔

تسمع لابنك وتطيع وامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصدع بما جاءہ من عند اللہ وان ینادی الناس بامرہ ویدعوھم الی اللہ فکان یدعو فی اول مانزلت علیہ النبوۃ ثلاث سنین مستخفیا الی ان امر بالظھور للدعاء ثم صدع بامر اللہ وبادی قومہ بالاسلام فلم یبعد وامنہ ولم یردوا علیہ الابعض الرد حتی ذکر آلھتھم و عیبہا فلما فعل ذلک اجمعوا علی خلافہ الا من عصمہ اللہ منھم بالاسلام وھم قلیل مستخفون وحدب علیہ عمہ ابوطالب دمنعہ وقام دونہ ومضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امر اللہ مظھرا لامرہ لا یردہ شی +

تمام قوم خاموش ہو رہی اسکے جواب سے اور ہمنے اسکے جواب مین کہا حالانکہ سب سے چھوٹے تھے سن مین - اور آنکھین چرک آلود تھین - اور بطن عظیم تھا اور ساقین باریک تھین - کہ یا نبی اللہ مین آپکا وزیر ہونگا اس امر مین - پس حضرت نے میری گردن پکڑی - اور فرمایا یہ ہے میرا بھائی - وصی اور خلیفہ تملوگون مین اسکا حکم سنو اسکی اطاعت کرو - پس قوم یہ کلام سنکر ہنستی ہوئی اوٹھ کھڑی ہوئی اور ابوطالب سے کہا کہ تمکو حکم دیا ہے کہ اپنے فرزند کی اطاعت کرو اور حضرت کو حکم ہوا کہ مستعدی کے ساتھ احکام خدا کی تعمیل کرین - حضرت قبل اسکے اسلام کیطرف دعوت کرتے تھے مخفی طور سے جس سے وہ لوگ حضرت سے نہ زیادہ دوری کرتے تھے نہ زیادہ رد کرتے تھے - یہانتک کہ حضرت نے اونکے بتون کا ذکر کرنا شروع کیا اور عیب لگانے لگے جب حضرت نے ایسا کیا توسبنے حضرت کی مخالفت پر اجماع کیا (یہی اجماع سقیفہ مین جاکر بارور ہوا) مگر اون لوگون نے جنھین خدا نے بوجہ اسلام اس سے محفوظ رکھا اور وہ قلیل تھے - اور آپکے چچا ابوطالبؑ آمادہ ہوے آپکی حمایت پہ اور رسول اللہ نے احکام خدا کو پہونچایا کہ کوئی چیز اس سے روک نہین سکتی تھی،،

یہ ہے عبارت تاریخ کامل جسکی عبارت بلفظہا اور نشان صفحہ وجلد بقفظو نمین چاہا تھا کہ جلد ۲ صفحہ ۲۲ سطر ۱۸ سے شروع ہو دیکھیے اب کیا عذر تراشا جاتا ہے -

(۲) یہی عبارت بجنسہ بتفاوت تاریخ ابو الفدا جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ایکسو سولہ ۱۱۶ میں ہی جسکا آخری حصہ یہ ہے فاخذ رسول اللہ برقبۃ علیؑ وقال ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابیطالب قد امرک ان تسمع ابنک وتطیع

(۳) یہی عبارت بجنسہ تاریخ طبری جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۶ مین بھی ہے

طبری نے حضرت کا حال اپنی تاریخ جلد ۲ کے صفحہ ایکسو چورانوے ۱۹۴ سے شروع کیا ہو صفحہ ۲۱۴ مین اول اسلام کا اسطرح خاتمہ کیا ہو قال آخرون اسلم قبل ابی بکر جماعۃ ذکر من قال ذلک حدثنا ابن حمید قال حدثنا کنانہ بن جبلہ عن ابراھیم بن طہمان عن الحجاج بن الحجاج عن قتادہ عن سالم بن ابی الجعد عن محمد بن سعد قال قلت لابی اکان ابوبکر ابوبکر اولکم اسلاماً فقال لا وقد اسلم قبلہ اکثر من خمسین ولکن کان افضلنا اسلاماً ص ۲۱۵

یعنی بہت سے لوگون نے کہا ہو کہ ابوبکر کے پہلے بہت سے لوگ اسلام لائے چنانچہ رواۃ بیان کرتے ہین کہ محمد بن سعد (برادر عمر بن سعد) اپنے باپ (سعد) سے روایت کرتے ہین کہ مینے پوچھا۔ کیا ابوبکر سب کے پہلے اسلام لائے۔ سعد نے کہا نہین۔ کیونکہ ابوبکر سے پہلے پچاس آدمی سے زیادہ اسلام لا چکے تھے مگر ابوبکر ہم مین سب سے افضل تھے از راہ اسلام۔

اسی کے بعد صفحہ ۲۱۶ مین اس روایت کو لکھتے ہین جو ابھی تاریخ کامل و ابو الفدا سے مذکور ہوئی جسکا آخری حصہ یہ ہے فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم قال فاحجم القوم عنہا جمیعاً وقلت وانی لاحدثہم سنا وارمصہم عینا واعظمہم بطنا واحمشہم ساقا انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیہ فاخذ برقبتی ثم قال ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا قال فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک وتطیع ص ۲۱۷

ترجمہ اسکا بھی وہی ہے جو تاریخ کامل کی عبارت کا ترجمہ تھا کہ حضرت نے مسلمین و کافرین سب سے فرمایا یہ میرا بھائی ہے - اور وصی ہے - اور خلیفہ میرا ہے تملوگون مین - اسکا حکم سنو اسکی اطاعت کرو - ساری قوم یہ کہتی ہنستی اوٹھ گئی کہ اے ابوطالب تملو حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کے احکام کو سنو اور اوسکی اطاعت کرو -

(۴) یہی حدیث بعینہ تفسیر طبری جلد ۹ ص ۷۴ مطبوعہ مصر مین بھی موجود ہے فرق یہ ہے کہ تفسیر مین طبری صاحب نے بتقلید بخاری صنعۃ اکتفا کو ترجیح کرکے لفظ خلیفتی و وصی کو نکال دیا ہے چنانچہ عبارت بلفظہا حسب ذیل ہے فایکم یوازرنی علی ہذا الامر علی ان یکون اخی وکذا وکذا قال فاحجم القوم عنہا جمیعاً وقلت وانی لاحدثہم سنا وارمصہم عینا واعظمہم بطنا واحمشہم ساقا انا یا نبی اللہ اکون وزیرک واخذ برقبتی ثم قال ان ہذا اخی وکذا وکذا فاسمعوا لہ واطیعوا قال فقام القوم یضحکون و یقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لابنک وتطیع -

ترجمہ وہی ہے جو پہلے لکھا گیا صرف اضافہ صنعت اکتفا کا ہے کہ لفظ وصی و خلیفتی نکال دیا گیا جس نے اور بھی لطف کو دوبالا کر دیا - کیونکہ جناب یعنی اہلحدیث نے تو اس غریب پر وہ ظلم کیا ہے کہ اتنا بھی لکھنا اوسکا عجائب روزگار سے ہے کیونکہ جب اصل آیہ وانذر عشیرتک الاقربین سے آیہ ورہطک المخلصین نکالدیا گیا ہے تو حدیث سے لفظ خلیفتی کے نکالنے پر کیا تعجب ہے چنانچہ اوسی تفسیر طبری مین ہے حدثنا ابن حمید قال ثنا جریر عن عمرو بن مرۃ انہ کان یقرء وانذر عشیرتک الاقربین ورہطک المخلصین صفحہ ۷۵ جلد ۱۹ - اس ترکیب سے آپکو اوسکی حقیقت بھی معلوم ہوگی کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس روایت کو تو ان الفاظ سے لکھا و از انجملہ انکہ پیش از ہجرت آنحضرت بار ہا معاملہ منتظر الخلافت نمود کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ بجا آورد - از تخریج النسائی الخ صفحہ ۲۵۲ ازالۃ الخفا

روایت وہی ہے مگر لفظ خلیفتی نکالا ہوا جس سے اور بھی الٹو نون کی دیانت داری ظاہر ہوتی اور اوسکے ساتھ اصلی واقعہ بھی کہ حضرت نے اس طرح جناب امیر کو اول ہی روز اسلام خلیفہ بنایا مگر جب ان حاضرین نے خلافت کو غصب کیا او ران کو ہٹا کے خود خلیفہ

نے لفظ خلیفتی کو اصل روایت سے نکالنا چاہا مگر اس سے کیا نتیجہ ملا جب اونکو اقرار کرنا پڑا کہ یہ معاملہ منتظر الخلافۃ تھا جسکی کوئی نظیر وہ عید ونکے لئے نہین لاسکتے

ہان تفسیر طبری مین جو بجائے لفظ وصی و خلیفتی آپکو لفظ کذا و کذا نظر آتا ہے تو اوسکا الزام خود امام طبری پر نہین آسکتا۔ بلکہ یہ تحریف ملازمین مطبع مصر معلوم ہوتی ہے جہان یہ کتاب چھپی ہے کیونکہ تاریخ طبری مین یہ لفظ بجنسہ موجود ہے جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ چونکہ تاریخ طبری پہلے لیدن ملک جرمن مین طبع ہوئی تھی جسکی نقل مصر والون نے دوبارہ چھاپی اسلئے اس تحریف کا اوسمین موقع نہ ملا بخلاف تفسیر کے جو صرف مصر ہی مین چھپی ہے اسلئے مہتممین مطبع کو اس کا موقع ملا کہ وہ ایسی تحریف کرین اسکی دلیل یہ ہے کہ تہذیب الآثار طبری مین بھی یہ روایت بجنسہ بلا تحریف موجود ہے

(۶) تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۶۲۳ مطبوعہ بمبئی مین بھی یہ روایت بجنسہ موجود ہے جسکا آخری حصہ یہ ہے فایکم یوازرنی علی امری ھذا ویکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم عنہا جمیعاً فقلت وانا احدثہم سنا انا یا نبی اللہ انا وزیرک علیہ قال فاخذ برقبتی ثم قال ان ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوہ فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک ان تسمع لعلی وتطیع۔

ترجمہ وہی ہے کہ حضرت نے فرمایا کون میری وزارت اس شرط پر قبول کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو حضرت علیؑ نے عرض کیا مین ہون یارسول اللہ حضرت نے آپکی گردن پکڑکر تمام حاضرین جلسہ سے فرمایا کہ یہ میرا بھائی۔ وصی۔ خلیفہ ہے تملوگون مین اسکی فرمانبرداری کرو جسپر کفار نے حضرت ابوطالبؑ سے کہا کہ لو تمکو حکم ہوا ہے کہ علیؑ کی متابعت کرو۔

اس تفسیر معالم التنزیل کو اصح التفاسیر کا خطاب دیا گیا اور اس سے تمامی اہلسنت نے استدلال کیا ہے یہانتک کہ خود اڈیٹر اہلحدیث اپنے رسالہ اتباع سلف کے صفحہ ۲۴۔۲۵ مین اوس سے استدلال کیا ہے

(۷) اب ہم اس بحث کو تفسیر درمنثور سیوطی کی عبارت پر ختم کرتے ہین ملاحظہ ہو جلد ۵ صفحہ ۹۶ مطبوعہ مصر تفسیر سورہ شعرا

اخرج ابن اسحق وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابونعیم والبیہقی فی

الدلائل من طرق عن علی رضی اللہ عنہ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ علی رسولہ صلی
اللہ علیہ وسلم وانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت بذلک ذرعا وعرفت
انی مہما اباداہم بہذا الامر اری منہم ما اکرہ فصمت علیہا حتی جاء جبرئیل فقال یا
یا محمد انک ان لم تفعل ما تومر بہ یعذبک ربک فاصنع لی صاعا من طعام واجعل
علیہ رجل شاۃ واجعل لنا عسا من لبن ثم اجمع لی بنی عبد المطلب حتی اکلمہم وابلغ
ما امرت بہ ففعلت ما امرنی بہ ثم دعوتہم لہ وہم یومئذ اربعون رجلا یزیدون
رجلا او ینقصونہ فیہم اعمامہ ابو طالب وحمزۃ والعباس وابو لہب فلما اجتمعوا الیہ
دعانی بالطعام الذی صنعت لہم فجئت بہ فلما وضعتہ تناول النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بضعۃ من اللحم فشقہا باسنانہ ثم القاہا فی نواحی الصحفۃ ثم قال کلوا بسم اللہ
فاکل القوم حتی نہلوا عنہ ما نری الا آثار اصابعہم واللہ ان کان الرجل الواحد لیاکل
ما قدمت لجمیعہم ثم قال اسق القوم یا علی فجئتہم بذلک العس فشربوا منہ حتی رووا
جمیعا وایم اللہ ان کان الرجل منہم لیشرب مثلہ فلما اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان یکلمہم بدرہ ابو لہب الی الکلام فقال لقد سحرکم صاحبکم فتفرق القوم ولم یکلمہم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما کان الغد قال یا علی ان ہذا الرجل قد سبقنی الی
ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمہم فعدلنا بمثل الذی صنعت بالامس
من الطعام والشراب ثم اجمعہم لی ففعلت ثم جمعتہم ثم دعانی بالطعام فقربتہ ففعل کما
فعل بالامس فاکلوا وشربوا حتی نہلوا ثم تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا بنی عبد
المطلب انی واللہ ما اعلم احدا فی العرب جاء قومہ بافضل مما جئتکم بہ انی قد جئتکم بخیر
الدنیا والآخرۃ وقد امرنی اللہ ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی امری ہذا فقلت
وانا احدثہم سنا انا فقام القوم یضحکون۔

اس عبارت سے بجناب آپکو یہ معلوم ہوا کہ اس روایت کے راوی ایسے ایسے محدثین والاشان
ہیں جنکے نام ابن اسحق، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم بیہقی ہیں وہ ان

یہ بھی معلوم ہوا کہ دیانت و امانت مین اتنا کیا پایہ ہے کیونکہ خود طبری نے اپنی تاریخ مین الفاظ خلیفتی و وصی کو بتصریح لکھا۔ مگر تفسیر مین اونکو بخاری والی صنعت اکتفا سے کام لینا پڑا کہ وصی و خلیفتی کو نکالکر کذا و کذا لکھا اور سیوطی نے تو اور بھی کمال کیا کہ آخری حصہ روایت کا بالکل نکال دیا صرف اسقدر لکھا فقلت و انا احدثہم سنا انہ انا فقام القوم یضحکون کہ حضرت علیؑ نے کہا وہ وزیر آپکا مین ہون۔ پس قوم کھڑی ہو گئی جس سے پوری دیانت انکی ظاہر ہے۔

سیوطی نے اس عبارت مین ابونعیم کا نام بھی لکھا ہے کہ اونہون نے بھی اس روایت کو دلائل النبوۃ مین لکھا ہے۔ مگر اوسکے دیکھنے سے اور ہی گل کھلا کہ وہ اس روایت کے ابتدائی حصہ کو اس عبارت پر تمام کرتے ہین ثم تکلم رسول اللہ کہ حضرت نے پھر کلام کیا۔ مگر اوس کلام کو نہ لکھا جو حضرت نے فرمایا تھا ملاحظہ ہو صفحہ ۵۱ سطر ۹ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن

اس روایت کو دلائل النبوۃ مین دیکھکر مینے ایک خط جناب مولوی وحید الزمان خانصاحب نواب وقار نواز جنگ بہادر کو لکھا جو حیدرآباد مین تشریف رکھتے ہین کہ یہ کیسی تحریف ہوئی ہے تو جناب ممدوح نے لکھا کہ مینے مہتمم مطبع سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اصل نسخہ لائبریری خدابخش خان بہادر پٹنہ کا تھا جس سے نقل کرکے یہ کتاب طبع ہوئی اب نہیں معلوم کہاں تحریف ہوئی حالانکہ خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب رئیس پریانوان ضلع پرتابگڈہ نے اس پوری روایت کو دلائل النبوۃ ابونعیم اصفہانی سے نقل کیا ہے جسمین وہ فقرات بھی موجود ہین جو اس نسخہ مطبوعہ حیدرآباد سے نکال دئے گئے۔

چونکہ میرے پاس کوئی دوسرا نسخہ دلائل النبوہ کا موجود نہین ہے لہذا مین نہین کہ سکتا کہ اصلیت کیا ہے لیکن اسقدر تو یقینی ہے کہ تحریف ہوئی۔ کیونکہ پوری روایت وہی ہے جو تاریخ کامل و تاریخ طبری وغیرہ سے منقول ہوئی۔

اب ہم نہین کہ سکتے کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے فتوی مین کہانتک سچے ہین جو فرماتے ہین "اس قسم کی روائتین شیعہ کی ہین۔ اہلسنت کی کتابونمین نہین" کیونکہ تاریخ کامل صفحہ ۲۲ جلد ۲ تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ تاریخ ابوالفدا جلد ۱ صفحہ ۱۱ تفسیر طبری جلد

منثور تفسیر معالم التنزیل ص... تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۵ ص... کی عبارتین بہ اختصار دکھا دی گئین۔ تو یہ سب کتابین شیعون کی ہین۔ ان مین کوئی بھی اہلسنت کی نہین ہے؟
اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے بڑے بہائی آریو نسے اکثر پوچھتے ہین "دیانند یو دروغ گوئی کی سزا کس جون مین ہے" دیکھو اہلحدیث مورخہ ۵ ربیع الثانی۔
تو کیا یہی سوال ہم وہابیون سے نہین کر سکتے جب اونکے تسلیم کردہ قرآن مین لعنۃ اللہ علی الکاذبین موجود ہے۔ نہ معلوم انکے مصنوعی صدیق نے کس ساعت منحوس مین محض معاشر الانبیاء کا اتہام رسول اللہ پر لگایا کہ روز بروز دروغ گوئی کو ترقی ہوتی جاتی ہے۔ مرزا حیرت تو صرف منکر شہادت تھے یا جنگ جمل وصفین سے انکار رہا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اصل بنیاد اسلام ہی کے منکر ہین کہ حضرت نے اپنی قوم کی دعوت کی نہ اونکو کہانا کہلایا نہ اسطرح تبلیغ حکم کیا نہ اوسمین جناب امیر کو اپنا خلیفہ اور وصی واخی فرمایا۔
پھر بتائے انکا درجہ بڑہا ہے یا مرزا حیرت کا۔ کیونکہ واقعہ شہادت اندرون اسلام کا واقعہ ہے اور یہ واقعہ تو ایسا ہے کہ مسلمان کافر سب ہی اسکے چشم دید گواہ ہین جنہون نے ازراہ طعن حضرت ابو طالب سے کہا کہ لو اب تمکو حکم ہوا کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کرو۔
کیون مولوی صاحب آپ آریو نکے مقابلہ مین کہتے ہین "جہوٹون پر خدا کی لعنت" تو کیا اپنے سفید جہوٹ "اہلسنت کی کتابو نمین نہین" کی نسبت اس جملہ کو نہ قبول کرینگے "جہوٹو نپر خدا کی لعنت"
مولوی ثناء اللہ صاحب نے شاید سنا ہو کہ فارسی مین ہی چند تاریخین ہین جنمین روضۃ الصفا بہت مشہور تاریخ ہے جسکو عرصہ ہوا بمبئی مین چھپ گئی اوسکی دوسری جلد صفحہ بچاس تین مین یہ حدیث موجود ہے۔ "رسول ہر انوازش نمودہ فرمود کہ این برادر من است ووصی من وسخن او بشنوید واز فرمان او تجاوز جائز ندارید امیر المومنین علی فرمود کہ چون سخن بہ اینجا رسانید قوم برخاستند وخندہ زنان با بو طالب گفتند کہ دیدی محمد پسر ترا امتہ ساخت وترا مامور گردانید
اب دیکھنا یہ ہے کہ اہلحدیث مین کوئی بھی حق پسند ہے جو اڈیٹر اہلحدیث سے یہ سوال کرے "وہابیوا دروغ گوئی کی سزا کس جون مین ہے"۔
معشوقان پہلواری سے بالخصوص امید ہے کہ جسطرح مرزا حیرت کے مقابلہ مین کہڑے ہوے تھے

تحریر رسالت، خلافت کا اب ماہوار اعلان دیا ہے۔
اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے انکار ... کی ... مولوی ... [illegible]

القول بالجزم فی انتشار النجم

اجماع و خلافت کے متعلق ایک ناچیز مراسلہ خاکسار کا اصلاح ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ
مین اس ہیڈنگ سے چھپا تھا "شبہات عشرہ پر نظر تحقیق"

یہ مضمون بہ استصواب اوس تحریر مولوی عبد الشکور اڈیٹر النجم لکھنؤ کے شائع ہوا تھا جسمین
انہون نے میرے اون دس سوالات کا جو خود انہین کی ایک پر زور تحریر اور دعوے
رفع شکوک پر کئے گئے تھے جواب دینے کی خواہش کی تھی۔

اڈیٹر ممدوح نے ایک طولانی مدت کے بعد جبکہ چند مرتبہ یاد دہانی کی گئی یہ ارادہ کیا
کہ وہ اوس میرے دوستانہ مضمون کی تردید کرنے سے اپنے سخن کی تائید کرین اور مین ضرور
اونکی اس حق پسندی کی تعریف کرونگا کہ انہون نے میرے مطبوعہ مضمون کو قبل اس کے
کہ وہ اوسکا جواب شروع کرین اپنے زرین کالمون مین کسی نہ کسی طرح درج کردیا گو یہ
فعل اونکا فلتۃً نہ فعل ہو۔ اور یہ کہ اگرچہ اس نقل مین انہون نے مصلحتاً بعض بعض
جگہ تصرف سے بھی کام لیا مگر ایسا محرفانہ تصرف اونکی عادت سے بعید نہ تھا۔

تاہم ہوشیار اڈیٹر کی اس عاملانہ کارروائی سے ضرور امید تھی کہ جس قدر حصہ
اوس مضمون کا النجم مین اُنہون نے شایع کیا تہا کم سے کم اوسی کے مقابلہ کیلئے وہ مفصل
نہین تو مجمل اپنی خداداد قابلیت اور فراست کے نمونہ کا کسی نہ کسی شان سے انکشاف
کئے بغیر نہ رہینگے۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ اپنے ارادہ مین کامیابی کی روح افزا خوشی
حاصل نہ کرسکے اور اون کی وہ موہومہ انبساط جسکا احساس ایک حریف کے بالمقابل
مظفر و منصور ہونے پر لازمہ فطرت انسانی ہے مبدل بہ رنج و حرمان و یاس ہوگئی۔

انہون نے شبہات عشرہ کے صرف دو نمبر دن تک اپنی زور علمیت اور طریقہ سوفسطائی
کو ختم کرچکنے کے بعد ناگزیر یہ مناسب سمجھا کہ نمبر ۲ کی بحث کو بھی ناتمام اور ناکمل چھوڑ کر اور
"اسے روشنی طبع تو بر من بلا شدی" کا مصداق ہونے سے "باقی آیندہ" لکھکر کسی طرح
وہ اپنا پیچھا چھوڑالین۔

میرا ہرگز یہ ارادہ نہین تھا کہ مولوی صاحب کی ادہوری اور ناقص تحریر کا کوئی جواب دیا جاوے اوسوقت تک کہ وہ اپنے سلسلہ کلام کو پورا نہ کرلین - اسی خیال سے سال بہت زیادہ کا انہین موقع بھی دیا گیا اب مدت کے تجربہ نے بتلا دیا کہ حقیقۃً مولوی صاحب کو تحقیق حق کسی طرح منظور نہین - وہ صرف اپنے اخبار کی اشاعت کیلئے عوام الناس کی نگاہون مین اپنے آپکو ایک باوقعت مولوی مناظر جتلانے کیلئے مذہب شیعہ پر بزدلانہ حملے کرنے مین اپنا مطلوبہ فائدہ سمجھتے ہین ۔

بہرحال میرا ارادہ ہے کہ مولوی صاحب کی کوئی حسرت باقی نہ رہ جاوے ایک مدت کے انتظار کے بعد آج مین اونکے اوسی نامکمل مضمون پر قناعت کرکے اونکے دلائل کی جانچ پڑتال کرتا ہون - مین افسوس کرتا ہون کہ مولوی صاحب کی سچی وعدہ وفائی اور نیز اپنی طبیعت کی علالت کی وجہ سے مین اونکی خدمت سے ابتک قاصر رہا لیکن اگر اب بھی مولوی صاحب اثبات پر آمادہ ہون کہ اجماع و خلافت کی بحث (جو سوالات عشرہ اور مضمون مندرجہ اصلاح اور نیز اس مضمون مین کی جاتی ہے) کا کافی اور وافی جواب دیکر حقیقت مذہب اہل سنت کو دکہلا دین تو مین ضرور قائل ہوجاؤنگا کہ مولوی صاحب ایک حق پسند اور خداترس اور باغیرت آدمی ہین ورنہ الحق یعلو ولا یعلیٰ کی بنا پر کسی بانیۂ انسان کو اس امر کے تسلیم کرنے مین پس و پیش نہوگا کہ مذہب اہل سنت کی صداقت اور حقیت کا کوئی ثبوت اوس کے ماننے والون کے پاس نہین ہے اور اسلئے وہ حق نہین ہوسکتا - وباﷲ التوفیق

وھو خیر التوفیق

قبل اس کے کہ مولوی صاحب کی کسی بات کا جواب دیا جاوے مین اون سوالات عشرہ کو جو اخبار النجم مین سابقاً شایع ہوچکے ہین اس موقع پر نقل کردینا ضروری سمجھتا ہون کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اصلاح کے ناظرین نے اون سوالات کو النجم مین نہین دیکھا ہے وہ اس تحریر سے دلچسپی نہ لے سکینگے اور نہ وہ اس بات کا فیصلہ کرسکینگے کہ مولوی صاحب نے جو جوابات کہ تحریر فرمائے ہین وہ کہانتک تشفی بخش اور معقول سمجھ

جا سکتے ہیں۔ پیشتر جو مضمون اسی مبحث کے متعلق اصلاح میں دیا گیا تھا اون میں تفصیل اون سوالات کی نہیں تھی جسپر ذی علم اڈیٹر اصلاح نے اعتراض کیا تھا کہ بغیر ابتدائی مضمون کے پورا لطف بحث کا اون لوگون کو حاصل نہیں ہو سکتا جنہون نے کہ اوسکا ابتدائی سلسلہ نہیں دیکھا۔ مین اعتراف کرتا ہون کہ یہ ایک نقص تھا جو اوس مضمون مین رہگیا۔ بہرحال اب مین اُس نقص کی تلافی کے لئے اول انہیں شبہات کو ذیل مین درج کئے دیتا ہون اسکے بعد مولوی صاحب کی اس آخری تحریر پر جسکو دم واپسین کی تحریر کہنا زیبا ہوگا نظر کرونگا۔

وھو ھذا

تفصیل شبہات

(۱) حدیث ستفترق امتی علی ثلاثة وسبعین فرقة الخ سے تمام فرق اسلام کا امت محمدی ہونا محقق ہے اور حدیث لا یجتمع امتی علی خطاءٍ اسکے معارض معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ ہر فرقہ کا ایک ملت معینہ پر اتفاق کرلینا لا یجتمع امتی علی خطاءٍ کے حد مین صاف ظاہر کرتا ہے کہ باہم دونون کے تعارض ہے کیونکہ حدیث مذکور مین اکثر فرقہ فی النار بتلائے گئے ہین۔ پس اونکا اجماع ضرور علی الخطا تسلیم کرنا ہوگا۔

(۲) حضرات صحابہ نے شہادت عثمان غنی مین ہر دو قسم کا اجماع فعلی وسکوتی فرمایا کہ صحابہ مصر و عراق مرتکب قتل ہوئے۔ اکثر اصحاب مدنی خود اسکے محرک اور بانی تھے اور بعض اپنے گہرون مین ساکت وصامت رہے۔ یہ ارتکاب اور یہ سکوت جو مروان بن الحکم کے نہ دینے پر ہوا، یا اصلی سبب محمد بن ابی بکر کے قتل نامہ کے بدل مین ہوا، حجت شرعی ہو سکتا ہے یا نہین ہو۔

(۳) زمانۂ رسالت مین صحابہ کا اجماع فدیہ اُساری کے لینے پر ہوا تھا۔ اگر ہر فعل اجماعی پر لا یجتمع امتی علی خطاءٍ صادق آسکتا ہے تو یہان پر عتاب نازل نہوتا اور اسی مثل تخلف جیش اُسامہ مین اور نیز قصہ قرطاس مین ذوی الوجوہ صحابہ نے تکرار اپنی قائم کرلی تھی چونکہ وہ واقعہ خاص زمانۂ رسالت مین پیش آیا تو اُسکا نسخ بھی بتہدید ختمی نبوت ظاہر ہوگیا۔ پس بعد کے اجماع اُنہین ذوی الوجوہ صحابہ جنکے حق مین

پیغمبر خود بعقد مه تخلف جیش اسامہ کے نفرین فرما چکے تھے اور قصہ قرطاس مین قوموا عنی فرما کر خارج از بیت الشرف کا حکم دیچکے تھے۔ کس طرح حجت شرعی ہو سکتے ہین ؟

(۴) اگر معنی لا یجتمع امتی کے کل امت کا اجماع مراد رکہتے ہین تو شارح مواقف کا یہ فرمانا کہ ان الصحابۃ مع صلابتہم اکتفوا فی عقد الامامۃ بذلک من الواحد والاثنین کعقد عمر لابی بکر وعقد عبد الرحمان لعثمان و لو یشترطوا فی عقدھا اجتماع من فی المدینۃ من اہل الحل والعقد فضلا من اجماع الامۃ (وہر آئینہ صحابہ نے باوجود اپنی صلابت دینی کے عقد امامت مین ایک اور دو شخصون کے متفق ہونے پر اکتفا کیا مثل عقد بیعت عمر کے ابوبکر کے لئے اور عقد بیعت عبد الرحمن کے خلافت عثمان کے لئے اور معاہدہ بیعت مین اجتماع اون لوگون کا جو مدینہ مین تھے شرط قرار نہین دیا چہ جائیکہ اجماع امت کو شرط قرار دیتے") کسطرح صحیح خلافت ہو سکتا ہے ؟۔

(۵) جمل و صفین مین جو خلیفۂ عصر کے مقابل اجماع صحابہ نے کیا وہ اجماع اگر علی الخطا واقع ہوا تو یہ اجماع منافی لا یجتمع امتی علی خطاء کے ثابت ہوا یا نہین اور اگر اُن کا اجماع علی الخطا نہین ہوا بلکہ اصحاب جمل و صفین قاتلان حضرت عثمان کو طلب کرتے تھے اور اُسپر جنگ واقع ہو گئی تو واقعہ عثمان غنی مین بھی مروان کاتب قتلنامہ ابن ابی بکر کو بلوائی طلب کرتے تھے اور جس طرح عثمان غنی نے مروان کو حوالہ نہ کیا اسی طرح علی مرتضی نے بھی اگر قاتلان عثمان غنی کو نہ دیا تو جس طرح اصحاب جمل و صفین اپنے دعوی طلب مین مصیب تھے اسی طرح بلوائی قاتلین حضرت عثمان بھی مصیب ہو سکتے ہین یا نہین ؟۔

اور اگر اصحاب جمل و صفین کو مجتہد مخطی قرار دیا جاوے (حالانکہ کوئی حجت شرعی نہیں پائی جاتی جس سے اونکو مجتہد سمجہا جاوے) تو یہی مجتہد مخطی کا قرار دینا مخالف حدیث لا یجتمع کے ہے۔ بہرحال بلوائی بھی مجتہد مخطی ہو سکتے ہین یا نہین کیونکہ سردار بلوائیان عبد الرحمن بن عدیس صاحب بیعت رضوانی تھے۔

(۶) شرح مواقف صفحہ ۶۰۷ مطبوعہ نولکشور مین طولانی عبارت مین لکھا ہے کہ وخرق

الاجماع مطلقا الیس بکفر" پس معلوم ہوا کہ کسی اجماع فرقہ واحدہ سے اگر دوسرا فرقہ مخالفت کرے تو وہ کافر نہیں کہا جاسکتا اور نہ وہ مطعون ہوسکتا ہے۔

(۷) نور الانوار صفحہ ۵ مطبوعہ مطبع مصطفائی مین مذکور ہے "ان الصحابة اذا تکلموا فیما بینہم بالرای ولم یلتفتوا الی الحدیث" الخ جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ کے احکام و افعال خود رائی پر مبنی ہوتے تھے۔ پس ایسے صحابیون کی راے اور اجماع سے جو خلافت منعقد کیجاوے وہ کیونکر قابل قبول ارباب عقول ہوسکتی ہے؟

(۸) امام احمد ابن حنبل اور تمامی علمائے اہلحدیث نے اجماع سے قاطبۃً انکار کیا ہے اور اس بات کے قائل ہوگئے ہین کہ اجماع کا کہین وجود نہین ہوا اور جو کوئی اسکا مدعی ہے وہ کاذب ہے اور یہ کہ اجماع حجت نہین ہے۔ پس ایسی حالت مین حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا بروئے اجماع قائم ہونا کیونکر صحیح قبول کیا جاسکتا ہے؟۔

(۹) اگر اس اجماع کی صحت کو مانا جاوے تو قول حضرت عمر "ان بیعة ابی بکر کانت فلتةً ولکن وقی اللہ شرھا" کہ بیعت ابوبکر ناگہانی تھی مگر خدا نے اوسکے شر سے بچالیا" کے کیا معنی ہونگے؟

(۱۰) اگر مدار حقیت خلافت صدیقیہ کا اجماع پر تسلیم کیا جاوے تو خلافت حضرت عمر فاروق مین یہ قاعدہ کیون اختیار نہین کیا گیا اور اسی طرح خلافت عثمان رض بہ مخالفت اس قاعدہ مقررہ کے دوسرے نہج پر کیون منعقد کی گئی۔؟ بینوا و توجروا۔

ان سوالات کے جواب مین جو کچھ جناب مولوی عبد الشکور صاحب نے اپنے اخبار مین لکھا تھا اوسکے متعلق جیسا کہ مین اوپر لکھ چکا ہون خاکسار کا ایک مفصل مضمون جسمین اونکی ہر ایک استدلال پر کافی بحث کی گئی ہے رسالہ اصلاح ماہ ذیقعدہ و ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ مین شائع ہوچکا ہے اسلئے یہان پر اوسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہے لیکن مین ناظرین کی توجہ اوسکی طرف پھر منعطف کرنا چاہتا ہون تاکہ اس سلسلہ مین جو کچھ بحثین ہوئی ہین اون کے یکجائی ملاحظہ سے موازنہ سوال و جواب کا باسانی ہوسکے۔

مذکورۂ بالا مضمون مولوی صاحب کی خدمت مین بذریعہ رجسٹری بھیجا گیا تھا مگر وہان سے

اول تو ایک مدت طویل تک صداے برنخواست کا مضمون ظہور مین آیا۔ بالآخر جب ہمنے مجبور ہوکر اوس تحریر کو اصلاح مین شایع کرادیا تب مولوی صاحب کی آنکھین کھلین کیونکہ اوس سے مولوی صاحب کی عالمانہ کارروائیون اور اونکے علم و تبحر او ر دعوی حق پسندی پر پوری روشنی پڑتی تھی۔ اُنھون نے بے سوچے سمجھے اپنے اخبار مین بتقلید امام بخاری جن باتون کو اپنے مدعا کے لئے زیادہ مضر یا ناقابل تاویل سمجھا اون مین قطع و برید کرکے اوس تحریر کو چھاپ دیا مگر افسوس ہے کہ بجز دو نمبرون کے کہ جنکی بحث بھی تمام نہوئی تھی مولوی صاحب نے بقیہ نمبر اور نیز اوسکے بعد کے آٹھہ سوالات کی بحث کے متعلق ابتک کوئی رائے ظاہر نہین فرمائی حالانکہ "باقی آیندہ" کے دل خوش کن وعدہ نے ضرور یہ امید دلا رکھی تھی کہ مولوی صاحب کا صدیقی طرز عمل ہرگز اون سے وعدہ خلافی کا نا مہذبانہ ارتکاب نہ کرنے دیگا اور یہ کہ وہ ضرور شبہات عشرہ کو زائل کرکے عشرہ مبشرہ کے مشن کی صداقت کا ثبوت دینگے مگر ہنوز روز اول ہے۔

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایفا ہی کرین گے کیا وعدہ اُنھین کرکے مکرنا نہین آتا

آمدم بر سر مطلب۔ اس تحریر مین مولوی صاحب نے جیسا کہ اونکی عادت ہے تمہید مین بہت ہی طول دیا ہے اور اپنی پہلی تحریر کے ایک تمہیدی فقرہ کا پھر اعادہ کرتے ہوے لکھتے ہین "سب سے پہلی بات تحقیق کرنیکی یہ تھی کہ جس چیز پر ایمان و اسلام کا مدار ہے اور نجات آخرت اوسپر موقوف اور محول ہے یعنی قرآن عظیم اسکے ساتھہ فریقین مین سے کسکو کسقدر تعلق ہے (حسبین النجم کا مبحث تحریف آپکو پوری مدد دیتا) اور آپ پر منکشف ہو جاتا کہ قرآن پر ایمان رکھنا اہل سنت ہی کا حصہ ہے شیعون کو نہ کبھی قرآن پر ایمان نصیب ہوا نہ ہو سکتا ہے تو آپکو روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو جاتی کہ اسلام کے حقیقی وارث اہل سنت ہین نہ شیعہ"

اس عبارت سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہین کہ مولوی صاحب کا منشا دلی اس اشتعال آمیز تقریر سے کیا ہے؟ کیا یہ سوال از آسمان جواب از ریسمان کا مضمون نہین ہے؟ بیشتر جو مولوی صاحب سے خط و کتابت ہوئی تھی اوسمین اُنھون نے صاف یہ لکھا تھا

کہ جس مسئلہ اہل سنت پر آپکو شک و شبہہ ہو اوسکو آپ مجھسے پوچھ لین مین آپکی تشفی کر دونگا چنانچہ اسی نظر سے مینے استفادۃً اپنے شبہات پیش کئے تھے جنکا جواب دینا اونپر بہرحال فرض تھا۔ کیا ایک مدعی اظہار حق کی یہی شان ہونا چاہیئے کہ مسائل جو مسئلہ پوچھے اور جسمین کہ وہ اپنی تشفی چاہے اوسکو تو نہ بتلایا جاوے اور دوسرے مسائل مین جنمین کہ اوسکو پہلے سے اطمینان ہے اوسکو الجھا کر اصل مطلب کو گاؤ خورد کر دیا جاوے۔

مولوی صاحب جو تحریف قرآن کی بحث کو درمیان مین لاکر خلطِ مبحث کیا چاہتے ہین مین اسکو صریح ناحق کوشی کہونگا۔ مینے جو شبہات پیش کئے ہین وہ ایسے ہین کہ محض انہین کے فیصلہ پر احد المذہبین کی حقیت یا عدم حقیت کا فیصلہ موقوف ہے۔ کون نہین جانتا کہ باہم سنی و شیعہ کے اصل مابہ النزاع مسئلہ خلافت ہے خود علماء اہل سنت نے قبول کیا ہے کہ اصل اختلاف اور راس النزاعات دونو گروہون مین خلافت یا امامت کا مسئلہ ہے علامہ شہرستانی ملل و نحل مین صاف لکھتے ہین کہ "و اعظم خلافٍ بین الامامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃٍ دینیۃ مثل ما سل علی الامامۃ فی کل زمانٍ یعنی بہت بڑا اختلاف درمیان امت کے اختلاف امامت کا ہے کہ اسلام مین ازروے قاعدہ دینیہ کے کبھی تلوار نہین کھچی مثل اسکے کہ جو ہر زمانہ مین بوجہ نزاع امامت کے کھچتی رہتی"

پھر اگر مینے اسی اہم اختلاف کی تحقیقات اول کرنا چاہی تو کیا بیجا کیا۔ کیا یہ سب سے پہلی بات تحقیق کرنے کی نہ تھی؟ رہا یہ کہ مولوی صاحب تحریف قرآن کا معتقد شیعون کو بتلاتے ہین مینے اپنے دوسرے مضمون مین مولوی صاحب کو جتلا دیا تھا کہ تحریف قرآن کی بحث کا یہ موقع نہین ہے اسوقت صرف مسئلہ خلافت زیر بحث ہے جبتک کہ اوسکا فیصلہ نہو کسی دوسری بحث کو چھیڑ دینا حماقت ہے۔ یہ بھی لکھا تھا کہ جو آیات فضائل صحابہ کے متعلق اہل سنت کی طرف سے پیش کی جاتی ہین اون مین لفظی تحریف کا کوئی شیعہ قائل نہین ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ مولوی صاحب اپنی ضد سے باز نہین آتے اور بار بار خارج از مبحث باتون کو اشتعال آمیز پیرایہ مین لاکر اصل بحث پر پردہ

ڈالنا چاہتے ہین۔ لہذا مین متنبہ کرتا ہون کہ تحریف قرآن کے مسئلہ کا شیعون کے سامنے دلیری کے ساتھ نام لینا مولوی صاحب ہی ایسے ایک باغیرت اور حیادار آدمی کا کام ہے جنکو اچھی طرح معلوم ہے کہ رسالہ الشمس کی چار جلدون مین النجم کے مبحث تحریف کا تار تار الگ کر دیا گیا ہے۔ جن لوگون نے کہ الشمس کو دیکھا ہے وہ جان سکتے ہین کہ حقیقتاً اس عظیم الشان تصنیف نے قدرت خدا کا تماشہ دکھلا دیا دس بیس نہین سیکڑون ہزارون بلکہ بے شمار شواہد صحابۂ کرام اور امہات المومنین اور خلفائے راشدین اور ائمہ معتمدین کی زبانی بڑے بڑے جید اور مسلم الثبوت عالمون کی مستند کتابون حتیٰ کہ صحاح ستہ سے نکالکر رکھدئے جن سے واضح ہوتا ہے کہ معمولی ملانون کا تو کیا ذکر خود اصحاب کرام اور خلفائے عظام قرآن مجید کی ایسی قابل نفرین بلکہ لعنتی ہتک و حرمت کے مرتکب ہوے کہ پناہ بخدا۔ کفار و مشرکین سے بھی اس الٰہی دین اسلام کو ایسا نقصان نہین پہونچا جیسا کہ اس معزز پارٹی نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر کتاب اللہ کے ساتھہ سلوک کیا۔ سورتون کی سورتین آیتون کی آیتین غائب کر دی گئین۔ کچھ مضائقہ نہین۔ بیشمار غلطیان (معاذ اللہ) قرآن مین رہ گئین۔ کچھہ پرواہ نہاین۔ عرب کے کندۂ ناتراش خود درست کر لینگے۔ وہ آیات قرآنی جو مسلمانون کے لئے نور ایمان ہین بکریون کے چارے کیواسطے کام مین لائی گئین کہ اب اونکا کہین وجود بھی نہین۔ وہ قرآن پاک جو لا یمسہ الا المطہرون

جسکی شان ہے پیشاب اور خون سے اوسکے لکھنے کا حکم دیا گیا۔ حامل قرآن کے مرتے ہی کلام پاک کے بیسیون پارے ہندوون کی ستی کی طرح آگ مین بھسم کر دئے گئے اور اسپر یہ دعویٰ ہے کہ ہم اسلام کے حقیقی وارث ہین۔ ہم قرآن کی عزت کرتے ہین الامان۔ الحق ہے ایسی مسلمانی پر۔ سچ کہا ہے جس نے کہا ہے ایسا کافر نہ کند آنچہ مسلمان کردند

باقی آئندہ

العبد القاصر ابو الفاروق سید محمد عسکری نقوی البرنی عفی عنہ گرد ہوی

غم حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

(سلسلہ کیلئے ... ملاحظہ ہو)

حسینؑ نے اپنی زندگی کے آخری وقت مین اپنے طفل شیرخوار کے باب مین وہ کام کیا کہ زمانہ کے فلاسفہ کی عقول کو متحیر کردیا۔ یعنی اس وقت آخرین۔ ان جانکاہ مصائب کے ہجوم مین ان افکار کثیرہ کے تراکم مین اس تشنگی مین اس کثرت جماعات مین بھی اپنے مقصد عالی سے چشم پوشی نہ کی اور باوجودیکہ جانتے تھے کہ انکے فرزند صغیر پر بنی امیہ رحم نہ کرینگے محض اس غرض سے کہ اپنی مصیبتون کی عظمت بڑہا دین اور یہہ مصائب زیادہ عظیم الشان ہوجائین اس بچے کو اپنے ہاتھ پر بلند کرکے سب سے اوسکے لئے پانی کی خواہش کی اور زبان تیر سے اوسکا جواب سنا۔ گویا اس عمل سے حسینؑ کی غرض یہ تھی کہ تمام اہل عالم واقف ہوجائین کہ بنی امیہ کی عداوت بنی ہاشم کے ساتھ کس حد تک تھی اور تصور کرلین کہ یزید دفاع کیلئے ایسے ظلم وستم کرنے پر مجبور نہ تھا اسلئے کہ شیرخوار بچہ کا ایسی حالت مین اوس وحشت ناک طریقہ سے قتل کردینا آئے وحشیت اور بہیمانہ عداوت کا جوہر دین ومذہب وقانون وقاعدہ کے منافی ہے اور کچھ ظاہر کرنا تھا اور یہی ایک نکتہ قبایح اعمال اور نیات فاسدہ اور عنادی امیہ کا پردہ فاش اچھی طرح کرسکتا ہے۔ اور تمام اہل عالم علی الخصوص مسلمانون پر ظاہر ہو کہ بنی امیہ فقط احکام اسلامی کی مخالفت مین ایسی حرکات نہین کرتے بلکہ جاہلانہ تعصب کیوجہ سے کوشان ہین کہ ایک متنفس بھی بنی ہاشم کا حصہ صاً عترت محمدؐ سے باقی نہ چھوڑین۔ ان خیالات عالیہ کے ساتھ جو حسین کے مدنظر تھے بوجہ اوس عقل عالی اور سیاست کے کہ جو اونکے لئے مسلم تھی جبتک مقتول ہون کوئی کام ایسا نہ کیا جس سے یہ ظاہر ہوسکے کہ بنی امیہ اوسکے دور کرنے پر مجبور تھے یہانتک کہ باوجود اوس اقتدار کے جو مسلم تھا اور باوجود کمال با اثر ہونیکے حسینؑ نے کسی ایک شہر پر بھی بلاد اسلامیہ مین سے قبضہ نہین کیا اور نہ کسی حکومت پر مملکت یزید سے حملہ کیا اور انجام مین قبل

اسکے کہ حسینؑ سے کوئی مخالفانہ یا غیرہ مطیعانہ حرکت یا شورش و بلوہ ظاہر ہوا اونہین ایک بیابان بے آب وگیاہ مین محاصرہ کرلیا۔ حسینؑ نے ہرگز نہ کہا تہا کہ مین بادشاہ ہونگا یا مین بادشاہی کا طالب ہون فقط بنی امیہ کے اعمال قبیحہ کا اظہار کیا تھا کہ اونکی وضع وطرز سلوک باعث اضمحلال اسلام ہے اور اپنے مقتول ہونے کی خبر دی اور اپنی مظلومیت پر خوش ومسرور رہتے اور جب اونہین جنگل مین گھیر لیا تھا اسوقت بھی کہتے تھے کہ اگر مجھے چھوڑ دو تو مین آمادہ ہون کہ مین اپنے عیال واطفال کو لیکر سلطنت یزید یعنی مملکت اسلامیہ سے باہر چلا جاؤن۔ اسی ایک نکتہ نے جس سے حسین کی سلامت نفسی واضح ہے مسلمانون کے دلون مین برخلاف بنی امیہ کے انتہا درجہ کا اثر کیا۔ حسینؑ سے پہلے بھی بہت سے رؤساے روحانی اور ارباب دین مظلومی سے قتل کیے گئے ہین اور اونکے قتل بعد ہی خلفشار رہوا ہے اور اونکے تابعین نے اونکے دشمنون پر تلوارین کھینچی ہین چنانچہ بنی اسرائیل مین ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور بڑے بڑے تاریخی واقعات مین سے (حضرت) یحییٰ کا قصہ ایک بڑا واقعہ ہے اور علی ہذا جو سلوک یہودیون نے مسیح کے ساتھ کیا اس زمانہ تک اوسکی نظیر واقع نہ ہوئی تھی۔ لیکن حسینؑ کا واقعہ تمامی واقعات پر فوقیت لیگیا۔ تاریخ سے ایسا نہین معلوم ہوتا کہ روحانیین وارباب دین مین سے کسی شخص نے بہی حیاۃ عالیہ آخرالذکر کیوجہ سے اپنی ذات کو بہ علم وارادہ قتل کرا دیا ہو یعنی ارباب دین سے جو شخص قتل ہوا اوسکے دشمنون نے دفعتًا اس پر حملہ کرکے مظلومیت سے اوسے قتل کرڈالا اور موافق اوسکی مظلومیت کے خلفشار بھی اوسکے بعد پیدا ہوا۔ مگر حسینؑ کا واقعہ عالمانہ حکیمانہ اور سیاسی حیثیت کا تھا اور دنیا کی تاریخ مین اوسکی نظیر نہین ہے۔ کتنے برس تک حسینؑ اپنے مقتول ہونے کا انتظام اور تہیہ کرتے رہے اور نہایت بلند اور عالی مقصد اونکے پیش نظر تھا۔

تاریخ مین کہین پتہ نہین ہے کہ بجز حسینؑ کسی نے بھی آیندہ زمانہ مین اپنے دین کی ترویج کے لئے بہ علم وقصد اپنی جان دی ہو جو مصیبتین کہ حسینؑ نے اپنے جد (امجد) کے دین کے زندہ کرنے مین برداشت کین اسلاف ارباب دین پر فوق لیگئی ہین

اور سابقین مین سے کسی پر بھی واقع نہین ہوئین۔ اور بالفرض اگر کہا جائے کہ اور
لوگون نے بھی دین کے لئے اور راہ دین مین جانین دی ہین تاہم حسینؑ کے طرز و انداز
پر ایسا نہین ہوا حسینؑ نے اپنی جان شیرین دی۔ اپنے عزیز فرزند دئیے۔ اپنے بھائی
اپنے بھانجے بھتیجے اپنے دوست و اقربا سب دیدیے۔ مال دیا۔ اہل و عیال کی اسیری
گوارہ کی۔ اور یہ مصیبتین دفعتاً ناگہان اور نادانستہ نہین واقع ہوئین کہ مجموعی
حیثیت سے کل ایک سمجھی جائین بلکہ بفصل یکے بعد دیگرے یہ مصیبتین پیش آتی گئین
اور وارد ہوئین۔ دنیا کی تاریخ مین ایسے مصائب کا پے درپے ہجوم کرنا حسینؑ ہی کے
ساتھ مخصوص ہوا یہی باعث تھا کہ حسینؑ کے قتل ہوتے ہی اور ان دردانگیز واقعات
کے پیش آتے ہی اور اونکی عورتون اور بیٹیون کے اسیر ہوتے ہی بنی امیہ کے باطن
کا حال طشت ازبام ہوگیا اور اونکے اعمال ناشائستہ کی برائیان عالم پر روشن ہوگئین
سیاسی احساس اور خلفشار کا مادہ مسلمانون مین پیدا ہوگیا اور سلطنت یزیدی
اور بنی امیہ کے برخلاف خلفشار شروع ہوگیا اور بنی امیہ کو مخرب اسلام جانکر لوگ
اونکی بدعتون اور اختراعی امور کو رد کرنے لگے اور اونہین ظالم و غاصب کہنے
لگے اور اسکے برعکس بنی ہاشم کو مظلوم اور مستحق ریاست سمجھنے لگے اور حقیقی روحانیت
اسلام انہین مین سمجھی گئی گویا مسلمانون نے حیات تازہ اور نئی زندگی حاصل کی
اور اسلام کی روحانیت کے لئے ایک نئی رونق پیدا ہوگئی اسلام کی ریاست روحانی
جو دفعتاً زائل ہوگئی تھی اور مسلمان اسلام کے جس جذبہ روحانیت کو فراموش کر
بیٹھے تھے ایک خاص نورانیت اور شان کے ساتھ اوسکی تجدید ہوگئی (مضمون بہت
طولانی ہے سب کو چھوڑکر خاص تعزیہ داری کی نسبت اس عیسائی یوروپین
فلاسفر اور مورخ نے جو لکھا ہے اب ہم اوسکو گذارش کرتے ہین۔ فلاسفر موصوف لکھتے
ہین کہ) "جو شخص پیروان علیؑ کی جنہون نے عزاداری اپنا شعار قرار دیا ہے صد سالہ
ترقیون کو ہندوستان مین غور کرے ضرور تصدیق کریگا کہ وہ لوگ ترقی کے بہت
بڑے نکتہ کی پیروی کررہے ہین۔ سو برس پہلے علیؑ و حسینؑ کے پیرو ہندوستان مین

انگلیون پر شمار کرنیکے قابل تھے اور آج ہندوستان مین بحیثیت عدد کے تیسری قوم
قرار پا گئے اور یہی حال اونکا دیگر بلاد مین بھی ہے۔ ہم جسوقت اپنے مشنری لوگون کا
(یعنی دین مسیحی کی جانب دعوت کرنیوالو نکا) پروگرام دیکھتے ہین اور اوسکا موازنہ
کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ باوجود اوس تمام صرف قوت کے اس فرقہ کی ترقی کا دسوان
حصہ بھی حاصل نہین کرسکے۔ اگرچہ ہمارے مذہبی علما بھی مسیح کے مصائب کا ذکر کرکے
لوگونکو بہت متاثر کرتے ہین مگر یہ ذکر اوس وضع و اسلوب اور اوس شکل پر نہین
ہوتا جیسا کہ پیروان حسینؑ مین رواج ہے اور گویا سبب اسکا یہ ہے کہ مسیح کے مصائب
حسینؑ کے مصائب کے مقابلہ مین اوسقدر موثر اور دلگداز نہین ہین " پھر لکھتے ہین
" راقم کے نزدیک قانون محمدؐ کی حفاظت اور مسلمانون کی ترقی اور اسلام کی ترقی
سب کچھ حسینؑ ہی کے قتل ہوجانے سے اور اون واقعات کے پیدا ہوجانے سے ہے
اسی طرح ملکی دماغ اور خلفشار کا احساس جس سے مراد ظلم وستم کی طاعت نہ کرنا ہے
جو حکماے سیاست کے نزدیک نہایت عمدہ طریقہ اور نہایت مبارک سعادت ہے
اور ہر انسان کے لئے صفات ممدوحہ سے محسوب ہے اس قوم مین حسینؑ کی عزاداری
کی بدولت پیدا ہوگیا ہے اور جبتک وہ اس عمل کو اپنا ملکہ قرار دے رہینگے پستی اور
زیر دستی قبول نہ کرینگے۔ ذرا غور سے دیکھنا چاہئے اون مجالس کو جو حسینؑ کی عزاداری
مین منعقد ہوتی ہین کہ کیسے کیسے دقیق اور حیات بخش نکتے ایک دوسرے کے کان
تک پہنچاتے ہین اور باطنی تعلیم دیتے ہین۔
راقم (یعنی مسٹر مسیو ماربین) چند مرتبہ جہان ذکر مصائب حسینؑ ہوتا تھا اسلامبول مین
ایک مترجم مخصوص کے ساتھ گیا اور مینے سنا کہ وہ کہتے ہین کہ حسینؑ جو ہمارے پیشوا اور
امام تھے اور اونکی اطاعت و پیروی ہم پر واجب ہے کہ یزید کی زیادتی اور زبردستی
وظلم مین مطیع نہ ہوے اور حفظ شرف اور علو حسب اور مقام بزرگ حاصل کرنے کیلئے
اونھون نے اپنا مال دیا اپنی جان دی اپنی اولاد دی اپنے عیال دیدئے اور اسکے
عوض مین نام نیک اور آخرت مین مرتبہ شفاعت اور تقرب بارگاہ خدا حاصل کیا

اور اونکے دشمن خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہوے۔ اسکے بعد ہمنے خوب جان لیا کہ وہ لوگ درحقیقت ایک دوسرے کو تعلیم دیتے ہین کہ اگر تم حسینؑ کی پیروی رکہتے ہو اگر شرف رکہتے ہو اگر سرداری اور افتخار حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم بھی کسی طرح یزیدیون کی زبردستی او اطاعت اختیار کرکے جور وظلم پسند نہ کرنا اور عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دینا تا کہ دنیا اور آخرت مین نیک نام اور رستگار رہو۔ یہ بات مسلم ہے کہ جس قوم کو بچپن سے وقت مرگ تک ایسی تعلیم دیجائیگی او سمین کیسے عمدہ ملکات اور کیسے عالی خصائل حاصل ہو جائینگے ہر طرح کی سعادت و شرافت اون مین حاصل ہو جائے گی آجکل کے ملل مفتخرہ کے تمدن حقیقی کا یہی ایک نکتہ ہے۔ یہ تعلیم ہے حقوق شناسی کی۔ یہ معنی ہین بیش بہا تعلیمات کے۔ ہم اہل یورپ بمجرد اسکے کہ کسی قوم کی ظاہری حرکات کی وضع مذہبی یا ملکی مراسم مین اپنے اصول کے منافی دیکھتے ہین نا عاقلانہ سمجھکر وحشیانہ کہدیتے مین یہ نہین سمجھتے کہ جب اونکے اصلی مقصود تک غور کرکے پہونچین تو وہ حرکات عاقلانہ اور سیاسیانہ معلوم ہونگے اور ہمین ایسا ہی سمجھنا اور رکہنا ہو گا چنانچہ اس فرقہ اور قوم مین۔ جو کچھہ ہمنے کہا۔ اوسکے نتائج اچھی طرح ظاہر ہین۔ مناسب ہے کہ قوم ومذہب کے رسم و رواج کی حقیقت پر ہم نظر ڈالین ورنہ ایشیائی لوگ بھی ہماری بہت سی رسمین ناپسند کرتے ہین اور بعضی حرکتون کو ہماری اپنے آداب کے خلاف جانتے ہین اور غیر مہذبانہ بلکہ وحشیانہ سمجھتے ہین۔ علاوہ سیاستی منافع کے مسلمان اس عمل مین (یعنی تعزیہ داری حسینؑ مین) آخرت کے بڑے بڑے درجات کا حاصل ہونا اعتقاد رکہتے ہین (اسکے بعد ایشیا والون کی طبیعتون کا مذہبی امور کی جانب زیادہ مائل ہونیکا حال بیان کرکے لکہتے ہین کہ) آج تین سو ملین نفوس اسلامی مین سوائے پچاس ملین کے صاحب استقلال معلوم نہین ہوتے پس اگر مسلمان مذہب سے قطع نظر کرکے اور مذہب کو پس پشت ڈالکر قومیت کے نام سے سیاستی ترقی کرنا چاہین تو بجائے نفع کے اونہین نقصان پہونچیگا۔ کیونکہ پانچ حصے مسلمانون کے دوسری قومون کے فشار مین اور دیگر مذاہب مین مضمحل ہو رہے ہین۔ اور اگر وہ قومیت کے

نام سے ترقی چاہینگے تو پانچ حصے اونکی سیاسی زندگی سے محروم رہینگے۔ ہان اگر وہ اسلام کے رسم جامع کے ذریعہ سے ترقی کرنا چاہینگے تو جمیع افراد اہل اسلام مین سیاسی روح نمودار ہو جائیگی اور روحانی سلسلہ اور رابطہ کے ذریعہ سے وہ تمام ملل اسلامیہ جو دوسری قومونکے فشار مین ہین اضمحلال سے محفوظ رہینگے اور روحانی مادّے جو آج مسلمانون مین مروج ہین اون مین سے حسینؑ کی تعزیہ داری کے سوا کوئی چیز بھی سیاسی احساس مسلمانون مین پیدا نہین کرسکتی اور اگر دو قرن تک مسلمانون مین اسی طرح تعزیہ داری کو شیوع رہے اور تمام مقامات مین عمومیت حاصل ہو تو مسلمانون مین تازہ طور پر سیاسی زندگی پیدا ہو جائیگی۔ آج بھی مسلمانون مین جو استقلال باقی رہ گیا ہے اسمین نصف اعلی اسی نکتہ کی پیروی کا نتیجہ ہے (بعدہ اتحاد کے فوائد بیان کرنیکے بعد لکھتے ہین کہ) اسلامی فرقون مین کوئی فرقہ ایسا نظر نہین آتا کہ جو از راہ دیانت ذکر مصائب حسینؑ کرنیکا منکر ہو اور اوس سے نفرت کرتا ہو بلکہ اس رسم مذہبی کے ادا کرنے مین عموماً طبعی رغبت رکھتے ہین اور مختلف العقیدہ مسلمانون مین سوا اس نکتہ اتحادیہ کے اور کوئی چیز ایسی معلوم نہین ہوتی"

پس وا ہے اون لوگون پر جو اس اکلوتے نکتہ اتحادیہ کو بھی مٹا کر مسلمانون مین اختلاف ڈالنا چاہتے ہین اور اسکو بھی بموجب فلسفۂ ایڈیٹر وکیل ہم عدو حسد از راہ حسد بہتر ٹکڑے کرنا چاہتے ہین جو بقول ایڈیٹر صاحب موصوف کام در انداز و لگا ہے اونہین کو اچھی گوارہ نہین ہوسکتی۔ ابن حجرؒ نے صواعق محرقہ مین اور سیوطی نے تاریخ الخلفا مین مستدرک امام حاکم سے بہ صحت ابن مسعود نقل کیا ہے ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسنا یعنی جس چیز کو مسلمانان اچھا سمجھین وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ لہذا جس امر مین مسلمانان متفق ہین اوسمین اختلاف ڈالنا چاہیئے بلکہ جو اختلاف ہے اوسی کے دفع کرنیکی کوشش کرنا چاہیئے۔ بہرکیف مسٹر مسیو ماربین لکھتے ہین کہ حسینؑ تمامی روحانیین مین زیادہ تر مسیح سے مشابہ ہین مگر حسینؑ کے مصائب شدید اور سخت تر تھے اور ابتدائی پیش رفت تابعین حسینؑ کے بھی پیروان مسیح کے

قرن اولیہ کیطرح تھے۔ اگر مسیحی لوگ بھی پیروان حسینؑ کے اصول اولیہ کی پیروی اختیار کر لیتے یا جو موانع خود مسلمانون مین پیدا ہوگئے پیروان حسینؑ کو اونکے عمل سے نہ روکتے تو انہین دونو مذہب سے ایک مذہب عالم کے قرون عدیدہ تک عالمگیر ہو جاتا۔ چنانچہ پیروان حسین کے روک تمام کے موانع جب اوٹھ گئے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب تمام طبقات اسلامی کو اور تمام دیگر مذاہب کو سیل کی طرح لئے لیتا ہے"۔ واضح رہے کہ تمامی اہل یورپ کے عیسائیون مین جرمن والے سب سے زیادہ متعصب ہین اسقدر دنیا مین جسقدر مشنریان پہیلی ہوئی ہین اون مین زیادہ تر جرمنی ہین یہی وجہ ہے کہ گو اوس دیانت داری کی وجہ سے جو ایک مؤرخ کے لئے لازمی ہے یہ مؤرخ اصل واقعات کو چھپا نہ سکا اور گو حسینؑ کا واسطے زندہ کرنے دین اسلام کے بعلم و ارادہ شہید ہو جانا اور اونکے مصائب کا مسیح کے مصائب سے شدید تر اور سخت تر اور زیادہ باثر ہونا سب قبول کیا ہے مگر بوجہ تعصب مذہبی خود دین اسلام کی حقیت قبول نہ کیا اوسکو سیاست کی جانب ڈہلکا دیا با اینہمہ اس متعصب نصرانی کی تحریر کے مقابل مین وکیل کے ایڈیٹر صاحب کی (جو مدعی اسلام ہین حسین بن علی علیہ السّلام کو سردار جوانان بہشت مانتے ہین اونکے فضائل مین حدیثین روایت کرتے ہین اونکے ساتھہ عقیدت رکہنا فرض جانتے ہین) تحریر دیکھکر ہمکو شرم آتی ہے اور جب مسلمانون کی اپنے نبی کے نواسہ کے ساتھہ یہ حالت ہو تو کیونکر غیر مذہب والے اسلام کی جانب کیا رغبت کر سکتے ہین اس مقام پر مرزا فصیح صاحب مرحوم کی ہمکو ایک رباعی یاد آگئی مرزا صاحب مرحوم کہتے ہین (رباعی) مین ایک نصارا سے از رہ نادانی + پوچھا کہ مسلما ہے + بولا وہ نصرانی + عیسی کے نواسہ کو گر عید کی قربانی + کرتے تو ہمین پھبتا دعوائے مسلمانی +

ہمکو اس مقام پر ایڈیٹر صاحب کے منشا تحریر پہ سخت افسوس ہو رہا ہے۔ ایک طرف تو ایڈیٹر صاحب یہ تحریر فرماتے ہین کہ ہمارا ہرگز یہ منشا نہین ہے کہ اس غم کو بھلا دیا جائے یا اسکی یادگار قائم نہ ہو اور ایک طرف سنیت اور شیعیت کے اختلافات اور حدبندی

کا ذکر چھیڑ کر اس عزاداری کا آغاز اور اس ماتمی یادگار کے قائم کرنیکی ابتدا بھی اوسی زمانہ سے قرار دیتے ہین اور خلاف واقع ایسی ایسی باتین لکھتے ہین جن سے خواہ مخواہ لوگون کا دل اس عزاداری کی جانب سے پھر جاے اور فریقین مین عداوت بڑہجاے اور یہ اکلوتا نکتہ اتحاد بھی کہ جسکے سوا دوسرا کوئی ذریعہ مسلمانون کی ترقی کا نہین ہے (جیسا کہ مسٹر مسیو ماربین ایسے فلاسفر کی تحریر سے ابھی آپکو معلوم ہو چکا) باقی نہ رہے بقول ایڈیٹر صاحب یہ چال تو دوراندازونکی تہی معلوم نہین ایڈیٹر صاحب نے اسکو کیونکر گوارہ کیا۔ اصلاح بابت ماہ ذیقعدہ مین ناظرین دیکھ چکے ہین کہ توریت مقدس کے اوس مضمون سے جو ہنوز بائبل مین موجود ہے اور جسکو یہود و نصاری دونون مانتے ہین صاف دکھا دیا گیا کہ اس عزاداری اور ماتمی یادگار کا قائم رکھنا دلیل اعظم حقیت اسلام ہے کیونکہ جناب باری نے اپنے کلیم حضرت موسیٰ کی معرفت بنی اسرائیل کو بایں تہدید حکم دیا تھا کہ "جو کوئی نفس عین اوس دن غمگین نہ ہو جائیگا وہ خاصتہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو کوئی نفس عین اوس روز مین کوئی کام کریگا خاصتہ اوسی نفس کو مین اوسکی قوم سے فنا کر دونگا" اسلئے تمامی اہل اسلام کو چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہو ایکدل ہو کر اسکی اشاعت مین کوشش کرین اور بمقابل یہود و نصاری اسکو اپنی حجت مین پیش کرین کیونکہ بجز مظلوم کربلا سبط حبیب خدا سے دریگانہ دریاے مجمع البحرین + بخون طپیدہ کرب وبلا امام حسینؑ + کوئی دوسرا برگزیدہ خدا مع عزیز و رفقا بروز عاشورا شہید نہین ہوا ہے جسکے غم کو کوئی شخص اس حکم سے مطابق کر سکے۔ اگر کسی کوتہ اندیش کا یہ خیال ہو کہ یہ حکم عبادت مین غمزدہ ہونیکا ہے تو اوسکو اسپر غور کرنا چاہیئے کہ خضوع و خشوع تو ہر عبادت کے لئے لازمی ہے مخصوص اس مہینہ کی تاریخ کی شام سے دسوین تاریخ کی شام تک غمزدہ ہو جانے اور دنیا کے تمامی کاروبار سے باز رہنے کا حکم کیون دیا گیا ؟

توریت مین چند عیدین اور ہر عید کے احکام علحدہ علحدہ بالتصریح مذکور ہین مگر کسی مین بجز روز عاشورا غم کرنے کا حکم نہین ہے۔ آخر اس تخصیص کی کیا وجہ ؟ باقی باقی غلام اصغر

تاریخ مسئلہ لف حریر

جناب اڈیٹر صاحب اصلاح زید مجدکم ۔ تسلیم مع التکریم ۔ اصلاح نمبر ۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۲۸ھ
کے صفحہ میں آپنے نوٹ دیا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ مسئلہ لف حریر کی اسناد بحوالہ کتب بھیجی
جائیں چونکہ جناب کا خاندان کا خاندان بفضلہ علم و فضل ہے تو جناب کو خود بکثرت
اسناد معلوم ہونگے لیکن بحیث الامر فوق الادب اوسکے اسناد بھی لکھونگا مگر پہلے اس
مسئلہ کی تاریخ لکھتا ہوں اگر بسند خاطر عاطر ہو تو زیب رسالہ فرماکر ممنون فرمائے ۔

تتبع کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل اسلام اور اوائل اسلام میں چھ وضع کے
جماع تھے (۱) بہ ترکیب متعارف (۲) وطی فی الدبر نسوان ۔ اکثر عوام عرب اس عمل
کے عادی تھے اور نفیس مزاجوں کو بھی اس عمل کی ضرورت ایام حیض میں ہو جایا کرتی تھی
چونکہ کتب طب بیان امراض مقعد فصل علت ابنہ سے ظاہر ہے کہ جن عورتوں سے
ایسا فعل کیا جاتا ہے تو اونکے بطن کی اکثر اولاد ذکور مابون ہوا کرتی ہے تو اس عمل
کی بدولت بکثرت مابون ہوا کرتے تھے چنانچہ مجمع الامثال میں میدانی نیشاپوری
نے ایک مثل مشہور عرب اخنث من مصفر استہ لکھی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فلاں
شخص سرین کو زرد رنگنے والوں سے بھی زیادہ مخنث ہے ۔ اس مثل کی تحقیق اور
شرح میں لکھا ہے ۔

هذا مثل من امثال الانصار كانوا
يكيدون المهاجرين من بني مخزوم
حكى ذلك ابن جعدة وزعم
انهم كانوا يعيدون بهذا المثل اباجهل
بن هشام المينة بالزعفران لبرص
كان هناك فادعت الانصار ان
انما كان يطليها بالزعفران تطيبا للمو

کہ یہ مثل اون صحابہ انصار کی اصطلاح
ہے جو اس مثل سے بنی مخزوم کے مہاجرین
پر طعن کیا کرتے تھے ابن جعدہ نے اونکا
ذکر کیا ہے کہ انصار کے نزدیک اخنث
من مصفر استہ سے مراد ابوجہل بن
ہشام (خال فاروق) ہے جو بنی مخزوم
سے تھا چونکہ اوسکے سرین پر برص کے

کان یعلوہ لانہ کان مشوّھا وقد ضرب اھل مکۃ المثل قبل الاسلام فی التخنث برجل اخر من مشرکی مکۃ لا احب ذکرہ وزعموا انہ کان معروفا۔	وہ ہیجڑے تھے اسلیے وہ اپنے سرین کو زعفران سے رنگتا تھا کہ جو اوسکے سرین کو اونچا کرے تو اوس سے نفرت نہو اہل مکہ نے یہ مثل اسلام سے پہلے مشرکین مکہ سے ایک

شخص کے خنثہ ہونے کے بارہمین لکھی ہے کہ جسکا ذکر مناسب نہین اور اہل مکہ کے نزدیک وہ شخص مشہور تھا انتہی مخصلاً (ضربت حیدریہ)

حاشیہ علی القاموس والقانون مین جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے وکان المخانیث کثیرا فی الجاھلیۃ منہم سیدنا وان داء الابنۃ کانت فی کثیر من اھل الجاھلیۃ کابی جہل وغیرہ یعنی زمانہ جاہلیت مین مخنث بہت سے تھے جن مین ہمارے سردار صاحب بھی ہین اور بیشک اہل جاہلیۃ مین مرض ابنہ بہت لوگون کو تھا جیسے کہ ابی جہل وغیرہ کو (امام بخاری کی صنعت اکتفاکے برتنے کی ناظرین سے معافی چاہتا ہون اور یہ خوب جانتا ہون کہ جس اسم مبارک کو حذف کیا ہے اوس سے اکثر ناظرین دالاتمکین واقف ہونگے)

ابو المنذر ہشام صاحب سیرۃ نے مثالب بنی امیہ مین لکھا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی کے

وعفان بن العاص ممن کان یتخنث ویلعب	باپ عفان بن العاص سے لوگ مخنث کا کام لیتے تھے اور دل لگی کرتے تھے
اور اسی سیرۃ مین یہی لکھا ہے ممن کان یلعب بہ وینتحل عفان ابو عثمان فکان یضرب بالدف (احقاق الحق)	کہ جس شخص سے دل لگی کی جاتی تھی اور جو اپنا نسب غیر شخص سے جوڑتا تھا وہ عفان جناب غنی کا باپ تھا جو

دف بجاتا تھا اور اسی سیرۃ مین یہ بھی لکھا ہے کہ جس سے مخنث کا کام لیا جاتا تھا وہ

ممن کان یتخنث عبید اللہ ابو طلحہ	جناب طلحہ کے باپ عبید اللہ تھے (احقاق الحق)

ان چند اسناد سے ثابت ہوا کہ وطی فی الدبر نسوان کا بہت رواج تھا جسکے سبب ما بون کی کثرت تھی۔

(۳) جماع میت۔ جیسا کہ باجمال واشارہ فتح الباری کتاب الجنائز مین حضرت عثمان غنی کی نسبت لکھا ہے (۴) وطی بہائم (۵) وطی بامرد (۶) جلق وساحقہ پس یہی چھ قسم کے جماع تھے مگر شرفاء عرب اور بالخصوص معززار اکین بنی ہاشم ان افعال سے مجتنب اور نافر تھے (تنزیہۃ الانساب فی قبائل الاعراب)

ظاہر ہے کہ قبل اسلام اور اوائل اسلام کے زمانہ مین حجاز کا کوئی فرمانروا نہ تھا اور نہ کسی سلطنت کا وہان قانون جاری تھا ہر ایک قبیلہ مین ایک شخص سردار مانا جاتا تھا اور اسکی پنچایت سے معاشرت کرتے تھے قیام مکہ تک تو مسلمانون کی وہی حالت رہی جو اونکی ابتدا سے تھی حتی کہ وضو اور غسل کے وجوب مین اختلاف ہے کہ یہ بھی ہجرت کے قبل واجب تھا یا نہ تھا ہان نماز کے لئے اتفاق علماء ہے کہ یہ زمانہ قیام مکہ ہی مین فرض ہو چکی تھی اور بانی کوئی حکم نازل نہین ہوا تھا۔ لیکن وہ بھی پنجگانہ نہ تھی اور نہ انتداء رکعات اسقدر تھین بعد ہجرت اور بالخصوص فتح جنگ بدر کے بعد سے معاملات و غذا و لباس و رسومات مین اسلام نے اصلاحین شروع کین اور عبادات مین اصلاح اضافہ فرمایا چونکہ بکثرت قبائل عرب مین مان بہن خالہ پھوپھی وغیرہ ایک وقت پر سب جائز ہو جاتی ہونگی جو عقلاً معیوب اور اخلاقاً مانع کمال انسانی بات تھی اسلئے حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم الخ آیت نازل فرمائی کہ تم پر تمہاری مائین بہنین بیٹیان پھوپھیان خالائین اور بھتیجیان بھانجیان اور دودھ پلانیوالیان اور دودھ شریک بہنین بہوین حرام ہین۔

شرفاء عرب اور صالحین صحابہ تو ان افعال سے پہلے ہی مجتنب تھے اگر نہ بھی ہوتے تو آیت بالا اونکے اجتناب کیلئے کافی تھی لیکن حیلہ جو منافقین کو محرمات ابدی سے اجتناب ناگوار گذرا ہوگا جو اونہون نے اس حکم پر یہ اجتہاد کیا کہ جنکے بطن سے تھے اون سے مجتنب ہوے اور باقی عورتون سے ملوث ہوتے رہے اسیوجہ خدائے علیم کو دوسرا مفصل حکم بھیجنے کی ضرورت ہوئی کہ ولا تنکحوا ما نکح اباءکم یعنی جن عورتون سے تمہارے باپون نے نکاح کیا ہے اون سے تم نکاح نہ کرو چونکہ منافقین بھی

بڑے نکتہ رس دقیقہ سنج تھے اونہون نے نکاح کے معنی صرف عقد شرعی کے لئے پس جن عورتون سے اونکے باپون نے عقد شرعی کیا تھا اون عورتون سے وہ مجتنب ہوئے اور باقی ماؤن کو حلال سمجھ لئے اگرچہ اس باب مین تیسری بار بھی ہدایت ہوئی مقتا وساء سبیلا یعنے ماؤن سے نکاح کرنا برا رستہ ہے لیکن اس کا تصفیہ نہونے پایا تھا کہ نزول قرآن موقوف اور پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا چنانچہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہونیکا جو مسئلہ علماء اہلسنت مین مشہور ہے وہ آیہ ولا تنکحوا ما نکح اباءکم کی بنیاد پر ہے اور گروہ کثیر نے نکاح کے معنی اس آیت مین عقد شرعی کے لئے ہین جماع کے نہین لئے کہ جس سے کل مائین اولاد پر حرام ہو جاتین الغرض ایسے ہی احکام کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ

واللذان یاتیانہا منکم فاذوھما و ان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما (سورہ نساء)	تم مین سے جو دو مرد آوین توانکو ایذا دو اور جو راستی پر آجائین تو اونسے

چشم پوشی کرو اور اسی طرح شرب خمر و قمار کی ممانعت ہوئی پس ایسے احکام سے منافقین پریشان ہوئے اور پیغمبر خدا ان احکام کی تعمیل و اجرا مین کوشش اور نہایت سختی سے حدود جاری فرمانے لگے چنانچہ معالم التنزیل سورہ نساء صفحہ ۲۱ مین برا ابن عازب سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے مدینہ مین اپنی مان سے نکاح کیا تو آنحضرت نے اون صحابی کے قتل کا حکم دیا اور مستطرف جلد دوم صفحہ ۱۲۱ مین ہے کہ حضرت فاروق شراب کے نشہ مین مقتولان کفار پر خوب روے جو جنگ بدر مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے اور اوسی مستی مین حضرت عبد الرحمن بن عوف کا سر اونٹ کی ہڈی سے توڑا پس جب اسکی خبر پیغمبر خدا کو ہوئی تو حضرت فاروق کو آنحضرت نے خوب ٹھونکا اور اسی طرح حضرت ابوبکر کے بھانجے اور حسان بن ثابت افک عائشہ مین پٹے اور ماعز و غامدیہ کا رجم ہوا اور سارقین کے دست قطع ہوے وغیرہ وغیرہ

قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی ان حدبندیون اور اجراے حدود کی سختیون سے

بچنے کی خاطر حیلہ جو منافقین نے ساتوان جماع لف حریر ایجاد کیا ہوگا غالباً اس عمل
سے منافقین کے اغراض یہ ہونگے کہ محرمات ابدی کی مقاربت کی رسم قدیم ترک نہو
اور مومنات مخالفت اسلام کے بہانہ سے اپنی تئین نہ بچا سکین حیلہ شرعی بنا رہے
اور کام نکلجائے چونکہ قبل اسلام اور زمانہ قیام مکہ مین لف حریر کا وجود نہین پایا جاتا
اسپر قیاس ہوتا ہے کہ لف حریر کا ایجاد بعد ہجرت ہوا اور اموی اور مروانی
خلافتون مین چونکہ تقلید الصحابی واجب یترک بہ القیاس اصول مذہب قرار
پا گیا تھا اسلئے عمل لف حریر مسئلہ بن گیا چونکہ قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ اس عمل کے
عامل بکثرت ہونگے اسلئے بنظر حفظ شہون اسقاط حدود کے لئے یہ حیلہ نکالا گیا کہ فقہاء نے
عمل حریر کو لہو ولعب مین شمار کرکے حد ساقط کردی بلکہ اس ناپاک فعل کی نجاست کو
بھی دہو دیا چنانچہ فتاوی عالمگیری جلد اول فصل ثالث مین لکھا ہے ولو لف
علی ذکرہ خرقۃ واولج ولو ینزل قال بعضہم یجب الغسل وقال بعضہم لا
وھو الاصح انکانت الخرقۃ رقیقۃ بحیث یجد حرارۃ الفرج واللذۃ وجب
والا فلا والاحوط وجوب الغسل فی الوجہین انتہی بلفظہ اسی عبارت کے
سلسلہ مین ضمنی مشکل کی قبل ودبر کی وطی کے احکام ہین جس مین حکم دیا گیا ہے فلا
غسل علیہما اور لم یجب الغسل جامع الرموز شمس الدین قہستانی کی مبحث
غسل مین بحوالہ جلالی لکھا ہے لو لفت الحشفۃ بثوب او غیرہ لم یجب الغسل
اور اسی کتاب کے مبحث صوم مین بحوالہ منیۃ المصلی لکھا ہے لو لف ذکرہ من خرقۃ
مانعۃ الحرارۃ لو یکفر شرح کنز الدقائق زیلعی کتاب النکاح مین لکھا ہو لو جامعہا
بخرقۃ علی ذکرہ لو یثبت الحرمۃ اس آخری اجتہاد مین انتہی وسعت ہے کہ باپ
بیٹے دونون ایک ہی عورت سے مقاربت کرسکتے ہین اگر صرف لف الیقین کی تکلیف گوارا
کرلین۔ بکثرت کتب فقہ اہلسنت مین لف حریر کا مسئلہ دیکھا گیا اور کتب شیعہ نہ میرے
پاس ہین نہ مین انکا دیکھنا پسند کرتا ہون اس وجہ سے معلوم نہین کہ کتب شیعہ مین بھی
یہ مسئلہ ہے کہ نہین فقط احمد سلطان خان رگور کانی مصطفوی چشتی

جناب سید اشرف علی صاحب تاجر بمبئی سے لکھتے ہین "مسئلہ لف حریر در مذہب سنت جماعت کتاب مظاہر حق جلد سوئم مطبع نظامی کانپور صفحہ ۱۳۰ و صفحہ ۱۳۱ ملاحظہ ہو مسئلہ لف حریر کتاب نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ اردو مطبع منشی نولکشور باب صحبت صفحہ ۳۵۴ و صفحہ ۳۵۵ خوب خلاصہ درج ہے ضرور ملاحظہ فرما کر درج فرمائیے۔

گاؤکشی

اسی عنوان سے ہم ایک طویل اور مدلل مضمون اخبار اثنا عشری دہلی مین شایع کرا چکے ہین جس مین ظاہر کیا گیا ہے کہ ملکی اور قومی ترقی منحصر ہے اتفاق پر اور اتفاق بھی کن سے۔ برادران ملک یعنی ہندوون سے۔ اور ہندوؤن سے اتفاق ہو نہین سکتا جب تک کہ اہل الرائے اور بااثر حضرات مل جل کر متفقہ کوشش کے ساتھ گاؤکشی کے مسئلہ پر نظر کر کے اس کے انسداد کی جانب انتہائی طاقت کے ساتھ متوجہ نہ ہون۔

اس مقام پر ایک اور توضیح و تشریح کی بھی ضرورت ہے وہ یہ کہ آجکل ہندوؤن [illegible] انقلاب [illegible] زیادہ ترقی پر ہے۔ انارکزم اور انڈیا فار انڈین کا مجنونانہ خیال ان کے [illegible] اعون [illegible] جاگزین ہے مگر یہ نہایت ناانصافی کج فہمی اور ہٹ دھرمی ہوگی [illegible] تمام ہندو [illegible] اس الزام میں ملوث کرلین۔ اگر مولوی لیاقت حسین بنگالی اور [illegible] [illegible] وغیرہم کی بغاوت آمیز تحریرین۔ تقریرین اور سرا پا بیان تمام مسلمانون [illegible] انارکسٹ بنا سکتی ہین تو ہندوون کی تمام جماعت پر بھی یہ گناہ عاید کیا جا سکتا ہے [illegible] حقیقت [illegible] یہ ہے کہ ہر شخص خواہ ہندو ہو یا مسلمان بجائے خود اپنے [illegible] اور [illegible] کا ذمہ دار ہے۔ پس ہمین ان ہندوؤن سے ملکی فوائد پر نظر [illegible] رتے ہوئے میل جول کی ضرورت ہے جو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کرتے ہوئے اپنی بہبودی کے خواہان ہین۔ اور ان بزرگان قوم ہندو [illegible] اتفاق اسی وقت [illegible] سکتا ہے جب ہم اس رسم کو مٹانے کی کوشش کرین جو ان کے لئے سخت ایذا دہ [illegible] انتہا سے زیادہ ملال انگیز ہے نہ یہ بالکل صاف ظاہر اور سامنے کی بات ہے کہ

اس قسم کے صلح پسند۔ اتفاق جو اور مطیع گورمنٹ ہندوون اور موجودہ مسلمانون مین بھی
نااتفاقی کا طوفان ترقی پر ہے۔ اسکے وجوہات اگر ہم غور کرین اور ذرا تدبر سے کام
لین تو ممکن ہی بہت سے نکل آئین مگر ایک زبردست وجہ یہ بھی ہے جسے گاؤکشی کہتے ہین جسکا
نام سنکر بھی ہر ایک ہندو کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ وہ اپنی پرستش کی چیز پر چھری چلتے
دیکھکر کانپ اٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ایک سخت تنفر اسکے دل مین ہر ایک مسلمان بلکہ
اسلام کی جانب سے پیدا ہوجاتا ہے۔ اسلام کے فطری دشمنون یعنی آریون کا تو ذکر نہین مگر
ہان اور روشن خیال ہندوؤن کی نسبت ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر ان سے اتحاد کی
کوشش کیجاے دران حالیکہ وہ ہمارے بعض رسم و رواج مین شریک ہین تو ہمین
یقیناً اس رسم سے قطعاً علحدگی اختیار کرلینی چاہئے۔

اس مقام پر ہمین ایک اور امر بیان کردینے کی بھی ضرورت ہے۔ ہم جہانتک نظر دوڑاتے
ہین۔ ہمارے فرقۂ شیعہ اور اہل ہنود مین کبھی شکر رنجی کی نوبت ہی نہین آئی۔ بلکہ سلاطین
لکھنؤ نور اللہ مرقدہم کے طرز حکومت نے تو ہمین اور ہندوؤن کو ایسا شیر و شکر بنا دیا تھا کہ
جسکی نظیر کسی زمانہ مین نہین ملسکتی۔ اکبر اعظم نے ہندو مسلمانون کو ضرور ایک کردیا تھا مگر
حقیقۃ یہ ہے کہ اسنے نہ تو مسلمانونکو مسلمان رہنے دیا نہ ہندوؤن کو ہندو۔ اسکا مذہب ہی ایک
ملغوبہ تھا۔ اسکی زبردست پالسی نے ہندوونکا مذہب تو مذہب اُن کی عزتین تک لے لین۔
تھین مگر سلاطین لکھنؤ نے کبھی اس قسم کا خیال تک اپنے دماغ مین نہ آنے دیا۔ انکے عہد
معدلت مہد مین ہندو ہندو رہے اور مسلمان مسلمان۔ مگر ہان ان بزرگوارون کی
ہر دلعزیزی اور انصاف پسندی نے اتنا ضرور اثر کیا۔ ان کے اخلاق حسنہ نے یہ کرشمے
ضرور دکھائے کہ ہندو اُٹھتے بیٹھتے یا علی کہنے لگے اور عزاداری مین اسقدر حصہ لیا
جو تقریباً شیعون ہی کے برابر تھا۔ اسکے دُھندلے دُھندلے نشان ابتک موجود ہین اور
ہر عاقل خبیر اسی سے بہت سے نتائج نکال سکتا ہے پھر جب شیعون نے اپنی سلطنت
کے زمانہ مین ہندوؤن کو کسی قسم کی اذیت نہین پہنچائی اور نہ آجتک ہندو ہی شیعون
کے درپے آزار ہوے۔ تو پھر اب ضرورت کے زمانہ مین اس اتحاد کو کیون زیادہ

مستحکم اور استوار کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور کیون اس رسم کو ترک نہ کیا جائے جس کے چھوڑنے مین ہمارا کسی قسم کا دینی اور دنیوی نقصان نہین - ہم کیون نہ تالیف قلوب سے کام لین جس کی تعلیم فلسفہ مذہب نہایت زور وشور سے کر رہا ہے - ہم یقین کے ساتھ کہتے ہین کہ جس شخص کے دماغ مین ذرا بھی نفاست کا گذر ہے وہ ہرگز گائے کے گوشت کے قریب جانا پسند نہین کرتا - پھر ہم کیون اپنے دوسرے بھائیون کو اسکی مضرتین سمجھانے کی کوشش نہ کرین - ہماری توجہ سے یہ کام چل سکتا ہے - اس رسم کو ہم نہایت آسانی کے ساتھ ترک کر سکتے ہین - اس کے چھوڑنے مین نہ نقصان ہے نہ [illegible] تو یہ ہے کہ [illegible] والا معاملہ ہے -

ہمارا گمان ہے اور یہ گمان اب یقین سے بدلتا جاتا ہے کہ شیعون مین ہماری آواز توجہ کے ساتھ سنی جائیگی اور [illegible] ہے اور کوئی تعجب نہین جو اور دوسرے ہمخیال اہل اسلام بھی ہماری تائید مین قلم اٹھائین - اب دیکھنا یہ ہے کہ اور رنگ کے مسلمان کیا کہتے ہین -

قاضی سید محمد محسن وفا سیتاپوری
سب جسٹرار ڈومریاگنج ضلع بستی

تعزیت وتہنیت

شب ہفتم مئی ۱۹۱۰ع کو ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ ہندوستان نے دفعتہً اس جہان فانی سے انتقال کی - رعایاے ہند کو عموماً اور فرقہ اثنا عشریہ کو خصوصاً جسقدر صدمہ وملال ہوا بیرون از وہم وخیال ہے جارج پنجم کا تخت نشین ہونا بہر نوع باعث تسکین دل حزین سب کی بالتخصیص اس فرقہ امامیہ کے لئے اس مناسبت سے کہ مجموعہ ہفتم و پنجم کا بارہ ہوتا ہے چنانچہ راقم جو اشعار تاریخ وفات حسرت آیات مین نظم کئے بغرض ملاحظہ ناظرین اصلاح لکھی جاتی ہین امید کہ پسند خاطر انصاف پسندان ہون -

حضرت ایڈورڈ ہفتم نے قضا کی ناگہان	اوٹھ گیا شاہ رعایا پرور ہندوستان
چھا گئی غم کی گھٹا دل پر رعایا کے تمام	کی سیہ فرط الم سے چادر ہندوستان
کیسی یہ بیداد کی چرخ جفا کار نے	ہو گیا تاریک جس سے منظر ہندوستان

ہین سبھی رنجور و محزون پیر و اطفال و جوان غم سے ہین نالہ کنان بام و در ہندوستان
ہے دعاے خیر بھی یہ مصرع سال وفات جا گزین قصر جنت قیصر ہندوستان

۱۹۱۰ع
سید محمد ہاشم ڈپٹی کلکٹر بریلی

اہلحدیث کی فرعون پرستی اس عنوان سے ایک مختصر مضمون۔ اصلاح ۱۲ جلد ۱۳ صفحہ ۹ مین درج ہوا تھا جسمین یہ دکہایا گیا تھا کہ اہلحدیث کے ایک معزز رکن نے ایک رسالہ لکھا ہے بنام ہو سمیکم المسلمین۔ اسکا موٹو اوس لائق مصنف نے اس آیہ کو قرار دیا ان فرعون علا فی الارض۔ جس سے معلوم ہوا کہ کس درجہ کا روحانی تعلق انکو فرعون سے ہے اس مضمون نے فرقہ اہلحدیث کے خلاف ہر وقت کو باوصفیکہ اصلاح کے دس دس بارہ صفحہ کے مضامین تو اونکو کبھی نظر ہی نہین آتے۔ اب ایچین کیا کہ برس ہی پڑے اخبار اہلحدیث مورخہ ۸ ربیع الثانی مین لکھتے ہین۔

اہلحدیث :۔ اصلاح کی اس حرکت پر ایک حکایت یاد آئی جو بالکل واقعی ہے ایک ماسٹر صاحب سکول سے نکلے تو آپکی نگاہ ایک پری پیکر لیڈی پر پڑگئی وہ تو اڑ گئی مگر ماسٹر صاحب کی عقل بھی ساتھ ہی لیگئی اب تو ماسٹر جی کا یہ حال ہوا کہ طالبعلم کسی امر کی بابت سوال کرے وہ یہی جواب دین کہ یہ بھی اوسی ملعونہ کا بہکایا ہوا ہے۔ کوئی طالب علم جو نہ سیدھا نہ کرے تو یہی فرما دین کہ یہ بھی اوسی ملعونہ کا بہکایا ہوا ہے۔ اسیطرح ہمارے دوست اڈیٹر صاحب اصلاح جو اس بات سے ہین مولوی حشمت العلی صاحب مقیم دہلی مصنف رسالہ "سمکم المسلمین" نہ شیعہ ہے نہ سنی۔ نہ مقلد ہے نہ غیر مقلد۔ نہ اہل بدعت ہے نہ اہل حدیث بلکہ اُن کا تو دعوے ہی یہ ہے کہ سب لوگ صرف مسلمان کہلاوین پھر ایسے شخص کے اعمال و افعال کا ذمہ وار جماعت اہل حدیث کو بنانا مذکور بالا قصہ کی تصدیق نہین تو کیا ہے۔ یہ تو جواب تھا آپکی بے انصافی کا کہ آپ اہلحدیث سے ایسے کچھ جو اس باختہ ہین کہ بقول ؎

جدہر دیکھتا ہون ادہر تو ہی تو ہے۔

آپ کو ہر رنگ مین اہل حدیث ہی دکھائی دیتے ہین جو درحقیقت آپ کی محبت
کا اثر ہے۔ گویہ محبت اوس سے کم نہین جو کسی بچہ کو آدمی سے تھی۔

اب سنئے اصل جواب مولوی حشمت العلی صاحب کا مذہب تو آپکو معلوم ہو گیا
کہ ان شخصیات سے بالاتر ہے اپنے رسالہ کے سرورق پر جو اونہون نے آیت لکھی
ہے اوسمین اُن مطلب ہے کہ ایک جماعت کو فرقہ فرقہ بنا کر کمزور کرنا تو فرعون کا
کام تھا آج مسلمان خود کیون ایسا کام کرتے ہین کہ ایک فرقہ ہو کر متعدد فرقون
مین تقسیم ہوتے ہین۔ پس یہ ہے اُنکا مطلب۔ بتلائیے اسپر یہ اعتراض کیسے
آسکتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف بالقول آپکے اہل حدیث کی جماعت
فرعون پرست ہے کیا سچ ہے ؎

کس روز تہمتین نہ تراشا کئے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

اصلاح۔ ابھی تک آپکو لال پری بننے کا شوق باقی ہے تو خیر یہی سہی۔ مگر اسکو تو مین نہین
سمجھ سکا کہ مولوی حشمت العلی نہ شیعہ ہے نہ سنی۔ کیونکہ یہ تو غیر ممکن ہے کوئی مسلمان ہو اور پھر وہ
نہ سنی ہو نہ شیعہ۔ ہان یہ دلیل بھی نرالی ہے "بلکہ انکا تو دعوی ہی یہ ہے کہ سب لوگ مسلمان
کہلاوین پھر ایسے شخص کے اعمال و افعال کا ذمہ دار جماعت اہلحدیث کو مذکورہ بالا قصہ
کی تصدیق نہین تو کیا ہے"!

کیونکہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ آپکو صرف مسلمان کہلانے سے انکار ہے۔ خدا آپکے حال پر
رحم کرے حالانکہ جتنے لوگ مدعی اسلام ہین سبکا دعوی یہی ہے کہ اصلی مسلمان ہم ہین۔ پھر
اس دعوی سے مولوی حشمت العلی صاحب دائرہ اہلحدیث سے کیونکر خارج ہو گئے۔
ہان اگر آپکو اسکا دعوی ہو کہ آپ اہلحدیث ہین مسلمان نہین تو یہ دوسری بات ہے۔
اسپر بھی آپ اگر اونکو فرقہ اہلحدیث سے نہین مانتے تو براہ کرم اپنے رسالہ اتباع سلف
کا صفحہ کہ ملاحظہ فرمائیے جس مین اونکی تقریظ درج ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ آپ کے
رسالہ پر تقریظ لکھنے والے غیر اہلحدیث سے ہین؟

؎ کسنہ عبارت ہو

یہ تو جواب تہا آپکی دروغ بیانی کا جو مولوی حشمت العلی کو دائرہ اہلحدیث سے خارج کرکے لا مذہب بنایا تہا کہ کہا نہ شیعہ ہین نہ سنی۔ نہ مقلد ہے نہ غیر مقلد نہ اہل بدعت ہے نہ اہلحدیث" تو پہر کیا ہے لا مذہب۔

اب سنئے اپنی تاویل کا جواب کہ اگر اس آیہ کے لکھنے سے اونکا یہی مقصود تہا کہ مسلمانون کو متفرق نہ ہونا چاہیئے قومی تفریق نہ کرنا چاہیئے تو وہ بہت سی آیتین لکہ سکتے تھے جسمین لفظ شیعا بہی موجود ہے۔ او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض۔ ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء من الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا کل حزب بما لدیہم فرحون۔ ان کل آیات مین لفظ شیع موجود ہے جس سے اونکی وہ غرض کہ لفظ شیع لاکر شیعونکی توہین کرین۔ پوری ہوتی تھی۔ مگر سبکو چھوڑ کر اس آیہ کو لانا ان فرعون علا فی الارض وجعل اہلہا شیعا ضرور کسی خاص غرض سے ہے۔ آیہ ولقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین۔ وما یاتیہم من رسول الا کانوا بہ یستہزؤن سے بہی اسیطرح کی فرضی توہین شیعون کی نکال سکتے تہین۔

اور اگر اونکو محض اتفاق و اتحاد کیلئے کسی آیہ کی ضرورت تھی تو آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا سے بہتر کوئی آیہ اس غرض کیلئے نہین ملسکتا۔ اسکے علاوہ بہت سی آیتین ہین۔ اور اگر محض اسلام نام رکہنے کی غرض سے وہ کوئی آیہ تلاش کرتے تو آیہ ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین ایسا عمدہ آیہ تھا کہ آپ ایسے حضرات کے اسکات کیلئے کافی تہا جو اسلام کے نام سی نفرت کرکے اپنا نام اہلحدیث رکہتے ہین۔ جو نہ قرآن مین ہے نہ حدیث مین نہ صدر اول مین کبہی اس نام کا وجود تھا۔

اب آئیے اسکی وجہ سنئے کہ اہلحدیث کو فرعون پرستی کا خطاب کیون دیا گیا۔ اسمین صالح کا کوئی قصور نہین بلکہ یہ لقب بہی آپکے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا عطیہ ہے کیونکہ وہ رسالہ

احجاج بالقدر صفحہ ۹ مین لکھتے ہین ویقولون ان فرعون کان صادقا فی قولہ انا ربکم الاعلی یعنی وہ لوگ کہتے ہین کہ فرعون اپنے اس دعوی مین سچا تہا کہ فرعون تم سب کا رب اعلی ہے۔

پہر کتاب الفرقان مین فرماتے ہین جو لاہور مین مع ترجمہ چھپ چکی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۹۴ قالوا فصح قول فرعون انا ربکم الاعلی وکان فرعون عین الحق ترجمہ۔ وہ لوگ کہتے ہین کہ فرعون کا کہنا "مین تمہارا رب برتر ہون" صحیح ہے اور فرعون خدا تعالے کا عین تہا" ۹۵

اگر اس سے زیادہ تفصیل درکار ہو تو اصلاح ۳ جلد ۱۰ ملاحظہ ہو۔ کہئے اب اہل حدیث کی کسکو نظر آئی۔ کیونکہ مولوی حشمت العلی صاحب کا مصدق کا لادیو ابن تیمیہ بھی ہے جسنے تصریح کر دی کہ یہ لوگ الوہیت فرعون کے قائل ہین۔

کیا اب بھی اہل حدیث کی فرعون پرستی مین عذر ہو سکتا ہے جو بتصریح ابن تیمیہ خدائی فرعون کے قائل تھے اور ثبوت یزید پلید کے کیون نہو ع دزیرے چنان شہریارے چنین

اڈیٹر

واقعہ عقد حضرت شہربانو علیہا السلام

جناب شہربانو کے جناب امام حسین علیہ السلام کی زوجیت مین آنیکے بارہ مین تین مختلف قسم کی روایتین تاریخون مین وارد ہوئی ہین۔

(۱) فتح مدائن کے موقعہ پر جناب خلیفہ ثانی کے عہد مین بندی مین آنا اور جناب خلیفہ ثانی کا جناب امام حسین کی خدمت مین نذر کر دینا

اس روایت کو عوام اہلسنت فخریہ پیش کرتے ہین کہ جناب خلیفہ ثانی کو خاندان نبوت سے کسقدر محبت تھی۔

(۲) فتح مدائن کے موقع پر جناب خلیفہ ثانی کے عہد مین جناب شہربانو کا بندی مین آنا اور جناب امیر کا اُنکو خرید کر امام حسین کی زوجیت مین دینا۔

(۳) جناب شہربانو کا خود جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے عہد خلافت

ظاہری مین بندی مین آنا اور اُن حضرت کا اُنکو اپنے قرۃ العین حسینؑ کی زوجیت مین دینا۔
ہم اہل السنن کی معتمد اور معتبر کتابون سے ان تینون قسمون کی روایتین لکھکر اُنکی تنقید کرتے ہین
روایح المصطفے مین از بیان المرتضی صفحہ ۵ در ترجمہ فتوح عجم للواقدی آمدہ کہ چون شہربانو
درمیان سبایا بحضور عمر رسید در آن وقت گروہے صحابہ از مہاجرین و انصار دران محفل
حاضر بودند و شہربانو بہیئت و جمال شاہانہ روبروے امیر المومنین عمر ایستاد در آنجناب امر
کہ زیورہاے وے از وے باز گیرند و اورا در بیع مین یزید در آرند۔ شخصے از جماعت ان
مجلس نزد وے رفت تا زیورہا از وے باز گیرد۔ شہربانو مشتے بر روے زد کہ
آن شخص بر رو افتاد۔ امیر المومنین (عمر) در غضب شد و گفت کہ فی الحال این
ازین دختر باید گرفت۔ امیر المومنین علیؑ کہ از اعیان مجلس بود بر خاست و گفت
کہ من از رسول صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ ام کہ ارحموا ثلاثا۔ عزیز قوم ذل و غنی قوم
افتقر و عالما بین الجہال (یعنی تین آدمیون پر رحم کرو کسی قوم کے عزت دار
پر جو حالت ذلت کو پہونچ گیا ہو۔ کسی قوم کے امیر کو جو فقیر ہو گیا ہو اور دانا کو جس
جاہل پینہون بیچ جیسے جانورون نے ایلو بنا لیا ہو) و شک نیست کہ این دختر از
عزیز قوم خود و غنی ایشان است این زمان فقیر و ذلیل گشتہ پس با وے ترحم فرمان
نبوی سزاوار مراحم است۔ امیر المومنین عمر را این تقریر خوش آمد از سر انتقام وے
درگذشت۔ بعد ازان گفت این دختر را کہ دیدم در آن اثنا نگاہ بر حسینؑ انداختہ
نمود و دید کہ پوشیدہ نگاہ بحسین ابن علیؑ دارد۔ امیر المومنین پرسیدہ گفت این
دختر بہشت خود خود را پسند نمود۔ دیدم کہ پوشیدہ نگاہ بحسینؑ میدارد آرے خوب
پسند نمودہ کہ حسینؑ در این محفل نسبت بہمہ کس حسن و ملاحت دارد کہ دیگران ندارند
و نسب عالی و سیرت پاکیزہ ... پس رو بحسین علیہ السلام نمود و گفت این دختر
مع زیورات ... ہمراہ ... از جانب من ہدیہ است بسوے تو
حسین علیہ السلام ... امیر المومنین علیؑ برخاست شکرانہ
امیر المومنین عمر ادا فرمود و آن دختر را بخانہ خود برد و بحسینؑ سپرد۔ انتہی۔

اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۹۔ قال فی السیرۃ الحلبیۃ
لما جئ ببنات کسریٰ وکن ثلاثا مع امواله وذخائرہ الی عمر وقفن بین یدیہ
وامر المنادی ان ینادی علیھن وان یزیل نقابھن عن وجوھھن لیزید
المسلمون فی ثمنھن فامتنعن من کشف نقابھن ودکزن المنادی فی صدرہ
فغضب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واراد ان یعلوھن بالدرۃ وھن یبکین
فقال له علی کرم اللہ وجھه مھلا یا امیر المومنین فانی سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیه وسلم یقول ارحموا عزیز قوم ذل۔ وغنی قوم افتقر۔ فسکن غضبه
فقال له علی ان بنات الملوک لا یعاملن معاملۃ غیرھن من بنات السوقۃ
فقال له عمر کیف الطریق الی العمل معھن فقال یقومن ومھما بلغ ثمنھن یقوم
به من یختارھن فقومن واخذھن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فدفع واحدۃ
بعبد اللہ بن عمر فجاء منھا بولدہ سالم واخری لمحمد بن ابی بکر فجاء منھا بولدہ
القاسم والثالثۃ لولدہ الحسین فجاء منھا بولدہ علی زین العابدین۔

تاریخ الخمیس (مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۹) تاریخ ابن خلکان (مطبوعہ مصر جلد
اول صفحہ ۳۲۰) نور الابصار (مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۶) مین بھی یہی روایت کسی قدر اختصار
کے ساتھ لکھی ہے۔ اور خلاصہ مطلب ان سب روایتون کا وہی ہے جو حبیب السیر
(مطبوعہ بمبئی جلد دوم جزو اول صفحہ ۳۶) مین درج ہے اور وہ یہ ہے کہ در زمان عمر بن
الخطاب کہ سبایاے فارس در مدینہ رسیدند سہ دختر یزدجرد در آن میان بود وامیر المومنین
عمر فرمود کہ آن دختران را مانند سائر اسیران در معرض بیع درآورند امیر المومنین علیؑ
فرمود کہ با بنات ملوک آن معاملہ نتوان کرد کہ با دیگران۔ امیر المومنین فاروق اعظم
پرسید طریق بیع وشراے ایشان چگونہ است۔ امیر المومنین علیؑ جواب داد کہ قیمت این
ہر سہ دختر مقرر باید کرد تا مردم ثمن ایشان را معلوم نمودہ ہر کس کہ خواہد بہ اداے آن قیام نماید
امیر المومنین عمر برین موجب فرمان داد۔ امیر المومنین علیؑ آن ہر سہ دختر را خرید ویکی را بامام
حسینؑ ودیگری بمحمد بن ابی بکر وسوم بعبد اللہ بن عمر بخشید۔ وحسینؑ را از بطن او علی بن

الحسنین و محمد را ازان مستورۃ و قاسم و عبداللہ را ازان عفیفہ سالم متولد شدند۔
صاحب روایح المصطفےٰ (دیکھو صفحہ) نے لکھا ہے کہ یہی روایت تاریخ مراۃ الجنان یافعی اور فصل الخطاب اور روضۃ الاحباب میں بھی لکھی ہے۔
روضۃ الصفا (مطبوعہ نولکشور جلد سوم صفحہ) میں لکھا ہے کہ امیر المومنین علیؑ حریث بن جابر الحنفی را الحکومت بعضے از بلاد مشرق (خراسان) فرستاد حریث دو دختر یزدجرد را بدست آوردہ بخدمت آنحضرت آورد و حضرت مقدس امیر المومنین علیؑ شہربانو۔ را بقرۃ عین خود حسینؑ داد و دیگری را کہ مسماہ بگیہان بانو بود بہ محمد بن ابی بکر ارزانی داشت تا بخواست۔ از یک خواہر امام زین العابدین متولد شدہ۔ و از خواہر دیگر قاسم ابن محمد۔
واضح ہو کہ کشف الغمہ میں علامہ جلیل و فاضل نبیل علی بن عیسیٰ اربلی نے جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ سے اور اعلام الوری میں علامہ طبرسی علیہ الرحمہ نے یہی روایت درج فرمائی ہے دیکھو کشف الغمہ مطبوعہ ایران صفحہ ۲۰۱ اور اعلام الوری بر حاشیہ اخبار ماتم صفحہ ۲۵۲
جامع التواریخ (مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۹۲) میں لکھا ہے کہ امیر المومنین علیؑ مرتضیٰ حریث بن جابر جعفی را بر حکومت بعضے از بلاد مشرق فرستاد و حریث مہربانو۔ ماہ بانو۔ شہربانو سہ دختران یزدجرد بن شہریار بن خسرو را بدست آوردہ بخدمت آن حضرت روانہ ساخت و آنجناب مہربانو را بزوجیت محمد بن ابی بکر صدیق و ماہ بانو را بزدواج عبداللہ بن عمر فاروق و شہربانو را بہ نکاح امام حسینؑ در آورد و از شہربانو امام زین العابدین علیہ السلام تولد یافت۔
عمدۃ الطالب (مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۷۱) وقد اختلف فی امہ فالمشہور انہا شاہ زنان بنت کسریٰ یزدجرد بن شہریار بن پرویز وقیل ان اسمہا شہربانویہ قیل نُہبت فی فتح المدائن فنحلہا عمر بن الخطاب من الحسین۔ وقیل بعث حارث بن جابر الجعفی الی امیر المومنین علی بن ابیطالبؑ بنتی یزدجرد

بن شہریار فاخذ ھا و اعطی واحدۃ لابنہ الحسین فاولدھا علی بن الحسین
واعطی الاخری لمحمد بن ابی بکر فاولدھا القاسم الفقیہ بن محمد بن ابی بکر
یعنی حضرت امام زین العابدین ع کی والدہ کے نام مین اختلاف ہین۔ پس مشہور تو یہ ہے
کہ انکا نام شاہزنان بنت یزدجرد تہا اور یہ بھی کہتے ہین کہ انکا نام شہربانو تھا۔ کہتے ہین کہ
وہ فتح مدائن کی لوٹ کے وقت بندی مین آئی تھین۔ پس دے ڈالا تھا عمر بن الخطاب
نے امام حسین کو۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ حارث بن جابر حنفی نے امیرالمومنین علی بن ابیطالب
کے پاس دو بیٹیان یزدجرد کی بہیجی تہین پس حضرت نے اُن دونو نکو لیکر ایک اپنے بیٹے حسین
کو عطا کر دی تھی اور دوسری محمد بن ابی بکر کو۔ پس ایک مخذرہ سے امام علی بن الحسین
علیہ السّلام اور دوسری عفیفہ سے قاسم بن محمد بن ابی بکر فقیہ پیدا ہوے۔
اردو ترجمہ فتوح العجم واقدی (مطبوعہ نولکشور صفحہ و صفحہ ۱۶۷) مین لکھا ہے کہ جناب شہربانو
بنت یزدجرد فتح مدائن کی لوٹ مین مقید ہو کر حضرت عمر کے دربار مین آئی تہین۔ مگر
صرف جناب شہربانو۔ یزدجرد کی کسی اور لڑکی کا کچھ ذکر نہین ہے۔

یہ ہین وہ مختلف روایتین جو مورخین نے جناب شہربانو کے زوجیت امام حسین ع
مین آنے کی بابت لکھی ہین ان سب مین یہ تو مشترک اور ثابت ہے کہ ایران کے آخری
بادشاہ یزدجرد بن شہریار بن پرویز کی ایک لڑکی بندی مین آئی اُس سے امام حسین علیہ
السّلام کا عقد ہوا اور اُس سے امام زین العابدین علیہ السّلام پیدا ہوے۔ مگر اختلاف
یہ ہے اور یہ بڑا اختلاف ہے کہ آیا جناب خلیفہ ثانی کے عہد مین آئین اور انہون نے اپنی
عنایت سے امام حسین کو ہدیہ مین دین یا جناب علی ابن ابیطالب ع کی عہد خلافت
ظاہری مین ایسا ہوا۔ تعجب ہے کہ متقدمین و متاخرین مین سے کسی نے اس معمی
کے حل کرنے مین کوشش نہین کی۔ لہذا یہ حقیر اپنے مبلغ علم و بساط کے موافق اصل حقیقت
کا انکشاف کئے دیتا ہے۔ اور ثابت کئے دیتا ہے کہ جناب شہربانو ہرگز جناب خلیفہ ثانی کے
عہد خلافت مین بندی ہو کر نہین آئین بلکہ جناب امیرالمومنین علی بن ابیطالب علیہ
السّلام کے خلافت ظاہری کے زمانہ مین آئی ہین۔ باین دلائل و وجوہ۔

(۱) واقدی کی روایت اور صاحب عمدۃ الطالب کی پہلی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب شہربانو فتح مدائن کی لوٹ کے وقت مسلمانوں کی بندی میں آئی ہیں۔

(۲) مورخین کا اتفاق ہے کہ مدائن ماہ صفر سنہ ۱۶ھ میں فتح ہوا ہے دیکھو معجم البلدان مطبوعہ مصر جلد ہفتم ص۴۱۳۔ اردو ترجمہ فتوح العجم واقدی ص۱۶۱۔ ابو الفدا مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۶۱ تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم ص۱۹۵ تاریخ ابن خلدون بقیہ جلد دوم ص۱۰۱۔ فتوحات الاسلامیہ سید احمد دحلان جلد اول ص۹۰۔ تاریخ طبری جلد چہارم ص۱۲۱۔

(۳) معتبر تاریخوں سے ثابت ہے کہ یزدجرد جناب خلیفہ ثانی کی ابتدائے خلافت میں جنگ قادسیہ سے کچھ پہلے سنہ ۱۳ھ کے شروع میں تخت نشین ہوا ہے کیونکہ جناب خلیفہ اول کا سنہ ۱۳ھ کے وسط میں انتقال ہوا ہے اسوقت ازرمیدخت تخت ایران پر حکمرانی کر رہی تھی وہ جناب عمر کے ابتدائے عہد حکومت میں ماری گئی ہے۔ ازرمیدخت کے بعد تین بادشاہ یکے بعد دیگرے صرف چند یوم کیلئے بادشاہ بنا بنا کر مار ڈالے گئے آخر فرخ زاد کو بٹھایا گیا مگر ۶ ماہ کے بعد اوسے بھی مار ڈالا گیا۔ اور یزدجرد کو اصطخر سے لاکر تخت پر بٹھایا گیا دیکھو تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد دوم ص۱۶۹۔ تاریخ الکامل ابن اثیر جلد اول ص۱۷۴ ابو الفدا مطبوعہ مصر جلد اول ص۱۵۵ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی ص۸۳

اور جنگ قادسیہ بقول طبری و ابن اثیر سنہ ۱۴ھ میں اور بقول ابو الفدا محمد بن اسحق سنہ ۱۵ھ میں ہوئی ہے مگر اکثر مورخین نے سنہ ۱۴ھ کو ترجیح دی ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔

(۴) تخت نشینی کے وقت (یعنی سنہ ۱۳ھ میں) معتبرین مورخین اہل سنت نے یزدجرد کی عمر ۲۱ سال کی لکھی ہے۔ دیکھو تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد سوم ص۸۰ کامل ابن اثیر جلد ۲ ص۱۷۲ تاریخ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی ص۹۰ فتوحات الاسلامیہ سید احمد دحلان جلد اول ص۶۶ اگرچہ گبن اور واشنگٹن ایرونگ مورخین انگریزی نے اسکی عمر تخت نشینی کے وقت ۱۵ سال کی اور مولف سیرۃ حضرت عمر مطبوعہ لاہور نے ۱۶ سال کی لکھی ہے۔

(۵) اس حساب سے فتح مدائن کے وقت (یعنی سنہ ۱۶ھ کے شروع میں) یزدجرد کی عمر ۱۷ سال سے کم اور ۲۴ سال سے زیادہ ہرگز نہیں ہو سکتی۔

(۶) یزدجرد عرب جیسے گرم ملک کا باشندہ نہ تھا کہ تیرہ پندرہ برس کی عمر میں عورتوں سے مباشرت کرنے کے قابل ہو جاتا۔ بہرکیف جناب شہربانو اگر یزدجرد کی بڑھاپے کی اولاد بھی مان لیجائیں اور اسکے اٹھارہویں انیسویں سال بھی پیدا ہوئی ہوں تو فتح مدائن کے وقت انکی عمر ہرگز پانچ چھ سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی۔

(۷) صاحب تاریخ الخمیس۔ ابن اثیر۔ ابو الفدا۔ صاحب نور الابصار۔ صاحب اسعاف الراغبین۔ صاحب روضۃ الصفا۔ صاحب روضۃ الاحباب۔ صاحب حبیب السیر۔ صاحب عمدۃ الطالب۔ صاحب مطالب السؤل۔ صاحب کشف الغمہ وغیرہ تمام مورخین و محدثین کا اتفاق ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی ولادت باسعادت شعبان سنہ ۴ھ میں ہوئی ہے۔ فتح مدائن صفر سنہ ۱۶ھ میں ہوئی ہے۔ اس حساب سے فتح مدائن کے وقت جناب امام حسینؑ کی عمر پونے بارہ برس کی ہوتی ہے۔

پس حقائق مندرجہ بالا کے مقابلہ میں واقدی کی وہ روایت کیونکر ٹھیر سکتی ہے جسمیں جناب شہربانو کو ایسا طاقتور اور جوان دکھایا گیا ہے کہ وہ مرد جو زیور اتارنے آیا تھا انکے ایک گھونسے سے منہ کے بل گر پڑا اور کب عقل گوارا کر سکتی ہے کہ ایسی شہزور کڑیل جوان عورت جو اپنے ایک گھونسے سے مرد کو اوندھے منہ گرا دے بھرے دربار میں سے جہاں مہاجرین و انصار سب کا جمگھٹا لگا ہوا تھا صرف ایک گیارہ بارہ برس کے بچے کو اپنی شوہری کے واسطے پسند کرے۔ اگر یہ کہا جائے کہ دیگر روایتوں سے اس مرد کا منہ کے بل گرنا ثابت نہیں ہوتا تاہم اُن تمام روایتوں سے جنمیں جناب عمر کے زمانہ میں جناب شہربانو کے بندی میں آنیکا ذکر ہے۔ انکا بلوغ بخوبی ثابت ہے کیونکہ انکے گھونسہ مارنے اور جناب خلیفہ کے قصاص لینے کا حکم سب میں موجود ہے۔ اور بچہ نادان سے قصاص نہیں لیا جاتا۔ حالانکہ ہم بخوبی ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت شہربانو کی عمر اسوقت پانچ چھ برس سے ہرگز زیادہ نہ تھی۔ پس ثابت ہو گیا کہ تمام وہ روایتیں جنمیں جناب شہربانو کا حضرت عمر کے عہد میں آنیکا ذکر ہے بالکل غلط ہیں۔ اور وہی روایت صحیح ہے جس میں جناب امیر علی بن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت ظاہری میں آنا لکھا ہے[۱]۔ پس جو بات ہم

---

[۱] عثمان ۱۸ ذیحجہ سنہ ۳۵ھ کو قتل ہوئے ہیں۔ بس اسواسطے چند یوم کے جناب امیر کی خلافت ظاہری سنہ ۳۶ھ

ثابت کرنی چاہیئے تھے وہ اس طرح ثابت ہوگئی کہ مطلق گنجایش شک وشبہہ کی باقی نہیں رہی اور تاریخ کا ایک بڑا مسئلہ جس نے اب تک لوگون کو شبہہ مین ڈال رکھا تھا بخوبی حل ہوگیا والحمد علی ذلک۔ احقر ذاکر حسین جعفر۔ دفتر اتالیق انگریزی دہلی۔

مراسلہ انجمن اتحاد لکھنو

جناب من۔ تسلیم۔ جناب کو معلوم ہوگا کہ بدقسمتی سے لکھنو کے سنی وشیعہ مین ۲۰۔۲۵ برس سے نااتفاقی پیدا ہوگئی ہے۔ اسوقت تک رفع نہین ہوئی ہے اور جو قومی وملکی نقصانات اس اختلاف سے پیدا ہوے اور ہو رہے ہین وہ کسی بافہم پر مخفی نہین ہے اور آپ سے بہتر اسکو کون سمجھ سکتا ہے۔ فی الحال چند ہمدردان قوم نے ایک انجمن اتحاد اس غرض سے قائم کی ہے کہ جہانتک ممکن ہو ان ناشدنی اختلافات و نزاعات کو برطرف کرے اور دونون گروہ اسلام مین اتحاد پھیلا دے۔ ہمکو امید ہے کہ جناب بھی بذریعہ اپنے رسالہ کے اس کار خیر مین انجمن کی مدد فرما کر ثواب دارین حاصل کرین گے اور ایسے مضامین وقتاً فوقتاً شایع فرماوینگے جو انجمن کے اغراض کیلئے سود مند ہون۔ آپکی خدمت مین یہ عرض کرنا کہ اخبارات کا اثر ملک اور قوم پر بہت بڑا ہوتا ہے فضول ہے۔ آپ خود جانتے ہین کہ اخبار سے بہت کچھ بھلائی یا برائی قوم کی وابستہ ہے۔ یہ بات مضامین اور ان کے طریقہ تحریر پر منحصر ہے۔ انجمن کا اسوقت یہ منشا ہرگز نہین ہے کہ کسی قسم کا اعتراض آپکے مضامین پر کرے بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ آپ سے عرض کرے کہ آپ بھی کوشش ملیغ اس طرف فرمائین کہ دو فرقون کے اتحاد مین ترقی ہو جس سے آپکا بڑا احسان تمام قوم پر ہوگا۔ یہ عریضہ از جانب انجمن صرف جناب ہی کی خدمت مین نہین بھیجا گیا ہے بلکہ انجمن نے ایسے عریضے دیگر شیعہ وسنی اخبارات کے اڈیٹر صاحبان کی خدمتمین بھی بھیجے ہین۔ انجمن آپسے امید کرتی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰ کے شروع ہو تو شروع ہوتی ہے جناب امام زین العابدینؑ کی ولادت سرے سے (سواے بعض کے جنھون نے ۳۶ھ لکھی ہے) ۳۸ھ مین لکھی ہے اس سے بھی قرین عقل یہی پایا جاتا ہے اور ثابت ہوتا ہو کہ جناب شہربانو ضرور جناب امیرؑ کے عہد خلافت ظاہری یا ۳۶ یا ۳۷ھ میں آئی ہونگی۔ ۱۲

ہے کہ آیندہ اگر کسی اخبار میں ایسا مضمون شائع کیا جاوے جس سے باہم سنی و شیعہ کے اختلاف پیدا ہونیکا اندیشہ ہو تو اوس سے انجمن کو براہ عنایت و قومی ہمدردی کے آپ مطلع فرماوینگے والسلام۔ لکھنؤ ۸ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء خاکسار وارث حامد علی سکریٹری انجمن اتحاد

اصلاح - اس انجمن اتحاد کی خبر مدت سے سن رہا ہوں جبکہ لکھنؤ کے النجم نے ایسے مضامین لکھے تھے کہ یہ انجمن کالعدم سمجھی جاتی - مگر شکر خدا کہ ممبران انجمن کی توجہ سے یہ ایک موجودی شئی معلوم ہوتی ہے۔

اصلاح کا اصلی مقصد اتحاد و اتفاق بین الاسلام بلکہ تمامی نوع بنی آدم میں اتحاد کرانا ہے۔ مگر نہ اسطرح کہ ایک قوم دوسرے میں مستہلک ہو جائے۔

یہ امر مشکل ہے کہ ایسی تحریروں سے اطلاع دی جاے۔ مگر ہان اصلاح جلد ۱۳ سنہ ۱۹۱۲ء کے کل نمبر انجمن میں بھیجے جا سکتے ہیں جس سے انجمن اسکا فیصلہ کر سکتی ہے کہ اصلاح کی کل تحریریں دفاعی ہیں اخبار رہنمائے تکمیل - وطن پیسہ اخبار - الحکم - بدر قادیانی - اہلحدیث - النجم - کرزن گزٹ - کس بیہودہ طریقہ پر حملہ کرتے ہیں جنکا جواب تنہا اصلاح دے رہا ہے - لہذا انجمن کو لازم ہے اسپر غور کرے اتحاد کے منافی کون کام کرتا ہے۔

انجمن اتحاد کا فرض ہے کہ وہ سنی اخبار نویسوں سے اسکی خاص طور پر استدعا کرے کیونکہ جو کچھ فساد ہوتا ہے اونہیں سے ورنہ آپ جانتے ہیں شیعوں میں اخبار ہی کہاں ہے ایک اثنا عشری ہفتہ وار ہے ورنہ اصلاح شیعہ - الشمس - العوارف سب ماہوار ہیں جنکی آواز ہی کیا اور اگر آواز ہو تو طاقت کہان - انکو اگر مجبور نہ کیا جاے تو کسی سے انکو مطلب ہی نہیں۔

آپ اگر زیادہ نہیں تو صرف اس سنہ کے اصلاح کو ملاحظہ فرماے کہ اوسکا وقت عزیز کسطرح ان سنی اخبار نویسوں کی بدولت ضایع کیا گیا نہ کوئی علمی بات تھی نہ کوئی دوسرا امر - مگر اسطرح مجبور کیا کہ ہزار ہا عمدہ افادات جدیدہ اس سے بند ہوئے۔

پھر بتائیے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اڈیٹر

شیعہ کانفرنس - افسوس کہ اس سال اصلاح کانفرنس کی بہت سی خدمتوں

سے محروم ہی جسکی اصلی وجہ یہی ہی کہ اشاعت اصلاح بہت بیقاعدہ ہو رہی ہی اور سنی اخباروں نے اسطرح ہجوم کیا ہی کہ دوسرے ضروری قومی کاموں سے ہم محروم رہے پہر شیعہ کانفرنس کے کاغذات اسقدر موصول ہوئے کہ اگر التزاماً سب درج کیا جاتا تو شاید اصلاح اسی کام کا ہو جاتا۔

اڈیٹر صاحب آل انڈیا شیعہ گزٹ کا شکریہ ہم نہین ادا کرسکتے جو اس خوش سلوبی سے شیعہ کانفرنس کی خدمتین انجام دے رہے ہین کہ ہم لوگ بہت کچھ سبکدوش ہوگئے۔ تاہم یہ اطلاعین کانفرنس کی ضروری ہین۔

(۱) بتاریخ (۷ر) اگست مرکزی کمیٹی کا ایک ضروری جلسہ ہونیوالا ہی جسمین کل ممبران کی شرکت ضروری ہی بہت سے ضروری امور تصفیہ طلب ہین اگر شرکت نہ ہو سکے تو بذریعہ تحریر سکرٹری صاحب کو اپنی راے سے مطلع کرنا چاہئے کیونکہ ممدوح نے اغراض جلسہ سے کل ممبرونکو خبر دیدی ہی۔

(۲) رپوٹ سالانہ اجلاس سوم کانفرنس ۵۲۵ صفحہ پر چھپ کر طیار ہی جسکا وزن ۶۲ تولہ اور ۳۰ رقی کتاب محصول ڈاک پڑیگا جسکے نسبت سکرٹری صاحب لکھتے ہین کہ جو حضرات نے ابتک محصول بہیجا ہی بقیہ حضرات ٹکٹ روانہ کرین کہ بہیجا جاے۔ اور جو لوگ ریلوے اسٹیشن سے قریب ہون وہ کل ممبرون کیلئے یکجائی طلب کرلین۔

مگر ہماری راے بلکہ تجربہ مین یہ بھی خطرہ سے خالی نہین کہ محصول ڈاک دیکر روانہ کیا جاے کیونکہ پیڈ کتابین خطوط رسالے اکثر ضایع ہوتے ہین لہذا بہتر یہ ہی کہ کل ممبرونکے نام ۵ ر یا ۶ ر کا ویلو روانہ کیا جاے جسمین یہ محصول ڈاک ہوگا اور رار فیس منی آڈر اس سے ہر ممبر کو کتاب بھی بالیقین طور پر ملجائیگی اور دفتر کا نقصان بہی نہوگا بلکہ ۲ ر فی کتاب نفع ہوگا جو محرر کے حق اجرت مین دیا جاسکتا ہے۔

انجمن مرتضوی امرتسر جناب سید محمد الیاس صاحب جارچوی نقشہ نویس سکرٹری انجمن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ابتداے ماہ مئی مین انجمن کا پہلا افتتاحی جلسہ ہوا جسکے بانی جناب مولوی مظہر حسین صاحب سہارنپوری تھے مصنف

التہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین علیہ السّلام۔ مگر افسوس کہ بوجہ پنشن سرکاری ملازمت سے جناب ممدوح قیام نہ کر سکے ۵ جون کو دوسرا جلسہ ہوا جسمین جناب مولوی سید مرتضی حسین صاحب پروفیسر خالصہ کالج صدر مقرر ہوے اور جناب مولوی محمد باقر صاحب نائب صدر انجمن قرار پائے اور جناب مرزا غلام مصطفے صاحب و حاجی غلام علی صاحب تاجر۔ امین انجمن مقرر ہوے۔ تیسرا جلسہ ۱۲ جون کو ہوا اسوقت تک ۴۰ ممبر ہو چکے ہین اور امید ہے کہ دیگر مومنین بھی عنقریب شرکت فرمائین مقاصد اسکے عزاے امام مظلوم و مراسم دیگر مومنین شیعہ کو ترقی دینا ہے۔ مومنین کو سمجھ رکھنا چاہئے کہ جب تک وہ اپنی قومی قوت کو یکجا نہ کرینگے باخود ہاکے اتفاق و اتحاد سے کام نہ لینگے کبھی اونکا کوئی کام درست نہوگا۔ مخالفین ہماری تعداد مین زیادہ ہین اونکی قوت زیادہ ہے وہ ہمکو مٹا دینا چاہتے ہین۔ دنیا بھر کے مذاہب سے اونکو بحث نہین۔ کوئی سنی آریہ ہو جائے یا عیسائی اونکو کوئی فکر نہین مگر اودھر شیعہ ہوا اور قیامت آئی۔

مومنین کو خدا کا شکر لازم ہے کہ ایک ایسی گورنمنٹ کی ماتحتی مین ہمکو دیا ہے جسنے ہر طرح مذہبی آزادی ہمکو دی اور حق مساوی عطا کیا ہے۔ لہذا اسیطرح ہر فرقہ اپنی قوم کی حفاظت مین سرگرم ہے شیعونکو بھی اپنی حفاظت مین کوشش کرنا چاہئے۔ امرتسر ایک تجارتی شہر ہے۔ انجمن کو لازم ہے کہ ایک مشترک سرمایہ سے تجارت کا کاروبار شروع کردے کہ روزمرہ کے اخراجات کو اوسی تجارت کا نفع کافی ہو۔

شیعونکو کسی فریق سے مخالفت و منازعت نہین اپنے مذہبی مراسم کے احیا مین سرگرم ہین انکا مزاحم دنیا مین کوئی نہین ہے بجز دشمنان اہلبیت اطہار کے لہذا ہمکو ہر طرح ان سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ نہ یہ کبھی ہمارے خیرخواہ ہونگے نہ ہماری بھلائی چاہینگے۔ ہمکو انسے نزاع کی ضرورت نہین۔ مگر اپنی حفاظت ضروری ہے کہ جو کچھ خطرہ ہے انہین سے۔

التقریظات

نور علی نور: یہ وہ کتاب ہے جس کا ایک زمانہ سے اشتیاق تھا کیونکہ جناب مولوی سید کاظم علی صاحب بلوی ڈپٹی انسپکٹر اسکول نے ایک رسالہ لکھا تھا جسکا نام **عمدۃ الامامۃ** تھا۔ اوسیکا جواب مولوی خلیل احمد صاحب نے منطرقۃ الکرامہ لکھا اپنے فرقہ والونکو الیسامہ ور کیا

کہ وہ جامہ میں نہ سماتے تھے۔

نور علی نور نے ایسا اسکا جوڑ بند علحدہ کر دیا کہ اب بنائے کچھ بن نہین آتی۔ تہذیب متانت تو اسکا خاصہ ہے تحقیقات ایسی ہو کہ ناطقہ بند ہو جاے۔ اور یہ صاحب غیرت تو کچھ کلام نکر سکے چھپائی لکھائی ایسی عمدہ کہ قابل دید صفحہ ۴۴ پر تمام ہے اسپر نہایت ارزان ۶ قیمت ہے۔ اسی سرمایہ سے دوسرا حصہ بھی شایع ہو گا اب مومنین پر ہمت افزائی مصنف لازم ہے کہ دوسرا حصہ بھی شایع ہو جائے۔ سید زاہد حسین صاحب نخاس کہنہ الہ آباد سے طلب فرمائیے

اشتہار مناظرہ جناب منشی بہبود علی صاحب بخشی اطلاع دیتے ہین کہ جناب صدر العلما مولانا السید غلام حسین صاحب حیدر آبادی دامت برکاتہ اثبات حقیت مذہب شیعہ کیلئے صرف قرآن سے مناظرہ کرنے پر آمادہ ہین بشرطیکہ منجانب گورنمنٹ انتظام معقول ہو اور تاریخ معین سے ایک ماہ قبل اطلاع دین کیونکہ قیام جناب ممدوح بلدہ مین کم رہتا ہے مغلوب کو مذہب غالب قبول کرنا ہو گا اسکا معاہدہ پہلے سے مکمل ہونا چاہیے حنفی۔ وہابی۔ مرزائی سبکو عام اجازت ہے اڈیٹر النجم کو اسپر خاص طور سے توجہ کرنا چاہیے۔

خبر غم۔ جناب حاجی میر صفدر علی صاحب تاجر وایس پریسیڈنٹ انجمن امامیہ پشاور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ جناب آقا میر افضل علی شاہ صاحب وایس پریسیڈنٹ انجمن حمایت الاسلام پشاور نے بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۱۰ء انتقال کیا مومنین سے دعائے مغفرت کی امید ہے کہ اس محسن قوم کیلئے دعائے مغفرت و نماز ہدیہ میت پڑہین۔

جناب آقا میر افضل علی شاہ صاحب فرقہ شیعہ پشاور کے مسلم لیڈر تھے اور گورنمنٹ مین نہایت معزز کرسی نشین تھے۔ ۲۰ سال تک مینوسپل کمشنر اور آنریری مجسٹریٹ تھے قومی امور مین آپکو خاص دلچسپی تھی اور ہمیشہ اصلاح قوم مین سرگرم رہے۔ تین روز قبل از وفات ایک خاص جلسہ مین فضول اخراجات کی موقوفی مین نہایت خلوص سے ایک رسالہ شایع کیا جسمین نہایت ہمدردی سے قوم کو پابندی شریعت پر آمادہ کیا۔

جناب آقا صاحب موصوف ہر دلعزیز اور نہایت ہی خیر خواہ قوم تھے۔ انکا جنازہ جسوقت نکلا ہے تمام مسلمانون پر حسرت و افسوس کا عالم چھایا تھا۔

چیف کمشنر بہادر نے بھی تار تعزیت سے قوم کو ممنون کیا اور اکثر دفاتر سرکاری مین دو سروز تعطیل کی گئی جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ گورنمنٹ مین ممدوح کیسا اعزاز تھا تمام قوم سے التماس دعاے مغفرت ہے۔

افسوس کہ جناب مرزا محمد صادق صاحب شیرازی تراول مرزا رئیس ڈاکہ نے بھی شب پنجشنبہ ۳۱ مارچ کو انتقال کیا مرحوم کیلئے بھی دعاے مغفرت کی امید ہے مرحوم کے بھائی مرزا محمد جعفر صاحب شیرازی مادہ تاریخ وفات کے خواہان ہین ولادت مرحوم کی پنجشنبہ ۹ ماہ ربیع الثانی کو ہوئی ۱۲۵۶ھ روز وفات ۱۰ ربیع الاول روز پنجشنبہ ۱۳۲۸ھ ہے آپ عہدہ رجسٹراری پر فائز تھے اور گورنمنٹ کو خاص طور پر آپکا اعزاز منظور تھا رحمہ اللہ۔

حالات ایران۔ ابھی تک وہی انقلاب ہے۔ وہی اغتشاش۔ نہ روس کی فوج دفع ہوئی نہ ملک کا انتظام درست ہوا ہر طرف رزدہ کوب ہے ایک طرف درست ہوتا ہے دوسری طرف رخنہ پیدا ہوتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ بیتک دوسری سلطنتیں مساعدت نہ کرین یہ کمزور سلطنت کیا کرسکتی ہے۔ تازہ حادثہ یہ ہے رجب کا تازہ خط ہے کہ جناب آقا سید عبد اللہ بہبہانی رحمہ اللہ شہید ہوئے جس سے تازہ انقلاب کا سامان ہے حبل المتین مورخہ ۲ رجب لکھتا ہے کہ ہمکو اس خبر کی صحت وعدم صحت سے کوئی بحث نہیں مگر یہ وہ حادثہ عظمی ہے کہ جہانتک اسپر افسوس کیا جائے کم ہے۔ کیونکہ آقا سید عبد اللہ بہبہانی مرحوم اور جناب آقا سید محمد طباطبائی ادام اللہ ظلہ وجود دہی ابتدا مین مشروطیت کے محرک تھے محمد علی مرزا نے انہدام پارلیمنٹ کے بعد علاوہ اون ایذا وتکالیف کے جو سید ین جلیلین کو پہونچاین آقا سید عبد اللہ بہبہانی کو ۲ ماہ تک کرمان شاہ مین محبوس رکھا۔ وہان سے بصد مشکل رہائی پاکر عتبات عالیات کا سفر کیا اور وہین قیام رہا مگر تقدیر جاری ہونیوالی تھی پہر طہران تشریف لائے حالانکہ مویدالاسلام اڈیٹر حبل المتین نے مخصوص عرائض بھی اس مادہ مین لکھی کہ ابھی طہران جانا مناسب نہیں ہے مگر اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون مومنین سے امید دعاے مغفرت ونماز ہدیہ میت ہے کہ اعاظم مجتہدین طہران سے ہے تھے طاب ثراہ۔

طہران کا تار ہے کہ مستشار الدولہ صدارت پارلیمنٹ سے مستعفی ہوئے اور ذکاء الملک اس عہدہ پر مامور۔ خدا اس سلطنت کو قائم وبرقرار رکھے اور فسادات رفع ہون کہ دنیا مین یہی ایک اسلامی سلطنت

يخرج الحي من الميت

حصہ ثالثہ

فضل الباری فی تنقیح صحیح البخاری

من

تالیف محی السنۃ قامع البدعۃ سیف الاسلام قاطع اعناق
الکفرۃ اللئام ناصر شریعۃ جدہ خیر الانام فخر الحکماء الالھیین
ظھیر الملۃ والدین مولینا السید علی اظھر دامت برکاتہ

جو محض اس غرض سے لکھی گئی کہ تمامی اہل اسلام مین اتفاق ہو اور باخود ہا
کا اختلاف رفع ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث صحیحہ غیر صحیحہ سے متمیز
ہون۔ اتفاقی۔ اختلافی مین فرق نمایان ہو تاکہ اتفاقی حدیثون پر تمامی اہل اسلام
عامل ہون۔ اور اختلافی کی تحقیقات کرین اور موضوعات وضعاف سے محفوظ
رہین اور اختلاف ونزاع کی بیخ کنی ہو۔ واللہ علی کل شیٔ قدیر

در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن شایع مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین اما بعد یہ تیسرا حصہ ہے **فضل الباری فی تنقید البخاری** کا جسکی ابتدا باب الایمان سے کی جاتی ہے۔

چونکہ اس کتاب **تنقید بخاری** نے اسلامی دنیا میں ایک **انقلاب عظیم** ڈالا ہے[1] جس سے ہر طرف اسکا غلغلہ شروع ہے کہ صحیح بخاری میں بہت سے اغلاط ہیں اور روایات ضعیفہ کے علاوہ وضعی روائتیں بھی اس میں داخل ہیں۔ لہذا ہمکو فضل خدا سے امید ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد واتفاق بہت جلد پیدا ہوگا وان ارید الا الاصلاح وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

---

[1] یہ بھی تنقید بخاری کے فیوض سے ہے کہ خود علماء اہلسنت میں بہت سے حضرات اب بخاری کی حقیقت کھول رہے ہیں چنانچہ مولوی عمر کریم صاحب حنفی ایک تحریر اخبار اہلفقہ مورخہ ۵ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء میں باین عنوان شایع کراتے ہیں "کتاب بخاری کا آغاز بغیر حمد وصلوۃ کے ہے"

کتاب بخاری کی آغاز امام بخاری رح نے جو طریق مسنون نہیں کیا ہے۔ یعنی اسکے شروع میں نہ تو حمد لکھا ہے نہ صلوۃ۔ ہم اسکے متعلق کوئی امر اپنی طرف سے لکھنا نہیں چاہتے بلکہ علامہ عینیؒ کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری (جلد ۱ صفحہ ۱۵) میں جو کچھ لکھا ہے صرف اسی کا نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ ذکروا ان من الواجب علی مصنف کتاب او مؤلف رسالۃ ثلاثۃ

صحیح بخاری باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ حدثنا مسدد قال حدثنا یحیی عن شعبہ عن قتادہ عن انس عن النبی وعن حسین المعلم قال ثنا قتادہ عن انس عن النبی قال لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

باب ایمان کی بات یہ ہے کہ جو اپنے لئے چاہے وہی اپنے بھائی مسلمان کیلئے چاہے ہمسے بیان کیا مسدد نے کہا ہمسے بیان کیا یحیی نے انہوں نے انس سے انہوں نے آنحضرتؐ سے اور حسین معلم سے کہا ہمسے بیان کیا قتادہ نے اسے روایت کی انس سے انہوں نے آنحضرتؐ سے فرمایا کوئی تم مین سے اسوقت تک مومن نہین ہوتا جب تک جو اپنے لئے چاہتا ہو وہی اپنے بھائی (مسلمان) کے لئے چاہے "

بقیہ نوٹ صلا۔ اشیاء وھی البسملۃ والحمد لہ والصلوۃ ومن طریقۃ الحائز اربعۃ اشیاء وھی مدح الفن وذکر الباعث وتسمیۃ الکتاب وبیان کیفیۃ الکتاب من التبویب والتفصیل اما البسملۃ والحمد لہ فلان کتاب اللہ متوج بہما ولقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بذکر اللہ وبسم اللہ الرحمن الرحیم فہو اقطع۔ رواہ الحافظ عبد القادر فی اربعینہ۔ وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام کل کلام لا یبدأ فیہ بحمد اللہ فہو اجذم رواہ ابوداؤد والنسائی۔ وفی روایۃ ابن ماجہ کل امر ذی بال لم یبدأ فیہ بالحمد اقطع ورواہ ابن حبان وابو عوانہ فی صحیحیہما وقال ابن صلاح ھذا حدیث حسن بل صحیح واما الصلوۃ فلان ذکرہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مقرون بذکرہ تعالی ولقد قالوا فی قولہ تعالی ورفعنا لک ذکرک معناہ ذکرت حیثما ذکرت وفی رسالۃ الشافعی رحمہ اللہ تعالی عن مجاہد فی تفسیر ھذہ الایۃ۔ قال لا اذکر الا ذکرت اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ وروی ذلک مرفوعا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی جبرئیل علیہ السلام الی رب العلمین قالہ النووی فی شرح مسلم ثم ان البخاری رحمہ اللہ لم یات من ھذہ الاشیاء الا بالبسملۃ۔

شرح اس حدیث کی صحت مین درایۃً کوئی عذر نہین کہ بیشک یہ کلام رسول اللہ ہے اصول کافی مین بھی بذیل حدیث طولانی یہ حدیث موجود ہے عن ابی عبداللہ ع قال حق المسلم ان لا تشبع ویجوع اخوہ ولا یروی ویعطش اخوہ ولا یکتسی و یعری اخوہ فما اعظم حق المسلم علی اخیہ المسلم وقال احب لاخیک المسلم ما تحب لنفسک واذا احتجت منہ وان سالک فاعطہ الی آخرہ ص ۴۹ کتاب الایمان و الکفر

بقیہ نوٹ صہ خلاصہ مطلب اس تقریر کا یہ ہے کہ ہر کتاب کے مصنف پر واجب ہے کہ کتاب کا شروع تین چیز سے کرے ایک بسملہ دوسرا حمد اور تیسرا صلوۃ۔ لیکن بسم اللہ اور حمد۔ پس اس واسطے کہ ایک تو قرآن شریف کا آغاز بھی پہلے انہین دونون سے ہین۔ اور دوسرے یہ کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو شئی کہ بغیر ذکر اللہ اور بغیر بسم اللہ کے شروع کی جائے پس وہ اقطع اور اجذم ہے یعنی ایسی شئی مین خیر نہین ہے اور اس حدیث کو حافظ عبدالقادر نے اربعین مین اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابوعوانہ نے اپنی اپنی صحیح مین روایت کیا ہے اور کہا ابن صلاح نے کہ یہ حدیث حسن بلکہ صحیح ہے۔ اور صلوۃ پس اسکا حکم بھی مثل بسم اللہ اور حمد کے ہے۔ لیکن بخاری نے کتاب بخاری مین ان تینون مین سے سوائے بسم اللہ کے اور کسی سے نہین کیا۔ فقط

پس اس تقریر سے علامہ عینی کے یہ معلوم ہوا کہ امام بخاری نے کتاب بخاری کا آغاز بطریق مسنون نہین کیا ہے جس سے اسکا اقطع اور اجذم ہونا لازم آتا ہے۔

اس کی چند سطر کے بعد علامہ عینی نے اُن عذرات کی بہ نسبت جو لوگون نے بخاری کی طرف سے اس خصوص مین کیا ہے یہ لکھی ہین۔ ثم انہم اعتذروا عن البخاری باعذار ھی بمعزل عن القبول۔ یعنی لوگون نے جو عذرات اس حمد وصلوۃ کے نہ لکھنے کے بارہ مین بخاری کی طرف سے پیش کیا ہے وہ کوئی بھی قابل قبول نہین ہے۔ بعد اسکے علامہ عینی نے ایک ایک عذر کو لکھکر اُسکا جواب باصواب دیا ہے کہ جسکو ہم بخوف طوالت یہان نقل نہین کرتے جسکا دل چاہے کتاب مذکور مین دیکھ لین۔

الغرض علامہ عینی نے امام بخاری پر اعتراض کو قائم رکھا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ امام بخاری

یعنی فرمایا جناب امام جعفر صادق ؑ نے کہ حق مسلم مسلم پر یہ ہے کہ خود نہ سیر ہو جب اوسکا برادر مسلم بھوکھا ہو۔ خود پانی نہ پئے جب بہائی پیاسا ہو۔ خود نہ کپڑہ پہنے جب بہائی اوسکا برہنہ ہو پس کسقدر اعظم ہے حق برادر مسلم کا مسلم پر اور فرمایا اپنے بہائی کے لئے بھی وہی چاہیے اور راوہیں باتوں کو دوست رکھے جو اپنی نفس کے لئے چاہتا ہو جب خود محتاج ہو اوس سے سوال کرے اور جب وہ سوال کرے تو اوس کی حاجت بر لائے۔

مگر افسوس کہ بخاری نے اس حدیث کو لکھا اس طرح پر کہ بعید اعتراضات ہوتے ہیں چنانچہ پہلا اعتراض یہ ہے کہ بخاری نے باب من الایمان باندھا عمدۃ القاری میں ہے قال الکرمانی قدم لفظ من الایمان بخلاف اخواتہ حیث یقول حب الرسول من الایمان ونحو ذلک من الابواب الاتیۃ التی مثلہ اما للاھتمام بذکرہ واما للحصر فکانہ قال المحبۃ المذکورۃ لیس الا من الایمان تعظیما لھذہ المحبۃ وتحریضا علیہا وقال بعضہم ھو توجیہ حسن الا انہ یرد علیہ ان الذی بعدہ الیق بالاھتمام والحصر معا وھو قولہ باب حب الرسول من الایمان فالظاہر انہ اراد التنویع فی العبارۃ ویمکن انہ اھتم بذکر حب الرسول فقدمہ قلت الذی ذکرہ لا یرد علی الکرمانی وانما یرد علی البخاری حیث لم یقل باب من الایمان حب الرسول ولکن یمکن ان یجاب عنہ بانہ انما قدم لفظہ حب الرسول اما اھتماما بذکرہ اولا واما استلذاذا باسمہ مقدما ولان محبتہ ھی عین الایمان ولولا ھو ما عرف الایمان صفحہ ۱۶۷

کہا کرمانی نے کہ بخاری نے اس باب میں لفظ ایمان کو مقدم کیا بخلاف اون بابوں کے جو اوسکے بعد ہیں کہ کہا حب الرسول من الایمان۔ اسکی دو وجہ ہو سکتی ہے ایک یہ کہ اس بارہ میں اہتمام منظور تھا دوسرے یہ کہ حصر منظور تھا۔ تو گویا کہا محبت

بقیہ نوٹ صفحہ کسی طرح اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے کہ انہوں نے کیوں کتاب بخاری کا آغاز بغیر حمد اور صلوۃ کے کیا اور کیوں حدیث صحیح کی مخالفت کی۔ فقط (کتبہ محمد کریم از تعلیم آباد پٹنہ محلہ سنگی مسجد)

مذکورہ نہین ہے مگر ایمان سے بغرض تعظیم اس محبت کے اور اس غرض سے کہ اسپر ترغیب وتحریص حاصل ہو۔

کہا بعض نے (اشارہ ہے ابن حجر عسقلانی کی طرف) کہ یہ توجیہ تو خوب ہے مگر اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جو باب اسکے بعد ہے باب حب الرسول من الایمان اوسمین اہتمام زیادہ ضروری تھا اور نیز حصر کی اوسکو زیادہ ضرورت تھی لہذا معلوم ہوا کہ مقصود بخاری تنویع عبارت ہو کہ ایک ہی مطلب کو مختلف عنوان سے ادا کیا اور ممکن ہے کہ اونہون نے اہتمام کیا ہو ذکر حب الرسول مین اسی لئے مقدم کیا باب حب الرسول من الایمان مین۔

عینی لکھتے ہین کہ یہ اعتراض کرمانی پر نہین وارد ہوتا۔ بلکہ بخاری پر وارد ہوتا جنہون نے یہ نہین کہا باب من الایمان حب الرسول۔ مگر ہان یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ لفظ حب الرسول کو اسلئے مقدم کیا کہ یا تو اہتمام اس بارہ مین منظور تھا یا لذت لینا حضرت کے نام سے تقدیم مین اور اسلئے کہ محبت حضرت کی عین ایمان ہے اگر وہ نہ ہو تو ایمان کی شناخت ہی نہ ہو۔"

غرض یہ ہے کہ بخاری نے اس باب کو جسمین محبت مسلم کی تاکید ہے اس طریقہ سے بیان کیا کہ اوس سے معلوم ہوتا اگر اس قسم کی محبت نہ ہو تو وہ مسلم ہی نہین رہتا بخلاف محبت رسول اللہ کہ اوس کو اس طرح بیان کیا کہ وہ بھی ایمان سے ہے ایسا کہ اوسپر ایمان کا انحصار ہو۔

ابن حجر عسقلانی نے یہ اعتراض کرمانی کی توجیہ پر کرنا چاہا تھا۔ مگر عینی نے بتادیا کہ اسمین کرمانی کا کیا قصور۔ اصل مجرم تو بخاری ہین جنہون نے اس عنوان سے دونو باب کو لکھا۔

مگر ان سب کے ساتھ پھر یہ تاویل کرتے ہین کہ حب الرسول کو اسوجہ سے لکھا کہ اس مین اون کو کمال اہتمام تھا یا اسوجہ سے کہ حضرت کے نام کی تقدیم مین اونکو لذت ملتی ہے مگر اسپر کسی نے نہ خیال کیا کہ اگر بخاری کو حضرت سے کسی

طرح بھی محبت ہوتی تو اس باب حب الرسول من الایمان کو سب پر مقدم رکھتے نہ یہ کہ سب بابوں کے بعد اس کو لائے وہ بھی اس طرح کہ نہ اوسمین کوئی اہمیت ہے نہ اہتمام بلکہ جسطرح کہانا کھلانا اسلام سے ہے اوسی طرح حضرت کی محبت بھی ایمان سے ہے۔ یعنی دونون باتین محض معمولی ہین۔ اپر اسلام وایمان کا مدار نہین ہے۔ اس سے بڑکر ان کی ایماندارسی کی کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

ــــ مولوی عمر کریم صاحب حنفی جو علماے احناف مین مشاہیر روزگار سے ہین اپنی ایک تحریر مین جو اخبار اہلفقہ مورخہ ۵ رنومبر ۱۹۱۰ مین چہپی لکھتے ہین امام بخاری نے جو حملہ حضرت امام ابوحنیفہ رح پر اور جو توہین حضرت کی کتاب بخاری مین کی ہے اور بے ادبی سے تو کلمہ تحقیر جابجا آپکی شان مین کثرت سے استعمال کئے ہین مثلاً چوبیس جگہ آپکو بعض الناس جو کلمہ تحقیر کا ہے (لکھا ہے)

پھر لکھتے ہین لیکن افسوس اس دوسرے امر کا ہے اور وہ یہ ہے کہ بخاری مین کلمات توہین کا استعمال صرف امام ابوحنیفہ رح ہی کی ذات تک محدود نہ رہا بلکہ صحابہ کرام بلکہ خود رسول اللہ ص کی ذات اقدس بھی ایسے کلمات سے محفوظ نہ رکھی گئی۔ اور آپ کے مرتبہ اور علو شان کی مطلق پروا نہ کی گئی۔ جو کلمات اہانت کے صحابہ کرام کی شان مین کتاب بخاری مین لکھے گئے ہین اُن کا تذکرہ ہم یہان نہین کرتے اس تحریر مین ہم صرف اُن چند مقامات کا ذکر کرتے ہین کہ جنمین رسول مقبول ص کی شان مین توہین کے کلمات استعمال کئے گئے ہین

اول (باب قول الرجل للرجل اخسأ) بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۱۱ یعنی یہ باب ہے قول کا واسطے رجل کے اخسأ۔ پس یہان رجل اول سے مراد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ اور رجل دوم سے مراد ابن صیاد ہے۔

دوم باب قول الرجل مرحبا۔ یعنی یہ باب ہے قول رجل کا مرحبا بخاری مطبوعہ ایضاً صفحہ ۹۱۲۔ اس جگہ بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔

سوئم باب ما جاء فی قول الرجل ویلک۔ یعنی باب ہے قول مین رجل کے ویلک۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۹۱۰ یہان بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ بخاری نے دو روایت کی اسناد کو اسطرح ملایا ہو کہ شراح مین ایک خاصہ اضطراب پیدا ہو کیونکہ سلسلہ روایت مین آپ دیکھ چکے ہین حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن شعبہ عن قتادہ عن انس عن النبی جس سے معلوم ہوا کہ سلسلہ سند تمام ہوا اوسکے بعد لکھتے ہین وعن حسین المعلم جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انس رسول اللہ سے روایت کرتے ہین اور حسین معلم سے جو عطف کا مقتضی ہے مگر مقصود یہ نہین ہو بلکہ دو روایتون کا سلسلہ ایک کر دیا گیا ہے عمدۃ القاری مین ہے۔ قال الکرمانی قولہ عن حسین هو عطف اما علی حدثنا مسدد فنکون تعلیقا والطریق بین حسین والبخاری غیر طریق مسدد و اما علی یحیی فکانہ قال حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن حسین واما علی قتادہ فکانہ قال عن شعبہ عن حسین عن قتادہ ولا یجوز عطفہ علی یحیی لان مسدد الم یسمع عن

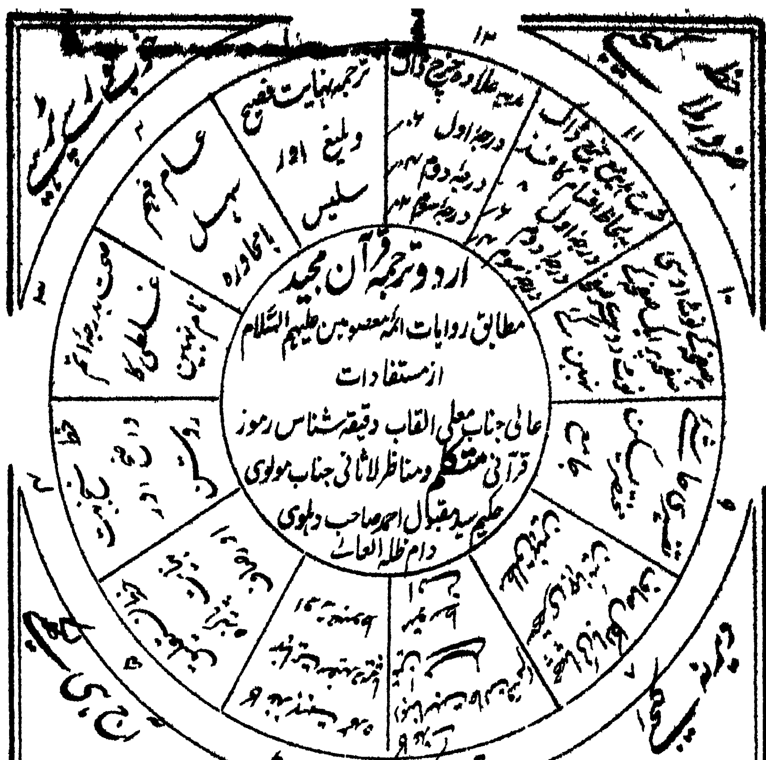
کہا کرمانی نے کہ قول بخاری عن حسین المعلم یا عطف ہو حدثنا مسدد پر تو اس صورت مین یہ روایت تعلیق ہو گی کیونکہ بخاری تک حسین سے بطریق مسدد نہین ہے (تو حدیث صحیح نہین رہی) یا عطف ہے شعبہ پر جس سے عبارت کی تقدیر یون ہوگی حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن حسین یا عطف ہے قتادہ پر تو گویا تقدیر عبارت یون ہوگی

چہارم۔ قول الرجل للشئی لیس بشئی الخ۔ بخاری مطبوع الیف صفحہ ۹۱۔ یعنی یہ باب ہو قول رجل و اکی ایک شئی کے لیس بشئی۔ الخ اس مقام مین بھی رجل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔

پس دیکھیئے کہ بخاری کی متعدد جگہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مین لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہکر بجائے اسکے لفظ رجل کا کہ جو عوام الناس کے حق مین بولا جاتا ہو کس کشادہ پیشانی سے بے دھڑک استعال کیا گیا ہو کہ جو بہرحال سخت افسوس کے قابل ہے۔

سب بخاری پرست جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثل اپنے ایک آدمی جانتے ہین اسکا ماخذ یہی کتاب بخاری ہی تو تو عجب نہین۔

(عمر کریم از عظیم آباد پٹنہ سنگی مسجد)

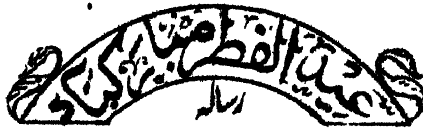


مذکورۂ بالا اوصاف اس ایک ترجمہ مین موجود ہین جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ
کا پہلا بامحاورہ اُردو ترجمہ ہے اور جو قوم کے متواتر تقاضون پر بصرف
زر کثیر بڑی محنت جانکاہی سعی۔ اور کوشش سے تیار ہو کر ہاتھون ہاتھ
نکل رہا ہے (چار پارے بفضلہ چھپ گئے ہین) آپ بھی اس سنہری اصول
پر عمل کرین کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑین اور فوراً بلکہ اسی وقت فرمایش
لکھ بھیجین اگر مزید اطمینان مطلوب ہو تو نمونہ تو فوراً منگا لیجے مفت
ارسال خدمت ہوگا۔

المشتہر

جوہر اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی۔ دہلی

رجسٹرڈ سی ۳۰۸



رسالہ

اصلاح

عام مسلمانوں کی ہر قسم کی اصلاح

یہ رسالہ ہر مہینے نکلتا ہے

نمبر ۱۰ | بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۳۲ ہجری | جلد ۱۳

علی حیدر اڈیٹر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

قیمت سالانہ ۱

فی پرچہ ۳

ترجمہ قرآن جناب مولوی حکیم سید فرمان علی صاحب مدرس اول مدرسہ سلطانیہ شہنشاہ ذیحجہ تک طیار ہو جائیگا بوجہ [illegible]
[illegible] قدرتا خیر ہوئی مومنین اتنا اور انتظار کریں اور جو حضرات قیمت پیشگی بھیج چکے ہین وہ واپس بھی منگا سکتے ہین۔

[illegible] الابرار فقہ اہلسنت مین تصنیف جدید جناب مولوی نواب وقار نواز جنگ بہادر۔ وقف ہو ہر کا گنگ [illegible] مطابق شہر بنارس سے طلب فرمائین۔

شکریہ معاونین ۔ اس شکریہ کی یہ غرض نہین ہے کہ خریداری سے ہمکو فائدہ مین ملگئے۔ بلکہ اصلی مقصود یہ ہے کہ جس طرح انصار امام حسینؑ مین ایک ایک شخص کے ملنے سے اہلبیت طاہرین کو مسرت ہوتی ہو ویسی مسرت ہمکو بھی ہوتی کہ یہ جدید خریدار اصلاح بھی انصار امام حسینؑ مین شامل ہوا جس سے امید ہو کہ دین حق کی تائید ہوگی اور وہ اپنے احباب و دیگر کو انصار دین بنائینگے۔

اکثر احباب خطوط اس مضمون کے آتے ہین کہ ہم فلان دوست کے اصرار سے کرزن گزٹ۔ اہلحدیث۔ بدر۔ حمیدیہ وغیرہ لیتے ہین مگر افسوس ہماری قوم کے معزز افراد جو عہدہ ہاے جلیلہ پر بھی فائز ہین اور با اثر بھی ہین کبھی یہ بھی نہین لکھتے کہ ہمنے فلان وہابی یا آریہ یا مرزائی کو خریداری **اصلاح** و **الشمس** پر آمادہ کیا ہے۔ یہی دلیل ہے ہماری بے پروائی و غفلت شعاری کی۔ حالانکہ سب سے زیادہ ضرورت ہو وہابیون اور مرزائیون کی راہ نمائی کی۔

بایں ہمہ ہم ان حضرات کے خاص طور پر شکر گذار ہین جنہنے اصلاح کا اسقدر ... بھی باقی ہو جزاہم اللہ خیرا

جناب حافظ عبد الباری صاحب ۱۳۴۶ مع سابق	۲	جناب منشی میر جعفر حسین صاحب سجادی رئیس ۱۵ ۱۲ مع سابق	۳
جناب حکیم محمد علی صاحب ۱۰۱۳	۱	جناب طالب حسین صاحب ۱۲۰۹	۱
جناب منشی بدرالدین صاحب پٹواری ۷۶۳	۱	جناب سید محمد جعفر صاحب نجوہ	۱
جناب میر علی حسین صاحب قرآن خوان شمس آباد	۱	جناب سید مظفر حسین صاحب ۱۲۱۱	۱

عرق کموئی اور ملح ثلاثین سے تم لوگ ایسے ہی ناواقف نہون۔ اس کی وجہ کیا ہے صرف یہ کہ پبلک کو پوری طرح معلوم ہوگیا کہ یہ دوائین عام اشتہاری دوائین جیسی نہین ہین اور اشتہار کی سچائی اور کارخانہ کی دیانت اور علما دین لکھنؤ و جناب امام ظل اللہ و متعلقہ داروں اور نیز عہدہ داروں اور معززین شہر اودن اور ایڈیٹرون کی سارٹیفکٹون نے تو اور پوری طرح اس کا یقین دلا دیا کہ یہ دوائین معدہ کے کل امراض کیلئے مفید اور بس مفید ہین قیمت عرق کموئی عہ ملح ثلاثین ...

[illegible] درخواستون پر جناب حکیم صاحب نے یہ چند دوائین بھی مشتہر کرنیکے لئے کارخانہ کو عنایت کی ہین۔ عرق مرکب تپ لرزہ۔ ورم جگر ورم طحال کیلئے بے مثل ہے قیمت فی بوتل عہ فی شیشی ... سرمہ تسکین جملہ اقسام سوزاک کیلئے عموماً اور جسمین ... خصوصاً الاثانی قیمت فی شیشی ... سرمہ مفید تمام امراض چشم کیلئے گویا اکسیر ہے قیمت ... معجون ... تقویت قلب و دماغ ... و اعصاب ... [illegible] دماغ کیلئے ... پیدا کرتی ہے قیمت فی تولہ ... معجون ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

میر سید محمد سجاد حاجی گنج پٹنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۳	بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۲۶ ہجری	نمبر ۱۰

اطلاع ضروری

جلد مراسلات میں نمبر خریداری لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل فرمایشات نہ ہوگی

افتاد عجیب

یہ بھی عجب اتفاق کہ بارھوین ماہ صیام روز شنبہ ہم سب دفتر مین بیٹھے ہوے دفتر کی ضرورتون کو انجام دیرہے تھے کہ دفعۃً چھت اوپر سے آرہی۔ الحمد للہ کہ جناب فخر الحکما دام ظلہ و برادرم محمد حمید سلمہ کو تو خداوند عالم نے بالکل بچالیا۔ بخیف اوڈیٹر پر تو منون مٹی خس وخاشاک کا انبار تھا اگر کھیریل نہ ہوتی یا دو تین منٹ اور بھی اسیطرح دبا رہتا تو پھر نہ معلوم کیا ہوتا۔ مگر یہ بھی قدرت خدا ہے کہ اسطرح اوسنے حفاظت کی کہ کسی قسم کی چوٹ بھی نہ آئی حالانکہ دس منٹ تک اسطرح دبا رہا کہ تنفس مین دشواری ہوتی۔ عمی سید مظہر حسین صاحب منیجر ہنوز اس صدمہ سے ابتک اوٹھ نہ سکے اگرچہ بفضلہ اب تخفیف ہے۔ اس آفت سے بہت سے کاغذات اور خطوط ضایع ہوگئے۔ لہذا اگر کسی فرمایش کی تعمیل نہوئی ہو تو براہ کرم مطلع فرمائین کہ تعمیل کیجا ئے۔

یہ واقعہ اس بستی مین نمونہ قیامت تھا کہ خاندان کا خاندان یکوقت ہلاک ہوجاتا۔ مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے وہ احسان کیا کہ کسیطرح اسکا شکریہ نہین ادا ہوسکتا۔ لہذا اس شکریہ مین ۲۰ پرچہ اصلاح اور ۵ عدد الشمس مفت بلا قیمت اونلوگونکے نام جاری کیا جائیگا جو نادار اور شایق ہین جلد درخواستین آنی چاہیے

عرض ضروری

جلد ۱۴ بابت محرم سب کے نام ویلو جائیگا انعامی رسالہ بھی طیار ہو رہا ہے مومنین کے حکم کا انتظار ہے

داڑھی حلال ہوگئی

مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کی ترقیان ملاحظہ ہون اخبار مورخہ ۱۴ رمضان ۱۳۲۵ھ مین لکھتے ہین

س نمبر۲۵۱۔ ایک شخص نے اپنے جد کی زوجہ سے نکاح کیا اور عورت منکوحہ سے ہمبستر ہوکر مجامعت کیا اور بعد چند روز کے زن منکوحہ کو حمل رہا اوسی حمل سے لڑکا پیدا ہوا اب علما شریعت اس بارہ مین کیا حکم صادر فرماتے ہین نکاح ہوا یا نہ لڑکا کس کی جانب قرار دیا جاویگا او جانب شوہر زن نفقہ واجب ہوگا یا نہ؟

ج نمبر۲۵۱۔ بحکم لا تنکحوا ما نکح اباءکم حقیقی والد کی منکوحہ سوتیلی والدہ سے نکاح کرنا تو منع ہے مگر جد (دادا) کی منکوحہ کی حرمت منصوص نہین اسلئے غالباً نکاح مذکور صحیح ہوگا بچہ بھی صحیح النسب ہوگا۔ داخل فنڈ۔

اس فتوی پر ہم کسی مسلمانکو تو مبارکباد نہین دیسکتے مگر آریونکو مبارکباد دیتے ہین کہ وہ انکی خبر لین کیونکہ مسلمانونکو یہ جو خاص صحیح بخاری کا مسئلہ ہے بہت منہ آیا کرتے تھے۔ اب آریہ انسے پوچھینگے کہو دادی سے نکاح کرنا اچھا ہے یا نیوگ کرنا بیجیا باش ہرچہ خواہی کن جس استدلال سے آپ سوتیلی دادی کی حلت کا فتوی دیتے ہین اوسی استدلال سے نانی پر نانی بھی حلال ہے۔ کیونکہ امہاتکم سے خارج ہین۔

اس شخص کا اجتہاد تو بخاری سے بھی بڑھ گیا جو ایک بکری سے دو آدمی دودھ پینے والے مین رضاعت کے قائل تھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کبھی تراویح بھی نہین پڑھتا جو قرآن مین لفظ اباءنا کو سنتا کہ ہزارون جگہ باپ دادا پردادا سبکے لئے استعمال ہوا ہے الفینا علیہ اباءنا۔ وجدنا اباءنا۔ اولو کان اباؤھم سورہ یوسف مین۔ واتبعت ملۃ اباءی ابراھیم واسحق ویعقوب جسمین حضرت اسحق دادا تھے اور ابراہیم پردادا تھے سبکو آبا کہا ہے۔ تو پھر ان آیات مین جب آبا سے دادا پردادا مراد ہین تو آیہ لا تنکحوا ما نکح اباءکم مین کیون دادا آبا سے نکل گیا جو اوسکی زوجہ حلال ہوگئی

مولوی ثناء اللہ کو اپنے اسلاف کی نسبت مجبور کرتی ہے کہ پھر اوسی شریعت جاہلیت کو جاری کرین جو آبا و اجداد مین انکے جاری تھا۔ جسکے انہدام کیلئے رسول اللہ مبعوث برسالت ہوئے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب تو حدیث احوا کم علی الفتیا اجوا کم علی النار بھی نہین یاد رہتی جو اسقدر بیباکی اور جرأت سے فتوی دیا کیئے خدا مسلمانون کو اس فتنہ عظیمہ سے محفوظ رکھے جسمین مولوی ثناء اللہ صاحب سبکو مبتلا کیا چاہتے ہین۔ کیونکہ سوتیلی ماں سوتیلی دادی سوتیلی نانی سوتیلی بہن با جماع اہل اسلام محرمات ابدی سے ہین جسپر شیعہ سنی سبکا اتفاق ہے خدا لعنت کرے اسپر جو احکام مقررہ شرع کے خلاف کرے یا اوسکے خلاف فتوی دے۔

افسوس ہے اون علماء دین پر جو ایسے ایسے فتاوی دیکھ رہے ہین اور صرف اس خوف سے کہ یہ شخص دشمن ہو جائیگا اظہار حق نہین کرتے۔ اسلام مین جو کچھ آفت آئی ہے وہ اسی شخص ملاحظات اور خوف بیجا سے حالانکہ لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم ہونا چاہیئے۔ اس فتوی سے اور بھی اسکی تصدیق ہوگئی کہ یہ ٹھیکہ داران یزید سے ہین کیونکہ

یزید کا بھی یہی مذہب تھا امہات الاولاد جائز ہین۔ مگر یہ عمل تھا اوسکا نہ فتوی ہو۔ ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء صـ۳۰ ان رجلا ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ

نکمت عہد القادیانین

(گذشتہ سے پیوستہ)

اور اس تقریر مین بھی شروع سے یہی سمجھا یا جا رہا ہو کہ خدا نے ہر قسم کی حکومت و خلافت کو خواہ وہ کافر کو ملے یا مومن کو فاجر کو ملے یا فاسق کو۔ اپنی طرف منسوب کیا ہو کہ ہمنے اوسکو خلیفہ بنایا ہمنے اوسکو بادشاہ مقرر کیا۔ پھر نہ معلوم کس جملہ سے آپنے یہ مطلب سمجھا جو فرماتے ہین "اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو ہی قرآن مجید کو خ۔ اکا کلام یقین کرکے اسکے انکار کی جرأت کرنے والے کو مومن بالقرآن نہین کہہ سکتا"

حالانکہ آپنے صریح لفظون مین اسکا انکار کیا ہو کیونکہ فرماتے ہین "خلافت حقہ راشدہ کا قائم کرنا حق سبحانہ و تعالی ہی کا کام ہوتا ہو" جس سے ہر شخص یہی سمجھے گا کہ آپ صرف خلافت راشدہ کو خدا کا کام بتا رہے ہین اور خلافت غیر راشدہ یا ملک کو غیر خدا کا کام۔ پھر فرماتے ہین (۲) خلافت راشدہ بالکل اللہ ہی کی طرف سے تھی اسمین انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہتھا" جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ آپ خلافت راشدہ کو غیر خدا کی طرف منسوب کرتے ہین۔ پھر نہ معلوم اس انکار کا الزام غریب اڈیٹر اصلاح کے سر کیون دیا گیا۔

ارے صاحب خدا کیلئے یہی تقریر سابق کو بغور بلکہ سرسری طور پر پڑھئے کہ مینے صرف آپ ہی کی مسلم تقریر کو لکھکر عرض کیا تھا خلافت راشدہ اور غیر خلافت راشدہ مین جسے آپ ملک گیری کہتے ہین۔ صرف یہی فرق ہو کہ خلافت راشدہ حکم خدا سے ہوتی ہو جسکے لئے اوسکا نص ضروری ہے۔ اور راشدہ و غیر راشدہ سب بمشیت خدا ہوتی ہو جسپر عرض کیا تھا کہ خدائی انتخاب سے یہ مراد ہوگا کہ جسکو خداوند عالم بذریعہ رسول کے بنص صریح خلیفہ بنائے نہ یہ کہ کسی حیلہ و تدبیر سے خلیفہ بنجائے۔"

بہرحال اگر میری سابق اور حال کی تقریر آپکے لئے تفرقۂ خلافت راشدہ و ملک گیری کو کافی نہو تو براہ کرم اب آپ ہی ارشاد فرمائین کہ دونون مین کیا فرق ہو۔ کیونکہ خدا ہر قسم کی حکومت و خلافت کو اپنی طرف منسوب کرتا ہو جس سے راشدہ و غیر راشدہ مساوی ہوئی۔

رعایا پر دونوں کی حکومت مساوی ہوتی ہے بلکہ زیادہ لوگوں کے دل مساوی طور پر دونوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ خوف کو امن سے دونوں بدل دیتے ہیں جسے آپ خدائی انتخاب فرماتے ہیں۔ یہ آپ ہی فرمائیے بجز مطابقت ومخالفت حکم خداوند عالم دونوں میں کیا فرق ہے تو اب آپ ہی انصافاً فرمائیے تومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا کون مصداق ہوا کیونکہ ہمنے قرآن سے دکھا دیا خلافت راشدہ کی شان خداوند عالم یہ بتا رہا ہے۔

وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون   سورہ احزاب

یعنے ہمنے اونکو امام ہدایت بنایا ہو اپنے حکم سے جبکہ صبر کیا۔ وہ لوگ اوسکی نشانیوں پر یقین لائے اور خلافت باطلہ کی یہ شان بتا رہا ہو وجعلنا ھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیامۃ لا ینصرون واتبعنا ھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیامۃ ھم من المقبوحین   سورہ قصص کہ ہمنے اونکو امام بنایا جو دعوت کرتے ہیں طرف آتش جہنم کے اور بروز قیامت اونکی مدد نہ کی جائیگی اور پیچھے اونکے ہمنے اس دنیا میں لعنت لگایا اور بروز قیامت وہ اون میں ہونگے جن سے برائی کی جائیگی جس سے بجز خلفائے ثلثہ اور کوئی مراد ہی نہیں ہو سکتا۔

الحکم۔ خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو یہ جدا امر ہو مگر دراصل خلافت راشدہ کا کام تصفیہ قلوب وتصفیہ نفوس ہوتا ہو۔

اصلاح۔ اسی لئے تو ہمنے پہلے عرض کیا تھا کہ اب قادیانیوں نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکا نا شروع کر دیا ہو اور تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے۔ جیسا آپنے اسعد خاک اوڑایا اور آخر کو اقرار کیا کہ "خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو۔ یہ جدا امر ہو" یہی مسلک الحق شیعہ ہی ہو وہ خلافت راشدہ کیلئے حکومت کی ضرورت کو نہیں مانتے۔ وہ خلافت راشدہ کو نص خدا ورسول مانتے ہیں کہ رسول بنص صریح اوسکو اپنا خلیفہ بنائے خواہ رعایا اوسکی اطاعت کرے یا نہ کرے کیونکہ حکومت کا ماننا نہ ماننا تو اونکے دل کے تابع ہو کبھی حق کو مانتے ہیں کبھی باطل کو جسکی طرف خدا اشارہ کرتا ہو فقلیلا ما یومنون وقلیل من عبادی الشکور واکثرھم لا یعقلون یہ بھی سچ ہو "مگر دراصل خلافت راشدہ کا کام تطہیر قلوب وتصفیہ نفوس ہوتا ہے" تو اب دیکھنا چاہیئے اس اصلی خدمت کو خلافت راشدہ کی کس نے انجام دیا۔ حضرت علیؑ نے جنکی حکومت لوگون

نے نہ مانا اور پھر آپ تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس کرتے رہے۔ یا ابوبکر نے جنہوں نے صرف اس غرض سے کہ لوگ انکی خلافت و حکومت مانیں۔ خود رسول اللہ کا گھر جلایا اور یہی وہ لوگ تھے جو بانئی قرار دیکر جلائے گئے کہ تم کس قاعدہ سے زکوٰۃ مانگتے ہو حالانکہ خدا فرماتا ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا ان صلواتک سکن لھم کہ لو اونکے مال سے صدقہ کہ طاہر کرو اور تزکیہ کرو انکا کہ تمہاری دعا اونکے لئے باعث تسکین ہے

مگر ابوبکر نے ایک نہ مانا اور جلا ہوں کر اونکو خاک سیاہ کیا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب الحکم بہت جلد اسکا اعلان دینگے وہ خلیفہ راشد کون تھا جسکے ساتھ حکومت نہ تھی۔ اور وہ اپنا اصلی کام خلافت راشدہ کا تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس کرتے تھے۔

الحکم بہر حال میں ایڈیٹر اصلاح کو یقین دلاتا ہوں کہ صدیقی فاروقی خلافت حقہ راشدہ تھی اور وہ کسی شخص یا تجویز کے خلفا نہ تھے بلکہ خدا نے **خلیفہ بنایا** اور یہی وجہ تھی کہ جناب امیرؑ نے بھی بشرح صدر سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ ہاں یہی خلافت راشدہ ہے۔

اصلاح۔ ہاں آپکے اس یقین دلانیکی ضرورت ہوئی خداوند عالم دیکھا ہے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم کیونکہ اگر یہ سب تحریرین آپ ہی کی ہیں اور کچھ سمجھ بوجھکر لکھا ہے تو پھر ممکن نہیں کہ ابوبکر و عمر کی خلافت پر آپ ایمان لاسکیں کیونکہ خلافت راشدۂ آپ من اللہ کہتے ہیں جسمیں انسانی ہاتھ یا طاقت کو ذرہ برابر مداخلت نہیں ہوتی اوسمیں حکومت کو دخل نہیں تھا اوسکا کام تطہیر قلوب و نفوس ہے۔ جو یقیناً خلافت ثلثہ میں نہیں پائی گئی کہ ابوبکر کو صرف سازش عمر و ابو عبیدہ نے خلیفہ بنایا اور قبیلہ اوس خزرج کی خاندانی مخالفت نے اوسکو قوت دیا۔ اور خلافت عمر تو بالکل ساختہ پرداختہ ابوبکر تھی۔ اور اوسیوقت سارے صحابہ نے کہدیا انہیں قابلیت تطہیر تزکیہ نفوس نہیں ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ خلافت ابوبکر و عمر خلافت حقہ ہو یا امر دیگر ہے کہ اب جماعت کے دباؤ سے قوم کے زور سے اوسکا زبانی اقرار کیجئے مگر کانشنس آپکا کہ رہا ہے کہ یہ اقرار محض زبانی ہے اور دباؤ سے بشرطیکہ آپ صاحب فہم و عقل ہوں۔ اسیوجہ سے پہلے آپنے تقیہ پر حملہ کیا جس سے کام لینا تھا تاکہ جماعت آپکی مطمئن ہوجاے تقیہ نہ کرینگے۔ اسی کا نام پولیٹکل چال ہے۔

جناب امیرؑ کی بیعت کا ذکر بھی بتا رہا ہے کہ آپکی بیعت جو اس خلیفہ سے ہوئی وہ بھی اسی طرح کی ہوئی جسکی صفت ہم ا

شرح صدر کا اضافہ کیا کیونکہ آپکو صحیح مسلم کی یہ عبارت یاد ہو گی وکانت لعلی وجہ حیات فاطمہ فلما توفیت استنکر وجوہ الناس فاضطر الی مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ کہ جب جناب سیدہ کے وفات سے وہ آبرو جاتی رہی جو جناب امیرکو حاصل تھی تو لوگوں کے منہ حضرت سے پھر گئے جس سے مصالحہ ابو بکر پر مجبور ہوئے۔ پس اگر اسی قسم کی بیعت کو آپ بیعت شرح صدر رکھتے ہیں تو اسطرح کی بیعت تو جناب امام زین العابدین نے بھی یزید کی کی تھی تو یزید بھی مثل ابو بکر خلیفہ برحق قرار پایا اور شاید آپکی بیعت بھی اپنے خلیفہ موجود کے ساتھ شاید اسی شرح صدر سے ہوئی ہو۔

الحکم۔ اسی کا نمونہ آج ہمنے دیکھا ہو اور اسی رنگ مین خدا تعالی نے مہدی خلیفۃ اللہ المہدی امام منتظر کی جانشینی کے وقت قلوب مین ایک جنبش پیدا کردی اور سب نے بالاتفاق نورالدین کو انت صدیقا کہکر بیعت اطاعت وارشاد کی اسوقت فضاء عالم مین ایک متنفس بھی نہ تھا جو اسکو نئی اور رضائی فیصلہ نہ مانتا ہو اگرچہ یہ ممکن ہو کہ کئی صدیاں گذرنے کوئی ایسا وجود بھی خلاف کرے کہ کبھی ہو جو اسے محض انتخاب سمجھتا ہو ہمارا ایمان یہ ہو کہ وہ خدائی انتخاب ہے ہمنے خلافت حقہ راشدہ کے متعلق اپنے عقیدہ کو صاف کر دیا ہو۔ اب اصلاح اس سے فائدہ اوٹھائے یا برا منائے اسکا اختیار رہے۔

اصلاح۔ اس جملہ نے اور بھی مطلب کو صاف کر دیا کہ ابو بکر کی خلافت راشدہ نہ تھی کیونکہ یقیناً نورالدین صاحب اسطرح نہیں خلیفہ ہوے ہو کہ مرزا صاحب نے کبھی اپنی ناراضی اون سے ظاہر کی ہو۔ بلکہ یہ اونکے نبوت کے چمکانیوالے تھے نہ ذی علم تھے مرزا جاہل۔ اپنی لیاقت علمی سے اونکے مددگار تھے تو کیا ابو بکر کے بھی ایسے ہی حقوق تھے۔

مرزا صاحب نے کبھی انکو منافق سمجھکر علحدہ کرنا نہیں چاہا بخلاف ابو بکر کہ رسول اللہ نے انکو جیش اسامہ کے ساتھ جانے کا تاکیدی حکم دیا تھا۔

نورالدین صاحب اسطرح نہیں خلیفہ ہوے کہ مرزا کی لاش کو بے غسل وکفن چھوڑکر سقیفہ مین گئے ہون بلکہ بعد غسل ودفن مرزا یہ غالباً بحکم مرزا جانشین بنائے گئے بخلاف ابو بکر کہ رسول اللہ کو بے غسل وکفن چھوڑکر سقیفہ مین گئے اور خلیفہ بنے یہانتک کہ رسول اللہ دفن بھی ہو گئے اور وہ خلافت ہی کے جھمیلے مین رہے۔

نورالدین صاحب نہ مرزا صاحب کے گھر مین آگ لگائی نا اونکی دختر پر ظلم کیا نہ اونکی جائداد و املاک ضبط کی بلکہ آجتک خاندان مرزا کی پرورش کررہے ہین بخلاف ابوبکر کہ انہون نے آگ لگانیکی تدبیر کی داماد رسول کو گرفتار کیا فدک اور کل املاک دختر رسول کو ضبط کیا۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ آپکا دل خلافت بکری و عمری سے بیزار ہو اہے صرف جماعت کے دباؤ سے اقرار کر رہے ہین ورنہ کون شخص دنیا مین ہے جو اوس خلافت ناجائز کو پسند کرے۔

جسکی سب سے بڑھکر دلیل یہ ہے کہ مولوی نورالدین کو نہ حکومت ملی نہ کسی قسم کا اقتدار۔ بلکہ یہ بھی صوفیون کی طرح الیسامثلہ کے سجادہ نشین ہین۔

یہ امر دیگر ہے کہ مرزا کے دعاوی خود باطل اور فاسد تھے تو اونکی خلافت و جانشینی بناء فاسد علی الفاسد ہے مگر یہ امر مسلم ہے کہ خلیفہ نورالدین صاحب کی خلافت مدعی نبوت باطلہ بدرجہا بہتر ہے ابوبکر کی خلافت باطلہ سے۔

اب ہم امید کرتے ہین کہ مرزائی جماعت اس تحریر کو نہایت ٹھنڈے دل سے پڑھینگے اور اسپر غور کرینگے کہ محض اونکی ہدایت ہمکو مطلوب ہے اور صرف اصول اہلسنت پر یہ تحریر لکھی گئی ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ہان بقول اڈیٹر اہلحدیث الحکم پر اگر بجلی نہین گری ہے اور وہ اسکا جواب دینا چاہے تو اوسے مناسب ہے کہ اسیطرح وہ پوری عبارت اصلاح کی نقل کرے اور جواب دے نہ کہ مثل تحریر سابق وہ عبارات اصلاح نہ لکھین اور جواب دے جائین جو فن مناظرہ مین ناجائز کارروائی ہے حالانکہ ہمنے اپنی تحریر مندرجہ اصلاح مین آپکی پوری عبارت نقل کی تھی اور صرف چند فقرات آخر مین لکھو تھو اڈیٹران بدر و الحق و اہلحدیث (جنکو ضرور کچھ جوش آئیگا) سے بھی التماس ہے کہ اگر وہ اس تحریر کا جواب لکھنا چاہین تو اسی شرط پر ورنہ فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ کے مصداق ہونگے۔

اسلام کی فتح اور فرار احمد مسیح

جناب پادری احمد مسیح صاحب دہلوی جو ایک مشہور مناظر عیسائی فرقہ پروٹسٹنٹ کے ہین اور تقریباً دو ہفتہ سے بمبئی مین آئے ہین اور بڑے زور و شور کے ساتھ اپنے مباحثون مین عام اہل اسلام کو دعوت مناظرہ و بحث دیتے رہے چنانچہ انجمن ضیاء الاسلام الامشرہ ہال گرانڈ روڈ مین برابر اعلان دیا گیا

کہ میرے مقابلہ میں مسلمان علما بحث کیلئے آئین بلکہ یہانتک بیان کیاکہ مین دہلی مین بھی یون ہی پکارتا تھا اگر کوئی عالم اہل اسلام کا میرے مقابلہ مین نہ آیا۔ آغا حشر صاحب وجناب مولوی فضل الدین صاحب جنکے مقابلہ مین بھی یہی کہتے تھے۔ دریوجہ منگل کے دن بعد اختتام جلسہ یہ قرار پایا کہ پنجشنبہ کو نور مشن ہال مین جناب پادری صاحب مسطور اور مولوی حاجی محمد باقر صاحب ساکن جلالپور ضلع فیض آباد مباحثہ ہووے اور مسئلہ زیر بحث یہ معین ہوا کہ توریت وانجیل کے الہامی وغیر الہامی ہونے پر بحث کیجاوے جو فی الحال موجود ہین اور اسیوقت جناب مولوی عبدالرؤف صاحب سکرٹری انجمن ضیاء الاسلام بمبئی نے حاضرین کو سنادیا اور دونون صاحبان کے نام بھی جلسہ مین ظاہر کر دیئے مگر بروز معین جب جلسہ بصدارت جناب پادری صاحب ڈشقی منعقد ہوا اور پادری صاحب احمد مسیح کو ٹھیک ساڑھے چار بجے بیان تمہید کیلئے اسٹیج پر کھڑا کیا گیا تو آپنے مسئلہ مقررہ کو چھوڑکر یہ بیان کہ مجھکو اختیار دیا گیا ہے کہ مین مسئلہ نبوت محمدیہ مسیحی یا افضلیت کا انکی پیش کرون لہذا مین مسئلہ افضلیت کو آج زیر بحث قرار دیتا ہون اور اسکے بعد تقابل کرتے ہوئے چند آتین اپنے خیال کے موافق بابت اثبات مفضولیت حضرت محمد مصطفے اور تفضیل حضرت عیسی پڑھین جنمین ایک آیت یہ بھی (وما قدروا اللہ حق قدرہ) اور اسکا ترجمہ یون کیاکہ نہین قدر کیا تمنے اسے محمد خدا کی حق قدر کا ہے نیز توریت وانجیل سے چند آیات کی تلاوت کی اور نتیجہ یہ نکالا کہ حضرت محمد قابل متابعت دنیا مین اور لائق شفاعت آخرت مین نہین ہین اور پھر توریت وانجیل کی تعریف وتوصیف مین بہت کچھ لاف وگزاف مارا یہانتک کہ فرمایا یہی کتابین ایسی ہین جو خدا تک پہچانے والی اور راہ خدا بتلانیوالی ہین اور حضرت مسیح ہی ایسے ہین جو نجات دلائینگے نہ اور انبیا۔ کیونکہ سب پیغمبرون سے لغزشین ہوئی ہین مگر پاک حضرت مسیح ہی ہین اور اسیوجہ سے سبکے کفارہ ہوئے نیز اسی مین یہ بیان کیاکہ مسلمان شفاعت پیغمبر کی قرآن سے ہرگز ثابت نہین کرسکتے مجکو اسبات کا پورا یقین ہے اسی تقریر مین پندرہ منٹ پورے ہوگئے۔ اب باری مولوی محمد باقر صاحب کی آئی آپنے ایک مختصر خطبہ حمد ونعت کے بعد بیان کیا۔ کہ جناب پادری صاحب کا مسئلہ مقررہ سے گریز کرکے ایک نیا مسئلہ زیر بحث لانا اسکی دلیل ہے کہ پادری صاحب اپنی کتب کے الہامی ثابت کرنے مین عاجز ہین چونکہ مجھے اسی مسئلہ معینہ کے اندر بحث کرنی ہے اور سامعین بھی

مباحثۂ سنی و شیعہ لکھنؤ

(سلسلہ کیلئے ۔ ملاحظہ ہو)

پہلے نمبر میں آپنے مرزا عبد الحسین صاحب و مولوی عبد الشکور صاحب کی تقریرونکو بغور دیکھا ہوگا
کہ مولوی عبد الشکور صاحب سے واقعاً جواب نہ ہوسکا اور وہ ٹال کر ادھر اودھر چلے گئے اب
آئے ۲۹ جون کی کارروائی ملاحظہ فرمائے کہ لکھتے ہین ۔

۲۹ جون سنہ ۱۹۱۰ء تاریخ امروزہ مین مولوی عبد الحسین صاحب نے عاجز اکر
اپنی طرف سے مولوی سید محمد سجاد صاحب کو تقریر کرنیکے لئے مقرر کیا ۔

مولوی سید محمد سجاد صاحب عرف الڈن صاحب ۔ جناب مرزا محمد کاظم صاحب منجانب
حضرات شیعہ تشریف لائے[1] ۔ جناب مولانا مولوی عبد الشکور صاحب نے اپنے دعوی پر کہ حضرات شیعہ
قرآن شریف کو نہین مانتے ثبوت یون[2] پیش کیا ۔

اوّل دلیل جو نہایت مختصر ہے وہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف جمع کیا ہوا خلفای ثلثہ یعنی حضرات
ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا اور امت محمدیہ مین یہ دولت جسکو نصیب ہوئی ہے انھین
کی بدولت اور انہین کے ہاتھ سے ملی ہے ۔ اور حضرات شیعہ ان حضرات خلفا کو دشمن دین
اسلام اور کافر و منافق و مرتد فرماتے ہین ان دونون باتون کے ملانے سے یہ نتیجہ صاف
ظاہر ہے کہ قرآن موجودہ پر حضرات شیعہ کا ایمان ممکن نہین کیونکہ جو شخص ان برائیون کے ساتھ
موصوف ہو جنکا ذکر اوپر کیا گیا ۔ اسکی دی ہوئی اور جمع کی ہوئی کتاب بلکہ اسکے کسی کام پر
جو متعلق اس دین کے ہو جسکا وہ دشمن ہے ہرگز کسی طرح اعتبار نہین ہوسکتا ۔ یہ بات محتاج دلیل

---

[1] علاوہ ان حضرات مذکورین کے اور حضرات بھی تھے جنکا نام نہین لکھا گیا ۱۲

[2] سب سے پہلے جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے جناب پنڈت صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے دعوی کیلئے
دو قسم کی دلیلین میرے پاس ہین ایک قسم کی دلیلین وہ ہین جنمین کتابون کے پیش کرنیکی ضرورت نہین دوسری قسم
کی دلیلین وہ ہین جنمین کتابون کے پیش کرنیکی حاجت ہوگی جس قسم کی دلیل آپ چاہین پیش کرون پنڈت صاحب نے
فرمایا کہ پہلے وہ دلیلین پیش کیجیے جنمین کتابون کے پیش کرنیکی ضرورت نہو چنانچہ جناب مولوی صاحب ممدوح نے
اسی قسم کی دلیل مختصر پیش کی اور شیعہ مذہب کی اعلی ترین کتابین باوجودیکہ ہمراہ تھین مگر کسی کا نام بھی نہین لیا ۱۲

نہین ہے مرتبہ کا مالک عرش وکرسی کے کلام سے استیناس اس امر کا کیا جاتا ہے قولہ تعالی یا ایھا الذین ان جاءکم فاسق بنبأٍ فتبینوا (ترجمہ) اے ایمان والو اگر لائے تمھارے پاس کوئی فاسق (یعنی خلاف شرع کام کرنیوالا) کسی خبر کو تو تحقیق کرو (یعنی بغیر تحقیق نہ مانو) معلوم ہوا کہ جب فاسق کی خبر کا یہ حکم ہے کہ بغیر تحقیق نہ مانی جائے خواہ کسی درجہ مین اسکا فسق ہو تو جو کافر ہو اور دشمن دین ہو اسکی لائی ہوئی خبر جمع کی ہوئی کتاب پر یقین لانے کی ممانعت بدرجۂ اولی ہوگی۔

جواب مولوی سید محمد سجاد صاحب

مین اپنے کلام مین اُس آیت سے ابتدا کرتا ہون کہ جسکو جناب مولوی صاحب مذکور نے اپنی تقریر مین اثبات مدعا کیلئے پیش کیا ہے آیت کا مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فاسق کی خبر بدون تحقیق قابل قبول نہین ہے ہمین سے معلوم ہو گیا کہ بعد التحقیق خبر فاسق قابل اعتبار ہو سکتی ہے اب یہ کہنا کہ چونکہ حضرات خلفاء ثلثہ کے متعلق شیعون کا عقیدہ ایسا ایسا ہے جیسا کہ مولوی صاحب نے اپنی تقریر مین بیان کیا ہے یہ صدق خبر مین کچھ نقصان نہین دیتا ہے اور نیز اس مقام سے یہ بات بھی ہمکو معلوم ہوئی کہ نفس خبر باعتبار خبر اگرچہ صدق وکذب دونون کی محتمل ہے عام اس بات سے کہ قائل اسکا کیسا ہی ہو صادق ہو یا کاذب اسلئے کہ صدق خبر عبارت مطابق واقع سے ہے۔ اور کذب خبر عدم مطابقت کلام ہے جب ہم اپنے کلام مین تعریف خبر پر نظر کرتے ہین اور اقوال علما کو دیکھتے ہین تو اس سے صاف طریقہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حد خبر مین فاسق وفاجر صادق ومتدین دونون برابر ہین اسلئے امتیاز صدق وکذب کی ضرورت سے صادق وکاذب کی تحقیق کرنیکی ضرورت ہوتی ہے لہذا معلوم ہوا کہ آیت کلام مجید اس بات پر دال ہے کہ ہم بعد التحقیق خبر فاسق پر اعتماد کرین۔

ــہ اس جواب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد سجاد صاحب کو خارج از بحث اور بے تعلق باتون میں اوقات وقت کے پورا کرد ینے میں ایجا سلیقہ ہے لیکن اسکا نقص ضرور ہے کہ بہت سی بے تعلق باتین انکے کلام مین ایسی آجاتی ہین جنکا بے تعلق ہونا ہر شخص محسوس کر لیتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ اصل بحث سے عاجز ہو کر وقت گزاری کی جا رہی ہے چنانچہ اسی وقت جناب پنڈت صاحب نے کہدیا کہ یہ باتین بالکل فضول ہین انکو کوئی تعلق اصل بحث سے نہ تھا۔ بہت سی باتین انکے کلام میں ایسی بھی ہین جنکا مطلب خود وہ بھی نہ سمجھے ہونگے دوسرا کیا سمجھیگا ۱۲

امر ثانی یہ ہے کہ جناب مولوی صاحب نے باوجود دعوی کرنے اس بات کے کہ شیعوں کا ایمان کلام مجید پر نہیں ہے، پھر بھی آیت کو کلام مجید کی ثبوت مدعا میں پیش فرمایا حالانکہ بنا بر تقریر جناب مولانا آیت سے ہمپر حجت نکرنا تھی۔ اسلئے کہ جس دعوی کے متعلق اپنے کلام میں مولوی صاحب نے ایمان نہونا شیعوں کا قرآن مجید پر ثابت کیا ہے اُسکا اقتضا قرآن کی آیت سے دلیل لانا نہیں ہے اسلئے کہ بنا بر مقولہ جناب مولانا کلام مجید ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ ثالثاً یہ امر ہے کہ نص قرآن میں کہ جسپر ہم ایمان رکھتے ہیں کہ جسکو خدا کی کتاب جانتے ہیں اور نزول اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تسلیم کرتے ہیں اسکے جمع کرنے سے اُن حضرات ثلثہ کے کوئی خرابی نہیں[1] لازم آتی۔ اس لئے کہ یہ جمع کرنا کتاب اللہ کو انکی ذات کی طرف نہیں منسوب کرتا یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ قرآن مجید جو اسوقت ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے یہ اُن حضرات کا قرآن ہے بلکہ یہ اُن حضرات کا جمع کیا ہوا قرآن ہے اور جمع کرنے میں جو تغیرات جمع کرنیوالے کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اُس تغیر سے وہ کتاب یا وہ کلام اپنے متکلم یا اپنے مصنف سے نہیں خارج ہو جاتی ہے۔ لہذا ان تمام دلیلوں سے یہ بات واضح و روشن ہو گئی کہ یہ کلام مجید کہ جو خدا کی کتاب ہے حضرات شیعہ کا ایمان ہے اور جمع کرنے سے اُن حضرات کے کوئی خرابی لازم نہیں آتی ہے تاکہ کلام ہمارا قابل رد و قدح قرار پائے میں مختصر سی تمثیل اس مقام پر پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مثلاً میں کسی کتاب کی تصنیف کروں اور اُسکو متعدد ورقوں میں بدون ترتیب متفرق طریقے سے چھوڑ جاؤں اور بعد میرے کوئی جامع اُسکو جمع کرے تو یہ بات ظاہر و واضح ہے کہ وہ کتاب اس جمع کرنیوالے کی کتاب نہوگی عام اس بات سے کہ وہ جمع کرنیوالا کسی مرتبہ کا کیوں نہو اور نہ یہ لکھی ہوئی کتاب جب اہل تحقیق کے سامنے پیش کیجاویگی کہ جو حالات متکلم و مصنف سے واقف ہیں تو وہ ہرگز اسکے جواب میں یہ نہ کہینگے[2] کہ یہ تمھاری جمع کی ہوئی کتاب ہے لہذا قابل تسلیم نہیں۔ پس معلوم ہو گیا کہ جامع کے جمع کرنے سے نفس شی میں سوائے[3] ترتیب کی الٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہیں ہو سکتی۔ اور

---

[1] ابھی آپ یہ فرماتے ہیں کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی اور آگے چلکر خود ہی اقرار کرتے ہیں کہ ترتیب الٹ پلٹ ہو گئی ۱۲
[2] بیشک اگر جمع کرنیوالا کوئی بددین اور خائن شخص ہوگا تو وہ لوگ کہدینگے کہ تمھاری جمع کی ہوئی کتاب قابل تسلیم نہیں ۱۲
[3] یہ ایک عجیب بات مولوی صاحب نے فرمائی۔ براہ کرم کوئی شیعہ صاحب بتلا دیں کہ جامع کے جمع کرنے سے سوا ترتیب کی الٹ پلٹ کے اور کسی خرابی کا ناممکن ہونا کس دلیل سے ثابت ہے ۱۲

نہ یہ خبر بعد اس تحقیق کے قابل رد قرار پاسکیگی - اسوقت مین اپنے کلام کو ختم کرتا ہون

اصلاح

مولوی عبد الشکور صاحب کی اس تقریر کو پڑھ جائے تو آپکو معلوم ہوگا اڈیٹر صاحب نے کوئی تقریر جدید نہین پیش کی ہے بلکہ اوسی کلام کو دوہرایا ہے جو پہلے فرما چکے اور جسکا جواب ہو چکا - اور یہ قدیم شیوہ آپکا ہے کہ ایک ہی مضمون کو تین تین چار چار مرتبہ اپنے اخبار مین نقل کرتے ہین - ہان یہان آپنے صرف آیہ یا ایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کو اوسپر اضافہ کیا ہے جسکا ترجمہ بھی کر دیا ہے کہ اگر لائے تمہارے پاس کوئی فاسق کسی خبر کو تو تحقیق کرو

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ کس پایہ کا فہم رکھتے ہین یا تو فہم سلیم ہی ایسا عطا ہوا ہے یا ایک ہندو ناواقف کو دھوکھا دے رہے ہین - کیونکہ خبر دینے اور کتاب جمع کرنے مین کونسی مناسبت ہے خبر کی تعریف تو عام طور سے محتمل الصدق والکذب ہے کہ خبر دینے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکین تو قرآن کے جمع کرنے یا لکھنے مین کسکو سچا جھوٹا کہہ سکتے ہین

ارے صاحب ایک بڑے بدکار فاسق شرابی نے ہمکو لاکر ایک موتی دیا تو کیا کہینگے ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا کہ اگر فاسق کوئی خبر لائے تو اوسکی جانچ کرلو -

موتی تو ہرحال مین موتی ہے چاہے بدکار کے ہاتھ مین ہو یا نیک کردار کے ہاتھ مین نیکی و بدی سے موتی پر کیا اثر پڑسکتا ہے - اوسی طرح قرآن پر اس بدکار کا کیا اثر پڑیگا - خدا کیلئے کچھ بھی تو سمجھتے کلام سمجھی خبر ایک قول ہے یعنی بات جو محتاج تصدیق ہے - قرآن ایک شئ حسی ہے مثل ہیرے سونے چاندی کے - اسمین کس چیز کی تصدیق کی جاسکتی ہے جو بدکار و نیک کردار کے قول یا فعل کو مداخلت ہوسکے ہان اگر یہ ہوتا کہ ابو بکر عمر صاحب کوئی آیہ ایسا لائے ہوتے جسکو دوسرا کوئی جانتا نہوتا اور وہ قبول کر لیا جاتا تو البتہ کہہ سکتے تھے کہ آیہ ان جاءکم فاسق کی مخالفت ہوئی - یہان تو ایک حرف بھی شیخین کے ذریعہ سے نہین آیا - ہان ایکدفعہ عمر صاحب آیہ رجم لائے تھے تو وہ فوراً ہی واپس کیا گیا جیسا کہ آپکے اخبار مورخہ صفر لغایت ۲۱ ربیع الاول ۲۳ سنہ ۱۳ھ مین بتصریح مذکور ہے - پھر کس قاعدہ سے آپ یہان آیہ ان جاءکم فاسق بنبأ سے استدلال کر سکتے ہین

جب قرآن کے جمع کرنے اور لکھوانے کو کوئی کسی کی لائی ہوئی خبر نہیں کہہ سکتا

افسوس یہ ہے کہ مولوی عبد الشکور صاحب اون خفتوں سے جو لاجوابی الشمس سے اونکو تمام قوم کے ہاتھ سے پہونچ رہی ہے ایسا ذلیل وخوار ہو رہے ہین کہ چاہتے ہین اس حیلہ سے اپنی خفت مٹائین جو ناممکن ہے۔

اڈیٹر صاحب نے اسپر مطلق نہ غور کیا کہ ایک پنڈت مخالف اسلام کے سامنے وہ کیا تقریر کر رہے ہین کیونکہ اگر قرآن کو کسی طرح خبر کہہ سکتے ہین تو لانے والے اسکے رسول اللہ ہین پھر کیا اڈیٹر صاحب اسکو پسند کر سکتے ہین کہ اس آیہ کی تلاوت حضرت کے مقابلہ مین کی جائے۔ کیا اس آیہ کی تلاوت سے وہ مخالف اسلام یہ نہ سمجھے گا کہ پھر اصل قرآن کی کیا حالت ہوئی کیونکہ لانیوالے اسکے تو رسول ہین جسکے لئے ضرور ہے کہ تبین کیا جائے۔ یعنی حضرت کے حالات دریافت کئے جائین۔ تو آپ ہی بتائے اس سے اسلام کا نفع ہے یا نقصان۔ سرود، بستان یا دہانیدن اسیکا نام ہے۔

اڈیٹر صاحب چونکہ دراصل مخالف اسلام ہین اسلئے آیہ ان جاءکم فاسق سے اپنے پنڈت جی کو یاد دلا رہے ہین کہ اسی آیہ کے ذریعہ سے قرآن پر اور رسول اللہ پر اعتراض کرو کیونکہ مسلمانون کے خوف سے خود تو آنحضرت کی نسبت نہین کچھ کہہ سکتے لہذا دریردہ تعلیم دے رہے ہین۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ مولوی صاحب ایسا ذی علم شخص اس آیہ کو یہان لائے جس سے تمام عالم مین اونکی لیاقت علمی ظاہر ہو۔

اڈیٹر صاحب نے یہان ایک نوٹ بھی دیا ہے کہ محمد سجاد صاحب کے اس جملہ پر "کہ جامع کے جمع کرنے سے نفس شئی مین سوائے ترتیب کی اولٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہین ہو سکتی" اس جملہ پر یہ نوٹ دیتے ہین "یہ ایک عجب بات مولوی صاحب نے فرمائی براہ عنایت کوئی شیعہ صاحب بتلاوین کہ جامع کے جمع کرنے سے سوا ترتیب کے الٹ پلٹ کے اور کسی خرابی کا ناممکن ہونا کس دلیل سے ثابت ہے" مگر افسوس یہ ایسا نوٹ ہے کہ یا تو بدحواسی مین لکھا گیا ہے یا ناسمجھی سے کیونکہ اگر مقصود تمام جمع کی نسبت ہے تو ہر شخص جانتا ہے جامع کا مقصود صرف جمع کرنا ہوتا ہے تو اگر اسکے خلاف کوئی کام عمداً کرے تو اوسنے اپنی غرض کے خلاف کام کیا جو محال ہے۔

اور اگر مقصود آپکا نفس قرآن کی نسبت ہو تو اصلی خرابی یہی ہے کہ متکلم یا مصنف کی غرض کے خلاف کوئی جملہ یا کوئی عبارت داخل کی جائے تو وہ ولایا تون مثلاً سے محال ہے کہ کوئی مثل اوسکا نہین لاسکتا ہو نہ بنا سکتا ہے ولا یاتیہ الباطل نہ کوئی امر باطل کسی طرح داخل قرآن ہوسکتا ہو۔

رہا ترتیب کا الٹ پلٹ یہ ہر مجموعہ مین ممکن ہے جسکا جامع غیر شخص ہو مگر اس سے اصل کتاب مین کوئی خرابی نہین لازم آتی جیسا کہ آیندہ مذکور ہوگا۔

جواب مولوی عبدالشکور صاحب

جناب مولوی سید محمد سجاد صاحب کے کلام مین جہانتک میرے فہم ناقص نے کام کیا ہو صرف ایک جز تمام کلام کی جان معلوم ہوتی ہو وہ یہ کہ فاسق کی خبر بعد تحقیق اگر اسکی سچائی معلوم ہو جاے مانی جاتی ہے۔ لہذا بہت مناسب ہوگا کہ اور زائد باتون کو چھوڑ کر جناب مولوی صاحب اس تحقیق کو بیان کرین جسکے مراتب طے کرینگے بعد وہ حضرات شیعہ کو قرآن کا ماننے والا بیان فرماتے ہین۔ اسکے علاوہ اور جو امور مولوی صاحب کی تقریر مین من انہین سے بعض بعض کی نسبت مختصراً کچھ عرض کرنا نامناسب نہوگا۔ اول یہ کہ مولوی صاحب نے مجھپر اعتراض کیا ہو کہ جب شیعہ قرآن پر ایمان نہین رکھتے تو انپر قرآن سے استدلال کیون جاتا ہے اسکے وجوہ بہت ہین۔ مگر بڑی وجہ یہ ہے کہ ؎ من نہ باختیار خود میروم از قفاے او۔ آن دو کمند عنبرین می برد م کشان کشان ہم لوگون کی عادت پڑی ہوئی ہے کہ کلام مجید کی آیت اکثر اپنے کلام مین تبرکاً لے آتے ہین۔ چنانچہ سابقاً بھی مین نے تبرکاً کی لفظ لکھوائی ہے تاکہ معلوم ہو جاے کہ استدلالاً نہین۔ نیز لفظ استیناس بھی میرے مقصد کو ظاہر کرتی ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہو کہ میرا استدلال اس آیت پر موقوف نہین ہو۔ بلکہ آیت کے ذکر کرنے سے پہلے مین اپنے بیان سابق مین کہ چکا ہون کہ یہ بات ایسی صاف ہے کہ محتاج دلیل نہین ہے۔

دوسرے یہ کہ جناب مولوی صاحب نے اپنی تقریر مین یہ بھی فرمایا ہو کہ خلفاے ثلثہ کے جمع کرنے سے یہ قرآن انکی طرف منسوب نہین ہوسکتا یعنی یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ قرآن حضرت ابوبکر ہو یا حضرت

عمر یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کا ہے۔ حالانکہ علوم اسلامیہ کے جاننے والے اس آپ بات کو جانتے ہین کہ جمع کرنے سے اصل کتاب کی نسبت جامع کی طرف شایع ہے اور کتابون سے قطع نظر کرکے مین خود قرآن ہی کے متعلق دکھاتا ہون کہ اُسکو شیعہ و سنی دونون نے جامعین کی طرف منسوب کیا۔ چنانچہ حضرات شیعہ کے امام عالیمقام جناب مولانا سید حامد حسین صاحب اپنی کتاب استقصاء الافحام مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ جلد اول کے صفحہ ۱ مین فرماتے ہین۔ مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان انرا ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند۔ ترجمہ قرآن عثمانی جسکو حضرات اہلسنت قرآن کامل سمجھتے ہین اور جو شخص اُسکے ناقص ہونیکا معتقد ہو اسکے ایمان کو ناقص جانتے ہین بلکہ اسکو اسلام سے علحدہ سمجھتے ہین۔ اس عبارت سے دو باتین ظاہر ہوگئین اول یہ کہ اسی قرآن کی نسبت حضرت عثمان کی طرف کی گئی اور اُسکو قرآن عثمانی کہا گیا۔ دوسرے یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس قرآن کو اہل سنت قرآن کامل سمجھتے ہین۔ اور جناب مولانا ممدوح اہل سنت کو اس عقیدہ مین یہانتک پختہ بیان فرماتے ہین کہ جو شخص قرآن کو ناقص کہے اُسکو اہل سنت مسلمان نہین کہتے۔ تیسرے بات جناب مولوی سید محمد سجاد صاحب کے کلام مین اس امر کا اقرار موجود ہے کہ اس قرآن مین ترتیب کی اُلٹ پلٹ ضرور ہوئی۔ اور میرے استفسار پر ارشاد فرمایا ہے کہ سورتون کی ترتیب مین بھی اُلٹ پلٹ ہوگئی ہے اور آیتون کی ترتیب مین بھی الٹ پلٹ ہوگئی ہے۔ لہذا ایک ضروری سوال اس مقام پر یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب آیتون کی ترتیب مین الٹ پلٹ ہوگئی اور کہین کی آیت کہین جا کر لگا دیگئی تو آیا ان دونون مقامون کا مطلب خبط ہوسکتا ہے یا نہین یعنی جہان سے وہ آیت نکالی گئی اور جہان وہ آیت ملائی گئی۔ کسی فصیح اور بلیغ کا کوئی کلام آپ لے لیجیے جس ترتیب پر اُسنے اپنے کلام مین اپنے فقرات و جملون کو رکھا ہے آپ اسکی ترتیب بدل دیجیے اور کہین کا فقرہ کہین ملا دیجیے تو اکثر و بیشتر مطلب خبط ہو جائیگا ورنہ کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ وہ فصاحت و بلاغت جاتی رہیگی۔ ہان اگر ترتیب کا بدلنے والا بلاغت و فصاحت مین متکلم کا ہم رتبہ ہو تو شاید ان خرابیون سے حفاظت ہوسکے۔ لیکن یہ کون

کہہ سکتا ہو کہ قرآن کے جمع کرنیوالے قرآن کے متکلم تعالی شانہ کی بلاغت و فصاحت مین ہم رتبہ تھے یا کچھ بھی نسبت رکھتے تھے بدلنے والا ہم رتبہ بھی ہو تب بھی متکلم کے اصل مقصود کو بدلنے کے بعد بھی باقی رکھنا شائد ممکن نہین ہے۔ پس کیا یہان یہ دو نتیجے نکلتے ہین کہ معلوم نہین کہ قرآن سے کہان کی آیت نکالی گئی۔ اور کہان ملائی گئی۔ اور اسکی وجہ سے متکلم کے اصل مقصود مین کسقدر فرق پیدا ہو گیا اور اس حالت مین قرآن کی کوئی آیت بھی قابل ایمان نہین رہگی۔ دوسرے یہ کہ قرآن نے جو تمام دنیا کو اپنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ تحدی کی ہے یعنی یہ اعلان دیا ہو کہ میرا جیسا بلیغ و فصیح کوئی دوسرا کلام نہین ہو سکتا تمام دنیا کے جن۔ انس۔ ملکر اپنی کوشش ختم کر دین کہ میرا جیسا بلیغ و فصیح کلام بنائین تو ہرگز ہرگز وہ اسمین کامیاب نہونگے۔ قرآن کے اس اعلان کی صدای بازگشت آجتک ہوا کے کرہ مین گونج رہتی یہ زور شور کی تحدی اب اس قرآن مین نہین ہے۔ **خلاصہ** میری اس تقریر کا یہ ہوا کہ آپ وہ تحقیق بیان فرمائین جسکے مراتب طے کرنیکے بعد آپنے باوجودیکہ قرآن کو اُسکے بااختیار اور وسیع سلطنت کے مالک دشمنون کے ہاتھ سے پایا۔ آپ کو یہ ثابت ہو گیا کہ سوائے ترتیب کے الٹ پلٹ کے دوسری خرابی اس قرآن مین نہین ہو اس تحقیق کے بیان کرنیکے بعد ترتیب کی الٹ پلٹ سے جو خرابیان پیدا ہو سکتی ہین جنکا ذکر بطور نمونہ کے کیا گیا اُسکی طرف بھی آپکی توجہ مائل ہونا چاہیئے۔

الجواب

مولوی سید محمد سجاد صاحب کی یہ تقریر بر بنیاد تسلیم قول مخالف ہو کہ ان جاءکم فاسق بنباءٍ کے تحت مین جمع قرآن داخل ہو سکتا ہو۔ ورنہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ کسی طرح اسکو خبر نہین کہہ سکتے۔ ہان اگر یہ خبر ہو سکتا ہو تو اسکے مخبر رسول اللہ ہین نہ ابو بکر و عمر جو صرف مثل گلاب سنگھ و نولکشور اسکے لکھوانے والے ہین۔ کیونکہ اوس زمانہ مین چھاپہ خانہ نہ تھا۔

افسوس کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے تقریر اول محمد سجاد صاحب کا نہ جواب دیا نہ تسلیم کیا حالانکہ تقاضائے ایمانداری یہ ہو کہ جو قابل تسلیم ہوتا ہے اوسکا اظہار کر دیا جاتا ہو تو چونکہ اڈیٹر صاحب اوسکے مقابلہ مین سکوت کیا جو دلیل رضا ہو لہذا اڈیٹر صاحب کا اعتراض بذریعہ آیہ ان جاءکم

فاسق بنباء باطل ہوگیا۔

میر محمد سجاد صاحب کی دوسری تقریر کا جواب تو ایسا لغو وا ہی ہے کہ کسی طرح قابل التفات ہی نہیں۔ کیونکہ یہ اعتراض دراصل تعلیم امام فخر رازی سے ہے جو النجمس ۱۳۰۹ھ جلد دوم ص۳۲۳ میں منقول ہے۔

امام فخر رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں المسئلة الرابعة احتج القاضی بقوله انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون علی فساد قول بعض الامامیة فی ان القران قد دخله التغییر والزیادة والنقصان قال لانه لوکان الامر کذالک لما بقی القران محفوظا وهذا الاستدلال ضعیف لانه یجری اثبات الشیٔ بنفسه فالامامیة الذین یقولون ان القران قد دخله التغییر والزیادة والنقصان لعلهم یقولون ان هذه الایة من جملة الزوائد التی الحقت بالقران فثبت ان اثبات هذا المطلوب بهذه الایة یجری مجری اثبات الشیٔ بنفسه وانه باطل والله اعلم ص۳۸ جلد ۵

یعنی قاضی نے اس آیہ سے استدلال کیا ہے اسپر کہ بعض امامیہ نے جو دعوی کیا ہے قرآن میں تغیر و زیادتی کا وہ فاسد ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر لازم آتا ہے کہ قرآن محفوظ نہ رہے حالانکہ۔ یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے ثابت کرنا کسی شئی کا اوسی شئی سے کیونکہ جو امامیہ قائل تحریف ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے یہ آیہ انھیں آیات سے ہو جسے لوگوں نے بڑھا دیا پس اس آیہ سے اس کا ثابت کرنا باطل ہے۔

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ قاضی صاحب نے انا نحن نزلنا الذکر سے عدم تحریف قرآن پر استدلال کیا تھا تو فخر رازی نے اسی بنیاد پر اوسکو رد کردیا کہ جب تم شیعہ کو قائل تحریف مانتے ہو تو پھر اس آیہ سے کیوں استدلال کرتے ہو۔

مگر غور کیجئے تو استدلال قاضی اور استدلال اڈیٹر النجم میں آسمان و زمین کا فرق ہے کیونکہ یہاں ان جاءکم فاسق بنباء سے اسکو کسی طرح کا تعلق ہی نہیں جیسا کہ مذکور ہوا

محمد سجاد صاحب کی تیسری تقریر یہ تھی کہ جمع کرنے سے وہ جامع کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا اسکے جواب میں فرماتے ہیں دوم یہ کہ جناب مولوی صاحب نے تا بہ آخر۔

مگر ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے آپکا مطلب کیا ہو کیونکہ محمد سجاد صاحب کا دعوی تو یہ ہو کہ "اسکے جمع کرنے سے ان حضرات ثلثہ کے کوئی خرابی نہین لازم آتی" اسکے جواب مین آپ فرماتے ہین "اور کتابوں سے قطع نظر کرکے مین خود قرآن ہی کے متعلق دکھاتا ہون کہ اسکو شیعہ و سنی دونون نے جامعین کی طرف منسوب کیا ہو"

مگر نہ معلوم اس سے آپنے محمد سجاد کے اس کلام کو کسطرح رد کیا جو وہ کہتے ہین "اسکے جمع کرنے سے ان حضرات ثلثہ کے کوئی خرابی نہین لازم آتی" کیونکہ جواب تو جب ہوتا کہ آپ جمع کرنے سے کوئی خرابی بیان کرتے اور جب صرف اسکو ثابت کیا کہ جامعین کی طرف منسوب ہوتی ہو تو اس اونکے کلام کی رد کیونکر ہوئی۔ جبکہ وہ صاف صاف کہہ رہے ہین "جامع کے جمع کرنے سے نفس شی مین سوا ترتیب کی الٹ پلٹ کے اور کسی قسم کی کوئی خرابی نہین ہوسکتی" جس سے جمع کرنا بھی تسلیم ہوا اور جامع کی طرف کسیقدر منسوب ہونا بھی تسلیم ہوا پھر ناحق کیون اسقدر کاغذ قلم پر ظلم کیا گیا

اڈیٹر صاحب کو اس جملہ پر بڑا ناز ہو کہ جناب حجۃ الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا ہو کہ مصحف عثمانی کہ حضرات اہل سنت آنرا قرآن کامل اعتقاد کنند جسکو چند مرتبہ ذو النجم مین بھی لکھ چکے ہین اور یہان بھی بحوالہ صفحہ لکھتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو نسخہ کیمیا ہاتھ لگ گیا جس سے مذہب شیعہ کو باطل ہی کر دیا۔ حالانکہ یہان فرماتے ہین "اسکو شیعہ و سنی دونون نے جامعین کی طرف منسوب کیا" لیکن دلیل مین صرف عبارت استقصا لاتے ہین اور کچھ بھی نہین۔ بس اگر اس لفظ مصحف عثمانی سے اونکو کوئی نفع پہونچ سکتا ہو۔ تو یہ احسان ہو علماے اہلسنت ہو جیسا کہ ابھی کلام محی الدین عربی مین آپ دیکھ چکے ہین کہ وہ فرماتے ہین وقد زعم بعض اهل الكشف سقط من مصحف عثمان كثير من المنسوخ پھر فرماتے ہین لبينت جميع ما سقط من مصحف عثمان

عہ۱۲ یواقیت وجواہر

جسمین تصریح کہتے ہین کہ مصحف عثمان سے بہت کچھ نکل گیا اور ہم بیان کرتے کل اون باتون کو جو مصحف عثمان سے ساقط ہوا۔ دیکھیے تو کس نے مصحف عثمان کا خطاب دیا ہو۔

تو کیا اس سے قرآن اونکی تصنیف ہو جاویگا کیا آپ نہین کہتے تو لکشوروالا قرآن لادیا آپ سنگہ والا قرآن لاؤ یا دہلی والا قرآن لاؤ - تو کیا اسکے یہ مطلب ہین کہ وہی لوگ اسکے مصنف ہین ۔

رہا یہ امر کہ اس سے اہل سنت کا قرآن کامل سمجھنا معلوم ہوتا ہے تو اس سے بدرجہ بڑہکر قرآن سے منافقین کا اقرار رسالت ثابت ہوتا ہے اذا جاءک المنافقون قالوا نشہد انک لرسول اللہ جس سے بصراحت تمام اونکا اقرار اور گواہی دینا رسول اللہ کی رسالت پر ثابت ہے تو کیا اس سے وہ مومن ہو جاوینگے اور واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون غلط ہو جائیگا

اڈیٹر صاحب اگر قرآن کو آپ کامل سمجھتے ہین تو اپنے اخبار مورخہ ۱۹ ربیع الاول مین یہ کیا لکھا ہے کہ صحابہ کے زمانہ مین چونکہ اس مصحف کی اشاعت پوری طور پر نہ ہوئی تھی لہذا اونمین سے اگر کوئی اس مصحف مین کسی آیت کی کمی کا قائل ہو جاتا تو وہ اس بات کی مخالفت کا مرتکب نہین سمجھا جا سکتا تھا اسلئے کہ اسوقت یہ خیال ہو سکتا تھا کہ اس مصحف کی اشاعت نہوگی اور قرآن کامل کا رواج ہوگا"

کیونکہ ہر ذی حس شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ اس قرآن کو ناقص جانتے ہین اور قرآن کامل کی رواج کو صحابہ کی امید بتاتے ہین ۔

افسوس کہ اڈیٹر صاحب کی بدولت کسقدر قوم کا نقصان ہو رہا ہے کہ جن باتوں کا صدہا مرتبہ جواب النجم مین دیا گیا ہو انکو بار بار دوہراتے ہین اور النجم کا جواب نہین دیا جاتا ۔

اڈیٹر صاحب فرماتے ہین تیسری بات جناب مولوی سید محمد سجاد صاحب کے کلام مین اس امر کا اقرار موجود ہے ۔

اس تقریر فضول کے جواب کی ضرورت نہین جب آپ بجواب مولوی عبدالرحیم صاحب یہہ لکھ چکے ہین اسی طرح آپکا یہ کہنا کہ آیات منسوخہ کم ہوجانے سے ہم لوگ ثواب سے محروم ہو گئے فتنہ مین پڑ گئے اور اسیقدر معجزات ہمارے ہاتہ سے جاتے رہے بالکل بے نتیجہ ہے شرائع سابقہ کی نسبت بھی یہی اعتراض ہو سکتا ہے کہ انکے منسوخ ہو جانے سے ہم لوگ ثواب سے محروم ہو گئے فتنہ مین پڑ گئے چند معجزات کا نہ رہنا کیا مضر ہو سکتا ہے جبکہ موجودہ معجزات کافی سے بدرجہا

زائد ہین ملاحظہ ہو النجم مورخہ

کیا اس سے آپ نقصان قرآن کا اقرار نہین کیا کہ چند معجزات کا نہ رہنا کیا مضر ہو سکتا ہی مگر
صاحب آپ محمد سجاد صاحب پر کیا اعتراض کرتے ہین اپنے علما پر اعتراض کیجیے جنہون نے کل
باتون کا انبار لگا دیا ہے جیسا کہ ابھی آیہ لقد لضی کم اللہ مین ملاحظہ کیا کہ بروایت در منثور
وغیرہ سورہ براءت کا ہی پہلا آیہ ہوا۔ اب یہ مٹے مین درج ہے۔ پس آپکا یہ اعتراض شیعون
نہین ہے۔ بلکہ علمائے اہلسنت پر ہے جو اسکے قائل ہین کہ اسی سے زیادہ سورے مکہ مین نازل
ہوئی وہ سب موخر کر دی گئی اور جو سورے مدینہ مین آئی وہ مقدم کر دی گئی۔
آپ ہی کے علما اسکو بھی لکھتے ہین کہ مکہ کی آیتین مدینہ کی سورتون مین ملا دی گئیں اور مدینہ
کی آیتین مکی سورتون مین ڈال دی گئین۔
ضروری سوال اگر پیدا ہوتا ہے تو علمائے اہلسنت کے بیان پر نہ علمائے شیعہ کی تقریر پر کہ وہ لوگ
تو ان سب امور کو آپکے علما و رواۃ کی جہالت سے جانتے ہین ہمکو تو قرآن پر عمل کرنا ہے اوس سے
ہدایت لینا ہے وہ بہر طور حاصل ہے کیونکہ قرآن نہ کوئی تاریخ کی کتاب ہے کہ اوسمین تسلسل واقعات
ضروری ہو۔ نہ علم نحو کی کتاب ہے کہ مرفوعات مقدم ہو منصوبات پر۔ نہ فقہ کی کتاب ہے کہ
اوسمین طہارت، صلوٰۃ کے تقدیم کی ضرورت ہو۔ بلکہ قرآن منجانب اللہ معجزہ دائمہ رسول
اللہ دیا گیا ہے جو ایک تہین ہزار طرح سے تم تبدیل کرو وہ اپنا کام کریگا ہدایت اوسکا خاصہ ہی
(۱) اگر آپ معجزہ قرآن کے قائل ہین تو اسکو بھی معجزہ سمجھیے کہ اور کتابون کی ترتیب الٹ پلٹ
سے مطلب خبط ہوتا ہے مگر قرآن وہ معجزہ کاملہ ہے کہ اوسمین کسی طرح یہ خرابی نہین ہوئی۔
(۲) قرآن مین ترتیب کا لحاظ ہی نہین کیا گیا ہے۔ بلکہ جس وقت جس بات کی ضرورت ہوتی
تھی اوسکے مطابق قرآن نازل ہوتا تھا۔
اسی سے معلوم ہوا یہ اوس قادر مطلق کا کلام ہے جسمین اس طرح کی بے ترتیبی سے کہین نقص نہین آیا
(۳) ہان انسانی کلام مین ضرور ہوتا ہے مگر خدائی کلام میں ایسا نہین ہوتا۔ دیکھو جہان
پھول ہوتا ہے وہان کانٹا بھی ہوتا ہے جہان تریاق ہوتا ہے وہان زہر بھی ہوتا ہے عجیب
قدرت کاملہ اوسکی ہے۔

(۴) انسانی ترتیب بدلنے والے مین ایسے خرابی ہو سکتی ہے مگر جو کلام معجزہ ہے اوسمین نہین ہو سکتا۔

(۵) یہ آپکا عقیدہ ہے جو آپ صحابہ کو خدا سے بڑھکر فصیح بلیغ مانتے ہین اور عثمان کے قول ان فی القرآن لحناً سیقیمہ العرب پر ایمان لاتے ہین کہ قرآن مین غلطی ہے جسکو عرب اپنی زبان سے درست کر لینگے۔

(۶) آپکی روایات صحیحہ سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے مگر چونکہ خدا نے اس قرآن کو ہر طرح معجزہ بنایا ہے لہذا مقصود مین فرق نہین ہوتا اور ہر آیت قابل ایمان ہے۔

(۷) اب اس سے بڑھکر دلیل تحدی کیا ہو سکتی ہے کہ تمام کلام انسانی کے خلاف اسکی ترتیب اور اسکی وضع ہے کہ اسطرح کے تغیرات سے بھی اوسکی غرض مین خرابی نہین لازم آتی۔

اگر قرآن کی یہی حالت ہوتی کہ اوسکی ترتیب کے تغیر سے مثل سائر کلام فصحائے مطلب خبط ہو جاتا تو پھر قرآن مین اور کلام دیگر فصحا مین کیا فرق رہتا اسکو بھی خصوصیات اعجاز قرآن سے سمجھئے کہ ہزارون قسم کے تغیرات و تبدیلات سے اسکی اصلی غرض نہ آجتک فوت ہوئی نہ قیامت تک فوت ہوگی۔

آپ تردد نہ فرمائین مین بہت جلد چند آیتونکو بلکہ چند سورونکو اولٹ پلٹ کر بتا دونگا کہ اوس سے قرآن کے اعجاز مین فرق نہین آیا۔

افسوس ہے کہ آپکو سب باتین معلوم ہین اور والشمس نے بہت اچھی طرح آفتابی کیا۔ مگر آپ صرف محبت شیخین مین آفتاب پر خاک ڈالکر حق کو چھپایا چاہتے ہین حالانکہ قرآن وہ معجزہ ہے کہ بجز ائمہ اطہار کوئی اسکے نکات کو سمجھا ہے نہ قیامت تک سمجھے گا

مولوی عبد الشکور صاحب کی تقریر کا جواب مولوی محمد سجاد صاحب نے بھی لکھا تھا جسکا جواب مولوی عبد الشکور سے نہو سکا لہذا اوس تقریر کی ضرورت نہین کیونکہ خود صاحب رسالہ لکھتے ہین "اس مضمون کا جواب مولانا عبد الشکور صاحب دینے کے لئے ہر طرح سے تیار و آمادہ تھے مگر مینے خود روک دیا اور لینا نہین چاہا اگر ضرورت ہوگی اور مین ضرورت سمجھونگا تو پھر دریافت کرونگا" جس سے معلوم ہوا کہ جواب نہین دیا گیا حالانکہ اگر مولوی عبد الشکور صاحب ایمانداری کے ساتھ

اب بھی جواب دینا چاہیں تو قیامت تک ممکن نہیں۔ ہاں پنڈت جی نے اگر روک دیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم آپکو چھ مہینہ کی مہلت دیتے ہیں کہ اس تقریر کا جواب ایمانداری سے لکھئے۔ مگر الشمس کو دیکھکر لکھیے گا کہ ایسا نہ ہو آپکی تقریر کے جواب میں صفحات الشمس کا حوالہ دینا پڑے جسکے نام سے آپ پر غشی طاری ہوتی ہے۔

تقریر تو یہیں تمام ہوئی کہ میر محمد سجاد صاحب کی آخری تقریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا جس سے شیعوں کی کامیابی بدیہی تھی مگر اسکے بعد لکھتے ہیں

جناب پنڈت صاحب کے استفسار پر جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ (۱) میں شیعوں کی کتاب سے قرآن میں کمی بیشی تغیر تبدل ترتیب کی الٹ پلٹ کا ثبوت دیسکتا ہوں اور کتاب احتجاج کی عبارت پیش کی۔ مولوی سید محمد سجاد صاحب نے فرمایا جن کتابوں کو آپنے پیش کیا ہے جبتک اسکا رد نہو ہم احتجاج طبرسی کے جواب دینے کے مستحق نہیں ہیں پھر جواباً فرمایا کہ اصول کافی شیعوں کی معتبر کتاب ہے۔ جناب مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ یہی کتاب اصول کافی میں ہے کہ یہ آیہ اس طرح اتری تھی وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فِي وِلَايَةِ عَلِيٍّ وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهٖ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ قرآن موجودہ میں یہ آیت اس طرح ہے وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ فی ولایۃ علی والائمہ من بعدہ قرآن مجید میں یہاں نہیں ہے۔

الجواب یہی اصل جان ہے مولوی عبد الشکور صاحب کی کل کارروائیوں کی لہذا اس جواب کو بغور ملاحظہ کریں

(۱) کمی بیشی کا مضمون تو روایات فریقین میں ہے مگر روایات شیعہ میں کمی بیشی اس طرح ہے کہ ایک سورہ کی آیتیں کم ہو کر دوسری سوروں میں داخل ہو گئیں جس وجہ سے بہر صورت قرآن ہی رہا۔ بخلاف اہلسنت کہ وہ قائل ہیں۔

عمر صاحب کا کلام قرآن میں ہے۔ الفاظ زائد ہو گئے۔ الفاظ بدل گئے۔ اور کمی کا یہ حال ہے کہ پورا قرآن حضرت بھول گئے جو حصہ قرآن کا جاتا رہا۔ بہت سے سورے نکل گئے۔ بہت سے سوروں کی آیتیں کم ہو گئیں جیسا کہ الشمس کی مجلدات خمسہ میں بتصریح تمام مذکور ہے۔

(۲) بہت ٹھیک جواب ہے۔

(۳) اس حدیث سے تو نہ کسی طرح تحریف ثابت ہوتی ہے نہ تغیر و تبدل۔ بلکہ صرف اسقدر مطلب ہے
کہ یہ آیہ اس بارہ میں نازل ہوا۔ نہ یہ کہ تحریف ہو گئی کیونکہ الفاظ حدیث بہایت واضح ہین ومن
یطع اللہ ورسولہ آیہ قرآنی ہو اسکے بعد فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ تک تفسیر ہو۔ پھر فقد
فاز فوزاً عظیماً قرآن ہو۔ اسمین کہان بیان کیا گیا ہے کہ تحریف ہوئی یا یہ الفاظ نکال ڈالے گئے
بلکہ حضرت نے تفسیر اسکی بیان فرمائی ہے جسکا آپکو بھی اقرار ہے مگر یہان ایک پنڈت ناواقف کے
دھوکہ دینے کو آپ اس حدیث کو تحریف مین لا رہے ہین حالانکہ اخبار اہلحدیث مورخہ مارچ سنہ ۱۹۰۶
مضمون تفسیر شیعہ کا نمونہ منقول از النجم لکھنو مین ناقل ہین۔

"ناظرین۔ اصول کافی کی وہ ایک ان روایتوں پر توجہ فرماوین جو امام کی طرف منسوب کی
گئی ہین اور وہ قرآن کی تفسیر تین اہلبیت کے بارہ مین ھکذا انزلت یعنی یہ آیت اسی طرح
اتری ہے کہا گیا ہے"

اس قول کو مدیر اہلحدیث سے اسلئے نقل کیا ہو کہ مدیر نے النجم سے نقل کیا ہو تو مطابق شرط بخاری
یہ حدیث صحیح ہوئی۔

جس سے معلوم ہوا کہ خود یہ لوگ بھی اس حدیث سے یہی سمجھتے ہین کہ حضرت نے بادصفیکہ
ھکذا انزلت کہا مگر درحقیقت تفسیر مین فرمایا ہو نہ متعلق تحریف کہ یہان سے یہ الفاظ نکال دئے
گئے۔ جو آپ ایک ناواقف پنڈت کو یاد کرا رہے ہین۔

اب اسکے مقابل میں ہم اڈیٹر صاحب کو وہ صریحی روایتین اہلسنت کی دکھاتے ہین جن سے
قرآن مین تحریف ہونا متعلق اہلبیت طاہرین بدیہی طور پر ثابت ہو ملاحظہ ہو الشمس سنہ ۱۲۱
ص ۶۰۷ جلد ۲

درمنثور سیوطی مین ہو کہ حضرت ابن مسعود کہتے ہین ہم لوگ عہد رسول اللہ مین اسطرح پڑھتے
تھے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم
تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔

حالانکہ اب صرف ما انزل الیک رہ گیا ہو اِنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْن نکال دیا گیا۔

کفی اللہ المومنین القتال سے لعلی بن ابیطالب نکال دیا گیا غرض ہزارون شواہد

جواہرالشمس جلد ۲ وص ۳۰ میں تفصیل تمام مذکور ہے جس سے تمام عالم مطلع ہے۔
پھر لکھتے ہیں مولوی سید محمد سجاد صاحب نے فرمایا کہ ہم تمام شیعہ قرآن میں ہر قسم کی تحریف کے
قائل ہیں یعنی تغیر و تبدل و کمی بیشی سب ہے۔
مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا درمنثور اور کافی کی روایت میں بڑا فرق ہے۔ درمنثور سنیوں
کے مذہب میں ایسی معتبر کتاب نہیں ہے کہ جسمیں دلیل کی ضرورت نہو۔ دوسرا فرق سنیوں اور
شیعوں کی روایت میں یہ ہے کہ منافقوں (یعنی تینوں خلیفہ) نے قرآن جمع کیا۔
الجواب ہم سمجھتے ہیں یہاں بھی کچھ تحریف ہوئی ہے کیونکہ سوال وجواب میں ربط نہیں معلوم ہوتا
بہرحال مولوی عبدالشکور صاحب نے اپنے اس دعوی پر کہ کافی و درمنثور سیوطی میں بڑا فرق ہے
کوئی دلیل نہیں دیا۔ حالانکہ علامہ عبدالقادر بن شیخ بن عبداللہ العیدا وس نور سافر میں احوال
سیوطی میں لکھتے ہیں وحکی عنہ انہ قال رایت فی المنام کانی بین یدی النبی صلعم فذکرت
لہ کتابا شرعت فی تالیفہ فی الحدیث وھو جمع الجوامع فقلت لہ اقرا علیکم شیئاً
منہ فقال لی ھات یا شیخ الحدیث قال ھذہ البشری عندی اعظم من الدنیا
بحذافیرھا یہی روایت مقالید الاسانید ثعالبی میں بھی موجود ہے۔
کہ سیوطی کہتے ہیں ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ خدمت رسول میں حاضر ہوں تو حضرت سے
ایک کتاب کے بارہ میں عرض کیا کہ میں نے اوسکا تالیف کرنا شروع کیا ہے جسکا نام جمع الجوامع ہے۔ تو حضرت
سے عرض کیا اگر فرمائے تو کچھ میں اوس کتاب سے پڑھوں حضرت نے فرمایا ہاں لاؤ اے شیخ الحدیث
سیوطی کہتے ہیں یہ بشارت ہمارے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے۔
کیا مولوی عبدالشکور صاحب ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ یہ شخص یا اونکی کتاب معتبر نہیں
ہے وہ بھی بمقابلہ اصول کافی۔
پھر لکھتے ہیں۔ مولوی عبدالحسین صاحب نے فرمایا کہ قاضی حسین دیار بکری نے تاریخ خمیس
مطبوعہ مصر جلد دوم میں تسلیم کیا کہ خلیفہ ثالث نے قرآن کو جلا دیا۔
مولوی عبدالشکور صاحب نے جواب دیا کہ جو قرآن پہلے دو خلیفہ کے وقت میں جمع ہو چکا تھا اسکو
نہیں جلایا بلکہ اور دوسرے لوگوں کے جمع کئے ہوئے قرآن کہ جنمیں تفسیری الفاظ منسوخ آیتیں

اسکو نہین جلایا بلکہ اور دوسرے لوگون کے جمع کیے ہوے قرآن کو جنمین تفسیری الفاظ منسوخ آیتین لکھی ہوئی تھین اس خیال سے جلوایا کہ انکی وجہ سے آیندہ کوئی غلطی نہ پڑے۔ اور اس صحیح قرآن کی سات نقلین کراکر اسلامی سلطنت کے تمام اطراف مین روانہ کردین۔ یہ مضمون ہمارے یہان کتاب اتقان مین ہے۔

اصلاح

کسقدر حیرت خیز ہے یہ شخص کہ کبھی سچ کہنے کا نام ہی نہین جانتا مسلمانونکو تو فریب دیتے ہی تھے اب اپنے گرو پنڈت جی کو بھی وہ فقرہ دے رہے ہین کہ ہمیشہ یاد کرین۔ کہتے ہین کہ جو قرآن پہلے دو خلیفہ کے وقت مین جمع ہوچکا تھا اسکو نہین جلایا" کیونکہ یہان تو اسکی بحث ہی نہین کہ کس قرآن کو جلایا کس کو نہین جلایا۔ بلکہ بحث تو اس قدر ہے کہ عثمان نے قرآن کے بہت سے نسخونکو جلایا جسکو صاف صاف آپ نہین مانتے۔ اور یہ فرماتے ہین کہ دو خلیفہ کے وقت مین جو جمع ہوا تھا وہ نہین جلایا گیا۔ مگر اسکو نہین بتاتے کہ وہ قرآن کیون نہ جلایا گیا۔

فتح الباری مین ہے فارسل عثمان فطلبها فابت حتی عاهدها لیردنها الیها فنسخ منها ثم ردها فلم تزل عندها حتی ارسل مروان فاخذها وحرقها۔

عن ابن شہاب قال اخبرنی سالم بن عبد اللہ بن عمر قال کان مروان یرسل الی حفصة حین کان امیر المدینة من جهة معاویة یسالها الصحف التی کتب منها القرآن فتابی ان تعطیه قال سالم فلما توفیت حفصة ورجعنا من دفنها ارسل مروان بالعزیمة الی عبد اللہ بن عمر لیرسلن الیه تلك الصحف فارسل بها الیه عبد اللہ بن عمر فامر بها مروان فشققت ص ۱۲ جلد ۹

یعنی عثمان نے حفصہ سے اوس قرآن کو مانگا جسے ابو بکر و عمر نے جمع کیا تھا تو حفصہ نے انکار کیا جب عثمان نے اسکا معاہدہ کیا کہ بعد نقل مزور واپس دینگے تب حفصہ نے وہ قرآن دیا۔ جو بعد نقل واپس کیا گیا تو برابر وہ حفصہ کے پاس رہا یہانتک کہ مروان نے اون سے لیا اور جلا دیا۔

سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ مروان جب حاکم مدینہ ہوا منجانب معاویہ تو ہمیشہ

مطالبہ کرتا تھا مگر حفصہ دینے سے انکار کرتی تھین - یہانتک کہ جب حفصہ نے انتقال کیا اور ہم سب دفن سے فارغ ہو کر واپس آئے تو مروان نے بزور حکومت اوس قرآن کو عبداللہ بن عمر سے طلب کیا جسکو عبداللہ نے بھیجدیا تو مروان نے اسکو پھڑوا دیا!!

اب مولوی عبدالشکور صاحب فرمائین کہ اگر حضرت حفصہ عثمان صاحب کو دشمن قرآن اور قرآن کا جلانیوالا نہ جانتی تہین تو پھر کیا وجہ تھی کہ عثمان کے مانگنے پر وہ قرآن نہین دیتی تھین؟ جسپر معاہدہ کی نوبت آئی کہ عثمان نے معاہدہ کیا بعد کتابت ہم واپس کرینگے - پھر اڈیٹر صاحب کا یہ ارشاد کہ پہلے دو خلیفہ کے وقت مین جو قرآن جمع ہو چکا تھا اسکو نہین جلایا!! کیا وزن رکھتا ہے - کیونکہ آپ دیکھ رہے ہین اگر اوسکے جلانے کی نیت نہ تھی تو حفصہ نے کیون روکا اور عثمان کو معاہدہ کرنے کی نوبت کیون آئی -

کیا اس قرآن کی نسبت بھی اڈیٹر صاحب بھی کہینگے کہ جنمین تفسیری الفاظ منسوخ آیتین لکھی ہوئی تھین، حالانکہ خود اڈیٹر صاحب کہہ چکے ہین کہ حضرت عمر کی طولانی خلافت کا زمانہ اسکی تنقیح و تصحیح مین صرف ہوا تھا پھر اسکے جلوانے کی کیا وجہ تھی جسکو مروان نے اس زبردستی سے لیا کہ ابن عمر خواہر محترم کو ابھی دفن کرکے آئے ہین شاید کچھ کھایا پیا بھی نہ ہوگا کہ مروان کا پیادہ پہونچا اور بزور حکومت اوس قرآن کو لیا جسکے کتابت و صحت مین ابوبکر و عمر کی آخری عمرین صرف ہوئی تہین -

اڈیٹر صاحب بتائین آخر اوس قرآن مین کیا زہر ملگیا تھا یا بٹہ پڑ گیا تھا جسکو مروان نے اسطرح جلوایا -

اڈیٹر صاحب بس یہی آپکا مبلغ علم ہے کہ یہ سب صرف اتقان مین ہے کیا صحیح بخاری صحیح مسلم فتح الباری عمدۃ القاری مین نہین ہے - بہت بڑا بننا

..بجواب سوال جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب..

مولوی عبدالشکور صاحب نے فرمایا کہ اہلسنت یہ تو مانتے ہین کہ یہ قرآن جسقدر اترا تھا وہ کل نہین ہے بلکہ جو آیات منسوخ التلاوۃ ہو چکی تھین وہ اس قرآن مین نہین ہین - وہ رسول خدا کے وقت مین خود رسول اللہ صلعم نے بتلادی تھین - اہل سنت یہ کہتے ہین کہ جو کلام مجید رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم دیگئے تھے اسمین پھر آپکے بعد کوئی کمی بیشی نہین - چنانچہ جو روایتین حضرات شیعہ نے ہماری کتابون کی پیش کی ہین اُنمین بھی یہ مضمون موجود ہے -

الجواب واذا المنیۃ انشبت اظفارھا الفیت کل تمیمۃ لا تنفع - الحمد للہ کہ اس مناظرہ نے اونکے بہت سے اسرار کو کھول دیا جس سے وہ گریز کرتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ کھلے مگر اونکے حریف قوی دست نے اقرار کرا ہی چھوڑا - کیونکہ فرماتے ہین (۱) اہلسنت یہ تو مانتے ہین کہ یہ قرآن جسقدر را اوترا تہا وہ کل نہین "' پہر تحریف کے کیون نہین قائل ہوتے کیونکہ یہ بھی تو آپکی روایات سے ثابت ہے کہ جن لوگون کو پورا قرآن یاد تھا وہ سب مارے گئے اوسکے بعد قرآن جمع ہوا - عمر نے ایک آیہ کو پوچھا تو معلوم ہوا فلان صحابی کے پاس تھا جو جنگ یمامہ مارا گیا جسپر عمر نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا - پس جب آپ اسکو مانتے ہین کہ جسقدر اوترا تہا وہ سب یہ قرآن نہین ہے تو اب اختلاف کس بات کا ہے -

ہان صاحب براہ مہربانی فرمائے پنڈت صاحب جو آپنے تنقیح لکھوائی ہے - اوسکا دفعہ ۲ اسپر عائد ہوگا یا نہین یعنی "اگر قرآن مین حسب تصریح اڈیٹر صاحب کمی ہوئی تو سنیون نے کس دلیل سے یقین کیا کہ آیتون کے نکل جانے سے موجودہ آیتون کے معنی مین کوئی فرق نہین پیدا ہوا اور قرآن حالت موجودہ مین بھی قابل ایمان ہے "

دیکھیے اڈیٹر صاحب اس تنقیح کا کیا جواب دیتے ہین جبکہ اونہون نے مان لیا کہ قرآن جسقدر اوترا تھا وہ کل نہین تو ضرور ہی کمی ہوئی -

(۲) اڈیٹر صاحب اسکا بھی اقرار کرتے ہین بلکہ جو آیات منسوخ التلاوۃ ہو چکی تھین وہ اس قرآن مین "

مگر مجلدات الشمس مین نہایت تصریح سے بتایا گیا ہے کہ منسوخ التلاوۃ کوئی چیز نہین ہے نہ صدر اول مین اسکو کوئی جانتا تھا عمر ابن عمر بھی کہتے تھے قد ذھب قرآن کثیر

ہان جب سے امام بخاری کی حرمت تبدیل الفاظ کو صنعت ... دیا گیا ہے اوسی وقت سے صحابہ کے بھول چوک فروگذاشت کا نام منسوخ التلاوۃ رکہا گیا ہے ورنہ آپ الشمس جلد ۵ مین دیکھ چکے ہین کہ اگر خود رسول اللہ بھول جاتے تھے تو دوسرے صحابی کے یاد ...

آپکو یاد پڑ جاتا اور آپ اوسکی تلاوت فرماتے۔ مگر صحابی صاحب جو بھول جاتے تو اوس کو منسوخ التلاوۃ کا لقب ملتا کہ اب کوئی اوسکو قرآن ہی نہین کہہ سکتا کیونکہ جب خود صحابی ہی کو بھول گیا تو اب کہاں سے آئے۔

(۳) اڈیٹر صاحب یہ بھی لکھتے ہین "وہ رسول خدا کے وقت مین خود رسول اللہ نے بتلا دی تغیر جسنے رہا سہا وجود مذہب اہلسنت کا اوکہاڑ پھینکا کیونکہ اگر اڈیٹر صاحب سچے ہین یا دنیا مین کوئی سنی خواہ حنفی ہو یا وہابی اسکو ثابت کردے۔ کہ رسول اللہ نے کسی آیہ کی نسبت یہ فرمایا ہو کہ یہ منسوخ التلاوۃ ہے یا کسی صحابی نے بھی اس لفظ منسوخ التلاوۃ کو اپنی زبان پر جاری کیا ہو" تو مین آپکو دوسو روپیہ انعام دیتا ہون۔

جب سے الشمس جاری ہے اوسوقت سے اسکی کوشش ہو رہی ہے کہ آپ کبھی بھی اقرار کرتے کہ جو آیتین منسوخ التلاوۃ کہی جاتی ہین اونکو رسول اللہ نے بتا دیا تھا مگر آجتک آپنے اس کا دعویٰ بھی نہین کیا۔ اس زبانی مناظرہ کی برکت ہے جو آپنے اسکا اقرار کیا لہذا ایک روایت ہی ایسی لائے جسمین حضرت نے کسی آیہ کی نسبت فرمایا ہو کہ یہ منسوخ التلاوۃ ہے۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

حالانکہ خود اڈیٹر صاحب بجواب مولوی عبدالرحیم صاحب اپنے اخبار مورخہ ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۳۳ھ مین لکھ چکے ہین "نسخ تلاوت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ تمام مفسرین کا اسپر اجماع ہے کچھ حصہ آیات قرآنیہ کا منسوخ التلاوۃ ہو گیا ہے یہ مسئلہ کوئی اجتہادی اور عقلی نہین ہے۔ پس ضرور ہے کہ اس مسئلہ کو اونہون نے سلف صالحین سے حاصل کیا ہے"

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ حضرت کی کوئی حدیث اس بارہ مین نہین ہے جس سے مفسرین کے اتفاق سے آپنے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ ضرور سلف صالحین سے حاصل کیا ہوگا۔ اور یہان آپ یہ ترقی فرما رہے ہین کہ ایک ہندو پنڈت کے سامنے کہہ رہے ہین رسول اللہ نے خود بتلا دی نہین تو"

(۴) اڈیٹر صاحب لکھتے ہین اہلسنت یہ کہتے ہین کہ جو کلام مجید رسول خدا خود دے گئے تھے۔ اسمین پھر آپکے بعد کوئی کمی بیشی نہین ہوئی"

مگر یہ ایسا دعوی ہے کہ آجتک کسی سنی عالم نے بھی نہین دعوی کیا کیونکہ رسول اللہ نے تو کبھی قرآن کو تنہا دیا ہی نہین۔ بلکہ جب فرمایا تو انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی تو یہ آپکا پہلا افترا ہے کہ تنہا کلام اللہ دینے کو حضرت کی طرف منسوب کرتے ہین۔

دوسرے آپ ایک ہندو پنڈت ناواقف شخص کو بالکل دھوکا دے رہے ہین کہ اوس سے کہہ رہے ہین جو کلام مجید رسولخدا دیگئے تھے" جس سے ہر شخص یہی سمجھیگا کہ جسطرح عام کتابین مرتب ہوتی ہین۔ خواہ مسودہ ہو یا صاف شدہ اوسی طرح قرآن بھی عہد رسول اللہ مین ایک مجموعہ مرتب تھا جسے حضرت امت کو دیگئے۔ حالانکہ یہ ایسا دعوی ہے کہ آجتک کسی ذی علم سنی سے نہو سکا نہ ہو سکتا ہے۔

آپنے محض ایک ہندو ناواقف کو دھوکا دینے کیلئے ایسا جملہ کہا کہ حضرت کلام اللہ دیگئے جسکا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ قرآن مرتب و مکتوب دیگئے۔ حالانکہ یہ ایسا دروغ بیفروغ ہے جسپر تنبیہ کی بھی ضرورت نہین۔

لالہ ہنسراج جی پرنسپل آریہ کالج نے ایک مضمون لکھا تھا "اسلام کی اشاعت کیونکر ہوئی" اس مضمون کو مولوی ثناءاللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے بھی ۱۱ جلد ۷ مین نقل کیا ہے۔ اور اوسکا کچھ جواب دیا ہے۔ چنانچہ لالہ صاحب موصوف لکھتے ہین" قرآن کی ترتیب حضرت محمد جب تک زندہ رہے وہ کہتے تھے مجھپر وحی نازل ہوتی ہے۔ انکا دستور تھا کہ جو وحی نازل ہوتی اسے کسی تختی یا ہڈی پر لکھکر ایک صندوق مین بند کر دیتے۔ انکے انتقال پر اس صندوق کو کھولا گیا اور ان تختیون اور ہڈیون کی نقل اوتار کر انہین کتاب کی شکل مین مرتب کیا گیا۔"

اس تحریر پر اڈیٹر صاحب اہلحدیث نوٹ دیتے ہین" اسلامی تاریخ مین تو اس صندوق کا کہین پتہ نہین۔ ہان پتہ ہے تو یہ ہے کہ اصحاب کے سینون مین وہ قرآن جمع تھا کیونکہ حافظ تھے کیا آریہ سماجی ہین اوس صندوق کا پتہ دینگے" مورخہ ۱۲ اگست

اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لالہ ہنسراج جی کا اصلی دعوی تو یہ نہین تھا کہ حقیقت مین کوئی آہنی صندوق تھا یا چوبی۔ بلکہ کوئی ایسا مقام محفوظ تھا جسمین وہ پرزے اور ہڈیان جمع رہتین کیونکہ اڈیٹر صاحب کا اعتراض غالباً لفظ صندوق پر ہے جس سے نزاع

لفظی ہوجائے۔ بلکہ وہ تو صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ جو کچھ تھا وہ صحابہ کے سینوں میں قرآن جمع تھا کیونکہ حافظ تھے۔ یعنی نوشتہ وغیرہ کچھ نہ تھا بلکہ جو لوگوں کو یاد تھا وہی قرآن تھا۔"

پھر اڈیٹر صاحب النجم کا یہ دعوی کہ جو کلام مجید رسول اللہ خود دے گئے تھے، کیا وزن رکھ سکتا ہے جبکہ معلوم ہوا نہ کوئی کتاب مرتب تھی۔ نہ کوئی نوشتہ تھا۔ بلکہ متفرق طور پر صحابہ کو یاد تھا۔

(۵) یہ دعوی تو سب سے زیادہ عجیب ہے کہ پھر آپکے بعد کمی بیشی نہیں ہوئی" کیونکہ جب حضرت کے عہد مبارک تک وہ نہ مرتب ہو تھا نہ لکھا گیا تھا نہ جمع کیا گیا تھا تو اوسمیں کمی بیشی تو ممکن ہے نہ یہی کیونکہ بروایت فریقین جو کچھ نازل ہوتا تھا جناب امیر سے حضرت لکھوا دیتے تھے چنانچہ بعد وفات رسول اللہ جناب امیر نے سب سے پہلے یہی کام کیا کہ دو تین روز میں پورا قرآن لکھ لائے کیونکہ عہد رسول اللہ کا نوشتہ تمام وکمال مرتب موجود تھا صرف نقل کرنا یا ایک ترتیب سے لگا دینا باقی تھا جسکو جناب امیر نے بلا کسی مزید محنت و وقت کے انجام دیا۔ اور بروایات صحیحہ متواترہ اہلسنت وہ ہڈی خرما کی چھال ٹھکریوں پر کچھ نوشتہ تھا جسکے جمع کرنیکو زید بن ثابت پہاڑ کی نقل سے بھی مشکل جانتے تھے کچھ اون نوشتوں سے کچھ لوگوں کی یاد سے قرآن جمع کیا گیا۔

اور بتحقیق مولوی ثناء اللہ صاحب صرف صحابہ کی یادداشت سے لکھا گیا نوشتہ وغیرہ کچھ نہ تھا۔ تو یہ دعوی کہ "آپکے بعد کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی" کس درجہ کا صریح اور سفید جھوٹھ ہے۔ کیونکہ عام طور سے کمی بیشی تو اوسیوقت ہوتی ہے جب کوئی چیز جمع کی جاتی ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب والی مثال سے سمجھو کہ ایک شاعر نے کوئی غزل کہی یا قصیدہ کہا اوسکو کسی کاغذ پر یا کسی کتاب کی پشت پر لکھدیا اوسوقت تو اوسمیں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ طبیعت کی آمد کا وقت ہے۔ ہاں جب وہ خود جمع کرنے لگا یا اوسکے کسی شاگرد نے جمع کرنا چاہا۔ تو اوسوقت البتہ کچھ اوراق یا اشعار تو ملینگے نہیں کیونکہ متفرق طور پر لکھا گیا تھا۔ کچھ ملینگے تو غیر مسلسل کہ نہ معلوم ہوگا اسمیں کون مقدم ہے کون موخر کچھ پر نظر ثانی کرکے خود یا اوسکا شاگرد دردی کرکے اوسکو پھینکدیگا اور باقی کو ترتیب دیگا۔

اب ہم کہانتک آپکے ساتھ دماغ سوزی کریں کیونکہ ہزاروں شواہد و دلائل ہر بات کے اسمیں مرقوم ہو چکے ہیں یہاں پھر ایک روایت لکھدی جاتی ہے اتقان جلد ۲ صفحہ ۲۰ میں ہے

عن حمیدہ بنت ابی یونس قالت قرء علیّ ابیّ وھو ابن ثمانین سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول قالت قبل ان یغیر عثمان المصاحف

یعنی ابی بن کعب نے مصحف عائشہ سے اسطرح تلاوت کی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وعلی الذین یصلون الصفوف الاول (یہ خط کشیدہ عبارت اب قرآن مین نہین ہے) کہا حمیدہ نے کہ یہ واقعہ اوسوقت کا ہے کہ جب تک عثمان نے مصاحف مین تغیر نہین دیا تھا۔

ہمارا مطلب اسی فقرہ سے ہے جو تکذیب مخاطب کیلئے کافی ہے کیونکہ آپکا دعوی ہے بعد رسول اللہ کوئی کمی بیشی نہین ہوئی، حالانکہ یہ روایت باواز بلند کہہ رہی ہے کہ عثمان نے اوسمین پورا تغیر دیا

پھر اپنی وہ تحریر ملاحظہ فرمائے جو بجواب مولوی عبدالرحیم صاحب مورخہ ۲ جمادی الاخرۃ ۱۳۲۵ھ مین لکھا تھا "عہد فاروقی مین جو اہتمام قرآن کے ساتھ کیا گیا۔ وہ اظہر من الشمس ہے خود حضرت فاروق اعظم کا برسون اسکی تصحیح مین مشغول رہنا اور جہان کہین ذرا سا بھی شبہہ ہوا اسمین صحابہ سے مناظرہ کرنا اور جو بات اس سے نظر تحقیق کے بعد ثابت ہوئی ہو اوسکو درج مصحف کرنا"

کیون صاحب اس پنڈت کے سامنے تو آپ یہ کہہ رہے ہین "کوئی کمی بیشی نہین ہوئی" اور وہان اپنے ہم مذہب کے سامنے اقرار کر چکے ہین کہ عمر برسون اسکی صحت مین مشغول رہے اور جو بات ایسی بے نظیر تحقیق سے ثابت ہوئی اوسکو درج مصحف کیا"

پھر بتائیے آپ کس مذہب کے آدمی ہین اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی تلاوت بیجا تو نہین ہے۔

۲۹ جون کی کارروائی تو تمام ہوئی ۔۔ ۳۰ جون کی کارروائی جو صاحب رسالہ لکھتے ہین حسب ذیل ہے

۳۰ جون ۱۹۰۸ء

تنقیحات جو پنڈت صاحب نے فریقین کی بحث سنکر قایم کین

(۱) جبکہ یہ بات قطعی ہے کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا حضرات خلفاء ثلثہ کا ہے اور انہین کے ہاتھ سے امت محمدیہ کو ملا ہے۔ اور خلفاء ثلثہ شیعون کے نزدیک کافر اور دشمن اسلام تھے۔ پس شیعون نے کس دلیل سے

...خلفاء ثلثہ نے جمع کرنے مین کوئی خیانت نہین کی یعنی کچھ کمی بیشی ادل بدل نہین کیا بعد رسول اللہ کے۔

(۲) قرآن کی ترتیب آیتون اور سورتون کے بدل جانیکا شیعونکا اقرار ہو لہذا شیعون نے کس دلیل سے یقین کیا کہ ترتیب کے بدل جانے سے قرآن کے اصل مقصد مین کوئی فرق نہین آیا اور فصاحت و بلاغت مین کوئی خرابی نہین ہوئی۔

(۳) اگر قرآن مین کمی بیشی ہوئی ہے تو شیعون نے کس دلیل سے یقین کیا کہ آیتون کے نکل جانے اور بڑھ جانے سے موجودہ آیتون کے معنون مین کوئی فرق نہین پیدا ہوا اور قرآن حالت موجودہ مین بھی قابل ایمان ہے فقط

ان باتون کا جواب انشاء اللہ ضروری دونگا - یہ تنقیحات میری بحث سے پیدا ہوئین مجھے تسلیم ہے

عبد الحسین محمد عبد الشکور

جناب مولوی صاحب - تسلیم-

مین بہت افسوس کرتا ہون کہ باوجود اسکے کہ فریقین کے سامنے میری نکالی ہوئی تنقیحون پر آج کے دن بحث طے ہو گئی تھی - آپ اپنے دستخط اُسکی منظوری پر کر گئے تھے، اور اپنے قلم سے یہ عبارت لکھ گئے تھے کہ ان تنقیحون کا جواب دینا میرے ذمہ ضروری ہو اور مین تاریخ و وقت مقررہ پر آؤنگا لیکن آپ تشریف نہ لائے - اور صرف ایک تحریر آپنے بھیجدی - مین نے مولوی عبد الشکور صاحب سے جو حسب وعدہ آچکے تھے اُس تحریر کا جواب لے لیا لہذا اب مین اس بحث کو بالکل ختم کرتا ہون

جگت پرشاد شاستری ۲ جولائی ۱۹۱۰

اصلاح - اگر یہ شخص مسلمان ہوتا یا کچھ بھی درد اسلام دل مین ہوتا تو ایک غیر مذہب کے سامنے جبکہ تمام آریہ مخالفت قرآن پر تلے ہوئے تنقید القرآن قرآن جدید وغیرہ لکھ رہے ہین - ایسی تقریر نہ کرتا جس سے اوسکو ایسی تنقیحین قایم کرنی پڑین بلکہ حسب تحریر مرزا عبد الحسین صاحب جو اخبار اثنا عشری مین چھپ چکی ہو معلوم ہوتا ہو کہ خود ایڈیٹر صاحب نے یہ تنقیحین لکھوائی ہین - بلکہ خود اپنی دستخط مین لکھدی ہین - یہ تنقیحات میری بحث سے پیدا ہوئین مجھے تسلیم ہے -

بہرحال چونکہ پنڈت صاحب تو ایک ناواقف شخص ہین اور یہ ساری کارروائی اڈیٹر

صاحب کی ہو جسکا اقرار بھی کیا لہذا اس جواب کے مخاطب بھی وہی ہین یا پنڈت بھی اگر کچھ صاحب فہم ہونگے جسکے بعد امید ہو کہ حسب طرح الشمس سے وہ فرار کرتے ہین۔ اس مناظرہ سے بھی شرمائینگے۔

تنقیح اول۔ افسوس کہ یہ تنقیح نہ مرزا عبد الحسین صاحب کی کسی کلام سے پیدا ہوتی ہو نہ محمد سجاد صاحب کی تقریر سے بلکہ سبکا دارومدار اوڈیٹر النجم کی تقریر پر ہو۔ بہر نہ معلوم یہ کیونکر کہا گیا "فریقین کی بحث سنکر قایم کین"، بہرحال یہ امر محض غلط ہو کہ قرآن کو خلفاء ثلثہ نے جمع کیا ہو یا کسی قسم کی مشارکت اسکے کسی امر مین کی ہو۔ کیونکہ ابوبکر عمر تو اولاً مانع کتابت ہی رہے زید کے اصرار پر اجازت بھی ملی تو زید کے ساتھ عمر بھی در مسجد پر آیند و روندسے پوچھا کرتے کہ قرآن کچھ تمھارے پاس بھی ہو یہی نوشتہ عہد ابوبکر و عمر مین رہا جسمین عمر برابر اصلاح دیا کرتے۔ اور اوسی نوشتہ سے بعہد عثمان قرآن جمع کیا گیا۔ مگر مروان نے اوس نوشتہ کو بھی ابن عمر سے لیکر جلوا دیا۔ دیہ کہنا کہ یہ قرآن جمع کیا ہوا حضرات خلفاء ثلثہ کا ہو محض غلط اور مصداق لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہو ہاں جسطرح لارڈ کجر بہادر جنرل شاگرد خالد بن ولید کے عہد مین بہت سا قرآن چھپا اور لکھا گیا اوسی طرح عہد ابوبکر و عمر مین بھی قرآن لکھا گیا۔ اور اگر کسی طرح کی مداخلت ابوبکر و عمر کو ہے تو صرف حکم کی کیونکہ تمامی اسلامی امور پر انکا قبضہ تھا انکے حکم کے بغیر کوئی کام نہین ہو سکتا تھا۔ لہذا رعایا کی عرضی پر حکم صادر ہوا کہ قرآن جمع کیا جائے۔

ورنہ تمامی عالم کو معلوم ہو قرآن مرتب و مکمل جناب امیر کے پاس تھا جسکو حضرت نے بعد دفن رسول جمع کیا اور خلفا و صحابہ کے پاس لائے مگر ابوبکر و عمر نے نہ لینے دیا۔

پس جبکہ قرآن نہ جمع کردہ ابوبکر و عمر ہے نہ امت محمدیہ کو اونکے ہاتھ سے ملا ہو کیونکہ اصلی قرآن تو جناب امیر کے پاس تہا اور متفرق حصے اوسکے تمامی اہل اسلام کے پاس موجود تھے۔ تو شیخین کو اوسمین کیا مداخلت ہوئی۔

لہذا جسطرح شیعونکا ایمان قرآن پر قبل رحلت رسول رہا اوسی طرح بعد رحلت رسول بھی رہا کیونکہ حفظ تو اوسوقت سبکو تھا۔

شیعہ۔ بلکہ سنی کو بھی اسکا یقین ہو کہ ان خائنین نے ہر قسم کی خیانت کرنی چاہی۔ مگر اس خیانت پر کامیاب نہو سکے کہ قرآن مین کچھ بڑھا سکین یا اوسکے الفاظ کو بدل سکین۔ کیونکہ یہ امکان سے

باہر تھا یا فی ـــ اور مقدم کو موخر کرنا فریقین کی روایات سے ثابت ہے جسکا منکر ہٹ دھرم ہے۔ پس یہ تنقیح ہی لغو ہے کیونکہ بحث خیانت وعدم خیانت کی نہین ہے بلکہ اسکی ہے کہ مولوی عبدالشکور صاحب نے دعوی کیا ہے شیعونکو قرآن پر ایمان نہین ہے تو اس تنقیح سے اس دعوی کیا لگاؤ ہے کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ خیانت شیخین مین اور ایمان بالقرآن مین لزوم ہے؟

تنقیح دوم۔ قرآن کی ترتیب آیتون اور سورتون کے بدل جانیکا اقرار فریقین کو ہے جس سے کوئی عالم علمای اہلسنت انسے انکار نہین کرسکتا (ملاحظہ ہو الشمس کی پانچ جلدین) لہذا صرف شیعونکی طرف اسکی نسبت بالکل غلط ہے۔

رہا یہ سوال کہ پھر قرآن کے مقصد مین کیون فرق نہین آیا۔ اسکا جواب اہلسنت نہین دیسکتے مگر شیعونکا جواب سابقاً مذکور ہوا کہ قرآن فی نفسہ کسی ترتیب خاص پر نازل ہی نہین ہوا اوس کا اسلوب اوسکی ترتیب تمام عالم کے کلام سے مغائر ومخالف ہے۔ لہذا ہم جس ترتیب سے عہد رسول اللہ مین اسکو پاتے تھے کہ بعض آیات باہم دگر مربوط ہین بعض نہین ہین۔ بلکہ اکثر نہین ہے اوسی انداز پر ہم آج بھی پاتے ہین۔ اور بجز اسکے کہ ادہر کی آیتین ادھر ہوگئی ہون جو سورہ مقدم تھا وہ موخر ہوگیا۔ یہانتک کہ منسوخ آیتین موخر ہوگئین اور ناسخ آیتین مقدم۔ اور کسی طرح اوسکے معنی مین یا مقصد مین فرق نہین آیا نہ فصاحت وبلاغت مین کوئی خرابی ہوئی۔ کیونکہ وہ تو خدائی قانون ہے۔ رسول اللہ کا معجزہ ترتیب کے اولٹنے پلٹنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس سے صرف خیانت ناقلین وکاتبین کی معلوم ہوتی ہے اور کچھ بھی نہین۔ با اینہمہ اس سے ایمان بالقرآن کیونکر باطل ہوا کیا ترتیب کے تغیر وتبدل کو عدم ایمان لازم ہے خدا رحم کرے۔

تنقیح سوم۔ اسکا یقین ہم ذیل کی مثالون سے ثابت کرتے ہین کہ جسطرح مولوی وحیدالزمان صاحب نے قارنوا زجنگ نے قرآن کے اون آیات کو جو ایک ایک مطلب سے متعلق ہوسکتی ہین اونکا باب باب علحدہ کرکے چھپوایا ہے۔ اوسیطرح دو ایک سورونمین تغیر وتبدیل دیکر ہم بتاتے ہین کہ اس تغیر سے قرآن کے مطلب مین کیا فرق آیا۔

ہم تمام عالم سنیونکو چیلنج دیتے ہین کہ وہ اس ترتیب پر غور کرین اور بتائین کہ اس تغیر سے قرآن کی فصاحت وبلاغت مین فرق آیا یا اوسکے معنی ومقصود مین؟

ہان پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جسکی صحت وسقم کا حال انکے اندرونی شہادت سے ہوسکے ۔ بلکہ جب دوسرا نسخہ اوس کتاب کا ہوتا ہے تو اوس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ نسخہ صحیح ہے یا نہیں ۔ قرآن کے لئے کوئی دوسرا نسخہ رکھا نہیں گیا جس سے مقابلہ و موازنہ کرکے ہم کسی نسخہ کی صحت وسقم کو جانچ سکیں ۔ لہذا صرف اندرونی شہادت سے کام لینا پڑیگا جسکے مطلب یہ ہین کہ اگر موجودہ قرآن غائب کردیا جاے اور جسطرح ہم نمونہ دکہا رہے ہیں رائج کیا جاے تو پہر مولوی عبدالشکور صاحب کے پدر بزرگوار کو بھی اسمین شک نہو گا کہ یہی اصلی قرآن ہے ۔

اب ذیل کے سورے بطور نمونہ ملاحظہ ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین ۔ الرحمن الرحیم ۔ مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قل ھو اللہ احد ۔ اللہ الصمد ۔ لم یلد ولم یولد ۔ ولم یکن لہ کفوا احد ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ۔ وما ادراک ما لیلۃ القدر ۔ لیلۃ القدر خیر من الف شھر تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر ۔

تحریفی سورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ رب العالمین ۔ مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین ۔

یا الحمد للہ الرحمن الرحیم ۔ ایاک نعبد وایاک نستعین تا بہ آخر

قل ھو اللہ احد ۔ لم یلد ولم یولد ۔ ولم یکن لہ کفوا احد

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ۔ ولیلۃ القدر خیر من الف شھر ۔ تنزل الملئکۃ فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی مطلع الفجر

یہ تین سورے بعد و متبرک خلفاے ثلثہ اسلئے ہمنے لکھے ہین کہ دیکھیں ہزارون علماے اہلسنت سے کون شخص ایسا ہوسکتا ہے جو بقاعدہ نحو و صرف یا بقاعدہ فصاحت و بلاغت

نہین بنقص نکال سکتا ہو یا اس ترتیب سے کسی سورہ کو مخل مطلب و مقصود باری قرار دیسکتا ہو
ہان ہم اسکا دعوی کرتے ہین کہ اگر کوئی صاحب علماء اہلسنت سے اسکا قصد کرین کہ الفاظ موجودہ
قرآن کو بدل سکین تو انشاء اللہ ہر طرح کی غلطی اونکی نکال دینگے کیونکہ یہ انسان کے امکان سے باہر ہے۔
ان تمثیلون سے اڈیٹر صاحب کو معلوم ہوا ہوگا کہ اگر بالفرض ہم تحریف قرآن کے بھی قائل ہون تو
قرآن کے معنی و مطلب و مقصد و غایت مین فرق نہین آسکتا۔

یہ کارروائی بھی ۳۰ جون کی ختم ہوئی کیونکہ پنڈت جی نے جو خط لکھا ہے ہمکو اوس سے کوئی مطلب نہین اسکی
بعد لکھتے ہین۔

۲ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء کارروائی مناظرہ

روبروی جناب پنڈت جلگت پرشاد صاحب شاستری نرک شروین بدایون سن انتخاب ہند

بتاریخ ۲۹ جون سنہ ۱۸۹۷ء مباحثہ کا دوسرا جلسہ قائم ہوا اور فریقین کے علما نے جمع ہوکر ہمارے روبرو بحث کی فریقین
کی بحث سننے سے ہمکو یہ معلوم ہوا کہ مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب کے دلیل دعوی کا منجانب حضرات شیعہ
کوئی جواب نہین ہوا۔

پھر تاریخ ۳۰ جون سنہ ۱۸۹۷ء فریقین کے علما میرے پاس تشریف لائے۔ مینے شیعونکے عالم سے کہا کہ چونکہ آپکی
طرف سے جہانتک مین نے غور کیا مولانا عبد الشکور صاحب کے دلیل کا کوئی جواب نہین دیا گیا۔ لہذا مین تین
تنقیحات قایم کرتا ہون جسکے جوابات آپکے ذمہ ضروری ہین اور اسکے لئے ۱ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء وقت ۷ بجے
صبح سے دس تک مقرر کرتا ہون۔ فریقین نے تنقیحات کو سنا اور منظور کیا اور دستخط کردئے جناب مولانا
مولوی عبد الحسین صاحب نے یہ عبارت لکھکر دستخط کئے (ان باتون کا جواب ضروری ہے انشاء اللہ دونگا) اور
جناب مولانا مولوی عبد الشکور صاحب نے یہ عبارت لکھکر دستخط کیے کہ یہ تنقیحات میری بحث سے پیدا ہوئی ہین مجھے
تسلیم ہین۔ چنانچہ آج تاریخ معینہ اور وقت مقررہ پر مولانا عبد الشکور صاحب تشریف لے آئے مگر حضرات شیعہ
کی طرف سے کوئی مولوی صاحب نہ آئے کچھ دیر انتظار کے بعد جناب مولوی مرزا بندہ رضا صاحب ساکن مفتی گنج
مولانا عبد الحسین صاحب کی ایک تحریر لیکر تشریف لائے وہ تحریر میرے سنی اور مسلک کارروائی ہذا کی
جناب پنڈت جلگت پرشاد صاحب دام اقبالہ۔ آپنے جو تنقیحات قائم کئے ہین اونکا جواب دیا جاتا ہے۔

تنقیح اول۔ یہ بات کہ قرآن جمع کیا ہوا خلفای ثلثہ کا ہے اور انھین کے ہاتھون سے امت محمدیہ کو ملا ہے۔

اور خلفاے ثلثہ شیعونکے نزدیک کافر اور دشمن اسلام تھے پس شیعون نے کس دلیل سے اس بات کا یقین کیا کہ خلفاے ثلثہ نے خیانت نہین کی جواب سابق کی تحریر سے جو دستخطی فریقین آپکے پاس موجود ہے جواب اسکا واضح ہے۔ کہ ضرور جمع کرنے والون نے خیانت کی۔ وہ حدیث جو صحیح بخاری اور تفسیر درمنثور مین ہے اُس سے یہ بات ظاہر ہے کہ کچھ لفظین قرآن سے گرا دیگئین[1] اور ترتیب بھی بدلی ہوئی ہے۔ ان کتابون کی عبارت بحوالہ صفحہ و سطر ہمارے جواب مین مذکور ہے اسکو سمجھنا چاہیئے۔

تنقیح دوم۔ قرآن کی ترتیب آیتون اور سورون کے بدل جانیکا شیعونکا اقرار ہے لہذا شیعون نے کس دلیل سے یقین کیا کہ قرآن کے اصلی مقصد مین فرق نہین آیا اور فصاحت و بلاغت مین کوئی خرابی نہین ہوئی **جواب اول** غیر علماء اہل تشیع اکثر علماء اہل سنت معترف ہین جیسا کہ حوالہ کتب معتبرہ انہین حضرات کے ظاہر ہے اور آپکے پاس موجود ہے۔ **جواب الجواب** مین مکرر پھر جواب دیا جاتا ہے کہ جو جواب[2] علما کی طرف سے مخالفین اسلام کو یہ حضرات عنایت کرینگے وہی شیعونکی طرف سے سمجھا جائیگا۔ **دوسرا جواب** یہ ہے کہ فصاحت مین فرق نہین آیا من حیث انہ کلام اللہ۔

تنقیح سوم۔ قرآن مین کمی بیشی ہوئی تو شیعون نے کس دلیل سے یقین کر لیا کہ آیتون کے نکل جانے اور بڑھ جانے سے موجودہ آیتون کے معنون مین کوئی فرق نہین پیدا ہوا۔ اور قرآن حالت موجودہ مین بھی قابل ایمان ہے **جواب** جب تک تحریف قرآن جو موضوع بحث ہے طے نہو جائے اوسوقت تک خارج از مبحث تقریر و تحریر فضول و عبث معلوم ہوتی ہے۔[3]

عبدالحسین بقلم خود

اب مین مناسب سمجھتا ہون کہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب اس تحریر کا جو کچھ جواب دینا چاہین دین بعد اسکے مینے جناب مولوی مرزا بندہ رضا صاحب سے کہا کہ آج اگلے دن شیعہ عالم صاحب کو ضرور آنا چاہیئے تھا کیونکہ یہ بات طے ہو چکی تھی اور اسپر دستخط ہو چکی تھی آج اُنکے نہ آنے سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اخبارون مین کیا چھپیگا اور

---

[1] آپکی پیش کردہ کسی روایت سے الفاظ قرآنی کے گرا دے جانیکا مضمون نہین نکلتا ایسی ہی باتون کی وجہ سے آپ جلسۂ مناظرہ سے روپوش ہو گئے ہین۔

[2] یہ آپ سے کب پوچھا گیا تھا کہ آپ مخالفین اسلام کو کیا جواب دینگے آپ سے تو یہ پوچھا گیا تھا کہ آپکو کس دلیل سے یقین حاصل ہوا کہ خلفای ثلثہ نے جمع قرآن مین خیانت نہین کی جسکے جواب مین آپنے خیانت کا اقرار کیا ہے

[3] طے تو ہو گیا اور آپنے تحریف کا اقرار کر لیا شاید طے ہونے سے انکا مطلب یہ ہے کہ اہل سنت کو بھی آپ اپنے ساتھ اس جرم مین شریک کرنا چاہتے ہین یہ بھی طے ہو جاتا مگر افسوس آپ تو گھر مین بیٹھ رہے۔

میں کیا کہونگا - اور آپ جیسے منصف میں کہ فریقین میں اقرارنامہ ہو جائے تب شیعہ عالم صاحب تشریف لاسکتے ہیں
اسکا جواب یہ ہے کہ شروع ہی میں یہ بات طے ہونی چاہیئے تھی جب اس مناظرہ کی ابتدا انکی جانب سے ہوئی تھی اور
جناب مولانا عبدالحسین صاحب نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ ہم کو حیدرآباد لیچلئے ہم اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن دام اقبالہم
کو بحث کر کے شیعہ بنا لینگے - اس بات کو سنکر مجھے نہایت تعجب ہوا کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ جو ایک
بڑی سلطنت کے مالک ہیں جنکی سلطنت میں ہر قسم کے اہل کمال اور ہر مذہب کے عالم موجود ہیں اور خود انکے مذہب کے
بھی بڑے بڑے عالم وہاں موجود ہیں اور وہ خود بھی تمام مذاہب کے عموماً اور اپنے مذہب کے خصوصاً وہ بہت بڑے عالم ہیں -
لہذا یہ ایک عجیب بات ہوگی کہ مولانا عبدالحسین صاحب وہاں تشریف لیجاکر اعلیٰ حضرت اور انکے مذہب کے تمام عالموں پر
فتح پائیں اور اعلیحضرت اور نیز دیگر علما کو اپنے مذہب میں لائیں میں نے اپنے اطمینان کے واسطے مناسب سمجھا کہ پہلے
یہاں مولوی عبدالحسین صاحب اور کسی سنی عالم سے بحث کرا کر دیکھ لوں جسمیں مجھے اس بات کا موقع ملے کہ آیا مولوی
عبدالحسین صاحب ایک ایسے عالموں کے مجمع میں کس درجے کے ثابت ہونگے - اب میں مولوی عبدالشکور صاحب کو
اجازت دیتا ہوں کہ وہ مولوی عبدالحسین صاحب کی تحریر کے متعلق جو کچھ چاہیں لکھیں چنانچہ مولوی عبدالشکور صاحب نے
حسب ذیل تقریر شروع کی -

تقریر مولوی عبدالشکور صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں مولانا عبدالحسین صاحب کی تحریر کا جواب ایک ایسے لائق جج کے سامنے جنکا لقب انتخاب ہند ہے ضروری نہیں
سمجھتا - لیکن انھیں کے فرمانے سے مختصراً کچھ عرض کرتا ہوں -

(۱) نہایت خوشی کی بات ہے کہ پہلی تنقیح کو جناب مولانا عبدالحسین صاحب نے لفظ بلفظ مان لیا لہذا میرا دعوی ثابت
ہو گیا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے (۲) باقی رہا یہ کہ تنقیح اول کے متعلق جناب مولانا موصوف نے
جو فرمایا ہے جو روایت صحیح بخاری اور تفسیر در منثور میں ہے اس سے بھی یہ بات ظاہر ہے کہ کچھ لفظیں قرآن سے گرا دی گئیں ہیں
اور ترتیب بھی بدلی ہوئی ہے (۳) میں لائق جج سے اس بات کا انصاف چاہتا ہوں کہ آیا سنیوں کی کتابوں کا اس موقع
پر پیش کرنا کہاں تک زیبا ہے (۴) کیا شیعوں نے اپنا مذہب سنیوں کی ان کتابوں سے بنایا ہے اگر ایسا نہیں ہے اور ضرور
نہیں ہے تو سنیوں کی کتابوں کا پیش کرنا ضرور بے موقع ہوگا (۵) کیونکہ انسے اسکی بابت سوال نہ تھا بلکہ انسے صرف
صرف انکے عقیدہ کی دلیل پوچھی گئی تھی (۶) قطع نظر اس سے میں بہت سچائی کے ساتھ کہتا ہوں کہ صحیح بخاری

تو ایک معتبر رتبہ کی کتاب ہے سینون کی کسی نہایت ادنے درجہ کی کتاب مین کمزور کمزور سے روایت بھی اس مضمون کی نہین ہے کہ کچھ لفظیں قرآن سے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرادی گئین اور ترتیب بھی اسکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترتیب کے خلاف کردی گئی ہین آرزو کرتا ہون کہ کاش علماء حضرات شیعہ بالمشافہہ مناظرہ مین کوئی اس قسم کی روایت اہلسنت کی پیش کرتے اور مجھسے اسکا جواب مانگتے ۔ مگر صد ہزار افسوس کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آرزو بھی میرے ساتھ دنیا سے جائیگی ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ ۔ سب سے آخر مین مین ایک نہایت ضروری بات کیطرف لائق جج کو متوجہ کرتا ہون اور یہ ہے کہ اسوقت بحث عقیدہ سے ہو رہی ہے نہ روایت سے ۔ روایت اور چیز ہے اور عقیدہ اور چیز ہے ۔ بہت سی روایتین اعلی درجہ کی صحت پر ہوتی ہین مگر عقیدہ اُنکے موافق نہین ہوتا جسکے وجوہ اصول حدیث کی کتابون مین لکھے ہوے ہین اس بات کو حضرات شیعہ کے علما بھی مانتے ہین اور وہ بھی فرماتے ہین کہ کچھ ضروری نہین ہے کہ ہر حدیث صحیح کے موافق عقیدہ بھی رکھا جائے بلکہ اُنہون نے تو یہانتک کہدیا کہ اصول کافی کی حدیثون مین بھی جو شیعہ مذہب مین سب سے بڑے پایہ کی کتاب ہے یہ بات موجود ہے چنانچہ حضرات شیعہ کے امام عالیمقام جناب ثقۃ الاسلام سید حامد حسین صاحب مرحوم استقصاء الافحام مجلد اول صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ مجمع البحرین لدھیانہ مین فرماتے ہین ہر حدیث صحیح جائز العمل ہم نیست چہ جائیکہ واجب العمل باشد نیز اسی صفحہ مین فرماتے ہین ضرور نیست کہ ہر روایت ثقۃ الاسلام و شیخ صدوق رضوان اللہ علیہما و مانند ایشان از قبیل القبول باشد نیز کتاب مذکور مجلد دوم کے صفحہ ۶۰۰ مین ہے کہ کسی کتاب کے معتبر ہونے سے یہ ضروری نہین کہ اُس کتاب کی سب باتین معتبر ہون الفاظ اُنکے یہ ہین تکذیب احتمال دوم باین عبارت مبنی بر آنست کہ اعتبار و اعتماد کتابے دلالت دارد بر آنکہ جمیع احادیث آن قابل احتجاج و استدلال است و ستر ابی از قبول احتجاج و استدلال بروایتی از روایات کتاب دلالت بر عدم اعتبار و اعتماد آن کتاب می کند ان عبارتون سے ظاہر ہے کہ عقیدہ مین اور روایت مین بڑا فرق ہے روایت اگرچہ کیسی ہی اعلی درجہ مین ہو کچھ ضروری نہین ہے کہ اسکے موافق عقیدہ بھی ہو ۔ پس اگر ہم فرض کرلین کہ جسطرح کوئی محال بات فرض کیجاتی ہے کہ سینون کی کسی روایت سے جناب مولانا عبد الحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہے تو بھی یہ بات نہ اُنکے لئے کچھ مفید نہ ہمارے لئے کچھ مضر ۔

اصلاح

(۱) یہ تقریر تو ایسی ہے کہ کوئی کہے مولوی عبد الشکور صاحب شیخین پر ایمان نہین رکھتے کیونکہ اونہون نے مان لیا شیخین کے آبا و اجداد کافر تھے لہذا میرا دعوی ثابت ہوگیا کہ انکا ایمان شیخین پر نہین ہے ۔

ارے صاحب خدا کیلئے یہ تو فرمائے کہ شیخین مین اور عدم ایمان قرآن مین کونسا لزوم ہے اور کس وجہ سے لزوم ہے

کیونکہ قرآن پر تو اسیقدر صرف اعتقاد کرنا چاہیئے کہ یہ منزل من اللہ ہے فقہ اکبر مین ہے والقرآن کلام اللہ غیر مخلوق وھو مکتوب فی مصاحفنا محفوظ فی قلوبنا مقروبالسنتنا مسموع باذاننا غیر حال فیھا۔

پس جب اصول تھی یہ اسیقدر اعتقاد ضروری ہے تو اقرار بتحریف سے کفر کیونکر لازم آسکتا ہے حالانکہ آپ کو معلوم ہے خود مخلوق و غیر مخلوق کی بحث قدیم سے چلی آتی ہے پھر یہ کہان سے ایجاد ہوا کہ "حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پہ نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے" حالانکہ ہم ثابت کر بیان کر آئے ہین کہ مطابق اصول اہل سنت نزول قرآن ہی مجمل ہے چہ جائیکہ اوسپر ایمان لایا جائے۔

(۶) افسوس اس تقریر مین صرف دادویرغر بادبے کہ صحیح بخاری و در منثور کی روایت کیون لائے حالانکہ لفظ احلی سے ہمی کا ساقط کرنا آیہ خاستمعوت ایسی صحیح اور واضح دلیل تحریف ہے کہ اوسکا کوئی جواب ہی نہین دیسکتے کیونکہ منسوخ التلاوۃ تو انکی یہان وہ آیات والفاظ ہین جو صحابہ کو بھول جائین اور یہ لفظ تو وہ ہے جو عثمان کے جمع کرنیکے بعد بھی قرآن مین موجود تھا جسکو بجبر تمام عثمان نے ابن مسعود سے لیکر جلایا تو اسکا نام غالبا محروق التلاوۃ مناسب ہوگا۔ مگر افسوس اڈیٹر صاحب اسکا کچھ جواب نہ دیسکے۔

(۷) ہان اگر لائق جج ہوتے تو وہ آپسے پوچھتے کہ خطاب مصحف عثمانی کے بارہ مین تو آپنے دعوی کیا تھا کہ اسکو شیعہ سنی دونون نے جامعین کی طرف منسوب کیا" مگر سند مین آپ صرف عبارت استقصاء الافحام لائے کہ مصحف عثمانی کہ حضرات اہلسنت از قرآن کامل اعتقاد کنند"

پس جس قاعدہ سے آپنے وہان استقصاء الافحام سے تنہا استدلال کیا۔ اوسی قاعدہ سے یہان صحیح بخاری و در منثور سے استدلال کیا گیا۔

حالانکہ یہان تو ابتدا سے شیعہ مناظر صرف کتب اہلسنت سے استدلال کر رہا ہے اور ایک حرف بھی اوسنے کبھی شیعہ کتب سے نہین پیش کیا۔ پھر یہان آپکا اسقدر واویلا کرنا صاف بتا رہا ہے کہ اس روایت صحیح بخاری و در منثور نے بدحواس کر دیا کہ بجز اسکے کہ اپنے لائق جج سے استغاثہ کیجیے اور کوئی چارہ نہین۔

(۱) شیعون نے تو نہ کوئی مذہب بنایا ہے نہ کوئی دین بلکہ خدا و رسول نے جو مذہب و دین انکے لئے بنایا اسپر وہ قائم ہین ہان جتنے اصول دین و فروع مذہب شیعہ مین وہ تمامتر کتب اہلسنت سے ثابت ہین اسلئے وہ ہر موقع پر کتب اہلسنت سے استخراج کر سکتے ہین۔ اور یہان تو تمامتر استدلال کا دار و مدار کتب اہل سنت پر ہے۔

(۱۰) افسوس آپکے کلام مین کہین اسکا اشارہ بھی نہین ہے کہ تم صرف کتب شیعہ سے بحث کرو۔ نہ اسکی کبھی تصریح کیگئی

کہ آپ صرف اپنا عقیدہ بیان کیجئے۔ افسوس اسقدر جلد آپ بدحواس ہو جاتے ہیں ؟

(۶) یہی دلیل ہے آپکے دروغ گوئی کی کہ آپ فرماتے ہیں بہت سچائی کے ساتھ کہتا ہوں۔ حالانکہ سب دیکھ رہے ہیں کہ بروایت درمنثور آیہ فما استمتعتم سے الی اجل مسمیٰ نکال دیا گیا اور بروایت بخاری سب سے پہلے سورہ اقرا نازل ہوا۔ اسپر بھی آپ یہی کہے جائیگا "سینوں کی کسی نہایت ادنی درجہ کی کتاب میں کمزور سے کمزور بھی روایت اس مضمون کی نہیں ہے کہ کچھ لفظیں قرآن سے بعد رسول اللہ کے گرا دی گئیں تا بہ آخر" تو پھر الی اجل مسمیٰ کیا ہوا سورہ اقرا جب سب سے پہلے نازل ہوا تو پھر اسقدر موخر کیوں کیا گیا کیا یہ بھی رسول اللہ کا کیا ہوا ہے۔

(۷) بڑے افسوس کی بات ہے کہ صدہا مرتبہ آپکی آواز پر لبیک کہی گئی کہ شرائط مناظرہ طے کیجئے۔ اڈیٹر الحدیث نے بھی لکھا مقام تبر بھی طرفین مقرر ہونا چاہیئے ملاحظہ ہو مورخہ ۱۲ اگست مگر آپ کبھی عوام الناس کے سامنے کبھی کسی پنڈت وسدو کے روبرو کہتے ہیں کہ مناظرہ زبانی ہوتا مگر کبھی پٹڑی پر نہیں چڑھتے لہذا اس قسم کی فضول باتیں تو چھوڑئے۔ اور یہ بتائے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

اڈیٹر صاحب الشمس کی پانچ نہیں ساڑھے چار جلدیں خاص انہیں بحثوں میں مرتب ہو چکی ہیں اونکا جواب کیوں نہیں دیتے جو ایک ناواقف پنڈت کے سامنے ڈینگ مارتے ہیں۔

اڈیٹر صاحب آئے لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے فیصلہ کیجئے کہ یہ دونو حدیثیں جو یہاں پیش کی گئیں ہیں وہ سقوط الفاظ اور تبدیل ترتیب پر دلالت کرتی ہیں یا نہیں ؟

(۸) افسوس کہ ہر جگہ یہ مغالطہ سے کام لے رہے ہیں خصوصاً اسوجہ سے کہ پنڈت ناواقف ملا ہے ورنہ یہ تقریر بھی بھلا اس قابل ہے کہ آپ کسی لائق شخص کے سامنے پیش کر سکتے۔ کیونکہ تقریر میں تو نہ لفظ عقیدہ ہے نہ لفظ روایت۔ بلکہ بحث اثبات وزارت خلفای ثلثہ سے فرار کر کے آپنے یہ فرمایا تھا "جناب پنڈت صاحب آپنے اس بات کا سمجھنا بھی چاہا تھا کہ شیعہ سنی میں اختلاف کیا ہے لہذا میں آپکو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ شیعہ وسنی کے درمیان اختلاف کیا ہے اصل اختلاف تو دو باتوں میں ہے اول یہ کہ اہلسنت قرآن مجید کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ نے جو قرآن اپنی امت کو دیا تھا وہ یہی ہے اور قرآن شریف پر حضرات شیعہ ایمان نہیں رکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ سب خرابیاں قرآن شریف میں رسول اللہ کے بعد ہوئیں "

لہٰذا اڈیٹر صاحب فرمائیں عقیدہ اور روایت کا فرق کس لفظ سے نکالا ہے مرزا عبدالحسین صاحب یا محمد سجاد

صاحب کی تقریر مین کہین بھی یہ لفظ آیا ہی جو آپ اس طرح دروغ گوئی کرتے ہین۔

(۹) افسوس اس تقریر مین اس قدر مغالطہ آپنے دیا ہی کہ اگر تفصیل کی جاے تو دو تین جز کا رسالہ خاص اسی بحث مین طیار ہو اور اختصار مین طول مخل ضروری ہے۔

آپ لکھتے ہین کہ صاحب استقصا فرماتے ہین حالانکہ یہ اونکا کلام نہین ہی بلکہ مولوی حیدر علی صاحب نے جو کلام صاحب قوانین نقل کیا تھا اوسکا خلاصہ اسطرح بتایا گیا چنانچہ اصل عبارت یہ ہی صاحب قوانین علی ما نقلہ المخاطب العظیمین انچہ فرمودہ ماحصلش آنست کہ ہر حدیث صحیح جائز العمل ہم نیست چہ جای آنکہ واجب العمل باشد" کیون صاحب اگر آپکا بچ ہندو نہ ہوتا کوئی پڑھا لکھا ایماندار مسلمان تو آپ ہی بتائیے آپکی اس کذب بیانی پر کیا نہ کرتا۔ کیا آپکے رخسار بھی حضرت ابوبکر کے رخسار سے نہ ہو جاتے ؟

آپ لکھتے ہین نیز اسی صفحہ مین فرماتے ہین ضرور نیست حالانکہ استقصا مین اسطرح ہی بلکہ ملخص کلام قدوۃ المحدثین و الفقہاء المتبحرین سید نورالدین وغیرہ از افاضل محققین باین عبارت میرسد کہ ضرور نیست کہ ہر روایت ثقۃ الاسلام تا آخر

حق یہ ہی کہ اڈیٹر صاحب نے محض ایک ناواقف پبلک دھوکہ دینے کیلئے یہ ہی فرمایا "مین آرزو کرتا ہون" جو خاص میری دلی تمنا ہی جسے زبردستی آپنے چھین لیا۔ ورنہ اگر مین اوسوقت رہتا تو استقصاء الافحام کے ایک ایک حرف کا مطلب اوسکو سمجھاتا اور آپکی کیا دی دکھاتا۔ مگر بمضمون لاتاسوا ما فاتکم اوسوقت کا منتظر ہون کہ کسی موقع پر ویسی ہی صورت بنے جو حضرت عتیق کی بنی تھی۔

اڈیٹر صاحب نے یہ تحریفین محض اس غرض سے کی ہین کہ اپنے پیرو ونکو اپنا تبحر دکھائین کہ ہم کتاب مستطاب استقصاء الافحام کا رد کر رہے ہین یا اس سے حسب خواہ استدلال کرتے ہین حالانکہ وہ اسکے لفظ کو بھی نہین سمجھ سکتے یا سمجھتے ہین تو سمجھ کر مغالطہ دیتے ہین اور قوم کو تباہ کیا چاہتے ہین کیونکہ اڈیٹر صاحب اس تقریر مین ظاہر کرتے ہین کہ یہ خاص عبارتین صاحب استقصا کی ہین یعنی یہی اونکی تحقیق ہی۔ حالانکہ صاحب استقصا نے کلام کو نقل حیدر علی سے خلاصہ کے طور پر بیان فرماتے ہین جسمین سے پہلا قول صاحب قوانین ہی دوسرا قول جناب سید نورالدین وغیرہ اعلی اللہ مقامہم

اصلیت اسکی یہ ہی کہ جناب سبحان علی خان صاحب مرحوم نے دہلی مین ضمناً یہ لکھا تھا کہ حنفی اکثر مخالف روایات صحیح بخاری عمل کرتے ہین تو جب وہ کتاب اصح الکتب بعد کتاب الباری ہے کہ ہر حدیث اوسکی بغیر سوال

صحیح ہو تو پھر اوسکی مخالفت کیونکر جائز ہو۔ یا اوسکے دعوی صحت سے دست بردار ہو جاؤ یا اوسپر عمل کرو

اسکا جواب مولوی حیدر علی صاحب نے منتہی الکلام جلد اول مین نووی وغیرہ سے نقل کرکے یہ دیا تہا کہ صحت حدیث و وجوب عمل مین لزوم نہین ہو سکتا ہی کہ حدیث صحیح بھی ہو اور جائز العمل بھی نہ ہو۔ اسکے بعد احادیث صحیح بخاری کی قدح شروع کی حالانکہ صفحہ ۱۹۴ مین اتفاق صحت کا دعوی کیا تہا۔

اسکے بعد کتب شیعہ سے مثل قوانین وغیرہ سے بھی اپنے دعوی کی تائید کرنی چاہی کہ علماء شیعہ بھی اسکے قائل ہین اسی تقریر کے جواب مین جناب علامہ صاحب استقصاء الافحام اعلی اللہ مقامہ نے یہ لکھا کہ ہر ایک شخص کے علامہ طلام کو کب مطلب سمجھایا۔ اوڈیٹر صاحب نے اون عبارات کو جو صحیح (کلام دیگر علماء اعلام تہا تحقیق جناب علامہ قرار دیا ذلک مبلغہم من العلم

اللہ رے بدیانتی اس شخص کی کہ حاشیہ استقصاء الافحام پر کل مراتب طے کر دئے گئے ہین مگر اس شخص نے ایک ناواقف پنڈت کے دھوکہ دینے کو ایسی تقریر کی جس سے بدن مین آگ لگ جائے کیونکہ اکثر علماء اہلسنت احادیث صحاح کو قطعی الصدور کہتے ہین کہ رسول اللہ نے یقیناً یہ حدیثین فرمائین ہین پس اوسکے خلاف کیونکر جائز ہے۔

بخلاف روایات شیعہ کہ کوئی بھی کل روایات کافی کو قطعی الصدور نہین جانتا پھر اوس طرح کا ... نہ شیعونپر کیونکر ہو سکتا ہی کیونکہ اہلسنت تو عام طور پر اوسکو کلام رسول قطعی طور پر جانتے ہین۔ تو روایات بخاری مثل قرآن قطعی ٹہرین۔ بخلاف روایات کافی۔

اڈیٹر صاحب خدا سے ڈریے ایسا افترا نہ کیجیے جسمین آپکو کہین پناہ نہ ملے کیونکہ خود علامہ نووی شرح صحیح مسلم مین فرماتے ہین وتلقی الامۃ بالقبول انما افاد وجوب العمل بما فیہما وھذا متفق علیہ فان اخبر الاحاد التی فی غیرھما یجب العمل بہا اذا صحت اسانیدہا جس سے معلوم ہوا کہ جو حدیث صحیح ہو عمل اوسپر واجب ہے

علامہ ابن حجر عسقلانی شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین انہم اتفقوا علی وجوب العمل بکل ما صح ولو لم یخرجہ الشیخان کہ اتفاق کیا ہی سبنے کہ جو حدیث صحیح ہو اوسپر عمل واجب ہے اگرچہ شیخین نے اوس حدیث کو لکھا ہو پھر نہ معلوم کس جرءت اور بے باکی سے اڈیٹر صاحب فرماتے ہین بہت سی روایتین اعلی پیمانہ کی صحت پر ہوتی ہین مگر عقیدہ اوسکے موافق نہین ہوتا یعنی خلاف ہوتا ہی۔ پھر آخر یہ عقیدہ کسکے مطابق ہوتا ہی قرآن کو مانتے نہین

حدیث کو مانتے نہیں - تو پھر یہ عقیدہ کہاں سے لائے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

لعنت ہو اس عقیدہ پر جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو. خواہ اوسکے معتقد سنی ہوں یا شیعہ اعاذہم اللہ من ہذہ العقائد۔

رہا یہ کہ اس مسئلہ کو حیدر علی نے دیگر علماء اعلام کی طرف منسوب کیا ہے اور اڈیٹر صاحب نے خاص صاحب استقصاء الافحام اعلی اللہ مقامہ کی طرف پس حقیقت اسکی یہ ہے کہ جو عبارت اڈیٹر صاحب نے حذف کر دی ہے اوس سے عقدہ حل ہوتا ہے کیونکہ بعد عبارت واجب القبول باشد لکھتے ہیں زیراکہ در جرح و تعدیل بعض از رواۃ و قرائن و امارات اختلاف است ممکن است کہ نزد متاخرین راوی مجروح باشد و نزد ایشان موثق و ہمچنین جائز است کہ قرینہ کہ برائے تصحیح احادیث نزد آنہا موجود بود در زمان متاخرین مفقود گردد

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بحث اسقدر ہے کہ جو روایت ثقۃ الاسلام و شیخ صدوق علیہم الرحمہ روایت کریں واجب القبول ہے یا نہیں - علماء نے فرمایا ہے کہ نہیں واجب القبول نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے جن راویوں سے اونہوں نے روایت کی ہے وہ متاخرین کے نزدیک ضعیف ہو یا جن قرائن سے اونہوں نے حکم صحت کیا ہے وہ قرائن اب پائے جاتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ محض روایت ثقۃ الاسلام و شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے حدیث صحیح نہیں ہو جاتی بلکہ اور یہی علامات و قرائن ہیں جب وہ سب پائے جائینگے تو حدیث صحیح ہوگی اور جب صحت ثابت ہوگی تو عمل بھی اوس پر لازم ہوگا اڈیٹر صاحب نے محض ایک ہندو پنڈت کے دہوکہ دینے کیلئے ایسی تقریر کی جو تمام تر عقائد اہلسنت کے بھی خلاف ہے۔ اور مسلک اہل تشیع کے بھی خلاف کہ حدیث صحیح کے خلاف عقیدہ ہوتا ہے - پھر ایسے مذہب سے بہتر تو مذہب آریہ ہے جو ویدکی مخالفت کو جائز نہیں رکہتا -

(۱۰) اللہ اللہ ہم جانتے تھے عمرو عاص مرگیا مگر اڈیٹر النجم اوسکی زندہ تصویر ہیں کیونکہ جن عبارت کو یہاں نقل کیا ہے اوس سے تو کسی طرح بھی وہ کوئی استدلال نہیں لا سکتے کیونکہ اصل یہ ہے کہ مولوی حیدر علی نے صحت کتاب عیون اخبار الرضا ثابت کرنیکے لئے یہ دعوی کیا کہ علامہ مجلسی کے جلد اول بحار سے معلوم ہوا کہ وہ کتب شیخ صدوق علیہ الرحمہ کو جسمیں عیون بھی داخل ہے - اور کتاب پر مقدم کرتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ کتاب بھی صحاح میں داخل ہے - اسکے جواب میں علامہ صاحب استقصاء الافحام فرماتے ہیں ادعای مکابرت صنف

افسوس للکہنو میں کوئی طالب علم ایسا نہیں ہے جو اس عبارت کو مخاطب کے سامنے پڑھے - اور سمجھے کہ اس عبارت کے کس جملہ سے یہ بات نکلتی ہے کہ عقیدہ میں اور روایت میں کچھ فرق ہے کیونکہ یہاں تو اسکی

بحث ہو کہ کتاب عیون الاخبار کی صحت کا دعوی کس جملہ سے کیا۔ اس کلام کو اس عقیدہ سے کیا تعلق کہ عقیدہ مین اور روایت مین بڑا فرق ہو"!

افسوس کہ اب دنیا مین کوئی سنی عالم نہین رہا جو اس شخص سے دریافت کرتا کہ تم کس عقل ونقل سے ایسا دعوی کرتے ہو" روایت اگرچہ کیسی ہی اعلی درجہ مین ہو کچھ ضروری نہین ہر کہ اسکے موافق عقیدہ بھی ہو" تو پھر صاف صاف یہ کیون نہین کہتے کہ ہمارا عقیدہ حدیث کے خلاف ہو۔

(۱) اس ساری تقریر کا مغز یہ ہو جو فرماتے ہین" پس اگر ہم فرض کرلین کہ جسطرح کوئی محال بات فرض کیجاتی ہو کہ سنیون کی کسی روایت سے جناب مولانا عبدالحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہو تو بھی یہ بات انکے لئے کچھ مفید نہ ہمارے لئے کچھ مضر"

تو یہ صاف صاف یہ کیون نہین کہتے کہ گو روایت درمنثور وصحیح بخاری سے تحریف وتغیر وتبدیل ترتیب قرآن ثابت ہو مگر ہم نہین مانتے۔

ہم نہین سمجھتے کہ خود اڈیٹر صاحب یا ان کے اتباع کو اس مناظرہ پر کیون اسقدر ناز ش ہو جبکہ بین طور پر انھون نے مذہب اہلسنت کا بطلان ظاہر کردیا (۱) کہ عقیدہ کو نہ ہو نہین مطابق حدیث صحیح ہو (۲) حدیث کیسی ہی اعلی درجہ کی صحیح ہو اوسپہ عقیدہ رکھنا ضروری نہین (۳) سنیون کی کسی روایت اگر تحریف وتغیر ترتیب قرآن ثابت ہو تو یہ بات نہ انکے لئے مفید ہو نہ ہمارے لئے مضر۔ اس سے بڑھکر کیا جیت ہو سکتی ہو۔ کیون صاحب جب ثبوت تحریف وتغیر ترتیب نہ جناب عبدالحسین صاحب کے لئے مفید ہو نہ آپکے لئے مضر تو پھر شیعہ پر یہ الزام یہ طوفان یہ بہتان کیون اوٹھایا گیا۔

یہی تو ہمارا بھی دعوی ہو کہ تحریف سے قرآن کی عظمت وجلالت مین نہین فرق آتا بلکہ محرف ومغیر یعنی تحریف کرنیوالا اور تغیر دینے والا قعر جہنم مین جاتا ہو۔

اڈیٹر صاحب یہان پر آپنے قلم توڑ دیا النجم مین تو یہ دعوی کیا تھا ادہر کی دنیا اودہر ہو جائے تحریف نہین ہو سکتی اور یہان صرف ایک حدیث درمنثور اور ایک حدیث بخاری نے آپسے کہلوا دیا کہ "جناب مولانا عبدالحسین صاحب کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہو تو بھی یہ بات نہ اونکے لئے کچھ مفید ہو نہ ہمارے لئے کچھ مضر"

حالانکہ یہ وہ دعوی ہو کہ جسپر جہانتک مضحکہ کیا جائے کم ہو۔ کیونکہ آپ مارے شرم کے یہ نہین کہتے کہ اگر تحریف ثابت ہو جائے۔ بلکہ یہ فرماتے ہین "مولانا عبدالحسین کا بیان کیا ہوا مضمون ثابت ہو"

پھر اسکی وجہ بھی نہین بیان کرتے کہ مضر کیون نہین ہے حالانکہ ابتداء سے آپکا زور اسی پر ہے کہ شیعہ چونکہ قائل تحریف ہین
لہذا قرآن اونکا ایمان نہین۔ تو جب وہی تحریف آپکی روایات سے ثابت ہو گئی تو آپکا ایمان بھی جاتا رہا
آپکا یہ فرمانا کہ ہمارے لئے مضر نہین۔ اوسی قسم کا ہے کہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین لکھتے ہین ولعنہ صلی اللہ علیہ
وسلم للحکم وابنہ لا تضرہما لانہ تدارک ذالک بقولہ فی الحدیث الآخر انہ بشر یغضب کما یغضب البشر
یعنی آنحضرت کے لعنت کرنے سے حکم اور اسکے بیٹے مروان کو کوئی ضرر نہین پہونچا کیونکہ حضرت نے دوسری حدیث مین
فرمایا ہے کہ آپ بھی انسان ہے جیسا کہ اور انسان غصہ کرتا ہے۔
پس جب حضرت کی لعنت کرنے سے آپکا کوئی ضرر نہین ہوتا تو اقرار تحریف قرآن سے کیا ضرر ہو سکتا ہے مگر صفائی سے
اقرار تو کیجئے۔

پھر لکھتے ہین **دوسری تنقیح** کے متعلق بھی ہین نہایت خوش ہون (۱) کہ مولانا صاحب موصوف نے آیتون اور
سورتون کی ترتیب کے اُلٹ پلٹ ہو جانے سے قرآن کے اصلی مقصد مین فرق آجانا تسلیم کیا تو لہذا میرا دعوی ثابت ہو لیا
کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ بخیال جناب مولانا موصوف اہل سنت بھی
ترتیب کے اُلٹ پلٹ ہونیکے قائل ہین۔ یہ ایک ایسا دعوی ہے کہ جسکے ثابت کرنے مین انکے لئے کوئی کامیابی کی صورت
معلوم نہین ہوتی۔ اُنکے (۴) امام جناب مولانا حامد حسین صاحب بھی اتنے بڑے دعوی کی ہمت نہ کر سکے۔ استقصاء الافحام
مین اُنہون نے صرف اس مضمون کی روایت [illegible] اہل سنت مین موجود ہونیکا دعوی کیا ہے اہلسنت کے قائل
ہونیکا کہین انہونے دعوی بھی نہین کیا بلکہ اسکے خلاف اس [illegible] تو صاف صاف لکھا ہے کہ اہل سنت قرآن کے اندر
کسی قسم کی خرابی نہین مانتے بلکہ جو کوئی اس قرآن مین کسی قسم کی خرابی نکالے اسکو کافر سمجھتے ہین چنانچہ استقصاء الافحام
مجلد اول کے صفحہ ۱۶۲ مین فرماتے ہین مصحف عثمانی کہ حضرات اہلسنت [illegible] قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان
آنرا ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند بلکہ امام موصوف نے اس کتاب مین **ایک قصہ** کتب تواریخ سے
نقل کیا ہے جو استقصاء الافحام مجلد دوم صفحہ ۹۰ مین موجود ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ اہل سنت کے ایک بڑے عالم
ابن شنبوذ نام نے موجودہ قرآن شریف کے خلاف کوئی لفظ پڑھا اس زمانہ کے تمام سنی برہم ہوت اور تمام عالمون
نے اُنکے کفر کا فتوی لکھا بادشاہ وقت نے حکم دیا کہ زور زور سے اُنکی پشت پر دُرّے مارے جائین چنانچہ دس دُرّون
کے بعد تحمل نکر سکے اور آہ و زاری شروع کی اُنسے کہا گیا کہ تم اپنی حرکت سے توبہ کرو ورنہ قتل کر دئے جاؤ گے اوسیوقت
توبہ نامہ لکھا جسکی عبارت یہ ہے قد کنت اقرء حروفا تخالف ما فی مصحف عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ المجمع

علیہ والذی اتفق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی عنہم علی تلاوتہ ثم بان لی ان ذالک خطاء، فانا منہ تائب وعنہ مقلع والی اللہ عزوجل بری اذ کان مصحف عثمان ھو الحق الذی لا یجوز خلافہ ولا ان یقرء بغیر مافیہ نسخۃ خط ابن شنبوذ فی ھذا المحضر یقول محمد بن احمد بن ایوب بن شنبوذ ما فی ھذہ الرقعۃ صحیح وھو قولی واعتقادی واشھد اللہ عزوجل وسائر من حضر علی نفسی بذلک وکتب بخطہ فمتی خالفت ذلک اوکان منی غیرہ فامیر المومنین اطال اللہ بقاءہ فی حل وسعۃ من دمی وذلک فی یوم الاحد لسبع خلون من ربیع الاخر سنۃ ثلث عشرین وثلثمائۃ

ترجمہ: مین چند الفاظ پڑھتا تھا جو خلاف تھے اُن الفاظ کے جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قرآن شریف مین ہین جسپر تمام مسلمانون کا اتفاق ہو گیا ہے اور جسکی تلاوت پر تمام اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم متفق تھے مگر اب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ میری غلطی تھی ابمین اس سے توبہ کرتا ہون اور اُس سے علحدہ ہوتا ہون اور اللہ بزرگ و برتر کے سامنے مین اس سے بیزار ہوتا ہون کیونکہ حضرت عثمان ہی کا قرآن شریف حق ہے جسکے خلاف کرنا جائز نہین اور جو کچھ اس مین لکھا ہے اُسکے خلاف پڑھنا درست نہین۔ اس عبارت کے بعد ابن شنبوذ نے خود اپنے قلم سے یہ الفاظ لکھے کہ محمد بن احمد بن ایوب بن شنبوذ کہتا ہے کہ جو کچھ اس کاغذ مین لکھا ہے صحیح ہے یہی میرا قول ہے یہی میرا عقیدہ ہے اور مین اللہ بزرگ و برتر کو گواہ کرتا ہون۔ اور جتنے لوگ حاضر ہین سب کو گواہ کرتا ہون۔ اس کتاب پر یہ مینے اپنے قلم سے لکھ دیا ہے۔ اگر مین کبھی اسکی مخالفت کرون یا اس سے کچھ سرتابی کرون تو امیر المومنین کو اللہ انکی عمر دراز کرے میرا خون معاف ہے یہ تحریر اتوار کے دن ساتوین ربیع الاخر ۳۲۳ھ مین لکھی گئی۔ انتہٰی واقعہ سے بھی زیادہ قیمتی وہ نتیجہ ہے جو خود امام صاحب نے اس واقعہ سے نکالا ہے چنانچہ وہ اسی صفحہ مین فرماتے ہین کہ ازین عبارت ظاہرست کہ مخالفت مصحف عثمانی نزد حضرات اہل سنت بحدے قبیح وشنیع ست کہ بسبب آن بیچارہ ابن شنبوذ راکہ مردے بود متورع از فضلاء وعلمای سنیان تعظیم وتبجیل شان از متحتمات اسلام است عقوبت کردند وتازیانہا زدند وہتک حرمت نمودند وعلمای اہل سنت بآن فتوی دادند وابوبکر بن مجاہد ازدہ در مناظرہ واظہار فضائح او مبالغہ فرمود تا آنکہ ابن شنبوذ عاجز گردیدہ از بن مخالفت ومعاودت رجوع فرمود وندامت تام وفات غلطی متضمن انابت وتوبہ خود اوکرہ جرم اعتراف شناخت آن واستحقاق قتل درصورت معاودت باین مخالفت نوشتہ داد لہذا محض بے دلیل جناب مولانا عبد الحسین صاحب کا یہ دعویٰ کہ ترتیب کی اُلٹ پلٹ کے اہلسنت بھی معترف ہین بالکل ایسا ہے کہ جب ٹھیک دوپہر کے وقت کوئی شخص یہ کہ رات ہے یہی رات ہو سکتا ہے اسکے بعد مولانا صاحب

ممدوح کا یہ فرمانا کہ ترتیب کی الٹ پلٹ سے فصاحت مین فرق نہین آتا یہ بھی ایک بے دلیل دعوی ہے بلکہ
اسکے بعد ایک عربی جملہ بیشک لکھا ہوا ہے شاید عربی نہ جاننے والے خیال کرین کہ فرق نہ آنے کی دلیل اس جملہ مین ہے
حالانکہ اس جملہ کا لفظی ترجمہ ٹھیٹ یہ ہے (اس حیثیت سے کہ وہ کلام اللہ کا ہے) مگر مولانا ممدوح یہ تو فرمائین کہ جب
ترتیب الٹ پلٹ کر دی گئی اور جمع کرنیوالون نے اسکے جمع کرنے مین خیانت کی تو اب وہ حیثیت کہان باقی
رہی۔ یہ ایک بالکل کھلی ہوئی بات تھی جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے مین لائق جج سے پوچھتا ہون کہ مقدس وید کا
کوئی ٹکڑا اگر باعتبار ترتیب کے الٹ پلٹ کر دیا جائے یعنی کہین کا اشلوک کہین اور ایک اشلوک کے الفاظ دوسرے
مین ملادئے جائین تو اسکی فصاحت مین کوئی فرق آسکتا ہے یا نہین۔

اصلاح (۱) جب آپکے اسلاف ائت بقرآن غیر هذا او بدله فرماتے تھے کہ دوسرا قرآن لاؤ
یا اسکو بدل دو تو آپکا خوش ہونا ترتیب کے بدلنے سے کوئی جای تعجب نہین۔ کیونکہ اگر اس سے خوش نہ ہوتے تو محرفین
کی حمایت کیون کرتے۔ مگر براہ کرم یہ تو فرمائے کہ مرزا عبدالحسین صاحب نے کہان کہا ہے کہ آیتون اور سورونکی ترتیب
کے اولٹ پلٹ ہوجانے سے قرآن کے اصل مقصد مین فرق آجاتا ہے۔"
براہ کرم اونکا اقرار دکھائے کیا اقرار کیا ہے۔ وہ تو حسب نقل آپکے لکھتے ہین دوسرا جواب یہ ہے کہ فصاحت
مین فرق نہین آیا من حیث انہ کلام اللہ۔"
پھر اس جملہ کی کونسے لفظ سے آپنے یہ مطلب سمجھا کہ ترتیب کے رولٹ پلٹ سے قرآن کے اصل مقصد مین فرق آگیا۔"
خدا کیلئے اتنا جھوٹ تو نہ بولئے۔ وہ بھی ایک مخالف اسلام کے سامنے کیونکہ صاحب عقل ہے۔ تو آپکی تقریر سے کیا یہ نہ سمجھیگا
کہ یہ دروغ گو کاذب ہے۔
(۲) جب اسطرح کی دروغگوئی سے کام لیجیئے گا تو یہ بھی ثابت ہوجائیگا کہ مذہب اسلام باطل ہے کیونکہ آجتو آپ پنڈت جی
کے چیلہ بن رہے ہین۔
(۳) افسوس کہ آپکے ساتھ دماغ سوزی کرتے کرتے مغز بہ خالی ہوگیا۔ بسقدر کوشش ہمنے آپکی اصلاح مین
کی ہے اگر رسول اللہ ابوجہل کی نسبت فرماتے تو وہ بھی ایمان لاتا۔ مگر آپ تو مصداق تو ان تشت از نگی شستی
مین کہ الشمس طالعۃ کے، نمبر خاص اسی بحث مین لکھ چکے ہین کہ سورہ انفال و سورہ توبہ کے نسبت
آپنے دعوی کیا کہ اسکی ترتیب خود صحابہ نے دی جسپر اتقان در منثور۔ صحیح بخاری۔ فتح الباری سے
اسکی حالت دکھائی گئی کہ مکی آیتین مدنی سورون مین داخل کی گئین۔ اور مدنی آیتین مکی سورون

مین - آیات ناسخہ قبل کی گئی - اور آیات منسوخہ بعد - اسپر بھی اگر ترتیب مین اولٹ پلٹ نہین ہوا تو معلوم ہوا آپکی دکھنے ہی مین ترتیب کے کوئی معنی ہی اور ہین -

(۴) نازم براین ریش فنش کہ آپ فرماتے ہین "انہوں نے صرف اس مضمون کی روایات کا کتب اہلسنت مین موجود ہونیکا دعوی کیا ہے - اہلسنت کے قائل ہونیکا انہون نے دعوی بھی نہین کیا" حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے مذہب کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے - پہر اسکے کیا معنی کہ روایت کے وجود کا اقرار ہے - مگر اہلسنت کے قائل ہونے سے انکار ہے

کیونکہ اس اصول پر کہہ سکتے ہین کہ آپکو توحید و رسالت و کل ضروریات دین سے انکار ہے کیونکہ اگرچہ روایتین موجود ہین مگر انکا اقرار اہل سنت لازم نہین

(۵) افسوس یہ جملہ آپکو اسقدر یاد ہوگیا ہے کہ شاید خواب مین بھی براتے ہونگے - حالانکہ ہم آپکو مکرر سمجھا چکے ہین کہ جناب علامہ کا یہ قول اوسی طرح ہے جسطرح خداوند عالم فرماتا ہے اذا جاءک المنافقون قالوا نشهد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشهد ان المنافقین لکاذبون پس جسطرح خدانے منافقین کے قول کو نقل کیا ہے اوسیطرح جناب علامہ نے اہل سنت کے خیالات کو نقل کیا ہے اور جسطرح خدانے اونکی تکذیب فرمائی اوسیطرح علامہ بھی تکذیب فرماتے ہین -

(۶) اب تو آپنے بالکل حیا کا خاتمہ کر دیا کہ شیعہ مذہب کی کتاب کی عبارت آپ خود شیعونکے سامنے اس جسارت و دلیری سے نقل کرتے ہیں اور یہ نہین سمجھتے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا -

اللہ تعالی صاحب نے فرمایا ہے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض پہر اوسکی مخالفت کرکے کیون ایسی کارروائی کرتے ہین کہ تمام جہان کی لعنت پڑے

کیونکہ جناب حجۃ الاسلام نے استقصاء الافحام جلد ۲ صفحہ ۵۶ مین اقوال سیوطی سے پہلے اسکا اثبات کیا ہے کہ حضرت ابن عباس بھی قائل تھے کہ قرآن مین غلطی ہے وہ مثل نورہ کمشکوۃ کو لکھنے والی کی غلطی جانتے تھے (کیونکہ الکاتب حمار مشہور ہے) اور فرماتے تھے کہ درست یہ ہے مثل نور المومن کمشکوۃ اسی پر یہ تفریع فرمایا مخفی نیست کہ قول بوقوع غلط وخطا در قرآن نزد اہلسنت عین کفر وضلال است

جسکا مطلب یہ ہے کہ پہر حضرت ابن عباس کے کفر وضلال کا کیون اقرار نہین کرتے جو اسطرح کی غلطی کے قرآن موجود مین قایل تھے -

اسکے بعد علامہ نے حضرت ابن مسعود کا منکر معوذتین ہونا ثابت کیا ہے اور پھر عماد الدین سبط کا قول نقل کیا ہے من طعن المعوذتین لیستا من القرآن فقد ذکر فی فتاوی ابی اللیث انہ لا یکفر فانہ قد روی عن ابن مسعود و ابی بن کعب انہما لیستا من القرآن کہ جو شخص معوذتین کو جزو قرآن نہ مانے تو فتاوی ابو اللیث مین ہے کہ وہ کافر نہین ہے کیونکہ ابن مسعود و ابی بن کعب سے بھی روایت ہے کہ کہتے تھے یہ دونو سورہ قرآن نہین ہے۔

اسی فتوی کی خرافت مین علماے اہلسنت کے اقوال نقل کیے ہین کہ وہ لوگ ایک حرف کے منکر کو بھی کافر سمجھتے ہین چنانچہ اسکے ثبوت مین حکایت ابن شنبوذ کو بھی نقل کیا اور شفاے قاضی عیاض وغیرہ سے بھی۔

مگر نہ معلوم اڈیٹر صاحب نے اس سے کیا فائدہ سوچا۔ کیونکہ اہل سنت تو سبھی ہین ابی بن کعب۔ ابن عباس ابن مسعود کو بھی اہل سنت بلکہ اصول اہلسنت سے مانتے ہین جو قرآن کو محرف متغیر مبدل۔ ناقص بلکہ انقص مانتے تھے۔ پھر اونکے کفر کا فتوی نہین دیا جاتا۔ ابو اللیث بھی تو اہلسنت ہی سے ہین جو انکار معوذتین پھر بھی کسیکو کافر نہین مانتے۔ تو پھر علامہ کے اس قول سے کہ حضرات اہلسنت اجزا قرآن کامل اعتقاد کنند" آپکی سمجھ مین یہ نہ آیا کہ جناب ممدوح آپکے مذہب کی خرافت اور سخافت دکھا رہے ہین کہ ایک طرف آپکا یہ عقیدہ ہے دوسری طرف ایسے ایسے اکابر صحابہ کی عظمت و جلالت کے معتقد ہین جو قرآن کو سوختنی سمجھتے تھے۔

(۷) خدا آپکے حال پر رحم کرے جو اس عبارت سے آپ خوش ہوئے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ اس عبارت نے مذہب اہلسنت کا خاتمہ کر دیا کہ کیسا سخیف اور لغو مذہب ہے جسکے لئے نہ اصول ہین نہ قواعد۔ ابن شنبوذ کو تو اس قاعدہ سے زد و کوب کیا۔ اور عمر۔ ابن عمر۔ عائشہ حفصہ۔ ابن مسعود ابی بن کعب وغیرہ صحابہ پر نہ لعنت ہی کرتے ہین نہ اونکو اسلام ہی سے خارج کرتے ہین۔

یہ بیہودہ نتیجہ جو علامہ نے استقصا مین نہایت تفصیل سے لکھا ہے گو آپ بمجرد افتؤمنون ببعض الکتاب لاتقربوا الصلوۃ پر عمل کرتے ہین۔

اب اگر آپ کچھ صاحب غیرت ہونگے۔ یا آپکے مذہب مین کچھ لوگ اہل فہم ہونگے تو آپسے دریافت کرینگے آپکا یہ جملہ ٹھیک دوپہر کے وقت کو کوئی شخص کہے کہ اندھیری رات ہے بر عکس بر صادق آیا کیونکہ ہزارہا دلائل و شواہد اسپر مذکور ہو چکے کہ حسب روایات اہلسنت قرآن مین ایسی بے ترتیبی ہوئی کہ جو آیہ ۲۰ برس قبل نازل ہوا تھا غلطی اور جہالت سے وہ اوس سورہ مین داخل کر دیا گیا جو ۲۰ برس بعد نازل ہوا۔

اس سے بڑھکر کونسی بے ترتیبی ہوسکتی۔

(۸) افسوس کہ آپ بالکل قرآن کے تباہ ہی کرنے پر آمادہ ہین جو ایسی تقریر فرماتے ہین کہ ترتیب کے الٹ پلٹ سے فصاحت مین فرق آنیکے مدعی ہین۔ حالانکہ یہ ایسا کلیہ ہے کہ قرآن مجسم ہوکر اسکی تکذیب پر آمادہ ہے کہ دیکھو بحسب روایات اہل سنت ہم مین کس طرح کی بے ترتیبی کی گئی۔ اور پھر ہمارا حسن ہمارا کمال بڑھتا گیا۔ ھو المسك ما کررتہ یتضوع۔

آپ لائق جج سے کیا پوچھتے ہین جو نہ ایک حرف عربی جانین نہ فارسی۔ آپکا سب سے لائق جج وہی اتقان ہے جسپر آپکو بڑا فخر ہے۔ دیکھئے کیا لکھتا ہے کہ سورہ فاتحہ النصف مکہ مین نازل ہوا النصف مدینہ مین ص۱۱ کیا آپ اسپر ایمان لاسکتے ہین حالانکہ تمام موجودہ قرآن مین سورہ مکیہ لکھا ہوا ہے۔

اوسی اتقان مین ہے المدنی باتفاق عشرون سورة والمختلف فیہ اثنتا عشرة سورة وما عدا ذلك مكی باتفاق ص۱۱

جس سے معلوم ہوا کہ مدنی سورہ کل ۲۰ ہین جنپر اتفاق ہے بارہ اختلافی باقی کل مکی ہین۔ اب بتایئے وہ مکی سورتین مقدم ہین یا موخر اس سے بڑھکر کونسی بے ترتیبی ہوسکتی ہے کہ ایک سو دو سورے جو مکی تھے وہ تو پیچھے کردئے گئے۔ اور جو مدنی تھے وہ مقدم کردیے گئے۔

دیکھئے سورہ بقرہ مدنی ہے۔ مگر اسمین دو آیتین وہ ملائی گئین جو مکہ مین نازل ہوئی تھین۔ کیا یہی ترتیب ہے سورہ انعام حالانکہ پورا سورہ ایک دفعہ نازل ہوا مکہ مین مگر (۹) آیتین مدینہ کی اوسمین ملادی گئین پھر اس اہتمام کا خدا کو کیا نتیجہ ملا۔

سورہ اعراف مکی ہے۔ مگر ایک آیہ مدنی شامل کردیا گیا۔

انفال۔ مدنی ہے مگر آیہ واذ یمکر بك الذین اسمین ملا دیا گیا جو مکی

سورہ برات۔ مدنی ہے اور سب سے آخر مین نازل ہوا مگر دو آیتین۔ بلکہ بہت سی آیتین مکہ کی اسمین ملادی گئین ملاحظہ ہو اتقان ص۱۵

اب آپ اپنے لائق جج سے پوچھئے کہ جس مذہب کا یہ عقیدہ ہو کہ [illegible] برس قبل کی آیتین [illegible] برس بعد کے سورہ [illegible] داخل کردی گئین تو کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوس مذہب والے قرآن پر ایمان رکھتے ہین پھر لکھتے ہین شبہ ہی [illegible] کے جواب مین جناب مولانا ممدوح نے جو لکھا ہے کہ اس [illegible]

از مبحث اور فضول اور عبث ہی(۲) اسکا انصاف لائق جج کی رای پر چھوڑا جاتا ہی - اصلی دعوی یہی تھا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہ ہی اور نہ ہو سکتا ہی جب اسی کے متعلق گفتگو خارج از مبحث قرار دیگئی تو اب سری دعوے سچے ہونے مین کیا بات باقی رہ گئی -

اب مین لائق جج سے

اس بات کی استدعا کرتا ہون کہ وہ اپنے فیصلہ مین جس فریق کو حق پر ظاہر کرین اسکا اعلان کافی طریقہ سے کردین نیز لائق جج پر(۳) یہ بات بھی روشن رہنی چاہیے - کہ اس شہر لکھنؤ مین چند روز سے شیعہ اور سنی کے درمیان کچھ جھگڑے پڑے ہوے ہین - مین یہ نہ کہونگا کہ یہ جھگڑے کیون ہین اور کسکی طرف سے ہین - لیکن صرف اسقدر عرض کرونگا - کہ بحالت موجودہ صرف اس بات کا جھگڑا ہی کہ حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ اہل سنت قرآن شریف کے جمع کرنیوالون کی یعنی اُن بزرگون کی جنکے ہاتھون سے تمام مسلمانون نے کیا شیعہ کیا سنی کیا خارجی کیا معتزلی قرآن شریف پایا ہی یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی تعریف نہ کرین اور یہ تعریف شیعون کیلئے دل آزار ہو - لائق جج کے فیصلہ سے اس جھگڑے پر بھی کچھ روشنی پڑنی چاہیے - بہت مبارک ہوگا اگر فریقین مین مصالحت کا وقت آگیا ہو - بحث فریقین کی ختم ہوئی -

محمد عبد الشکور

مین اس بحث کو ختم کرتا ہون اب فریقین سے کسی مذہبی بحث کو سننا نہین چاہتا -

دستخط پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری

हस्ताक्षर पं. जगन्नाथ प्रसाद

یہ نقل مطابق اصل کے ہی

دستخط پنڈت جگت پرشاد صاحب شاستری
ह: पं. जगन्नाथ प्रसाद

۵ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

اصلاح - اب تو کچھ لکھنے کی ضرورت نہین مگر افسوس اڈیٹر صاحب کی کوئی تحریر خالی از تحریف نہین ہوتی کیونکہ یہان آپ لکھتے ہین "جناب مولانا ممدوح نے جو لکھا ہو کہ اس تنقیح پر گفتگو کرنا خارج از مبحث اور فضول اور عبث ہے" حالانکہ اصل تحریر انکی اسی رسالہ کے صفحہ ۲۲ مین اسطرح درج ہی "جواب جبتک تحریف قرآن جو موضوع بحث ہے طے نہ ہوجاے اسوقت تک خارج از مبحث تقریر و تحریر فضول و عبث معلوم ہوتی ہی"

کہیے اب لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کا موقع ہے یا نہین - کیونکہ آپکی تحریر سے مطلق انکار نمایان ہو حالانکہ وہ یہ کہہ رہے ہین جب تک بحث تحریف طے نہ ہو یہ تقریر فضول ہو جو نہایت منصفانہ کلمہ ہے -

(۲) افسوس تو یہی ہے کہ جج ایک ناواقف بہرہ ہے جسے دریا وما فیہا سے خبر نہیں۔ ورنہ وہ یہیں آپ پر دروغ حلفی اور توہین عدالت کا مقدمہ چلاتا کیونکہ آپ کہہ رہے ہیں "اصلی دعوی یہی تھا کہ حضرات شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے"

حالانکہ ابتدائی بحث تو ایمان خلفائے ثلاثہ سے شروع ہوئی تھی ملاحظہ ہو صفحہ ... کہ جناب مرزا عبد الحسین صاحب نے آیہ لقد رضی اللہ سے خلفای ثلثہ کا فرار ثابت کیا اور آیہ انما المومنون الذین سے فرار لونکا کفر ونفاق۔ پھر تیسری آیہ وما اصابکم یوم التقی الجمعان سے اوسی مضمون کی تائید۔

اس استدلال کا آپنے صرف یہ جواب دیا کہ آیت میں کسی کا نام نہیں لہذا کچھ نہیں معلوم ہوتا بھاگنے والے اصحاب ثلثہ تھے یا علی مرتضی۔ یہ تقریر ابھی ناتمام تھی کیونکہ مرزا عبد الحسین صاحب نے وعدہ کیا تھا جواب کل دونگا۔ کہ آپنے مغالطہ دیکر اوس بحث کو تو ناتمام چھوڑا اور تحریف قرآن کی بحث شروع کی چنانچہ فرمایا لہذا میں آپکو بتانا چاہتا ہوں"

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر پنڈت جی کچھ بھی واقف اور سمجھدار ہوتے تو وہیں آپکو روکتے کہ یہ خلط مبحث کیسا پہلے ایمان خلفا کی بحث جو شروع ہوئی ہے اوسکو تمام کرلو تو آگے چلو کیونکہ یہاں مدعی مرزا عبد الحسین صاحب تھے۔ اور اب مدعی بنگئے شیخ عبد الشکور۔

مرزا عبد الحسین صاحب نے اگرچہ تقریر کل نہایت معقول کی ہے مگر بوجہ ناتجربہ کاری و کم عمری ارزق شامی کا فریب اون پر چل گیا۔ کیونکہ اونکو نہایت ثبات و استقلال سے پہلی تقریر پر جمے رہنا چاہئے تھا کہ اس بحث کو طے کرلو تو آگے چلو۔ چونکہ اڈیٹر صاحب جانتے تھے کہ ایمان خلفای کی بحث میں ایک منٹ بھی وہ نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ لہذا ایک کال چالاکی۔ اوسکو مغالطہ میں دیکر بحث تحریف قرآن پر چلے آئے جسے لصیحۃ الشیعہ سے۔ و نہون نے خوب یاد کرلیا ہے اور الشمس کی مجلدات خمسہ نے جو اس باختہ کردیا ہے۔ لہذا اس بحث کو نہایت چالاکی سے چھیڑ دیا کہ عوام الناس میں کہنے کا موقع ملے شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ حالانکہ جو علماء شیعہ کا یہ بھی قول نقل کرتے ہیں کہ تحریف نہیں ہوئی۔ کمی زیادتی نہیں ہوئی۔ مگر پھر اسکا دعوی کئے جاتے ہیں کہ شیعہ تحریف قرآن کے مدعی ہیں۔

حالانکہ اگر شیعون کے یہاں دو تین روایت اسطرح کی مبہم و مجمل ملیگی تو اہل سنت کے ہزارون روایت ہے کہ عثمان نے سات حرف سے چھ حرف گرادیا اب صرف ایک حرف رہ گیا ہے۔ نزول قرآن محال ہے۔ رسول اللہ کو ایک قرآن دیا گیا تھا بالکل بھول گئے سورہ احزاب دو سو آیہ سے زیادہ تھا اب بہتر آیہ رہ گیا ہے۔ سورہ برأۃ سورہ بقرہ کے برابر تھا اب بہت کم رہ گیا۔ کئی سورے نازل ہوئے جو قرآن مین نہین لکھے گئے۔ ایسے ہزارون اعتقادات و روایات اہل سنت مین یہانتک کہ جائز ہے نماز مین قرآن کو چھوڑکر بجاے اوسکے توراۃ و انجیل پڑھین۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ حالت نماز مین جسطرح کی تحریف چاہین قرآن مین کرین۔ قرآن کو خون سے پیشاب سے لکھ سکتے ہین۔

ایسے ہی ہزارون عقائد ہین جنکی تفصیل و تشریح مجلدات خمسہ الشمس مین موجود ہین۔

(۳) اس استدعا سے صاف معلوم ہوا کہ گورمنٹ کے فیصلہ پر راضی نہین ہین پنڈت جی سے کوئی نیا فیصلہ کراکر شاید حضور نظام کو آمادہ کرینگے کہ گورمنٹ سے سنیونکے حسب خواہ فیصلہ کرادین۔ اور نہین تو نظام کو محاربہ گورمنٹ پر آمادہ کرینگے۔

اس شخص کی تحریرین تمامتر شیخ چلی کے خیالات کے مطابق ہین حالانکہ یہ نہین سمجھتے نظام تو خیر ہی ہین آپکے سلطان المعظم کی تو طاقت ہی نہین جو گورمنٹ کا مقابلہ کرسکے۔

بہرحال یہ قرآن شریف آپ حضرات کی شان مین کہہ رہا ہے قال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القران والغوا فیہ لعلکم تغلبون یعنی کافر لوگ کہتے ہین کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اسمین غل غپاڑہ کرو شاید تم لوگ غلبہ پاؤ۔

دیکھیے کسقدر چسپان ہے آپکے حال سے کہ بلاوجہ بلا سبب آپنے اس بحث کو چھیڑا جس سے آپکو امید کامیابی تھی۔ مگر وہ ذلت حاصل ہوئی کہ قیامت تک نہ بھولیگی۔

کیونکہ ہم دنیا کے ہر قسم کے سنی کو خواہ وہ آریہ ہون یا مرزائی۔ حنفی ہون یا وہابی چیلنج دیتے ہین کہ اگر کچھ بھی اونمین حقیت ہمت ہوگی تو اس تحریر کو لفظ بلفظ نقل کرکے جواب دینگے۔ اور اس آیہ کریمہ پر پوری طور پر عمل کرینگے۔

انا انزلنا علیک الکتاب للناس بالحق فمن اھتدی فلنفسہ و من ضل فانما یضل علیھا

وما انت علیہم بوکیل

خاتمۃ الکلام

فریقین مین جسقدر مباحثہ ہوا تھا اوسکی حقیقت تو اس تحریر سے ظاہر ہو چکی۔ باقی جو فضول تقریر اس رسالہ کے مولف قمر علی خان نے اپنی لن ترانی اور شیخی مین کی ہے اوسکے جواب کی ضرورت نہین۔ اسی تحریر سے اوسکی حقیقت بھی معلوم ہوگی۔

افسوس کہ اس مباحثہ منحوسہ کی بدولت جو بالکل فضول اور مہمل تھا اصلاح کا دو نمبر خراب ہوا۔ ۹ تو بجائے ۷۵ صفحہ ۷۲ صفحہ کیا گیا اور اس نمبر مین صرف اسی مناظرہ کی بحث رہی حالانکہ بہت سے ضروری اور مفید مضامین ایسے تھے کہ اونکی اشاعت ضروری تھی۔ مگر چونکہ یہ مناظرہ لکھنؤ مین ہوا تھا جو مرکز مومنین و علماء ہے اور مولوی عبد الشکور کو اسمین خاص ملکہ ہے کہ جہال کو بھڑکاتے رہے۔ اسلئے ہر شہر مین یہ کارروائی چھپوا کر تقسیم کی گئی جس سے تمام مومنین مین ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہوا لہذا ہم اس تحریر پر مجبور ہوئے ورنہ یہ کل وہی مضامین ہین جو نہایت شرح و بسط سے مجلدات خمسۃ الشمس مین مرقوم ہین اور اسیوجہ سے اس تحریر مین ہمکو مطلق دلچسپی نہ ہوئی کہ جس مضامین کو ہم اس شرح و بسط سے لکھ چکے ہین اب اوسمین کیا خامہ فرسائی کرین۔ وھذا اٰخر الکلام والحمد للہ ولی الانعام والصلوٰۃ والسلام علی محمد و اٰلہ الکرام و لعنۃ اللہ علی اعدائھم اللئام۔

مرزائی اثر۔ الحکم مورخہ ۱۴ اگست لکھتا ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ مسلمانون مین بہت سی اصلاحین ہوئی ہین منجملہ ان کے بعض کا یہان ذکر کرنا مجھے مقصود ہے شیعہ سنی اور مقلد غیر مقلد کے جھگڑے جو اس سے پہلے بدقسمتی سے پائے جاتے تھے احمدی ہونیکے بعد انلوگونمین قطعاً مٹ گئے۔ ۲ بہت سی بدعات مسلمانون مین پیدا ہو گئی تھین مثلاً محرم یا شب برات وغیرہ کی بدعات احمدیون مین کوئی انکو جانتا بھی نہین۔ اس طرح پر بہت سی بیہودہ رسومات شادی اور غمی کی جو فضول خرچی کیوجہ سے اور اخلاقی اور دینی طور پر قابل اعتراض تھین وہ سب کی سب مٹ گئین۔

افسوس کہ جب تک مرزا صاحب زندہ تھے۔ دنیا مین کہین طوفان آتا یا زلزلہ یا کوئی زمین

قومی لیڈر مرجاتا تو وہ علامات نبوت مرزا صاحب میں داخل ہوتا یہاں تک کہ ترکی سلطنت کا
انقلاب ایرانی سلطنت کا تغیر سب انہین کے سعادت قدم مین داخل سمجھا جاتا۔ اب جو اسقدر شیعہ
سنی کی نزاعات مین ترقی ہو رہی ہے وہ بھی مرزائیت کا اثر سمجھا جا رہا ہے۔

مگر جو خاص اثر اس سلسلہ کا ہے اوسکی کسیکو خبر نہین۔ کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہے ہندو مذہب پہلے
ایسا تھا کہ گائے کا گوشت کھانا کیسا اگر کسی مسلمان کا جھوٹا بھی وہ کھا لیتے۔ تو ہندو دھرم سے خارج
ہو جاتے۔ اور اب اوسمین یہ قوت آگئی کہ دن دھارے ڈنکے کی چوٹ مسلمان آریہ بن رہے ہین اور
نہایت مسرت سے اوسکا اظہار کیا جاتا ہے۔ اڈیٹران الحکم و بدر وغیرہ اگر اسکو مرزا صاحب کے
کرامات خاصہ سے قرار دین تو ایک بات ہے کیونکہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے کبھی ایسا نہین ہوا۔

نہ معلوم مرزائیون نے اس کرامت بلکہ اس اعجاز کو کیون نہین نمایان حرفون مین مرزا صاحب
کے آثار نبوت مین داخل کیا جو ایسے ایسے جزئی امور کو منتخب کر رہے ہین حالانکہ سب جانتے ہین کہ جب
کوئی شخص ایک مذہب کو چھوڑتا تو ابتدائی مذہب کے خصوصیات کو بالکل ترک کر دیتا ہے۔ بلکہ سابق مذہب
کا دشمن ہو جاتا ہے۔

مرزائی اسکو بھی خصوصیات مرزا صاحب سے قرار دے سکتے ہیں کہ دنیا سے مذہب اہلسنت اوٹھ گیا
کیونکہ اب دو ہی فرقہ رہ گیا ہے ایک خارجی دوسرا شیعہ۔ تو بڑی بات ہوئی کہ منافقون کی گروہ کا
خاتمہ ہوا اب صرف کفر ہے یا اسلام۔

اگر مرزائیون کو اسپر نازش ہے تو آریہ اس سے زیادہ فخر کر سکتے ہین کہ نو آریہ نے صرف شیعہ سنی
ہی کا جھگڑا نہین موقوف کیا مقلد و غیر مقلد ہی کا نہین خاتمہ کیا۔ بلکہ اسلام اور اسلام کے
جملہ ارکان مذہبی کو خیرباد کہا نہ روزہ ہے نہ نماز نہ حج ہے نہ زکوۃ نہ محرم ہے نہ شبرات۔ بلکہ صرف
گیان ہے اور سوسائٹی کی خدمت۔

محمد جعفر

بہ تمامہ مبلغ ارسال رضا محصول ڈاک وپیکنگ وغیرہ معاف صرف کتاب روانہ ہو ملحظ
قیمت پر نہ ہو گی رعایت وغیرہ

لمعۃ الضیا فی العمدۃ من اخبار الرضا

یعنی

مکمل سوانح عمری حضرت امام رضا علیہ السلام بزبان اردو

ایک مشہور مقولہ ہے کہ نصیحت سے مثال زیادہ موثر ہوتی ہے پس حضرت امام ضامن ثامن علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گرانقدر سوانحعمری وسیرت متبرکہ سے بڑھکر کافہ اہل اسلام کیلئے بالعموم اور محبان آل اطہار کیلئے بالخصوص اور کونسی کتاب اخلاق آموز صفات حسنہ وخصائل برگزیدہ کی رہبر اندازبے بہا کا خزانہ۔ اور نصائح گرانمایہ کا گنجینہ ثابت ہو سکتی ہے اہل اسلام ومومنین جبتک بزرگان دین وائمہ طاہرین کے نقش قدم پر نہ چلینگے ہرگز ترقی نہیں کر سکتے اسلاف کی ترقی کا یہی راز تھا کہ انہوں نے اصول مذہب سے کبھی انحراف نہیں کیا حضرت امام رضا علیہ التحیۃ والثنا کی لاالف اسوجہ سے خصوصیت دلچسپ ہے کہ حضرت کو مامون الرشید نے جبکہ خلافت عباسیہ بغداد میں شباب پر تھی اپنا ولیعہد مقرر کیا اگر حضرت ایک طرف مذہبی پہلو سے واجب الاطاعت امام تھے تو دنیادی پہلو سے ایک وسیع اور مہتم بالشان سلطنت کے وارث تاج وتگین تھے آنحضرت کی سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دین ودنیا کسطرح دوش بدوش رکھی جا سکتی ہیں غرضکہ یہ دلکش نتیجہ خیز مفید وسودمند صحیفہ شائقین ومومنین با تمکین کے مطالعہ کے قابل ہے جسکے پڑھنے سے آنکھوں کو نور دلکو سرور حاصل ہوتا ہے جناب مولوی سید مظہر حسین صاحب قبلہ مصنف تہذیب المتین وکشف الحقائق نے سالہا سال کی محنت وکاوش سے یہ کتاب مستطاب تصنیف فرمائی ہے۔ کاغذ خط چھپائی خوشنما قابل تعریف قیمت بغرض افادہ مومنین صرف عیصر

تفریح الشیعہ یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے جسمیں لطیف ترین مضامین مختلف تواریخوں علما کی سوانحعمری سے انتخاب کرکے جمع کردئے ہیں تفریح میں تلقین مقصود ہے ظریفوں کی ظرافتیں۔ علما کے دلچسپ مناظرے لطیف روائتیں اور دلپذیر حکایتیں جناب علی مرتضی کے علم لدنی کے نمونے اور باقی ائمہ طاہرین کے فسانے درج ہیں۔ قیمت صرف ۶ر

النار الحمیم بزبان اردو۔ اس رسالہ میں قریباً تمام وہ اعتراضات جو حضرات اہل سنت کی طرفسے دربارہ کمی وبیشی قرآن مذہب حقہ امامیہ پر ہوا کرتے ہیں عقلی ونقلی دلائل سے محققانہ طور پر رد کئے گئے ہیں نیز جامع قرآن کے قرآن سے سلوک انہی کی کتب سے ثابت ہو قیمت ۲ر

رسالہ نظریہ اسمیں حضرات اہل سنت کی معتبر کتب سے چند زبردست سوالوں کے جواب مثل (۱) ابو طالب کا ایمان (۲) خلیفہ ثالث کے لقب ذوالنورین کی کیفیت وغیرہ دئے ہیں۔ قیمت ۳ر

اعجاز جعفری حضرت امام جعفر صادق کے معجزات منظم میں درج ہیں لطف یہ کہ پہلا معجزہ ایک شعر میں دوسرا دو میں علی ہذا اس ترتیب سے قیمت ۲ر

ریویو الفاروق۔ کتاب الفاروق پر محققانہ ریمارکس قابل دید قیمت صرف ۱ر

خلفائے ثلثہ کا ایمان۔ ایک محقق فاضل سابق سنی المذہب کی تحقیق کا نتیجہ قیمت صرف ۱ر

رسالہ ازالہ اشتباہ۔ یہ رسالہ ایک عام غلط فہمی کو دور کرنیکے واسطے جو شیعوں کی نسبت کیجاتی ہے۔ کہ وہ اصحاب رسول کو سب کرتے ہیں تالیف کیا گیا۔ اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرقہ شیعہ میں سب کرنا جائز نہیں ہے۔ قیمت ۲ر

تمام درخواستیں بنام سید مہدی حسین ترمذی مالک ومہتمم امامیہ کتب خانہ لاہور آنی چاہئیں۔


اردو ترجمہ قرآن مجید
مطابق روایات معصومین علیہم السلام
از مستفادات
عالی جناب معلی القاب دقیقہ شناس رموز
قرآنی متکلم و مناظر لاثانی جناب مولوی حکیم
مقبول احمد صاحب دہلوی دام
ظلہ العالی
ترجمہ نہایت فصیح
سلیس
با محاورہ

سابق رہنمائین منسوخ

فہرست کتب موجودہ دفتر اصلاح

اس دفتر کے خصوصیات سے یہ ہے کہ کتابین جدید التصنیف ہوتی ہین جنکی اس زمانہ مین سخت ضرورت ہے لہذا اس زمانہ کے مناسب تصنیفین ہین جنکے مضامین نہ آپکو کتب قدیمہ مین مل سکتے ہین نہ علماء متاخرین کی تصنیفات مین کیونکہ وہ زمانہ ان کے اضافہ سے خالی تھا۔

مناظرہ امجدیہ حصہ اول جسمین آیات واحادیث رسول اللہ وصحابہ سے حضرت عائشہ سے لعن کرنا معویہ پر ثابت کیا گیا ہے صفحہ ۱۵۰ — ۱۲

مناظرہ امجدیہ حصہ دوم جسمین معویہ کے تفصیلی حالات سے بحث لکھی ہے مع مصالحہ جناب امام حسن نہایت ہی جدید اور نادر تصنیف ہے۔ صفحہ ۳۲۹ — ۶

جواب شرر بجواب ناول حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام جو مسٹر شرر نے لکھا اور تمام مسلمانونکے دل کو زخمی کیا اوسکا محققانہ جواب جسمین علماء اہلسنت کا لاکھون روپیہ خرچ ہوا بیان ہے نہایت تفصیل و تحقیق سے درج ہے بہت کم نسخے رہ گئے ہین

تنقید بخاری حصہ اول و دوم۔ اس کتاب مین بار بسم اللہ سے صحیح بخاری کی پوری عبارت لکھی جاتی ہے پہر اوسکا ترجمہ پھر اوسکی شرح پہر جسقدر علماء اہلسنت نے اوسپر اعتراضات کئے وہ سب لکھے جاتے ہین اور پھر تحقیقات کی جاتی ہے جس سے حدیث صحیح اور وضعی سب علحدہ ہو جاتی ہے۔ دو حصہ طیار ہو چکا ہے تیسرا حصہ اصلاح کے ساتھ شایع ہو رہا ہے۔

رسالہ وضو۔ تاریخ الاذان۔ الجمرہ۔ ارسال الیدین

ان چار رسالون سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ سنت رسول اللہ پر عامل صرف یہی فرقہ شیعہ ہے کیونکہ باقی کل مذاہب خلاف حکم رسول اللہ عمل کرتے ہین۔

مقدمہ شرح نہج البلاغۃ — ۱۲

دفع الوثوق من نکاح الفاروق — ۱۰

تصحیح تاریخ — ۱۲

عقل و تہذیب اہل حدیث — ۸

یہ کتابین وہ ہین جن سے حق اسطرح واضح ہوتا ہے کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے۔

اصلاح۔ کی ابتدائی جلدین تو نہین رہین مگر حسب ذیل جلدین موجود ہین جسمین بعض نمبر کم ہین مگر آیندہ انکا ملنا بھی محال ہوگا۔

اصلاح جلد ۷۔ جلد ۸۔ جلد ۹۔ جلد ۱۰۔ جلد ۱۱ جلد ۱۲

الشمس۔ جلد اول ۶ و دوم ۶ و سوم ۶ و چہارم مع ضمیمہ ۶

اسکے بہت کم نسخے رہ گئے ہین۔ اگر جلد نہ منگایا تو پھر ملنا مشکل ہے۔ الشمس نے دنیا مین وہ کام کیا جو آجتک کسی سے نہو سکا کیونکہ ایک طرف مسئلہ تحریف قرآن مین مخالفین کو ایسا خاموش کیا کہ زندہ درگور ہو رہے ہین۔ دوسری طرف آیات بینات کا جواب کشف الظلمات مین اس تحقیقات سے دیا ہے کہ تمام عالم منصف اقرار کرتا ہے کہ یہ مضامین نہ آجتک دیکھے تھے نہ سنے۔ تیسری طرف مرزا کی خلافت راشدہ کا جواب دیا اور اس کا اسطرح حل کر دیا ہے کہ تمام مرزائی باوصف اسقدر شور و خروش کے ساکت ہیں۔